DEDICATED

TO

HIS GRACE THE DUKE OF ARGYLL

BY

THE SCIENTIFIC SOCIETY.

اس کتاب کو

بنام نامي

جناب ہزگریس ڈیوک آف آرگائیل

کے

سین ٹیفک سوسئیٹي نے معزز کیا

شکریہ

سٹن تیفک سوسئٹی نہایت شکر ادا کرتي هی اپنے دو ممبروں بابو رام کالي چودھري صاحب منصف بلیا ضلع غازي پور اور راے شنکرداس صاحب منصف امروهه ضلع مرادآباد کا که اِن دو صاحبوں نے اپنے بے بہا وقت کو اس کتاب کے پچاس پچاس صفحه ترجمه کرنے میں صرف کیا اور روحاني اور جسماني محنت اُٹھانے سے سوسیئٹي کو اپنا ممنون کیا *

سید احمد

سکرٹر سیں تیفک سوسئٹي

۲۳ دسمبر سنه ۱۸۶۵ع

فہرست مضامین رسالہ علم انتظام مدن

مضمون | صفحہ

تقسیم دولت کا بیان

مضمون — صفحہ

مضمون | صفحه

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۲۲	معوصہ	معوضہ
از ۲۴ تا ۳۸		قسب	مالب
۲۶	۶	وصول	حصول
۳۵	۲۶	حاجات ہوئی	حاجاتی
۶۶	۱۲	تواصم	تواضع
۱۱۷	۹	مرنب	مرتب
۱۳۹	۲۱	یارم	یارن
۱۵۲	۶	حاس	خاص
۲۱۳	۵	ہوئی	ہوا
۲۱۷	۱۸	منصب	منصب
۲۴۳	۲۲	ملک	مالک
۲۵۷	۱	روپئے	دھیرہ

رسالہ ء

تعریف

طالبان دولت کو یہہ مژدہ سنایا جاتا ہی کہ اس رسالہ میں بہت مختصر بیان اُس علم فیض آمود کا ہی کہ بدولت اسکے دولت کے خواص و آثار اور اُسکی تحصیل اور تقسیم کے طریقے معلوم ہوتے ہیں اور وہ علم گرامی بنام علم انتظام مدن نامی گرامی ہی اور یہہ بات واضح ہو کہ اکثر لوگوں نے اس لفظ کے بہت وسیع معنی اختیار کئیے ہیں چنانچہ اگلے وقتوں میں جن مصنفوں نے کچھہ کچھہ اصول اس علم کے بیان کئیے تو اُنھوں نے اس علم کی مراد بیان کرنے میں صرف تحصیل و تقسیم دولت کے طریقوں ہی پر اکتفا نکی بلکہ سیاست مدنیہ کو بھی داخل کیا مرسٹر ڈی لا ریوائنڈری صاحب نے ایک رسالہ تالیف کیا اور نام اُسکا قدرتی انتظام خلایق رکھا اور یہہ اُسمیں بیان کیا کہ یہہ رسالہ اسی انتظام عام کے بیان میں ہی کہ وہ اُن ضروری عیش و آرام کا ذریعہ ہی جو دنیا میں ممکن الحصول ہیں اور سر جیمس سٹورٹ صاحب تعریف اس علم کی اسطرح بیان کرتے ہیں کہ بڑا مقصود اُسکا یہہ ہی کہ تمام لوگوں کو کھانے کمانے کے رنگ ڈھنگ اچھی طرح معلوم ہو جاویں اور جو امور اُنکے مانع مزاحم ہووں وہ رفع دفع کئیے جاوین اور مختلف حاجتوں کے لئیے ضروری ضروری سامان مہیا ہووین اور اِس زمانہ کے یورپ کے مورخ بھی اِس علم کے مقصد کو ایسا ہی وسیع سمجھتے ہیں چنانچہ سٹارک صاحب فرماتے ہیں کہ علم انتظام مدن اُن اصول و قواعد کا علم ہی کہ اُنکے ذریعہ سے اخلاق وعادات کی تبدیل اور مال و دولت کی ترقی ہوتی ہی اور سسمانڈی صاحب کہتے ہیں کہ غایت و مقصود اس علم کا انسان کی

بھلائی کے وہ مرتبے اور فائدے ہیں جو بطفیل حکومت حاصل ہوتی ہ
اور سے صاحب یہہ لکھتے ہیں کہ انتظام مدن انتظام خلائق کو کہتے ہ
اور یہہ وہ علم ہی جس میں امور قدرت اور خلایق کے مختلف گروہ
کے کاموں کی تحقیقوں کے سبب شامل ہوتے ہیں زمانہ حال کے انگریز
مورخوں کا یہہ حال ہی کہ وہ اقرار اسباب کا عموماً کرتی ہیں کہ ہم اپنی
توجہہ کو صرف دولت کے بیان پر محدود رکھینگے مگر باوصف اسکے
مشہور مشہور مورخوں نے کام اپنا چھوڑ کر حد سے پاؤں نکالے اور بیگا
کاموں میں ہاتھہ ڈالا یعنی عام میں یا منتظم کے کام میں دست انداز
کی چنانچہ مکلک صاحب نے تعریف اسکی یہہ فرمائی کہ علم انتظ
مدن اُن قوانین کا علم ہی جنکے ذریعہ سے ان چیزوں کے حاصل کر
اور جمع کرنے اور تقسیم اور خرچ کرنے کے ڈھنگ ٹھیک ہوتے ہیں ج
آدمی کو بالضرور مفید اور اُسکی طبیعت کو اور مبادا
اور معاوضہ کی صلاحیت اُنمیں پائی جاتی ہی اور بعد اُسکے یہہ زیادہ ک
کہ حقیقی مقصود اِس علم کا تعلیم اُن وسیلوں کی ہی کہ اُنکے وسیلہ سے
آدمی کی محنت اُس قابل ہو جاتی ہی کہ بہت سی دولت اُس سے
حاصل ہووے اور وہ صورتیں جو دولت کو جمع کریں اور وہ قرینے ج
تقسیم دولت کے لئے قرار پاویں اور وہ طریقے جو عمل درآمد کے لئے کما
کفایت سے ممکن ہوں بخوبی تحقیق ہو جاتے ہیں *

علم انتظام مدن کا محدود ہونا

واضح ہو کہ وہ فائدے جو اِس متصور ہیں
بیاں اُنکا بخوبی ممکن نہیں اور اسطرح ان تحقیقوں کی
بھی آساں نہیں اور اصل یہہ ہی کہ اگر اِس علم کے عام مرتبوں پر لحاظ
کیا جاوے تو قواعد اخلاق و حکومت اور قوانین دیوانی و فوجداری بھی
اُن تحقیقوں میں داخل ہیں اور اگر خاص مرتبوں پر نظر کیجاوے تو
علم اُن باتوں کا تحقیقات مذکور میں منحصر ہی جو اُس خاص گروہ
کے باہمی معاملات سے علاقہ رکھتی ہیں جنکے حالات پر اس علم کے
محقق کو بحث کرنی مقصود ہو اور ہمیں واثق ہی کہ بیاں اُن وسیع
تحقیقوں کا ایک چھوٹے رسالہ میں اور ایک آدمی کی سمجھہ بوجھہ سے

محال و متعذر ھی اور یہہ بھي نہیں ھی کہ اپني اور اپنے طالب علموں کي توجہہ کو اگر دولت کے خواص اور اسکي تحصیل و تقسیم کے طریقوں پر محصور کریں تو ھماری کتاب بہت صاف اور کامل اور صیحت آمیز ھوگي نہ بسبب اُسکے کہ ھم اُن بڑے بڑے میدانوں میں جو بہت کم محدود و معین ھیں اگرچہ بجاے خود دلچسپ اور بڑي منزلت کے ھیں اور اس علم کے تنگ راستہ کے چاروں طرف محیط ھیں دوڑ دھوپ کریں واضح ھو کہ اگرچہ ایسے ایسے سوال کہ مال و دولت کا قبضہ کہاں تک اور کن کن صورتوں میں اُسکي قابض یا اُس بڑي گروہ کے حق میں جسکا وہ ایک رکن ھی مفید یا مضر ھی اور ھر مختلف گروہ میں دولت کي کسي تقسیم خواھش کي قابل ھی اور وہ کیا وسیلے ھیں جنکے ذریعہ سے وہ تقسیم کسي ملک میں آسان ھو سکتي ھی بہت دلچسپ اور مشکل ھیں لیکن جن معنوں میں کہ علم انتظام مدن مستعمل ھے ان روے اُن معنوں کے وہ سوال اس علم سے اس سے زیادہ تعلق نہیں رکھتے جیسا کہ جہاز رانی کا علم ھیئت سے تعلق رکھتا ھی اگرچہ ان سوالوں کے حل میں وہ اصول ضروري ھیں جو علم انتظام مدن سے حاصل ھوتي ھیں مگر وہ اصول ایسے کامل نہیں کہ سوالات کے حل کے لیئے وھي کافي وافي ھوں اور نا حل سوالات کے لیئے شروط ضروریہ ھوویں اور حقیقت یہہ ھی کہ جو ایسي چھان بین کرتا ھی وہ علم ایجاد قوانین کے دریاے زخار میں پیرتا ھی اور یہہ علم ایجاد قوانین ایسا ھی کہ اگرچہ اُسمیں انتظام مدن کے اصول و قاعدوں کي حاجت پڑتي ھی مگر وہ اپنے مضمون اور نتیجوں اور مرتبوں کی رو سے انتظام مدن سے اختلاف رکھتا ھی اسلیئے کہ تحصیل اور تقسیم دولت کي علم ایجاد قوانین کا منشاء نہیں بلکہ ایجاد قوانین کا مقصود صرف آدمي کي بھلائي ھی اور علم ایجاد قوانین کے مرتبی اُن مختلف حالتوں سے نکالے جاتے ھیں جو کمال قوي گواھوں سے ثبوت کو پہنچتي ھیں اور اُن حالتوں میں ایسے ایسے نتیجوں کو حاتا ھی جنکي تحقیق و صحت پر یقین واثق سے وھم و گمان تک سہ لیجاتي ھی اور جو آدمي کہ توضیح اس علم کي کرتا ھی اُسکو صرف یہي قابلیت نہیں ھوتي کہ وہ عام حصوں کي تشریح کرے بلکہ اصلی تحریروں کاموں کي ترجیح یا تردید کي قابلیت رکھتا ھی *

برخلاف اُسکے علم انتظام مدن کا عالم وہ مضمون یعنی نظر رکھ
جو خلقت کے اخلاق اور آسایش اور بہبودی سے علاقہ نہیں رکھ
دولت سے متعلق ہوتا ہی اور اُس مولف کے مضمونوں میں ایسی
عام باتیں بھي داخل ہوتي ہیں جو نہایت غور اور تحقیق اور د
صحیح قیاس سے حاصل کیجاتي ہیں اور دلیلوں کے لانے اور بیان
تکلیف اُٹھانے کي حاجت نہیں ہوتي یہاں تک کہ جو آدمي اُنکو
ہی بمساحتہ بول اُٹھتا ہی کہ یہہ باتیں میرے دلمیں تھیں اور میر
جانتا تھا اور جن نتیجوں کا کہ وہ عالم استخراج کرتا ہی وہ بھي ویسے
عام ہوتے ہیں اور اگر تقریر اُسکي صاف اور صحیح ہو تو یہہ نتیجے
ویسے ہي صحیح ہوتے ہیں جیسے کہ اُسکے مضمون واضح ہو کہ جو د
دولت کے خواص و آثار اور اُسکي جمع و تحصیل سے متعلق ہیں وہ
درست اور صحیح ہوتے ہیں اور جو اُسکي تقسیم سے علاقہ رکھتے
اگرچہ بعض بعض ملکوں کے قوانین مخصوصہ کے سبب سے جیسے
غلامي اور † قانون انحصار تجارت اور ‡ قانون پرورش غربا اُن نتیجوں
اختلاف ہونا ممکن ہی مگر باوصف اسکے جو کچھہ کہ ٹھیک ٹھیک
حالات ہیں اُن سے عام قاعدے قرار دئیے جاسکتے ہیں اور جو اختلاف
بعض بعض امور خارجیہ کے سبب سے ہوتے ہیں اُنکا تصفیہ بعد کو کر

---

† لفظ قانون انحصار تجارت انگریزي لفظ مانوپلائي کا ترجمہ ہی جسکے
یہہ ہیں کہ کسي ایک قسم کا تمام اسباب جو کسي ایک شخص یا کئي شخص
اُسکے خرید لینی سے یا گورنمنٹ کي اجازت کے ذریعہ سے اُس اسبا
فروخت ہووے * مثلاً ایسٹ انڈیا کمپني کو ایک زمانہ
ہندوستان کي تجارت کا کل اختیار بذریعہ سند شاہي کے حاصل تھا اور ایک
کا تمام اسباب خرید لینی سے جو خاص خاص اشخاص کل اختیار فروخت
کرلیتي ہیں وہ قانوناً جایز نہیں اور جو کوئي شخص اپني ایجاد یا بنائي
بیچنی کا کل اختیار رکھتا ہی وہ اُسکا قدرتي حق ہی وہ قانوناً مانع
نہیں *

‡ جسکو انگریزي میں پوارلا کہتی ہیں ایک ایسا مقـ
ہی کہ ہي اُس سے واقف ہونا اور اُسکے تمام حالات پر غور
نہایت مفید ہوگا کر اس ق
کا ذکر تتمہ کتاب میں

ہیں مگر یہہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اُس مولف کے نتیجے گو کیسے
ہی عام اور صحیح ہوں مگر وہ مختار اسکا نہیں کہ اپنی طرف سے کوئی
بات عمل در آمد کروانے کے ارادہ سے زیادہ کرے اور حق یہہ ہی کہ عمل
درآمد کروانے کے ارادہ سے کوئی بات اپنی طرف سے بیان کرنی حق اُس مولف
بلکہ حصہ اُس منتظم کا ہی جسنے اُن تمام سببوں کو جو لوگوں کی بھلائی
کو ترقی دینے یا اُسکے مانع اور مزاحم ہوں خوب سمجھہ بوجھہ کر
دریافت کیا ہو اور اسمیں کچھہ شک وشبہہ نہیں کہ یہہ کام اُس حکم
صاحب قیاس کا حق نہیں ہے جسنے اُن سببوں میں سے صرف ایک سبب
کو سوچ بچار کر سمجھا ہو اور گو وہ سبب بہت بڑا سبب ہو علم انتظ
مدن کے مولف کا یہہ کام نہیں کہ عام اصول کیطرف لوگوں کو ترغیب د
یا اُنسے منفر کرے بلکہ اُسکا کام یہہ ہی کہ وہ اُن عام قاعدوں کو بیا
کردے جنسے عملت کرنا مضر ہی مگر یہہ نہیں چاہیئے کہ اصلی انصر
امورات میں اُنکو بطور ایک کامل یا ضروری ہدایت کے سمجھیں اور اس ع
کے ہر مولف کا کام بھی ظاہر ہی یعنے وہ اپنے علم کی بحث میں مصروف
ہوتا ہی کہ اُسمیں تھوڑی سی غفلت یا غلطی سے بہت سا نقصان ہوس
ہی اور اسلیئے اُسکو لازم ہی کہ وہ بطور ایک پینچ کے اپنا کام انجام دے ا
مفلسوں کی ہمدردی اور امیروں اور لالچیوں کی تعرف اور موجودہ قواعد
کے لحاظ و پاس اور بری رسموں کی حمایت اور نامآوری کے ولولوں
مذہب کے تعصب سے اُن باتوں کے لکھنے سے باز رہے جنکو وہ صحیح
سمجھتا ہو اور اُن صحیح باتوں سے ایسے نتیجے نکالنے میں بھی کوتا ہ
نکرے جنکو وہ اپنے نزدیک جائز اور ضروری سمجھتا ہو باقی یہہ بات
ہر معاملہ میں کسقدر اُن نتیجوں پر عمل کرنا واجب و لازم ہی ،
سیاست سے متعلق ہے اور یہہ فن سیاست ایسا ہی کہ منجملہ اُن علم
کے جو اُسکے ممدو معاون ہوتی ہیں علم انتظام مدن بھی ا
ہی اور اُس فن شریف میں ایسی ایسی غرضوں اور مقدموں پر لحا
کرنا ضروری ہی جنمیں دولت کی طمع بھی ایک مقدمہ ہے اور اُسکے اد
ایسے مقصود ہیں کہ اُن کی تحصیل کے واسطے حصول دولت بھی ایک
ادنے وسیلہ ہے *

علم انتظام مدن کو اُن علوم اور فنون سے خلط ملط کرنا جنکا

ممد و معاون هے اُسکي ترقي کا بڑا مانع اور قوي مزاحم هوا هے اور وه
مزاحمت دو طرح پر هوتي هے پهلے يهه که اُس خلط ملط کے باعث
سے لوگوں کے دلمیں بڑے بڑے تعصب پیدا هوے هیں دوسرے یهه که
جو لوگ اس علم پر کچهه لکهتے هیں وه اپنے مقصود اصلي اور اُسکے
تحصیل کے ذریعوں سے ادهر اودهر هو جاتے هیں چنانچه بلحاظ پهلے
امر کے انتظام مدن والوں کي يهه شکايتیں کي جاتي هیں که وه لوگ
دولت کے باب میں ایسے مصروف هوتے هیں که آرام خلائق اور
مکارم اخلاق سے واسطه اور علاقه نهیں رکهتے اگرچه جي چاهتا هے که يهه
شکايت کسي معقول اصل پر مبني هوتي مگر عموم شکايت سے يهه سمجها
جاتا هے که کام انتظام مدن والوں کا صرف یهي نهیں که اصول کا بیان کیا
کریں بلکه اصلي تجویزوں کي سرنجام دهي اُنهیں کا کام هے ورنه اور کسي
وجهه سے یهه الزام اُنپر عاید نهیں هوسکتا که وه صرف ایک هي طرف
متوجهه هیں کسي شخص کا یهه مقدور نهیں که فن سپهه گري کے مصنف
کو یهه دهبا لگاوے که اُسنے صرف سپهه گري کي باتوں کو کیوں بیان کیا
یا اُسکي کمال توجهه سے یهه نتیجه نکالے که مقصود اُسکا یهه هے که قضیے
قضاے همیشه کے لیئے باقي رهیں لیکن یهه تسلیم کرنا چاهیئے که جو
مصنف یهه امر بیان کرے که فلاں طور و طریقه اور چال چلن سے دولت
هاتهه آتي هے اور پهر اُسکي پیروي کرنے کي لوگوں کو رغبت دلاوے تو وه
ضرور اس بیهودگي کا ملزم هوگا که وه آسایش اور تحصیل دولت کو برابر
سمجهتا هے لیکن ، اگر وه صرف تحصیل دولت پر اپني توجهه منحصر رکهے
تو یهه غلطي اُس سے هوگي مگر آسایش اور تحصیل دولت کو خلط ملط
کردینے سے یهه غلطي البته هو جاتي هے اور اگر کوئي مصنف ا،
غلطي سے باز رهے اور پهر اپنے جي کو جسقدر چاهے اپنے مضمون خاص سے
لگائے رکهے تو اُوتنا هي زیاده اُس مضمون کي حدود کو

یهه که انتظام مدن والے علم انتظام کو اُن فنوں اور علوم کے
ساتهه ملانے جلانے سے جهکا وه ممد و مع   کبهي کبهي ایسے
دهوکه میں   بهت طول طویل اور ایسي بیهوده
تحقیقاتیں   کوئي عمل نتیجه حاصل نهیں هوتا
اور بعض بعد   هم مطلبوں پ   ایسے وسیلوں

سے کرتے ہیں کہ وہ وسیلے اُن کے مقاصد کے لیئے کافي و مناسب نہیں ہوے
اس علم کے مقاصد کو جو بہت سے مصنف بہت وسیع اور بڑا سمجھتے
ہیں ہم کو اُنکي اُسي بلند نظري سے جس کے سبب وہ بہت سے واقعات
کو بطور تجربہ جمع کرتے ہیں اُن کي اس غلطي کو منسوب کرنا چاہیئے
کہ وہ موجودہ حالتوں سے بدوں فکر اور تقریر صحیح کے نتیجہ نکالنے کے
بدلے ادھر اودھر کے بہت سے واقعات کے جمع کرنے کے درپے ہوتے ہیں
یہہ بات ہمیشہ سمجھي جاتي ہے کہ انتظام مدن ایک علم واقعات اور
تجربوںکا ہے اور اگرچہ استعمال اس علم کا بھي مثل استعمال اور علموں کے
اسباب کا تقاضا کرتا ہے کہ بہت سے واقعات بھي جمع کیئے جاویں اور اُنکا
امتحان کیا جاوے مثلاً جو واقعات کہ قوانین پرورش غربا کي ترمیم اور
ملک چین سے اجراے تجارت کے واسطے بطور لوازمات کے جمع
کیئے گئے اُن سے ایسي بڑي دو جلدیں ہوئیں کہ اگر اُن تمام رسالوں کو
جو انتظام مدن میں لکھے گئے ہیں جمع کیا جاوے تو اُنکے نصف سے بھي
کم ہو مگر وہ باتیں جو انتظام مدن کے قانونوں کي اصل و بنیاد ہیں
دو چار حرفوں بلکہ دس بیس لفظوں میں بیان ہوسکتي ہیں مگر اُن
باتوں کا پورا پورا ادا کرنا اور اُنسے ٹھیک ٹھیک نتیجے نکالنا بہت بڑا کام ہے
باعث اُسکا یہہ ہوسکتا ہے کہ باوجود اس محنت و مشقت کے جو اس
فن شریف کي تحصیل و تکمیل میں اُٹھائي گئي ہے ہنوز وہ ناتمام ہے *

اور کچھہ دشواري کي یہہ بھي وجہہ ہے کہ جن مطلبوں کي تحقیق
اس علم میں کیجاتي ہے وہ ایسي پیچیدہ اور باریک ہیں کہ اُن کے لیئے
اُسکي اصطلاحوں کو عام فہم کرنا پڑتا ہے یہاں تک کہ اگر تمام اُن چیزوںکا
بیان کیا جاوے جو لفظ دولت سے مراد ہوتي ہیں بلکہ اگر اُن تمام
چیزوںکا بھي جو اُس سے دوسرے درجہ کے لفظ سرمایہ سے تعبیر کي جاتي
ہیں تو اسمیں کچھہ شک نہیں کہ ایک دفتر بن جاوے علاوہ اِسکے اُس
دشواري کا سبب یہہ بھي ہوتا ہے کہ اصطلاحوں کي تسہیل کے واسطے
جن جن لفظوں کا استعمال ہوتا ہے وہ اُس معمولي زبان سے لیے پڑتے
ہیں جسمیں وہ لفظ ایسے معنوں میں مستعمل ہوتے ہیں کہ علمي مطلبوں
کے واسطے یا تو بہت وسیع پر معنے ہوتے ہیں یا نہایت تنگ طور باریک
اور سمجھہ نہیں آتا ہے کہ مؤلف اور پڑھنے والے ایسے ایسے خیالوں

میں جاپڑے ہیں جنکا خارج کرنا مقصود ہوتا ہی یا ایسے ایسے مضمون سے الگ ہوجاتے ہیں جنکا تعلیم و تعلم بدرجہ کمال مد نظر ہوتا ہی مثلاً معمولي زبان میں لفظ سرمایہ کے معنے کبھي ایسے لئے جاتے ہیں کہ ہرقسم کي دولت اُس سے مفہوم ہوتي ہے اور کبھي ایسے معنے لیئے جاتے ہیں کہ وہ صرف روپیہ سے تعلق رکھتی ہیں *

انتظام مدن کے مولف اگر یہہ بات سمجھیے کہ غور و فکر اور ادراک حالات کي نسبت حصہ اس علم کا تقریر و بیان پر زیادہ ہی اور صرف مطلبوں کي چھان بین میں بڑي مشکل پیش نہیں اتي بلکہ استعمال اصطلاحوں کا نہایت دشوار ہی تو اسمیں کچھہ شک نہیں کہ پہلے اُن لوگوں نے عمدہ عمدہ اصطلاحوں کے انتخاب اور تعین اور استعمال میں کمال کوشش کي ہوتي مگر حقیقت یہہ ہی کہ کسیے نہیں کي اب بہت تھوڑے عرصہ سے کچھہ توجہہ کي جاتي ہی اور جو کتاب کہ تمام قوموں کے دولت کے مشہور ومعروف ہے اُس کتاب میں بھي اصطلاحوں کي شرح بالکل نہیں زمانہ حال کے اکثر فرانسیسي مورخوں اور کچھہ تھوڑے انگریزي مولفوں نے صرف تشریح اصطلاحات سے غفلت نہیں برتي بلکہ استعمال اصطلاحات سے بھي صریح اجتناب کیا اور رکارڈو صاحب کي انگریزي کتاب مسمی اصول انتظام جو فی زمانہا مشہور و معروف ہے وہ کتاب ایسے ایسے لفظوں کے استعمال سے خفیف ہوگئے جنکے معنے باوجودیکہ معمولي استعمال سے اور نیز اور مورخوں کے معمولي لفظوں کے استعمال سے مختلف لیئے گئے ہیں اُسپر بھي اُن لفظوں کے معنوں کي کچھہ تشریح نہیں کي گئي اور اُن کے کچھہ اور کبھي کچھہ لئیے ہیں جس سے پڑھنےوالے کو حیرانی و پریشاني ہوتي ہی یہانتک کہ انہیں لفظوں سے اکثر خود وہ مشہور مصنف غلطي میں پڑے ہیں مگر اُنہوں نے جو نئے نئے لفظ بنائے اُنکي کچھہ شکایت نہیں اسلیئے کہ علمي مطلبوں کے ادا کرنے میں نئے نئے لفظوں کے بنانیے کي ضرورت پڑتي ہی

بھي لاچار ہوکر انوکھے لفظ تراشنیگے ہاں مجھہ شکایت ضرور ہی کہ ایسي ایجاد اُنکي جسکہ لفظ لاگت کي جگہہ لفظ قیمت کا برتا گیا کچھہ ضرور نہ تھي علاوہ اسکے اُنہوں نے اس ایجاد کی کوئی اطلاع بھي پڑھنے والوں کو نہیں کے اور ایسا ہي جہاں کو مختصب

کي احرف کی ساتھہ استعمال کیا تو کبھي وہ معنے اختیار کیئے جو نہایت عام پسند ھیں یعني تعداد اور کبھي وہ انوکھے معنے لئیے جو اُنھوں نے خود مقرر کیئے یعنے مناسبت سے مراد رکھي *

جو باتیں کہ ھمنے بیان کیں اُنسے صرف یہي غرض نہیں کہ علم انتظام مدن کو جو ابتک بہت کم ترقي ھوئي اُسکا باعث واضح ھووے اور جن وسیلوں سے جلد ترقي اُسکي منصور ھی وہ ظاھر و باھر ھوجاویں بلکہ یہہ بھي غرض ھی کہ پڑھنے والے اس کتاب کي اصلیت سے واقف ھوجاویں چنانچہ اس کتاب میں بہت سے ایسے مباحثے پاے جاوینگے جو چند مشہور لفظوں کے نہایت عمدہ استعمال پر ھوئے ھیں اگرچہ اُن کو دلچسپ کرنا ممکن نہیں مگر یہہ توقع ھی کہ وہ اُنکو بڑے بڑے باریک مسئلوں پر متوجہہ کرینگے اور نہایت نافع ھونگے گو وہ بنسبت اصطلاحوں کي جو ھمنے اختیار کي ھی پسند نہ آوے *

دولت کي ماهيت

لفظ دولت کے معنی

اسبات کے بیان کرنے کے بعد که علم انتظام مدن جس پر بحث کرني
منظور هی وه علم هی که اُسکے ذریعه سے دولت کي ماهیت اور اُسکي
تحصیل و تقسیم کے طریقے دریافت هوتے هیں پهلا کام اپنا یهه هی که اُن
معنوں کي تشریح کریں جن میں لفظ دولت کا مستعمل هی اور اُس
اصطلاح سے هم اُن سب چیزوں کو سمجهتے هیں جو تبدیل و معاوضه کے
قابل هیں اور تعداد اور مقدار وصول اُنکي محدود و معین هي اور اُنکی
وسیله سے بواسطه یا بلا واسطه تکلیفیں زایل اور راحتیں حاصل هوتي هیں
یا یهه تفسیر کیجاوے که دولت سے وه چیزیں مراد هیں که اُسمیں تبدیل و
معاوضه یعني خریدنے اور کرایه پر لینے کي صلاحیت حاصل هووے یا وه
چیزیں جو قدر و قیمت رکهتي هیں اور یهه بهي واضح رهے که لفظ قیمت
کي تفسیر کامل آینده بیان هوگي باقي یهاں صرف اسقدر کهنا کافي هی
که اُس لفظ سے ایک عام پسند معنے سمجهے جاویں یعني معاوضه میں
لینے دینے کي قابلیت رکهنے والي چیزیں *

اجزاء دولت

پهلا جز افاده

منجمله اُن تین وصفوں کے جنکے ذریعه سے هر شی بجاے خود
قیمتدار یا رکن دولت هو جاتي هی افاده وه قوت هی جو بواسطه یا بلا
واسطه راحت جسماني اور نفساني غرضکه هر طرح کي راحت کو پیدا
کرے یا تکلیف جسماني اور نفساني غرضکه هر نوع کي تکلیف کو دور
کرے مگر انگریزي کوئي لفظ ایسا پایا نهیں جاتا که یهه معني ٹهیک

ٹھیک اُس لفظ سے سمجھی جاویں اُردو زبان میں بھی کوئی لفظ ایسا نہیں ہی کہ اُس سے بے تکلف یہہ سب معنے نکلیں البتہ لفظ افادہ کا قریب قریب اِن معنوں پر دلالت کرتا ہی افادہ کی لفظ سے عموماً رفع تکلیف یا بلا واسطہ راحت پہونچانے کا مفہوم سمجھا جاتا ہی مگر جب ہم اُسکو زیادہ تر مرتبہ اطلاق میں تصور کریں تو یہہ لفظ اُن سب چیزوں پر بھی دلالت کر سکتا ہی جن سے بواسطہ راحت پیدا ہووے اگرچہ کوئی شخص یہہ بات کہہ سکتا ہی کہ اس لفظ کے ایسے وسیع معنی لینے تکلف سے خالی نہیں مگر کہا جاوے کہ ہماری زبان میں اور کوئی لفظ ایسا بھی نہیں جو ایسا بھی اِن معنوں پر دلالت کرے اور کچھہ ہماری زبان پر موقوف نہیں ہی بلکہ انگریزی زبان میں بھی جس سے یہہ کتاب ترجمہ ہوئی ہی کوئی ایسا لفظ نہیں ہی جو اِن سب معنوں پر حاوی ہووے لاچار مالتھس صاحب نے بھی اپنی کتاب میں اسطرح پر معنی لینے کو جائز رکھا ہی اور نیز سے صاحب نے فرانسیسی زبان میں بھی باوجود اسکی کہ اُسمیں انوکھی باتوں کی گنجائش نہیں ہی اُسکو رواج دیا ہی چنانچہ اُنہوں نے باعث نہونے کسی دلالت کرنے والی لفظ کے اس مشکل کا حل اسی لفظ کے اختیار کرنے سے کیا ہی اور اس لفظ کا مفہوم ایسا سمجھا ہی کہ وہ ہر ایسی صفت کا نام ہی جسکے طفیل سے کوئی چیز مرغوب ہو جاتی ہی اور بجائے اس لفظ کے جو قابلیت رغبت اور صلاحیت خواہش کی الفاظ پیش کیئے گئی ہیں وہ الفاظ افادہ کی نسبت بھی زیادہ اعتراض کے قابل معلوم ہوتے ہیں *

واضح ہو کہ افادہ جسکی تفسیر بیان کی گئی قسمت کا رُکن اعلی ہی بھلا کوئی شخص ایسا بھی ہوگا کہ اپنی شی مقبوضہ کو جو تھوڑی بہت کچھہ بھی کام کی ہو ایسی چیز کے بدلے دینی پر راضی ہو جو محض نکمی ہووے بلکہ بمعاوضہ چیزوں کا معاوضہ ہر فریق مبادلہ کرنے والی کی جانب سے بالکل برابر ہوگا مگر یہہ بات بھی واضح رہی کہ ہم جن چیزوں کو مفید و نافع کہتی ہیں افادہ اُنکا کوئی صفت ذاتی نہیں اسلیئے کہ افادہ سے صرف اُن چیزوں کا وہ تعلق واضح ہوتا ہی جو انسان کی تکلیفوں سے اور اُنکی راحتوں سے مربوط ہی اور بیشمار سببوں سے جو ہمیشہ ادلتی بدلتی رہتی ہیں خاص خاص چیزوں میں تکلیف و راحت کی قابلیت

پیدا ہوتی ہی جس میں ہمیشہ کمی بیشی ہوتی رہتی ہی اِسلیئے مختلف چیزوں کے افادہ کے عملیوں کو مختلف مختلف لوگوں کی نسبت بہایت مختلف پاتے ہیں پس یہی اختلاف تمام معاوضوں کا باعث ہوتا ہی

دوسرا جزو

تعداد یا مقدار وصول کا محدود ہونا

دوسرا رکن اعظم تعداد یا مقدار وصول کا محدود ہونا ہی اور یہہ اصطلاح اشیاء کی کسی قسم خاص سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ تمام چیزوں سے منوط ومربوط ہی اسلیئے کہ بجاے خود کوئی ایسی چیز نہیں ہی کہ تعداد و مقدار میں بے نہایت اور بے پایاں ہووے مگر اِنتظام مدن کی نظر سے ہر شے کو اُسکی موجودہ حالت میں محدود بے نہایت سمجھنا چاهیئے اِسلیئے کہ ہر شخص اُسمیں سے جس قدر چاہے بذریعہ محنت کی لے سکتا ہی مثلاً سمندر کا پانی جسکہ بحسب ظاہرہم سمجھتے ہیں کہ بہت فراواں و نہایت بے پایاں ہی اور جو شخص اُس تک پہنچے وہ جسقدر چاهے لیوے مگر جب سمندر کا پانی کسی جگہہ لاکر رکھا جاوے تو وہ محدود و معین ہی اور ایسی حالت میں وہ پانی اِسطرح کسیکو نہیں مل سکتا کہ اُسکے حوض پر جاکر کوئی قبضہ کرلے بلکہ اُسکے بدلے کوئی مساوی عوض اُسکا دینا پڑتا ہی اور علیٰ ھذالقیاس جو کچا تانبا سر جان فرینکلن صاحب نے بحر شمالی کے کناروں پر پڑا پایا اِس حالت میں ہم اُسکو بے حد و بے پایاں سمجھہ سکیے ہیں اور ہر شخص اُسمیں سے بقدر اپنی تاب و طاقت کے لیجاسکتا ہی مگر جو ٹکڑا اُسکا کہاں سے نکالا گیا وہ محدود ہوگیا اور قیمت لے آیا اور بہت سی چیزیں ایسی بھی ہیں کہ بعض بعض مطلبوں کے لیئے غیر محدود اور بعض مقصدوں کے واسطے

مثلاً دریا کا پانی کہ تمام خانگی مطلبوں کے
اُس سے بھی بہت زیادہ ہوتا ہے اور یہی باعث ہی
کی اِجازت کا محتاج نہیں ہوتا مگر جو لوگ

وہاں
نہیں ہوتی اور
اِسلیئے
پڑتا ہی *

واضح ہو کہ کفایت شعاري کے واسطے محدوديت تعداد اور مقدار وصول کي اصطلاح میں وہ سبب بھي داخل ہوتے ہیں جنکے ذریعہ سے تعداد و مقدار وصول کو محدوديت حاصل ہوتي ہی چنانچہ دولت کي بعض بعض چيزوں کي تعداد اور مقدار وصول اُن طرحوں کے سبب سے محدود و معین ہوجاتي ہی جنکے روکنی کا کوئي علاج نہیں ہوسکتا مثلاً رفائیل صاحب نے تصویریں بنائي ہیں اور کنوا صاحب نے جو پتھر کي شبیہیں تراشي ہیں اُنکي تعداد کم تو ہوسکتي ہی مگر بڑہ نہیں سکتي اسلیئے کہ وہ دونو بنانے والے مرگئے اور اگرچہ بعض بعض چیزیں ایسي ہیں کہ اُنکي تعداد اور مقدار وصول بڑہ سکتي ہی مگر اسپر بھي حق یہہ ہی کہ اُنکو محدود ہي سمجھنا چاہئیے اور یہہ سمجھہ اسلیئے نہیں کہ وہ بالفعل محدود ہیں بلکہ اُن طرحوں کے سبب سے ہی جو اُنکي ترقي کے مانع و مزاحم ہیں مثلاً آج کل یہہ عالم ہی کہ سونے کي نسبت پینتالیس گني زیادہ چاندي کہاں سے نکالي جاتي ہی مگر اسي قدر اُسکا رواج بھي ملک یورپ میں زیادہ ہی حاصل یہہ کہ انسانوں کي محنت کے ذریعہ سے سونے چاندي کي مقداریں بڑہ سکتي ہیں اور روز روز کي ترقیوں سے وہاں تک پہنچ سکتي ہیں کہ حد اُسکي دریافت نہیں اور جس طرح کے باعث سے وہ مقداریں محدود ہیں وہ صرف انسانوںکي محنت کي کمي ہی کہ وہ اُنکے بڑہانے میں ایسي سعي اور کوشش نہیں کرتے جو ضروري و لابدي ہی مثلاً جسقدر محنت کہ آدھي چھٹانک چاندي کے لیئے درکار ہی سولہ گني اُسکي اُسقدر سونیکے واسطے مطلوب ہی اور اسي سبب سے جس طرح کے باعث سے سونے کي مقدار محدود ہی وہ اُس طرح سے سولہ گنا زیادہ قوي ہی جسکے سبب سے چاندي کي مقدار

اور اسي لیئے ہماري اصطلاح کے موجب چاندي کي نسبت سونے کي مقدار وصول سولہ گني زیادہ محدود ہی اگرچہ یورپ میں جسقدر سونا موجود ہی اُس سے پینتالیس گني زیادہ چاندي موجود ہی علاوہ اِسکے ایک اور مثال بہت واضح ہی کہ کرتے اور کرسیوں کي تعداد انگلستان میں برابر برابر ہی اور ہر ایک کي تعداد انسانوں کي محنت سے بیحد بڑہ سکتي ہی مگر جسقدر محنت کہ ایک کرتي کي تیاري میں صرف

هوتي هی اُس سے نکلي مخصص ایک کرنے کي بناری میں حرچ هوجاتي هے اور اس لئیے جس طرح کے باعث سے کرنوں کي تعداد محدود هی وہ اُس طرح کي نسبت تس مرتبہ زیادہ قوي هے جسکیے سبب سے کرنوں کي تعداد محدود هے اور اسي نظر سے کرنوں کي نسبت کرنوں کي تعداد کوبس کئي زیادہ محدود سمجھیے هیں اگرچہ تعداد هرایک کي بالفعل مساوي هووے حاصل یہہ کہ جب کبھي لفظ تعداد محدود کا اُن چیزوں سے منسوب کریں جنکي مقدار بڑھنیے کے قابل هی تو اُن طرحوں کي بات و طاقت کي مناسبت مراد هوتي هی جو اُن چیزوں کي مقداروں کو محدود کرتے هیں*

تیسرا جز

نقل و انتقال کي صلاحیت

** واضح هو کہ یہہ وصف ایسا هی کہ جس چیز میں یہہ بات پائي جاتي هی وہ دولت کي چیز یا بڑي گراں قیمت هوتي هی اور مراد اس اصطلاح سے یہہ هی کہ جو قوتیں کہ اُس شے میں خوشي دینے والي یا تکلیف دور کرنے والي هووں وہ پوري یا تھوڑي همیشہ کے لیئے یا تھوڑي مدت کے واسطے منتقل هوسکیں اور یہہ بات ظاهر هی کہ اس مطلب کے واسطے خاص قبضہ کي صلاحیت شرط هی اسلیئے کہ جس چیز کے دینے سے انکار نہیں هوسکتا اُسکو دے بھي نہیں سکیے عربي زباں کے عالموں نے اس مطلب کو اسطرح پر ادا کیا هی کہ جسکیے عدم پر اختیار نہیں اُسکے وجود پر بھي اختیار نہیں مگر حصول خوشي کے مخرج اور رفع تکلیف کے منشاء ایسیے بہت کم هیں کہ وہ بالکل خاص قبضہ کے قابل نہوں بلکہ همارے نزدیک کوئي چیز ایسي نہیں کہ وہ خاص قبضہ کے قابل نہو اور بالسبہہ جو جو مثالیں خاص قبضہ کے قابل نہونے کي بناں کي جاتي هیں وہ محض غلط هیں مستر سی صاحب اپنے رسالہ علم انتظام مدن میں یہہ بات لکھیے هیں کہ زمیں هي ایسي قدرتي چیز هی کہ قوت پیداوار اُس میں موجود هی اور وہ قبضہ میں آسکتي هی دریا اور سمندر کا پاني بھي جس سے مچھلیاں هاتھہ آتي هیں اور چکیاں اور کشتیاں چلتي هیں

قوت پیداوار رکھتا ھی اور ھوا بھی ھمکو قوت بخشتی ھی اور سورج گرمی دیتا ھی مگر کوئی آدمی یہہ نہیں کہہ سکتا ھی کہ ھوا اور آفتاب میرے مملوک ھیں اور اُنکی خدمتوں کی اجرت کا میں مستحق ھوں مؤلف کہتا ھے کہ ھرجگہہ کی دھوپ اور ھوا الگ الگ ھی اور اس بات کا بہت لمبی تقریروں سے ثابت کرنا بیفائدہ ھی کہ بعضی بعضی جگہہ تھوڑی ھوا ھوتی ھے اور بعض جگہہ بہت سی ھوا پانی جاتی ھے یا جزیرہ ملول † کی نسبت ملک انگلستان میں اور انگلستان کی نسبت اور گرم ولایتوں میں سورج کی کرنیں بہت پیداواری کا سبب ھوتی ھیں اور جبکہ ھرجگہہ کی زمیں خاص قبضہ کے قابل ھی تو آب و ھوا کی خاصیت بھی جو اُس زمیں سے متعلق ھی خاص قبضہ کے قابل ھونی چاھیئے چنانچہ یہہ سوال کیا جاتا ھی کہ کوت روتی کے انگوروں کی بڑی قیمت کا کیا باعث ھی اور جواب اُسکا یہہ دیا جاتا ھی کہ وھانکے آفتاب کی گرمی باعث ھی اور یہہ بھی پوچھا جاتا ھی کہ اُن مکانوں کے قیمتی ھونے کا کیا سبب ھی جنمیں سے ھائیڈ ‡ کی چراگاھوں کا تماشا نظر آتا ھی اور جواب اُسکا یہہ ھوتا ھی کہ اُن مکانوں کی ھوا کی صفائی کا باعث ھے باقی رھے دریا اور سمندر اُنکی بھی ایسی ھی مثالیں ھیں اور اُن میں بھی یہی بات ثابت ھوسکتی ھی چنانچہ انگلستان کے بہت سے دریاؤں پر بہ سبب اُنکی متساوی سطحہ زمینوں کی خاص قبضہ کی کچھہ کم رغبت نہیں ھی بلکہ وہ اُن زمینوں کی نسبت دولت کی زیادہ باعث ھیں اور جبکہ مسٹر سی صاحب صوبہ لنک شائر میں خود آئی تھے تو اُنہوں نے بچشم خود ملاحظہ کیا ھوگا کہ ھر ندی میں بارش کا ھر انچھہ دستاویز پٹہ اور قبالہ بیع کا مضموں ھوا یعنی لوگوں نے اُسکو خریدا اور سمندر کی خدمتیں اور فائدے بھی خاص قبضہ کے قابل ھیں کہ بعض اوقات گذشتہ لڑائی میں چھہ لاکھہ روپیہ سمندر کے ایک سفر کی اجارت کے واسطے ادا کیا گیا اور علاوہ اُسکے سمندر کے خاص خاص حصوں میں شکار مچھلی کے حقوق و مرافق پر جنگ و صلح کے نقشے جمتے رھتے ھیں *

---

† ملول ایک بڑا جزیرہ ملک آسٹریلیا کے شمالی کنارہ کے قریب اُسی ملک سے متعلق ھی زمین اِسکے آٹھارہ سو میل مربعہ ھی

‡ ھائیڈ انگلستان کے ضلع چسٹر میں ایک شہر ھی جو شہر مینچیسٹر سے ساڑے سات میل مشرق میں مؤلف منسوب ھی •

وہ چیزیں جو انسان ارادہ کي پوري قابلیت نہیں رکھتیں وہ دو
قسموں پر منقسم ہو سکتي ہیں چنانچہ اول قسم میں وہ مادي اشیاء
داخل ہیں جو لذات نفسانیہ سے متعلق ہیں یا خاص خاص حاجتوں
سے مناسبت رکھتي ہیں جیسکہ کوئي شخص ایک مکان عالیشان کا
مالک ہووے اور یہہ فخر اپنا سمجھے کہ وہ مکان اُسکے بزرگوں کا مسکن
تھا یا اس سبب سے اُسکو عزیز رکھتا ہو کہ بچپن سے اُس میں رہا سہا
پالا پوسا گیا ہي یا اُسنے وہ مکان ایسي قطع پر بنایا ہی کہ سوا اُسکے
کسي آدمي کو پسند نہو یا اُسمیں ایسے کمرے بنائے ہوں جو اُسکي عادت
کے علاوہ کسي کي عادت کے مناسب نہوں مگر با وصف اسکے اُس مکان
میں جو گرمي پہنچانے اور پناہ دینے کي قابلیت ہے تو اُسکے خریدار اور
کرایہ دار بھي پیدا ہوسکتے ہیں اگرچہ زر قیمت یا زرکرایہ میں اسلئیے
کمي چاہییں کے کہ گو وہ باتیں مالک کي نظروں میں اچھي اور عمدہ
ہیں مگر اُن کے نزدیک اُنکا اچھاپن ثابت نہیں مثلاً سنت جیمس والا
محل آرام و آسایش سے معمور اور عیش و عشرت سے یہاں تک بھرپور ہے
کہ ایک دولتمند آدمي کے لیئے اچھي ریاست ہوسکتي ہی چنانچہ
کمروں کي قطاریں جو اُسمیں مرتب کي گئیں ہیں ایک شاندار دربار
کے واسطے نہایت مناسب ہیں مگر بادشاہ اور بادشاہي لوگوں کے سوا اور
لوگوں کے نزدیک وہ کمرے کسي کام کے نہیں اور ایسا ہي کوئي شخص
ایلی ورک یا بلنہیم کو بطور کرایہ کے لیوے اور اُن کے مالکوں سے زیادہ
جو ایک عرصہ دراز سے جوکہ اُن مکانوں کے ہیں لطف اُن مکانوں کا
اُٹھا سکتا ہي مگر وہ لطف خاص اُسکو ہرگز نصیب نہیں ہوسکتا جو
بڑے بڑے آدمي مثل پیپي اور چارچل کے اُن مکانوں کے سیر و تماشے
سے اُٹھا سکے ہیں اور بہت سي چیزیں مثل کپڑوں اور مہر چوکي کے
جنکا ارادہ خریداروں کے سوا ہر شخص کي نظر میں بانیں نظر گھٹ
جاتا ہي کہ وہ ایک ہاتھہ سے دوسرے ہاتھہ میں جاتي ہیں جیسے کہ
اگر کوئي ٹوپي یا کوئي مہر گھر میں پہنچي جاوے تو خریدار کو وہ شي
ویسي ہي معلوم ہوگي جیسے کہ اُسکو سوداگر کي دوکان پر دیکھا تھا مگر
باوصف اسکے اگر اُسکي فروخت کا قصد کرے تو صاف اُسکو دریافت ہوگا
کہ تمام دنیا کي نظروںمیں قدر اُسکي گھٹ گئي گویا وہ استعمالي ہوگئي *

اور اُن چیزوں کی دوسری قسم میں جو افادہ کی کامل قابلیت نہیں
رکھتیں اکثر اوصاف بلکہ تمام اوصاف ذاتی ہمارے داخل ہیں اور یہہ
نسبت جن میں استعداد و قابلیت اور کمال فنوں کو منجملہ اشیاء دولت
خیز کے قرار دیا شاید پہلے پہلے عجیب اور دشوار معلوم ہو اور بلاشبہہ بہت
سے علماء علم انتظام مدن کی تعریفوں سے یہہ ترتیب مختلف ہے اسلیئے ہم
بہت خوبی کے ساتھہ اسکی توضیح کرینگے چنانچہ علم اور صحت اور تاب
و طاقت اور علاوہ اُنکے جسم و عقل کی ذاتی اور کسبی قوتیں اسباب دولت
میں سے ٹھیک ایسی معلوم ہوتی ہیں کہ جیسے کسی مکان میں بعض
بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ عوام کے لیئے مفید ہوتی ہیں اور
بعض بعض ایسی ہوتی ہیں کہ وہ خاص مالک مکان کے ذوق شوق سے
علاقہ رکھتی ہیں یہہ چیزیں یعنی جسم و عقل کی قوتیں مقدار حصول
میں محدود ہیں اور نہ نسبت ایلروک یا بلرہم کے قبض و تصرف
کی افادہ راحت اور رفع تکلیف کے معاملہ میں بہت زیادہ موثر
ہیں اور جو فائدے کہ اُنسے حاصل ہوتے ہیں اُنکا ایک حصہ ایسا ہوتا
ہے کہ اُنکے قابض و مالک سے زنہار الگ نہیں ہوتا جیسے کہ تعلق کسی
ملک موروثی کا جو اُسکو کسی مورث یا خاندان کے نام سے خاص ہوتا ہی
منتقل نہیں ہوتا اور دوسرا حصہ جو پہلے حصہ سے اکثر بڑا ہوتا ہی
اسطرح پر نقل و انتقال کے قابل ہی جیسے کہ کسی مکان عالیشان کے
عیش و عشرت یا باغ شاداب کی زیب و زینت منتقل ہوسکتی ہے
چنانچہ جو کچھہ کہ قابل انتقال نہیں وہ وہ سرور سریع الزوال ہے جو کسی
کمال کی مشاقی سے حاصل ہوتا ہی اور وہ طبعی خوشنودی ہی جو
اس خیال سے رہتی ہی کہ فلاں فن میں ہم کامل ہیں اور جو کچھہ کہ
قابل انتقال ہی وہ وہ فیض رسان نتیجے ہیں جو اُس زمانہ میں حاصل
ہوتے ہیں جس میں اُس کمال کو اجرت پر دیا جاتا ہی جیسے کہ اگر
کوئی وکیل قابل میرا مقدمہ لڑاوے تو اُس موقع پر تمام اپنے ذاتی اور
کسبی کمالوں کو منحصر منتقل کریگا اور میری جوابدہی ایسی انصرام
پاوے گی کہ گویا ایک کامل وکیل کی عقل و گویائی میری ہوگئی مگر
جو کچھہ کہ وہ وکیل منتقل نہیں کرسکتا وہ اُسکے طبیعت کی وہ خوشی
ہی جو اُسکو اپنے چستی اور چالاکی کی مشق و مہارت سے حاصل ہی

لیکن اگر وہ میرے لیئے ظفر یاب ہوا تو سرور اُسکا میرے سرور کے مقابلہ میں بہت تہوڑا ہی اور ایسی ہی اگر کوئی مسافر جہاز نشین جہاز والوں کی چابکی چالاکی پر حسد کرے تو وہ لوگ اسبات پر قادر نہیں کہ اُس مسافر کی ذات میں تاب وطاقت یا دلیری بیباکی اپنی منتقل کریں مگر جسقدر کہ یہہ وصف اُن لوگوں کے اُس غریب مسافر کے مطلب کے واسطے وسیلہ ہیں اور جسقدر کہ وہ وصف اُس غریب مسافر کو سرعت طے منازل کے قابل کرتے ہیں اُسقدر وہ غریب ایسی خوبی سے اُن وصفوںکا مزا اُٹھاتا ہی کہ گویا وہ اوصاف اُسکی ذات میں مرکوز ہیں اور غالب یہہ ہی کہ قرول بھی شکار میں اُسی طرح کی خوشی پاتا ہی جیسے کہ وکیل نے کچہری میں پائی اور یہہ سرور اسطرح سے منتقل نہیں ہو سکتا جیسے کہ اُسکے رگ و ریشے مگر جسقدر کہ اُس قرول کی تاب و طاقت اور چابکی چالاکی اور کمال مہارت سواری اُسکو اسبات کے قابل کرتی ہی کہ وہ اپنے آقا کو شکاری کتوں کے قریب رکھے تو اُسقدر اُسکے وہ وصف ایسی خوبی کے ساتھہ خریدے یا اجرت پر لیئے جا سکتے ہیں جیسے کہ زین و لگام اُسکی لے سکتے ہیں دنیا کے بہت سے حصوں میں آدمی بھی خرید کیئے جانیکے قابل ہی جیسے کہ گھوڑے خرید کیئے جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں اُن ملکوں میں غلاموں اور حیوانوں کی قیمت میں فرق اُن اوصاف کے درجوں کے موافق ہوتا ہی جیسے وہ قابل فروخت کے ہوتے ہیں اگر یہہ سوال اگلے وقتوں میں پیش کیا جاتا کہ صفات ذاتیہ بھی دولت کی چیزیں ہیں یا نہیں تو بحث اُسکی صاف اور حل اُسکا آسان ہوتا اور ہر شخص اسبارہ میں یہہ جواب دیتا کہ وصف ذاتی ہی اُسکی تمام قیمت کا باعث ہی آزادوں اور غلاموں کے اوصاف فروخت کے قابل ہیں مگر فرق اسقدر ہے کہ آزاد آدمی ایک معین مدت اور ایک خاص کام کے لیئے خود اپنے تئیں فروخت کرتا ہی اور غلاموں کو اور لوگ فروخت کرتے ہیں اور ہر کام اور ہر وقت یعنی ہمیشہ کے لیئے اُنکی فروخت ہوتی ہی اور دوسرے یہہ کہ غلاموں کے وصف ذاتی آقاؤں کی دولت کا ایک حصہ ہوتے ہیں اور آزادوںکے وصف ذاتی جسقدر کہ وہ مبادلہ کے قابل ہوتے ہیں خود اُنہیں کی دولت کا حصہ ہوتے ہیں اور وہ وصف اُنکی موت ہونے پر اُنکے

ساتھہ جاتے ھیں اور بیماریوں کے سبب سے خراب و تباہ ھوسکتے ھیں یا
اُس ملک کی رسموں کے بدل جانے سے جسکے سبب سے اُنکے اوصاف کی
حاجت برھی بے قدر و قیمت ھو سکتی ھیں مگر اُن امدادوں سے قطع نظر
کرکے وہ وصف ذاتی بڑی دولت ھیں اور اُن ذاتی وصفوں کی مشق و
مہارت سے جو محاصل کہ اِنگلستان میں حاصل ھوتے ھیں وہ اِنگلستان
اور اِسکاٹلینڈ اور ویلز کی زمینوں کے محاصلوں سے بہت زیادہ ھیں *

تعداد و مقدار حصول کا محدود ھونا دولت کا نہایت اعلیٰ جز ھی

واضح ھو کہ مستعملہ افادہ اور قابلیت اِنتقال اور تعداد و مقدار حصول
کے محدودیت جو دولت کے تین رکن ھیں تعداد و مقدار حصول کی
محدودیت سب سے بہت بڑا رکن ھی اور وہ دخل و تصرف اُسکا جو
قیمت اشیاء پر ثابت ھی اُسکی بناء اُن دو اصلوں پر ھی یعنی
مختلف چیزوں کے عشق پر جو آدمی کی اصلی طبیعت ھی اور عز
و امتیاز کی محبت پر جو مقتضائے بشریت ھی زندگی بسر کرنیکو ایسی
دو چار چیزیں جیسے آلو پانی نمک اور دو چار سید ھی سادھے کپڑے
اور ایک پھٹا پرانا کمل اور ٹوٹا سا جھونپڑا اور ایک لوھے کا لوٹا اور تھوڑا سا
ایندھن اِنگلستان کے ملک کی آب و ھوا میں کافی و وافی ھی اور خصوصیت
میں ایرلینڈ کے بہت سے لوگوں کی اوقات ایسی ھی بسر ھوتی ھی اور
گرم ملکوں کے باشندے بہت تھوڑی چیزوں پر قناعت کرتے ھیں مگر کوئی
آدمی ان چیزوں پر جی جان سے راضی نہیں ھوتا چنانچہ پہلا مقصود
اُسکا یہہ ھوتا ھی کہ طرح طرح کی چیزوں سے خوراک اپنی مقرر کرے مگر
یہہ خواھش سواے پوشاک کی خواھش کے اور سب خواھشوں کی
نسبت بہت آسانی سے دب جاتی ھی اگرچہ اول میں بہت زور شور
پر ھوتی ھی چنانچہ دریافت ھوتا ھی کہ اگلے لوگ جب اور باتوں میں
پورے عیاش ھو گئے تو ایک عرصہ دراز تک ایک طرح کے کھانے پینے
پر راضی تھے اور وہ خوراک افراط سے ھوتی نہی اور باوجود اِسکے کہ

آج کل دسترخوانوں کی گوناگونی پر طرح طرح کے ہنگامے برپا ہیں اب بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ اپنے کھانے پینے کو دو چار چیزوں پر منحصر رکھتے ہیں اور اُن لوگوں میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جنکی اشتہا کفایت شعاری کے قابو میں نہیں آسکتی *

علاوہ اُسکے گونا گونی پوشاک دوسری خواہش ہے اور حقیقت یہہ ہی کہ یہہ ایک ایسی لذت ہی کہ وہ اسباب کی مقدم نشانی ہی کہ اُسکے ذریعہ سے ایک قوم وحشی حالتوں سے باہر آتی ہی اور وہ جلد پایہ عالی کو پہنچ جاتی ہی مگر بعد اُسکے جسقدر تربیت کی ترقی ہوتی جاتی ہے اُسقدر ایسی نظروں سے گرتی جاتی ہی کہ نہایت بڑے درجہ کے مرد و عورت دونوں اور خصوص مرد سیدھی سادھی پوشاک پہننے لگتے ہیں *

بعد اُسکے اچھے مکان بنانے اور بڑے بڑے تکلف کرنے اور عمدہ عمدہ شیشہ آلات لگانیکا شوق دامنگیر ہوتا ہی اور یہہ ایسی خواہشیں ہیں کہ جہاں کہیں ظہور اُنکا ہوتا ہی وہ بالکل سیر نہیں ہوتیں اور جسقدر کہ تربیت اور عادت میں ترقی ہوتی ہی اُسقدر شوق و ذوق بڑھتا جاتا ہی چنانچہ ایک معمولی مکان میں جسقدر عیش و عشرت کا سامان ہم آج کل چاہتے ہیں وہ اُس سے بہت زیادہ ہی جو پہلی صدی کے امیروں کو میسر ہوا تھا بلکہ گذشتہ صدی کا بڑا سوداگر اگر اپنے سونے کے کمرے کو بادشاہ ہنری ہشتم کے کمرے سے زیادہ مرتب بناتا تو وہ راضی ہوتا اور تاریخوں سے دریافت ہوا ہی کہ اس بادشاہ عالیجاہ کی خوابگاہ میں ایک پلنگ اور ایک الماری بانسوں کی اور ایک کھلی مندقچہ چوکی اور ایک جوڑا انگیٹھیوں کا اور ایک چھوٹاسا آینہ تھا اور با وصف اِسکے کہ اپنے ہمعصر بادشاہوں میں بڑا روپیئے والا مشہور تھا اور ابھی گمان غالب ہی کہ ہمارے پوتے پڑوتے ہماری آسایشوں کو ناپسند کرینگے اور بعد اُنکے جو لوگ آوینگے وہ اُنکی شکستہ حالی پر ٹھنڈے ٹھنڈے سانس بھریں گے *

یہہ بات واضح ہی کہ ہماری خواہشیں جسقدر کیفیت گوناگونی پر مایل ہوتی ہیں اُسقدر مقدار اور کمیت پر مایل نہیں ہوتی ہیں چنانچہ کسی ایک قسم کی جنس و اسباب سے جو خوشی کہ حاصل

هوتي هی وہ حد معین هي نهیں رکھتي بلکه پہلے اس سے کہ وہ اپني غایت کو پہنچے روز بروز گھتتي جاتي هی اور ایک قسم کي دو چیزوں سے وہ خوشي دوچند نہیں هوتي جو قسم مذکور کي ایک شے سے حاصل هوتي هی اور جسقدر خوشي کہ دو چیزوں سے حاصل هوگي اُسي قسم کي دس چیزوں سے وہ هرگز پچگني نهوگي غرضکه جسقدر افراط سے کوئي چیز هوتي هی اُسقدر وہ لوگ بهي بہت سے هوتے هیں جنکے پاس وہ چیز هوتي هی جو اُسکے ذخیرہ کو بڑھانا نہیں چاهتے یا چاهتے هیں تو بہت تهوڑا چاهتے هیں اور بلحاظ ان لوگوں کے اُس چیز کي آیندہ مقدار حصول کا افادہ بالکل یا قریب اُسکے جاتا رهتا هی غرض کہ وہ چیز اُنکي نظروں میں بے قدر هو جاتي هے اور بقدر اُسکي قلت کے تعداد اُن لوگونکي جنکو احتیاج اُسکي هوتي هی اور مقدار حاجت کي بڑہ جاتي هی اور اُسکا افادہ یعني وہ خوشي بهي جو اُسکي کسي مقدار معین کے حصول سے حاصل هوتي هی زیادہ بڑہ جاتي هی *

اگرچه مختلف چیزوں کي خواهش مضبوط و مستحکم هی مگر بمقابلہ تمناے عز و امتیاز کے بہت ضعیف و خفیف هی اور یہہ ایک ایسي آرزو هی کہ اگر اُسکے عموم و استقلال پر لحاظ کیا جاوے جسکہ تمام لوگوں میں هر زمانہ میں ظہور اُسکا پایا جاتا هے اور لڑکپن سے ساتهہ اپنے آتي هی اور گور تک همراہ رهتي هی تو اُسکو نہایت قوي جذبہ اور شوق عالم انسان کا تصور کریں *

شان و امتیاز کا بڑا مخرج دولتمندي کي کثرت هی اور حق یہہ هی کہ دولتمندي ایک ایسي عزیز چیز هی کہ چهوتے بڑے اُسپر مرتے هیں اور تمام انسان آپ کو اُس تک پہنچنے کے قابل سمجھتے هیں اور اپنے همچشموں میں آپ کو روپئے والا جتانا اور بناو سنوار سے تهیک تهاک رهنا اُن لوگوں کے چال چلن کا مقدم قاعدہ هی جو اصلي حاجتوں کا کهتکا نہیں رکهتے اور حصول شان‌شوکت کے واسطے لوگ ایسي ایسي تکلیفیں اُٹهاتے هیں کہ اُنکے گوارا کرنے پر اُنکو کسي تکلیف کا خوف یا کسي [illegible] کي اُمید آمادہ نکرتي اور اُن تکلیفوں کو غلامان خانہ‌زاد بهي مار [illegible] اندیشوں یا کسي لالچ سے گوارا نکرتے مگر یہہ بات ایسي هی کہ صرف

ظاہر کی تپ تاپ سے حاصل ہوتی ہے چنانچہ † دریاے پکٹولس کے تمام سونے سے اگر اُسمیں استقدر ہوتا کہ گویا || میڈاس اُسمیں ابھی نہا کر گیا ہی اُس شخص کو کچھہ بھی عز و اعتبار نہوتا جو اُس سونے کو اُس میں سے حاصل کرکے دکھا نہ سکتا جو طریقہ کہ اُسکے ذریعہ سے مال و دولت کو دکھا سکیں ہیں وہ صرف ایسی اشیاء مرغوبہ کا قبضہ ہی جو تعداد و مقدار حصول میں محدود ہیں یعنے وہ چیزیں جو کم بہم پہنچتی ہیں مگر یہہ بات یاد رہے کہ قلت حصول انکی مرغوبیت کے لیئے کافی نہیں بلکہ کوئی بات علاوہ اُسکے ایسی بھی چاہیئے کہ وہ اُسکے ذریعہ سے مرغوب ہو جاتی ہیں اور وہ بات ایسی ہووے کہ علاوہ مالک کے اور لوگوں کے نزدیک بھی افادہ اُسکا مظنون ہووے اگرچہ ہر طفل مکتب کی مشق کی کاپی ایسی کمیاب ہی جیسے اور شے عزیزالوجود کمیاب ہوتی ہی مگر جب کہ مدرسہ میں کام اُس سے نکل چکتا ہی تو کوئی بات اُسمیں ایسی نہیں پائی جاتی کہ وہ اُس کے طفیل سے مرغوب خاص و عام ہووے اِسمیں کچھہ شک و شبہہ نہیں کہ وہ یکتا و بے ہمتا

---

† یہہ ایک چھوٹی ندی کوچک اشیا کے ایتےؔ نولیا کے ضلع میں ہی اور دوسرا نام اُسکا بگانی ہی کوہ دولت داغ میں سے نکلکر شہر سارڈس کے مغرب اور شمال مغرب میں بہتی ہے متقدمین میں سونے کے ریتے کے سبب سے مشہور تھی اور سونے کے ریتے کا سبب ایک جھوٹی کہانی کو قرار دیا تھا کہ میڈاس کے نہانے کے باعث سے سونے کا ریتہ اُس میں ہو گیا

|| بطور کہانی کے یہہ بات مشہور ہی کہ یہہ شخص فرجیہ کا بادشاہ اور اور فیس کا شاگرد تھا اور ڈایونیسس کی پرستش کا ترقی دینے والا بڑا دولتمند مگر زنانہ تھا ڈایونیسس جب تھریس سے فرجیہ پر آتا تھا تو اُسکا پیر سیلینس نشہ کی حالت میں رستہ بھول کر میڈاس کے باغ میں آنکلا میڈاس کے آدمی اُسکو پکڑ کر میڈاس کے پاس لے آئے اُسنے اُسکی بہت سی خاطر داری کی اور دس روز تک پاس رکھہ کر اُسکے مرید ڈایونیسس کے پاس پہونچادیا تب اُسنے میڈاس سے کہا کہ جو تو چاہے وہ مانگ اُسنے کہا کہ جس چیز کو میں چھوؤں وہ سونے کی ہوجایا کرے یہہ درخواست اُسکی پذیرا ہوئی جب کھانے پینے کی چیز بھی اُسکے چھونے سے سونے کی ہو جانے لگے تو اُسنے استدعا کی کہ یہہ تاثیر مجھہ سے جاتی رہے تب ڈایونیسس نے اُس سے کہا کہ تو دریاے پکٹولس میں جاکر نہا تو یہہ بات جاتی رہیگی چنانچہ وہ اُسمیں نہایا اور اُسکے نہانے سے تمام ریتہ اُس دریا کا سونے کا ہوگیا *

هی مگر وہ ایک مٹلي کچپلي دھبہ‌دار بیکار تحریر هوتي هی برخلاف اُسکے اگر اُس کتاب کا کوئي قلمي نسخہ جو قوموں کي دولت کے نام سے معروف و مشہور هی هاتھہ آجاوے تو تمام یورپ میں اشتیاق اُسکا پیدا هوگا اور وهاں کے لوگوں کو یہہ خیال پیش نہاد همت هوگا کہ اُس عالي طبع شخص کي طبیعت کے پہلے پہل کے کاموں کي دیکھہ بھال کریں جسکي باثیر تربیت یافتہ خلقت کے بعاد تک باقي رهیگي اور اگر کوئي مورکھہ روپئے والا نمود اور شیخي سے اُسکو خرید کرے تو یہہ مقصود اُسکا جب حاصل هوگا کہ علاوہ ندرت و غرابت کے کوئي اور بات عمدہ اُس میں موجود هووے *

مگر جن سببوں کے وسیلہ سے کوئي شے مرغوب هوتي هی یعنے تعداد و مقدار حصول کے محدود هونے سے ارادہ کي صفت اُسمیں ظہور میں آتي هی وہ سب یہاںتک ضعیف و بے اصل هوتے هیں کہ کوئي چیز اُسسے زیادہ ضعیف و بے اصل متصور نہیں هوتي *

واضح هو کہ الماس ایسي چیز هی کہ وہ سر دست نہایت مرغوب و محبوب هی اور اِسي لئیے ایک مقدار معین اُسکي اور چیزوں کي بڑي بڑي مقداروں سے بدل سکتي هی چنانچہ ایک نارونید جو شاہ ایران کے پاس موجود هی اور جواهر اُسکے چھٹانک بھر سے کچھہ کم هیں لوگ اُسکو دس لاکھہ روپیہ کا بتاتے هیں اور یہہ دس لاکھہ روپیہ تیس هزار انگریزي کمیونکي سالانہ محنت کا عوض هو سکتے هیں اگر روز روز اجناس کے پیدا کرنے میں جو بیچنے کھوچنے کے واسطے پیدا کیجاتي هیں وہ محنت صرف هو تو بعد مجرا کرنے خرچ کے خالص سالانہ آمدني تیس هزار انگریزي کمیوں یا بارہ هزار آدمیوں کے محنت کے حاصل کي برابر هوگي پس اُس نارونید کے مالک کے قبض و تصرف میں وہ تمام چیزیں هو سکتي هیں جو کسي بڑے شہر کے تمام باشندوں کي محنت سے میسر هوویں اور اصل یہہ هے کہ چند ایسے معدني ٹکڑوں کو جو وزن و مقدار میں چھٹانک بھر سے زاید نہیں اور علاوہ قوت باصرہ کے کسي قوت ادراک کو سرور اُسسے حاصل نہیں باوجودیکہ آنکھہ بھي دیکھے دیکھتے تھک جاتي هی هماري توهمات بے ایسي قدر و قیمت عنایت کي هی کہ وہ اُن چیزوں کي قیمت کي برابر سمجھي جاتي هی جنسے تربیت

یافتہ ہزارہا آدمیونکو آرام پہنچتا ہی اور گماں ایسا ہی کہ شاید چمک اور سختی کے باعث سے الماس کو اعتبار و شہرت حاصل ہوئی اور اُن وصفوں کے وسیلہ سے چشم و نظر کو راحت بخشنیے والا اور جسم کو آراستہ کرنیوالا ہوا جس سے اعادہ کی صفت اُسکو حاصل ہوئی مگر آدھی چھٹانک کے وزن کا ہیرا ایک صدی میں اکثرتہ بھی ہاتھہ نہیں لگتا ہی چنانچہ تمام اطراف و جوانب میں اُس وزن و مقدار کے پانچ ہیرے بھی موجود نہیں ہیں غرضکہ ثبوت دولت کے لیئے ایسی شی عزیزالوجود کا جو مقدار حصول میں محدود و معین ہے کافی وافی ہے اور اسلیئے کہ دولتمند ہونیکا شوق انسانوں کو اصلی و طبعی ہی تو ہمیشہ الماس ایسی چیز سمجھا جاویگا کہ اُسکی جمع و تحصیل پر رشک و حسد کے روز شور ہونگے اور جن ہرجوں کے باعث سے مقدار حصول اُسکی محدود ہوتی ہے وہ تھوڑے تھونگی اگر کوئی شخص ہیرے کی کھان دیکھہ پاوے یا ہم آپ کوئلوں سے ہیرے تیار کرنے لگیں تو پھر ہیرے ایسیے بوتے جاویں کہ جیسیے وحشیوں کے گہنے یا بچوں کے کھلونے ہوتے ہیں یہانتک کہ بعض بعض فنوں کے آلات اور مصالحوں میں کام آویں اور ہیروں کے جہاز بھر کر ملک غیر کو روانہ کریں اور عوض اُنکے ہاتھی دانت یا گوند ہواہر سواہر لیکر کام اپنا چلاویں *

قیمت کی تعریف

واضح ہو کہ جو معنی دولت کے ہمنے بیان کیئے یعنی اُس سے وہ کل چیزیں مراد ہیں جو قدر و قیمت رکھتی ہوں تو بحسب اُسکے یہہ بات ضرور متصور ہوئی کہ جن معنوں میں لفظ قیمت کا مستعمل ہی کسیقدر اُسکو تفصیل سے بیان کریں اور خصوص اِس لحاظ پر نہایت ضروری متصور ہوا کہ ایک عرصہ دراز سے لفظ قیمت پر بحث و تکرار کے ہجوم ہوا ہم بیان کرچکے کہ عام معنی قیمت سے وہ صفت مراد ہی جسکی طفیل سے کوئی شی معاوضہ کے قابل ہو جاتی ہی یعنی وہ اجرت و استعارہ پر دی جاوے یا بیع و شرئ اُسکی کیجاوے *

جبکہ کہ قیمت کی تعریف اسطرح بیان کی گئی تو اب یہہ بات واضح ہووے کہ قیمت سے وہ ربط و تعلق مراد ہی جو دو چیزوں کے درمیان میں

هوتا هے اور تهدک تهدک اُس سے وہ تعلق مراد هے جو کسي چیز کي مقدار معین کے بدلے کسي چیز کي مقدار معین حاصل هوسکتي هے اور اسي لئے کسي چیز کي قیمت بدون اسکے بتاني ممکن نهیں که کسي دوسري چیز یا کئي چیزوں سے جنکي رو سے بتخمینه اُسکي قیمت کا منظور هی صراحتاً یا کنایتاً مبادله اُسکا کیا جاوے اور ایساهي بدون اِسکے بهي ممکن نهیں که کسي شے کي مقدار معین کو دوسري شے کي مقدار معین سے مبادله کیا جاوے غرض که قیمت اشیاء کي بدون مبادله باهمي کے دریافت نهیں هوسکتي *

یهه بیان هوچکا که الماس آج کل نهایت مرغوب اور بهت گراں قیمت هی اور مراد اس سے یهه بهي که الماس کے علاوہ کوئي چیز ایسي چیز نهیں که اُسکا مبادله هر جنس سے هوسکے اور بقدر مقدار الماس کے اُسکي مقدار کے عوض میں وہ مقدار هاتهه آوے جو هیرے کي مقدار معین کے عوض میں آسکتي هی اور جب که شاہ ایران کے بازوبند کي قیمت بیان کي گئي تو همنے پهلے سونے کي مقدار بیان کي اور بعد اُسکے اُس انگریزي محبت کي تفصیل قلمبند کي جو اُس بازوبند کے عوض میں حاصل هوسکتي هی اور اگر بیان اُسکي قیمت کا هم پورا پورا کرتے تو صرف اس طرح کرسکتے که دولت کي اور چیزوں کي مقدار جو اُسکي بدله حاصل هوسکتي بلکه الگ الگ شمار کرتے اور جب ایسا شمار کیا جاتا تو تجارت کے معاملوں میں بهت مفید هوتا اسلیئے که اُسکے ذریعه سے صرف الماس کي قیمت اور چیزوں کي مناسبت سے ظاهر نهوتي بلکه تمام چیزوں کي قیمت ایک دوسرے کي مناسبت سے دریافت هوتي چنانچه اگر یهه بات تحقیق کیجاتي که آدہ چهٹانک الماس کا مبادله پندرہ لاکهه ‡ٹن همپٹن کے کوئیلوں یا ایک لاکهه ٹن § اسکسس کے گیهوؤں یا انگریزي جلس کیپ کے دو هزار پانسو ٹن کاغذ سے هوتا هی تو اُسکے وسیله سے یهه دریافت هوجاتا که کوئیلوں اور گیهوں اور کاغذوں کا باهم مبادله اُسي مناسبت سے هوگا جس مناسبت سے که اُسنے هیرہ کا مبادله هوتا هی یعنے کاغذ کے ایک معین وزن کے بدلے چهه گنا کوئیله اور چالیس گنا گیهوں هاتهه آتا هے *

---

‡ ٹن ایک انگریزي وزن کا نام هے جو ۲۸ من کے برابر هوتا هی *

§ یهه انگلستان کے ایک ضلع کا نام *

طلب اور مقدار حصول

جن سببوں سے کہ جنسوں کي داموں قیمت قرار پاتي هي یا جن سببوں کي روسے یہہ امر قرار پاتا هی کہ ایک شے کي قدر معین کے عوض میں دوسري شے کي اتني قدر حاصل هوتي هی وہ سبب دو قسموں پر منقسم هوتي هیں چنانچہ اول وہ قسم هی کہ کوئي چیز اُس سے مقدار وصول میں محدود اور افادہ کي صفت رکھنے والي هوجاتي هی اور دوسري وہ قسم هی کہ جسسے یہہ دونو وصف اُس شے کے دوسري شے سے متعلق هوتے هیں اور هم اپني بول چال کے موافق اُن سببوں کے اثر کوجو کسي جنس کو مفید اور نفع رساں بنادیتي هیں لفظ مانگ یعني طلب سے تعبیر کرتے هیں اور جن عرضوں کي مزاحمت سے کسي شے کي مقدار محدود هو جاتي هے اُنکے مجموعہ کو بلفظ مقدار حصول تعبیر کرتے هیں *

غرض کہ اُس عام بیان سے کہ جنسوںکا مبادلہ اُنکي مانگ اور مقدار حصول کي مناسبت پر هوتاهے یہہ مراد هے کہ تمام جنسوں کا مبادلہ اُن سببوں کي قوت یا ضعف کي مناسبت سے جو اُنکو مفید کرتے هیں اور اُن عرضوں کي ضعف یا قوت کے تناسب سے جو اُنکو مقدار حصول میں محدود کرتے هیں هوتا هی *

مگر افسوس یہہ هے کہ ان دونوں لفظوں یعني مانگ اور مقدارحصول سے همیشہ یهي معنے سمجھے نہیں جاتے بلکہ کبھي کبھي لفظ مانگ کا اسطرح استعمال کیا جاتا هی کہ وہ ابط اور لفظ خرچ دونوں مرادف سمجھے جاتے هیں مثلاً اگر یوں کہیں کہ فلاں چیز کي پیداوار بہت هوئي مگر اُسکي مانگ بهي بہت هوئي تو اُس سے مراد هوگي کہ اُسکا بہت سا خرچ بهي هوا اور بعض اوقات اُس لفظ کے استعمال سے کسي جنس کي طلب هي نہیں سمجھي جاتي هی بلکہ وہ اثر بهي سمجھاجاتا هی جس سے جنس کا مالک اُس جنس کا کوئي عوض لیکر کام تاکام اُس سے الگ هونے پر راضي هوجاتا هی مل صاحب اپني کتاب انتظام مدن میں فرماتےهیں کہ لفظ مانگ سے خریدنے کي مرضي اور خریدنے کي تاثیر مراد هوتي هی اور مالتھس صاحب اپني کتاب انتظام مدن میں یہہ لکھے هیں کہ لفظ مانگ کے دو معنے هیں ایکتو اُن جنسوں کي وسعت

مقدار کے هیں جو خرید کي جاویں اور دوسرے اُس صرف زائد کے هیں یعنے اُس زیادتي قیمت کے هیں جو بڑے بڑے گاهک اپني حاجتوں کے پورے کرنیکے لیئے اُسپر راضي اور پر اُسکي قابلیت رکھیے هیں *

مانگ کي حقیقت

واضح هو که لفظ مانگ کے جو معنے بیاں کئے گئے اُنمیں سے کوئي معنے عام استعمال کے مطابق معلوم نہیں هوتے مگر تسلیم کرنا چاهئیے که جب یہه بات کہتے هیں که گیہوں کي فصل کي کمي سے جو اور جئي کي مانگ زیادہ هوگئي هے تو لفظ مانگ کا معمولي معنوں میں مستعمل هونا هی یعني جو اور جئي کے ارادہ کو ترقي هوئے یا لوگونکو اُنکے حاصل کرنے کي خواهش زیادہ هوئي اور اگر برخلاف اِسکی کوئي اور معنے لیئے جاویں تو وہ محض غلط هونگے کیونکہ یہہ بات ظاهر هی که گیہوں کي کمي سے جو اور جئي کے صرف کرنے والوں کو جو اور جئي کے خرید نے کي قوت اور خود شے مسعہ یا مصروفہ کي مقدار نہیں بڑہ جاتي بلکہ صرف خرچ کرنے کے طور و طریقے بدلجاتے هیں چنانچہ گہوڑوں کے کہلانے اور شراب کے بنانے کي جگهه میں کچهه جو اور جئي آدمیوں کے کام بهي آنے لگیے هیں اور گہوڑوں کے کہلانے یا بیر وغیرہ شراب پینیکي خواهش سے جو کہانے کي خواهش زیادہ مقدم هوئي هے سو جو اورجئي کي خواهش یا وہ راحت جو ان چیزوں کے حصول سے پیدا هوتي هی یا اُس رنج کا زوال جو اُسسے منصور هے یا جو اور جئي کي مقدار معین کا ارادہ ترقي پاتا هے اسي کو علمي طور پر ایسي تعبیر کرتے هیں که جو اور جئي کي مانگ بڑہ گئي *

باوجود اِسکے که یہه لفظ ایسي بےپروائي سے مستعمل هوتا هے که اُسکا استعمال ترک کرنے اور اُسپر اعتراض وارد هونے کے قابل هے ۰ مگر هم اُس لفظ سے معنے ارادہ کے سوا اور کوئي معنے نه لینگے یا اُس سے وہ مقدار خواهش اور ارادہ کي مراد لیوینگے جس مقدار پر کسي جنس کا قبضہ مطلوب هووے *

مقدار حصول کي حقیقت۰

واضح هو که لفظ مقدار حصول کے استعمال میں جو جو لوگوں نے بے اعتدالیاں برتیں اُنکو هم پسند نہیں کرتے چنانچه عوام کي بول چال

اور مورخان علم انتظام مدن کي تحريروں مين استعمال اس لفظ کا جنسوں کي اُس مقدار پر مروج هی جو بازار مين بکنے کو آتي هين يهه شکايت نهين که يهه لفظ ان معنوں مين مستعمل هوا بلکه مخلص شکايت يهه هے که جب يهه معني لئے جاتے هين تو اُسکو سواے چند عالموں اور بهت تهوڑے زمانوں کے قيمت کا سبب تصور کرتے هين کوئيوں اور کرنيوں اور سونے چاندي کي مثال ميں همنے يهه بات کيا که دو جنسوں کي باهمي قيمت هر جنس کي اُس مقدار پر موقوف نهين جو بازار کو بکنے کے واسطے آتي هی بلکه اُن هرجوں کي زور و قوت پر موقوف هی جو اُن جنسوں کي مقدار کي ترقي کو مانع و مزاحم هوتي هين اور اسي لئے جب که هم مقدار حصول کی کمي بيشي کو کمي و بيشي قيمت کا سبب بيان کرتے هين تو اُس سے يهه سمجهنا نچاهيئے که صرف کمي بيشي هي مراد هی بلکه ايسي کمي بيشي مرادهے که اُن هرجوں کي کمي بيشي سے پيدا هوتي هی جسسے مقدار حصول محدود هوجاتي هے

اصلي اور خارجی اسباب قيمت کے

هم بيان کرچکے که دو جنسوں کي باهمي قيمت دو قسم کے سببوں سے قرار پاتي هی ايک وه جنکے باعث سے ايک شی کي مانگ اور مقدار حصول مقرر هوتي هے اور دوسرے وه سبب که اُسسے دوسري چيز کي مقدار حصول اور مانگ قرار پاتي هے چنانچه جن سببوں کي طفيل سے کوئي جنس مفيد اور مقدار حصول مين محدود هو جاتي هی اُنکو اُسکي قيمت کے اصلي سبب کہتے هيں اور جن سببوں کے وسيله سے وه جنسيں مفيد اور مقدار حصول ميں محدود هوجاتي هيں جيسے شی مذکورهٔبالا بدلي جاے تو وه اُسي شی مذکورهٔبالا کي قيمت کے خارجي سبب هوتے هيں چنانچه آج کل ملک يورپ مين سونے چاندي کا بدلا اس مناسبت پر هوتا هی که آدهي چهٹانک سونے کو آٹهه چهٹانک چاندي سے بدلتے هيں اور اس مناسبت کا باعث کچهه تو وه سبب هين جو خود سونے کو مفيد اور اُسکي مقدار کو محدود کرتے هين اور کچهه وه باعث هين جو چاندي کي مقدار کو محدود اور اُسکو مفيد کرتے هين اور اب که هم سونے کي قدر و قيمت کا ذکر کرتے هيں تو اُسکے اصلي سببوں کو ايسا سمجهيں که وه

اُسکي عام قيمت پر دخل کامل رکھے ھيں اِسليئے کہ وہ سبب سونے کو
ايسي قوت بخشتي ھيں کہ مبادلہ اُسکا ھر جنس سے ھو جاتا ھی باقي
خارجي سبب صرف اسقدر تعلق رکھے ھيں کہ مبادلہ اُسکا چاندي سے
ھو سکتا ھی پس چاندي کو سونے کي قيمتوں ميں سے ايک خاص قيمت
سمجھنا چاھيئے اور سونے کي تمام خاص قيمتوں کے مجموعہ سے اُسکي عام
قيمت بنتي ھی اور اگر وہ سب سبب جنسے چاندي معدن اور مقدار حصول
ميں محدود ھوتي ھی نہ بدليں اور سونے کي قيمت کے سبب بک قلم
بدل جاويں مثلاً اگر بطور رسم کے يہہ بات ضروري قرار پاوے کہ ھر خوش
لباس آدمي کے تن کھرے کھرے سونے کے ھوا کريں يا جنوبي امريکا کے
قصبے قصابوں کے باعث سے تمام کار جانہ سونے کے ملک برزيل اور کاليسا
ميں يک قلم بند ھو جاويں اور سونے کي اُن معداروں سے جو ھمکو حاصل
ھوتي ھيں پانچ چھہ حصے منقطع ھو جاويں تو اسميں کچھہ شک و شبہ
نہيں کہ سونے چاندي کي باھمي قيمت ميں اختلاف واقع ھوگا اگرچہ
چاندي کا افادہ اور محدوديت مقدار ھرگز نہ بدلے گي مگر ايک معيں
مقدار اُسکي سونے کي مقدار قليل سے بدل سکيگي اور طن غالب يہہ ھی کہ
بجاے سولہ اور ايک کي مناسبت کے بيس اور ايک کي مناسبت سے مبادلہ
ھوگا جب کہ چاندي اور سونے کي قيمتوںکا گھٹنا بڑھنا اپس کي مطابقت
کے ساتھہ ھوا تو چاندي کي قيمت اگر چوتھائي گھٹيگي تو سونے کي قيمت
چوتھائي بڑھيگي مگر چاندي کے بھاو کا گھٹنا عام نھوگا اسليئے کہ سونے
کي مناسبت سے اگرچہ چاندي کي قيمت ميں تنزل آويگا مگر تمام جنسوں
کا مبادلہ چاندي سے اُسي مقدار پر ھوگا جسيے کہ پہلے ھوتا تھا اور سونيکے
بھاو کا بڑھنا عام ھوگا يہانتک کہ اُسکي ايک قدر معيں کے بدلے ميں
چاندي اور علاوہ اُسکے اور تمام جنسوں کي مقدار پہلے کي نسبت
بقدر چوتھائي کے زيادہ آويگي اور جسکے پاس چاندي ھوگي وہ
شخص تمام مطلبوں کے لئيے سواے سونے کي خريداري کے ايساھي مقدور
والا ھوگا جسيے کہ وہ پہلے تھا اور جسکے پاس کچھہ سونا ھوگا وہ تمام
مطالب کے لحاظ سے پہلے کي نسبت زيادہ دولتمند ھوگا *

جن سببوں کے طفيل سے ھر قسم کي جنسيں مقدار حصول ميں
محدود اور معدن ھوتي ھيں ھميشہ تبديل و تغير کے قابل ھيں بعض

اوقات ایسا ہوتا ہی کہ متصلہ اُنکے ایک سبب بدل جاتا ہی اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ دونوں سبب ایک جانب کو میلان کرتے ہیں اور کبھی الگ الگ ہو جاتے ہیں اور ہر ایک کو بطرف مخالف میلان ہوتا ہی اور مختلف طرفوں کیطرف میلان کرنے سے اُنکی قوت قریب مساوی کے رہتی ہی *

مانگ کی ترقی اور مقدار حصول کے خرچوں کے اثر اور مانگ کے تنزل اور مقدار حصول کی اسانی کی ثمرے سنی کے معاملہ میں بخوبی منکشف ہوئی چنانچہ انگلستان کے اُس بڑے ہنگامہ سے پہلے پہلے جس میں سلطنت کو انقلاب ہوا اوسط قیمت سنی کی فی ٹن تیس ‡ پونڈ سے زیادہ تھی اور جب بسبب اتفاق ایک دریائی لڑائی کے باعث سے مانگ اُسکی بڑھ گئی اور اُس مانگ سے جو خرچ کہ مقدار حصول کے بڑھنے میں پیش آئی باثر اُنکی یہہ ہوئی کہ سنہ ۱۷۹۶ میں سنی کی قیمت فی ٹن پچاس پونڈ سے زیادہ زیادہ بڑھ گئی اور بارہ برس تک اُسی قیمت پر بکتی رہی مگر سنہ ۱۸۰۸ع میں انگلستان اور بحر بالٹک کے بادشاہوں میں جہانسے انگلستان میں کثرت سے سنی آتی تھی لڑائی ہوئی تو دفعۃً سنی کی قیمت فی ٹن ایکسو اٹھارہ پونڈ ہوگئی اور یہہ قیمت اُس قیمت سے چوگنی تھی جو امن و امان کے دنوں میں عام تھی بعد اُسکے جب لڑائی ختم ہوگئی تو وہ مانگ اُسکی پہلی بڑی اور مقدار حصول کے خرچ مرچ بیکار ہوئے اور جیسی کہ قیمت اُسکی پہلے تھی ویسی ہی ہوگئی *

ہم یہہ بیان کرچکے کہ جنس کا افادہ یعنی بطریق بیع یا کرایہ کے اُسکی مانگ پر اور اُن خرچوں پر منحصر ہی جنسے مقدار حصول اُسکی محدود ہوتی ہی مگر باوجود اسکے بہت سی جنسیں ایسی ہیں کہ اُن کی مقدار حصول کے خرچوں میں کوئی تبدیل واقع نہووے تو بھی اُنکی مانگ ایسی ایسی بے جسعت وجہوںسے بدل جاتی ہے کہ شاید اُن خرچوں کی قوت اپندہ کو گھٹتی یا بڑھیگی اور یہہ حال اُن جنسوں میں واقع ہوتا ہی جنکی مقدار حصول کسی قاعدہ پر معین نہیں ہوتی بلکہ غیر معین مقداروں اور معین وقتوں میں جس میں کہ مقدار حصول اُنکی

‡ پونڈ انگلستان میں ایک سکہ ہی جو قریباً دس روپیہ کی برابر ہوتا ہی

نہ گھٹ سکتي هی نہ بڑھ سکتي هی حاصل هوتي هيں مثلاً جیسے کہ روس
کي سالانہ پیداوار هوتي هی تا یهہ حال ایسي جنسوں میں پیش آتا هے
کہ حصول اُنکا غیر ملکوں کے بقاء اتحاد پر موقوف هووے اگر فصل کي
تهائي کم هووے تو وہ کمي برس دس تک جاري رهیگي یا بذریعہ خرچ
کثیر کی غیر ملکوں کي امداد و اعانت سے پوري هوگي چنانچہ اگر انگریز
روسوں سے لڑے جاویں تو سني کي مقدار حصول کے طرح طرح لڑائي
کے جاري رهنے تک بڑھتي نہ رهیگي پس دونوں حالتوں میں فصل اناج
اور سني کے رکھنے والے بہت سا فائدہ اُٹھاوینگے تمام دولتمند ملکوں میں اور
خصوص انگلستان میں بہت سے لوگ ایسے هیں کہ اُنکے پاس اتني بہت
دولت هی کہ معین چیزوں کي خرید میں یک لخت اُسکو صرف کرسکتے
هیں اور جب کہ ایسے لوگوں کو شبہہ هوتا هی کہ کسي چیز کي مقدار
حصول کے طرح غالباً بڑھنے والے هیں تو اُنکو اُسکي خرید کي فکر هوتي
هی چنانچہ وہ لوگ نئي مانگ والوں کي طرز و انداز سے خریدنے جاتے
هیں اسي سبب سے قیمت بڑھ جاتي هی اور اس طرح قیمت کے بڑھنے
سے اور زیادہ قیمت اُسکي بڑھ جاتي هی واضح هو کہ تجارت کي تفصیلیں
کثرت سے هیں اور اُسکي صحیح اور جلد اطلاع حاصل کرنے میں بڑي بڑي
مشکلیں هیں اور علاوہ اُسکے حالات بھي همیشہ بدلتے رهتے هیں چنانچہ
اکثر اتفاق ایسا هوتا هی کہ بڑے بڑے هوشیار سوداگروں کو مشتبہ باتوں
پر عمل کرنا پڑتا هی اور بہت سے نا تجربہ کار منفعت کي طمع پر اس
خیال سے نقصان کا اندیشہ نکرکے کہ وہ اُنکے قرضخواهوں پر عاید هوگا اندھا
دھوند کام کرتے هیں اور یہہ بات معلوم کرکے کہ فلاں چیز کي قیمت بڑھ
گئي اور اُسکے بڑھ جانے کا کوئي معقول سبب هوگا یہہ کہتے هیں کہ اگر هم
لوگ ایک مہینے پہلے اس چیز کو خرید کرتے تو بڑا فایدہ حاصل هوتا
اور یہہ نتیجہ نکالتے هیں کہ اگر هم آج خریدیں تو ایک مہینے پیچھے بڑا
فائدہ ملے غرض کہ وہ اپني اس تجویز کو اس غایت پر پهونچاتے هیں کہ
کسي بڑي جنس کي ترقي قیمت سے عموماً ایسا هوتا هی کہ اور چیزوں
کي قیمتیں بھي بڑھ جاتي هیں چنانچہ ایک لالچي سوداگر یہہ خیال
کرتا هی اور کہتا هی کہ زید نے سني کو قیمت بڑھنے سے پہلے خریدا اور
بعد اُسکے فایدہ سے اُسکو فروخت کیا روئي کا بھاو ابھي تک بڑھا نہیں اور

جسقدر کہ مصکو سبي کي قیمت بڑہ جانیکا سبب دریافت نہیں اُس سے زیادہ روئي کا نرخ بڑہ جانیکا باعث معلوم نہیں کہ وہ کس طور سے بڑہ جاویگي مگر ظن غالب ہی کہ سبي کي مانند وہ بھي بڑہ جاویگي اور یہي باعث ہی کہ میں خرید اُسکي کرتا ہوں *

ہمنے جو یہہ بیان کیا کہ بڑي بڑي دوامیں ایسي ایسي تحریروں سے جو کبھوں میں پڑتي ہیں تو جو لوگ ازروے امتحان و تجربہ کے سوداگري کے معاملوں سے واقف نہیں ہوتے اور انگلستان کے سوداگروں اور سرمایہ والوں کو کمال حسن عقیدت سے ہوشیار و فہمیدہ سمجھتے ہیں وہ شاید یہہ سوچینگے کہ انکا مبالغہ ہی اور یقین نہیں کرینگے کہ خیال کو راے پر استدر غلبہ ہوتا ہی مگر ہم اپنے قول کي صداقت کے لئی توک صاحب کے قول کو سند ٹھہراتے ہیں اسلئی کہ یہہ سوداگر علم و عمل میں دستگاہ کامل رکھتي ہیں جس زمانہ میں کہ اُنھوں نے اپني کتاب لکھي ہی وہ اپنے سلامتي کے واسطے اُن عجیب حالتوں کو غور و تامل اور نہایت فکر و نظر سے دیکھتے تھے جنکو اُنھوں نے قلمبند کیا ہی چنانچہ یہہ عبارت جو یہاں نقل کیجاتي ہی منجملہ اُن عبارتوں کي ہی جو اُنھوں نے اُن حالات کے نسبت لکھي ہیں جنکے باعث سے سنہ ۱۸۲۵ع کي شروع میں جنسوں کي قیمتیں بہت بڑہ گئي تھیں *

توک صاحب کا بیان

واضح ہو کہ اختتام سال کا وہ زمانہ ہی کہ سالانہ رسم کے موافق سال حال کے ذخایر موجودہ کي کیفیتیں اور تخمیناً سال آیندہ کي مقدار حصول اور خرچ کے نقشے بذریعہ گشتي چٹھیوں کے جابجا کے سوداگروں اور دلالوں کے پاس روانہ کیئے جاتي ہیں اور اُنپر تقریریں اور بحثیں ہوتي ہیں چنانچہ سنہ ۱۸۲۴ع کے اختتام پر بذریعہ گشتي چٹھیوں کے دریافت ہوا کہ بعض بڑي بڑي جنسوں کے ذخیرے اُن ذخیروں سے کم ہوگئي جو پہلے برس کے اخیر میں باقي تھے چنانچہ تھوڑي بہت فکر کر کے اِس کیفیت سے یہہ نتیجہ نکالا گیا کہ اُن چیزوں کي سالانہ صرف کي مقدار سالانہ مقدار حصول سے بہت زیادہ ہوتي جاتي ہی اِسلیئے قیمت اُنکي بڑھني چاھیئے اور اُسکے ساتھہ ہی فصلوں کي کمي اور اور ایسے سببوں کي خبریں اوراد ن

جسسے باعث ہو کہ آیندہ روئي و ریشم کے مقدار حصول میں کمي ہوگي غرض کہ قلت موہومہ اور قلب جنسي کے ملانے سے تجارت پیشوں کو جوش دلایا چنانچہ پہلے تو اُن چیزوں کي قیمت بڑھائي گئي جنکي سوداگري کي معقول وجہوں سے کسقدر قیمت بڑھني چاهیئے تھي کیونکہ انکے خرچ کي مقدار اوسط مقدار حصول سے زیادہ ہوگئي تھي مگر جسقدر قیمت کہ مقدار حصول کے بڑھانے یا خرچ کم کرنیکے واسطے بڑھاني ضرور تھي وہ اکثر حالتوں میں بہت ضعیف ہوني چاهیئے تھي لیکن جب کہ تجارت کا ولولہ ایک دفعہ جوش میں آجاتا ہی تو کسي چیز کي قیمت صرف حد و غایت سے زیادہ هي نہیں بڑھني بلکہ اور جنسوں کي ترقي قیمت کا بلا واسطہ باعث ہو جاتي ہی اور جب کہ ترقي قیمت کو گونہ سہارا مل گیا اور خریدنے والوں کے ڈھنگ ایسے معلوم ہونے لگے کہ وہ فائدہ حاصل کرنے کي توقع کامل رکھتے هیں تو جوں جوں قیمت بڑھتي گئي اوسیقدر نئي نئي برعکس نئے نئے خریداروں کو ہوتي گئیں اور یہہ خریدار اب ایسي هي برتے کہ وہ بازار کے حال سے واقف ہوں بلکہ بہت سے لوگوں کو اپنے اصلي کاموں سے دست بردار ہونے اور روپئے کے پھیلانے اور بڑے بڑے ساهوکاروں سے معاملہ کرنے کي رغبت ہوئي تاکہ وہ اُس کام میں جي جان سے مصروف ہوں جسکو دلالوں نے جلد حاصل ہونے والي بڑي منفعت کا ذریعہ بنایا تھا *

غرضکہ روئي کي خرید اِس قدر ہوئي کہ جسکے حد و غایت نہیں اور پشم و ریشم وغیرہ غرض کہ ایسي ایسي چیزیں جنکي قیمت کا بڑھنا اُنکے مقدار حصول اور مانگ کي مناسبت پر مناسب تھا باین نظر خریدي گئیں کہ آیندہ اُنکي قیمت بڑہ جاویگي اور مقدار مناسب سے زیادہ اُنکي قیمتیں بڑہ گئیں اگرچہ روئي کي قیمت سے زیادہ نہ بڑھیں عام لوگوں اور خصوص ایسے لوگوں سے جنھوں نے اپنے تئیں اُن کاموں میں پھنسانا ایسي بڑي حماقت ہوئي اور سنہ ۱۷۲۰ع سے سوداگري کے قاعدوں اور تجارت کے قانونوں سے کبھي ایسا بڑا انحراف ظہور میں نہیں آیا جیساکہ سنہ ۱۸۲۴ع کے انجام اور ۱۸۲۵ع کے آغاز میں واقع ہوا آیندہ قیمت کي ترقي کا خیال ایسي چیزوں پر منحصر تھا جنمیں ترقي قیمت کي کوئي وجہہ معقول تھي بلکہ ترقي قیمت کي ایسي چیزوں تک وسعت ہوئي جو جنست

میں افراط و کثرت سے تھیں مثلاً کافی کہ اُسکے دکھوے پہلے برسوں کی اوسط مقدار سے بہت زیادہ تھی ایسی قسمیں ہوگئیں کہ قیمت اُسکی سنہ سے اسی پونڈ تک بحساب فی صدی بڑھ گئی بلکہ چند صورتوں میں مصالحوں کی قسمیں سو سے دو سو تک بحساب فی صدی بڑھ گئیں اور اُس ترقی قیمت کی کوئی وجہ خریداروںکی جانب سے قرار دی گئی بلکہ وہ لوگ خرچ اور مقدار حصول کی مناسبت سے بھی ناواقف تھے غرضکہ تجارت کی کوئی چیز ایسی باقی نرہی کہ اُسکی قیمت کو ترقی روز افزوں نصیب نہوئی ہو اِسلیئے کہ دلال اور تجارت پیشہ جو قسمونکے بڑھانے اور ٹھہرانیکے خواستگار تھے تمام اس کام پر پل پڑے اور یہی کام اُنکا ٹھہر گیا کہ عام مروج قسموں کی چھان بین کر کر باس لحاظ اُنکو دیکھتے تھے کہ کوئی چیز ایسی ملے کہ وہ گراں قیمت نہوئی ہو تاکہ اُس چیز کا بھی لین دین کریں کیونکہ آیندہ اُسکی بھی مانگ ہوگی اور جو شخص کہ اِس عام دھوکہ میں بیرا حسمیں اور لوگ پڑے تھے اور وہ یہہ پوچھتا کہ فلاں چیز کی قیمت کیوں بڑھ گئی تو جواب اُسکو یہہ دیا جاتا تھا کہ اور سب چیزوں کی قیمت بڑھ گئی ہی اسلیئے اُسکی بھی قیمت بڑھ گئی*

جبکہ ہم یہہ بات سوچتے ہیں کہ بڑی بڑی جنسوں کی مقدار حصول عمر ملکونکے اتحاد اور مخالفت اور اُن ملکوں اور ہمارے ملکونکے قوانین ملکی اور قوانین تجارت اور موسموں کے اتفاق و موافقت پر منحصر ہی اور مقدار حصول کے موجودہ یا آیندہ ہرجوں اور نیز اکثر تجارت کے ایسے بے جوڑ اشتیاقوں سے جیسے کہ اناڑی جواریوں کو ہوتا ہی روز روز مانگ کی حالت پلٹتی رہتی ہی تو یہہ بات صاف واضح ہوتی ہی کہ تمام جنسوں کی عام قیمت یعنی وہ مقدار اُن کی جو کسی چیز کی مقدار معین سے بدل سکتی ہی ایک دن بھر بھی برابر نہیں رہ سکتی بلکہ ہر روز اُن جنسوں میں سے جو تجارت کے لیئے ہوتی ہیں کسی نہ کسی جنس بلکہ کئی جنسوں کی مانگ یا مقدار حصول بدلتی رہتی ہی پس مقدار معین اُس جنس کی جسکا بھاو بدل گیا تمام جنسوں کی بہت یا تھوڑی مقدار سے بدل سکتی ہی اور یہی باعث ہی کہ تمام جنسوں کی قیمت بلحاظ اُس جنس کے بدل جاویگی اور جب کہ کسی جنس کی قیمت بدل گئی ہو تو دوسری جنس کی قیمت کا

بجائے خود بالکل بدلنا ایسا ناممکن ہے جیسکہ یہہ بات محال ہے کہ
ایک روشنی کا مکان کسی سمندر کے کنارہ پر ہووے اور بعض جہاز اُس سے
قریب اور بعض جہاز اُس سے بعید ہوویں اور باوجود اُسکے تمام جہازوں
پر برابر روشنی پڑے *

استقلال قیمت اور یہہ کہ استقلال کسپر موقوف ہے

یہہ بات غور کے قابل ہے کہ جب ہم یہہ بولتے ہیں کہ فلاں جنس ایک
معین زمانہ تک قیمت میں مستقل رہی تو اُس سے کیا مراد ہوتی ہے
جواب اس سوال کا اُن مختلف امروں کے ملاحظہ سے دے سکتے ہیں جو
کسی جنس کی قیمت پر اصلی یا خارجی سببوں کی تبدیل و تغیر سے
جو قیمت کے مدار و مناط ہیں پیدا ہوتے ہیں اور وہ سبب جو کسی
جنس کو آمادہ بیچنے ہیں اور مقدار حصول اُسکی محدود کرتے ہیں
جنکو ہم اصلی اسباب کہتے ہیں اگر اتفاق سے بدل جاویں تو اُس چیز
کی قیمت کا بڑھنا یا گھٹنا عام ہوگا اور پہلے وقتوں کی نسبت اُسکی مقدار
معین کا مبادلہ اسی دوسری چیز کی تھوڑی یا بہت مقدار سے ہوگا
جو اُسوقت اور اُسی کے مابعد بدلی نگئی ہوگی اور اسی مطابقت شاذ
و نادر واقع ہوتی ہے بلکہ ہر جنس کی قیمت کا بڑھنا گھٹنا بھی ملحاظ
اُس جنس کے ضرور ہوتا ہے مگر فرق اتنا ہے کہ وہ عام و شایع نہیں ہوتا *

کسی جنس کی قیمت کے خارجی سببوں میں تغیر و تبدیل آنے
یعنی اور جنسوں کی اور مقدار حصول میں بعض تبدیل کے راہ پانے سے
کمی اور بیشی اُسکی قیمت میں واقع ہوتی ہے اُن دونوں کا اثر جسطرح
کہ اور اتفاقوں کے جمع ہو جانے سے ہوتا ہے مساوی رہتا ہے کیونکہ اُس
جنس کا آمادہ ویسی ہی سلامت رہتا ہے اور محدودیت مقدار کے اسباب
جوں کے توں قائم و دایم رہتے ہیں اگرچہ اُس جنس کی معین مقدار
خاص خاص جنسونکی تھوڑی یا بہت مقدار سے بدلی جاوے مگر تمام
جنسوں کی اوسط مقدار سے بدلی جاویگی جیسے کہ وہ پہلے بدلی جاتی
تھی اسلیئے کہ جو کچھہ اُس جنس کے ساتھہ مبادلہ کرنے میں نقصان
ہوتا ہے وہ دوسری جنس سے مبادلہ کرنے سے پورا ہوجاتا ہے اور نتیجہ
اُسکا یہہ ہے کہ اب یہہ بات کہہ سکتے ہیں کہ وہ جنس اپنی قدر و قیمت

میں مستقل و مستحکم ہی اگرچہ کسی جنس کی قیمت کا ایسا بڑھنا
گھٹنا جو افادہ کی تغیر یا مقدار حصول کے خرچوں کی تبدیل سے ہوتا ہے
ہووے تو وہ تدارک کے قابل نہیں مگر تدارک اُسکا صرف اُن جنسوں
سے ہو سکتا ہی جنکی افادہ یا مقدار حصول میں اُسی زمانہ میں اُسکی
مانند تبدیل واقع ہوا ہو اور جب کہ بہت سی جنسوں میں ایک سی
تبدیل واقع ہوئی ہو اور حسب اتفاق اس جنس کے خلاف پر یہہ عام
تبدیل ظہور میں آیا ہو تو کوئی صورت تدارک کی متصور نہیں اور جو
جنس کہ ایسی تبدیلوں کی تابع ہوتی ہی تو اُسکے حق میں یہہ کہہ
سکتے ہیں کہ وہ جنس اپنی قدر و قیمت میں مستقل و مستحکم نہیں *

اکثر یہہ بیان ہوتا ہی کہ خاص خاص وقتوں میں دیکھا جاتا ہی کہ
تمام جنسوں کی قیمت یک لخت بڑھتی گھٹتی ہی اگر ہمسے پوچھا
جاوے تو ہم کہینگے کہ یہہ بیان صحیح نہیں ہی کیونکہ یہہ امر ممکن
نہیں کہ ہر جنس کی مقدار معین ہر دوسری جنس کی مقدار کثیر و
قلیل سے بدل جاوے اور جو لوگ اس بیان کے کچھہ معنے لیتے ہیں وہ
مدام ایک جنس خاص کو حساب سے خارج کرکے تمام جنسوں کے نقصان
و زیادت قیمت کو اُسی جنس میں اندازہ کرتے ہیں اور وہ جنس خارج
از حساب روپیہ ہوتا ہی یا محنت ہوتی ہی *

مثلاً انگلستان کا یہہ حال ہوا کہ تمام جنسوں کی قیمت جس میں
روپیہ بھی شامل ہی سولہویں صدی سے محنت کے حسابوں گھٹ گئی
یعنی تھوڑی محنت کے عوض میں زیادہ روپیہ اور جنسیں دیجانے
لگیں چنانچہ کوئی چیز ایسی نہیں معلوم ہوتی جسکی مقدار معین
کے عوض میں جسقدر محنت شہزادی ایلزبتھ کی سلطنت کے آخر
عہد میں ملتی تھی اُس سے کم نہ حاصل ہو اور سنہ ‡ ١٨١٥ کی لڑائی کے

‡ سنہ ١٨١٥ع میں نیپولین جزیرہ ایلبہ سے جہاں وہ پہلی لڑائی کے بعد بھیجا گیا
تھا فرانس میں واپس آیا اور ہزاروں آدمی اُسکے ساتھہ ہوگئے اطراف و جوانب سے
جوق جوق سپاہ اُسکے پاس آگئی تب وہ پیرس میں داخل ہوا اور وہاں کے بادشاہ
قدیم کو خارج کیا یورپ کے وہ سب بادشاہ جنہوں نے اُسکو پہلے مغلوب کیا تھا پھر
متفق ہوگئے اور اُس سے مقابلہ کیا مقام واٹرلو کی آخر لڑائی میں اُسکو شکست فاحش
اور کامل تباہی نصیب ہوئی بعد اُسکے جزیرہ سینٹ ہیلینا میں جو بحر اٹلانٹک
میں افریقہ کے مغرب کو ہی بھیجا گیا اور وہیں مرگیا

اجسام سے انگلستان میں اکثر جنسوں کی قیمت جنس محنت بھی شامل ہے بمقابلہ روپئے کے گھٹ گئی یعنی تھوڑے روپیہ کی عوض میں زیادہ محنت اور جنس حاصل ہونے لگیں وہ کلام اخر جو قیمت کے مقدمہ میں ہم کرتے ہیں وہ یہہ ہی کہ باستثناے چند حالات کے تمام قیمتیں مقامی ہوتی ہیں یعنی حصر اُنکا خاص خاص مقاموں پر ہوتا ہی مثلاً اگر شہر نیوکسل میں ایک ٹن کوئلہ کی قیمت کھان کے اندر سوا روپیہ ہو تو کھان کے باہر اڑھائی روپئے اور دس میل کے فاصلہ پر ساڑھے دس روپیہ اور مقام ہل میں پانچروپیہ ہوگی یہانتک کہ جب وہ کوئیلہ دریاے پول تک پہنچ جاوے تو فی ٹن آٹھہ روپیہ اُسکی قیمت ہوگی اور رفتہ رفتہ قدر اُسکی یہہ ہو جاویگی کہ اگر گراس وینر سکوئیر کا رہنے والا اپنی کوٹھریوں کو † سارے بارہ روپیہ فی ٹن کے کوئلوں سے بھر لیوے تو آپکو بڑا نصیبی والا سمجھیگا ایک ٹن کوئلہ اگر ہر حالتمیں فی حد ذاتہ وہی ہے مگر علم انتظام مدن کی روسے کھان کے اندر اور اُسکے باہر اور مقام ہل اور گراس وینر سکوئیر میں اُسکو مختلف الجنس سمجھنا چاہیئے اور جسقدر کہ وہ کوئلے آگے کو بڑھیے جاتے ہیں اُسقدر مختلف خرچوں کے باعث سے مقدار حصول میں محدود ہوتے جاتے ہیں اسی سبب سے مختلف مناسبتوں میں مختلف جنسوں سے معاوضہ کے قابل ہو جاتے ہیں فرض کرو کہ مقام نیوکسل میں بہت عمدہ گیہوں کا ایک ٹن کوئلوں کے بیس ٹن کو بکتا ہے اور وہی کوئلے اور گیہوں لنڈن کے مغربی کنارہ پر ایسی مناسبت سے بدلینگے کہ ایک ٹن گیہوں کے بدلہ میں چار ٹن کوئلوں کے دیئے جاویں اور شاید اوتسہ میں برابر برابر بدلے جاویں *

یہہ بات یاد رہے کہ کسی جنس کی قیمت بیان کی جاوے تو اُس جنس کا مقام اور نیز دوسری جنس کا مقام جسکی مناسبت سے اُسکی قیمت قرار دیجاوے بیان کرنا ضروری ہے اور اکثر حالتوں میں دریافت ہوگا کہ اُن جنسوں کی قربت اُن مقاموں سے جہاں اُن کا استعمال کیا جاتا ہی اُنکی قیمتوں کا مقدم جز ہی چنانچہ دوردراز کی جنس کا خریدار اُسکے مقام استعمال تک لیجانے کی محنت اور اُس محنت

† یہہ مقدار قیمتیوں کی صرف ایک مثال سمجھانے کے لیئے فرض کرلی ہی حقیقی نہیں ہی

کي احرف پر پہنسگي روپيہ لگانے کے زمانہ پر محصول ادا کرنے اور علاوہ
اُن کے رسمہ کي جوکہوں پر لحاظ کرنا ھی باوجود ان باتوں کے اسباب کا
خطرہ بھي اُسکو ضرور ہوتا ھے کہ قسم اس جنس کي سادہ اُس قسم کے نمونہ
سے مطابق نہو جسکے خیال سے خرید اُسکي کي گئي اگرچہ ادن برا سے
لندن تک ایک الماس کے لیجانے میں خرچ اور جوکہوں بہت تھوڑي
ھی مگر قیمت اُسکي اُسکے رنگ و روپ اور چمک دمک پر موقوف ھے
اور یہہ وصف ایسے ھیں کہ اُنکي جست سے خریداروں کا مطمئن کرنا
ایسا دشوار ھی کہ جو قیمت الماس کي کمال آساني سے ادن برا میں
حاصل ہوسکتي ھی وہ لندن میں کمال دشواري سے مل سکتي ھی اور
اگرچہ کوئلہ کسي معین کہاں کا ایک اچھي قسم کا محقق ھی مگر جو
خرچ اور نقصان وقت اور جوکہوں اور محصول نیوکیسل سے گراس وینو
سکوئیر تک لیجانے کا لازم آتا ھي وہ ایسے امور ھیں کہ گراس وینر تک
پہنچنے پر ایک ٹن کوئلہ کي قیمت اُس قیمت سے پچگني بڑہ جاتي
ھی جو نیوکیسل میں عام رائج تھي *

اُن اعتراضوں کي تردید جو دولت کے معنوں پر ہوئے ھیں

ھمکو یقین واثق ھی کہ دولت کے یہہ معني کہ وہ تمام چیزیں یا
صرف وہ چیزیں ھیں کہ قیمت رکھتي ھوں یا اُنکو خرید سکتي ھوں یا
کرایہ پر لے سکتي ھوں باستثناے آرچ بشپ ویٹلائي صاحب کے کسي اور
مؤلف انتظام مدن سے اتفاق نہیں رکھتے *

مقدم اختلاف یہہ ھیں کہ بعضے مؤلف اصطلاح دولت سے صرف
مادي پیداوار سمجھتے ھیں اور بعض بعض اُن میں اُن چیزوں کو داخل
کرتے ھیں جو آدمي کي محنت سے پیدا یا حاصل ہوتي ھیں اور بعض بعض
قیمت یا معاوضہ کو دولت کے معنوں میں داخل کرنے پر اعتراض کرتے
ھیں *

اور یہہ سوال کہ غیر مادي چیزوں کو بھي دولت کي چیزوں میں سمجھنا
چاھیئے یا نہیں بحث و مباحثہ کا مقام ھے لیکن جب تحصیل دولت کا
مذکور ہوگا تب سوال مذکور پر بحث کیجاویگي معلوم ہوتا ھی کہ بعضے

مؤلف مثل مل صاحب و مکلک صاحب و کرنل تارنر صاحب اور
مالتھس صاحب اور فلورراستراڈا صاحب کے جو کنایتاً یا صراحتاً صرف
اُن چیزوں کو اصطلاح دولت میں داخل کرتے ہیں جنکے تحصیل و
تصرف میں آدمي کي محنت صرف هوتي هی یہہ خیال کرتے ہیں کہ
ایسی محدود معنوں میں ہوشی جسکو مناسب طریقہ پر دولت کہہ سکیے
ہیں داخل ہو جاویگي اور بعض بعض ایسے لوگ جیسے رکارڈو صاحب
داخل ہیں یہہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ اصطلاح دولت میں بعضي ایسي
چیزیں بھي داخل ہیں جو آدمي کي سعي و محنت سے حاصل نہیں
ہوتیں مگر یہہ لوگ اُنکو ایسا ضعیف جانتے ہیں کہ ترک کرنا اُنکا اس
سے بہتر هی کہ علم کي نیک اسلوبي کو ایسي وسعت و گنجایش سے
خراب کریں کہ اُسمیں ایسي چیزیں بھي دخل ہو جاویں جو سعي اور
محنت کے نتیجے نہوویں *

اُن عبارتوں کے ملاحظہ سے جو مالتھس صاحب اور کرنل تارنر صاحب
اور مکلک صاحب کي کتابوں سے ذیل میں نقل کي جاتي ہیں پہلي
راے واضح هوتي هی *

چنانچہ مالتھس صاحب فرماتے ہیں کہ دولت اُن مادي چیزوں کا
نام هی جو آدمي کو بکار خرد ضروري اور مفید یا پسندیدہ هوویں اور
اُنکي تحصیل و تصرف میں تھوڑي بہت محنت درکار هووے *

اور کرنل تارنر صاحب کا یہہ مقولہ هی کہ مفہوم دولت میں وہ مادي
چیزیں داخل ہیں جو مفید خلایق اور معمول طبایع ہیں اور اُنکي
تحصیل و تصرف میں وہ خرچ محنت درکار هو جو قصداً عمل میں
آوے پس دو چیزیں دولت کے لئے ضروري ہیں یعنی ایک افادہ اور
دوسري وہ محنت جو قصداً کیجاتي ہے اور جو چیزیں کہ مضمون افادہ سے
خالي ہیں اور برآمدکار اُنسے نہیں هوتا اور دل کي مرادیں پوري نہیں
هوتیں وہ ایسي هوتي ہیں جیسے همارے پانو تلے کي خاک اور ساحل
بحر کي ریت اور وہ چیزیں هماري دولت کے اجزاء نہیں هویں بر
خلاف اسکے وہ چیزیں ہیں جو نہایت مفید اور حیات کے واسطے نہایت
ضروري ہیں اگر وہ علاوہ مفید هونے کے قصد و محنت سے حاصل نہیں
هوتیں تو وہ مفہوم دولت میں داخل نہیں مثلاً هوا جو دم کي راہ هم

کھسچتے ہیں اور وہ شعاعیں سورج کی جو ہم کو گرم کرتی ہیں باوجود
اسکے کہ وہ بہایت مفید اور بعایت ضروری ہیں مگر دولت کی چیزوں
میں داخل نہیں مگر روٹی جو بہوک کا علاج ہی اور کپڑے جو سردی
گرمی کو دفع کرتے ہیں اگرچہ وہ سورج کی شعاعوںسے کچھہ زیادہ ضروری
و لابدی نہیں مگر ادخال اُنکا مفہوم دولت میں بایں نظر مناسب ہی
کہ علاوہ افادہ کے اُنمیں یہہ بات بہی پائی جاتی ہی کہ وہ محنت سے
ہاتھہ آتی ہیں *

اور مکلک صاحب کا یہہ بیاں ہی کہ دولت کا مخرج صرف محنت
ہی چنانچہ وہ مادہ جسکی تمام جنسیں بنائی جاتی ہیں انصرام اُسکا
خود بخود ہوتا ہی یعنی خدا ہمکو بے تکلف دیتا ہی مگر باوصف
اُسکے جب تک کہ اُس مادہ کو استعمال اور قبض و تصرف کے قابل کرنے
میں محنت صرف نہووے تب تک وہ قیمت سے خارج ہی اور اُسکو
دولت سمجھنا محض خطا ہے کسی نہر کے کنارے یا کسی باغ کے صحن
میں اگر ہمکو کھڑا کریں اور بعد اُسکے محنت کے ذریعہ سے پانی اور پہل
پہلاری منہہ تک نہ پہونچاویں تو بہوک پیاس کے مارے بلاشبہہ مرجاوینگے
بالفرض اگر کوئی چیز ایسی ہو کہ اُسکے مباشت مقصود اور قابل تصرف
کرنے میں کسقدر محنت درکار نہو تو وہ چیز اگرچہ نہایت مفید
و نافع ہو مگر اسلیئے کہ وہ بے محنت ہاتھہ آئے اور محض خداداد ہے
یہہ بات ممکن نہیں کہ وہ قیمت والی گنی جاوے بلکہ وہ رایگاں سمجھی
جاویگی *

واضح ہو کہ مکلک صاحب کے طرز تقریر سے یہہ بات مفہوم ہوتی
ہی کہ وہ مفہوم محنت میں اُن تمام افعال و حرکات کو داخل کرتے
ہیں جو قصداً ظہور میں آتے ہیں اور یہہ بات صاف ہی کہ اگر لفظ
محنت کا استعمال ایسے وسیع معنوں میں کیا جاوے تو اکتساب دولت
کو محنت و مشقت لازم ہی مثلاً اگر سیب کا چننا محنت کا کام ہی تو
رکابی سے اوٹھانا بھی محنت کا کام ہی اور مجلس دعوت میں جو مہمان
ایسی خوراک اُس محنت سے حاصل کرتا ہی جس سے کہ وہ اُسکو اپنے
قبضہ میں کرتا ہی عوض کہ ایسی ایسی بے ٹھکانے باتوں سے جیسے دولت
وغیرہ کی اصطلاحوں کے توضیح کی گئی علم انتظام مدن ایسا خوار و

خراب ہوا کہ وہ خرابی ترقی کی مانع ہوئی *

مالتھس اور ٹائلر صاحب وغیرہ جو محنت کو دولت کا رکن اعظم سمجھتے ہیں وجہہ اُسکی یہہ دریافت ہوئی کہ پہلے اُنھوں نے یہہ تصور کیا کہ افادہ کے سوا کوئی اور وصف بھی قیمت کے لئے ضروری چاہئیے اور دوسرے یہہ سوچا کہ جو مفید چیزیں محنت سے حاصل ہوتی ہیں وہ تمام قیمتی ہوتی ہیں اور تیسرے یہہ تامل کیا کہ قیمتی چیزوں کی تحصیل میں تھوڑی بہت محنت صرف ہونی چاہئیے مگر یہہ بات کہ محنت قیمت کے واسطے ضروری نہیں اُسوقت ثابت ہوجاویگی جب کہ ہم ایسے حال کا ملاحظہ کریں گے جس میں بلامحنت قیمت قائم ہوسکتی ہی مثلاً سمندر کے کنارے پھرتے پھرتے کوئی موتی اتفاق سے ہاتھہ آجاوے تو کیا اُس موتی کی قیمت نہوگی اور جوہری اُسکو مول نہ لینگے شاید مکلک صاحب اسکا یہہ جواب دینگے کہ موتی کی قیمت کا وہ محنت باعث ہی جو اُسکے اُٹھانے میں صرف ہوئی اچھا اب یہہ فرض کرو کہ وہ موتی ایسے حال میں ہاتھہ آیا کہ میں آستر مچھلی کھا رہا تھا تو اسصورت میں اُٹھانے کی محنت متصور نہیں ہوتی علاوہ اُسکے یہہ فرض کرو کہ اگر شہاب ثاقب میں سے سونا نکلے تو کیا اُسکی قیمت نہوگی اور اگر بجائے اپنے لوہے کے جو کہاں سے نکلتا ہی شہاب ثاقب کا ہی لوہا ہوتا تو کیا اُس آسمانی لوہے کی قیمت اس لوہے کی قیمت سے زیادہ نہ ہوتی ہاں یہہ بات سچ ہی کہ جو شے مفید ہی اُسکے حاصل کرنے کے واسطے ضروری محنت کا زیادہ ہونا اُسکی قیمت کو پورا کرتا ہی اسلیئے کہ محنت کی مقدار حصول محدود ہوتی ہی تو یہہ بات لازم آتی ہی کہ جس چیز کے وصول و حصول کے واسطے محنت ضروری ہی وہ چیز اُسی ضروری محنت کے باعث سے مقدار حصول میں محدود ہو جاتی ہی مگر کوئی اور بھی اسباب سبب کہ مقدار حصول اُس سے محدود ہو جاوے ترقی قیمت کے لئے ایسا ہی موثر باعث ہی جیسکہ وہ محنت جو اُسکی تحصیل میں لابدی ہی اُسکی قیمت کا سبب ہو جاتی ہی اور حقیقت یہہ ہی کہ اگر تمام جنسیں جو ہمارے کام آتی ہیں بلا اعانت محنت محض عنایت قدرت سے پہنچا کریں اور جنس کم و کیف سے کہ وہ بالفعل موجود ہیں ویسے ہی بلا کم و کاست

تہہ پہنچیں تو یہہ بات قیاس میں نہیں آتی ہی کہ وہ قیمتی برہتیں یا جس مناسبت سے کہ فی الحال اُنکا معاوضہ ہوتا ہی اُسی مناسبت سے نہوتا *

باقی رکارڈو صاحب کو جواب بوجوہ مفصلہ ذیل دیا جاتا ہی اول یہہ کہ دولت کی وہ چیزیں جنکی قیمت کا باعث وہ محنت نہیں جو اُنکی تحصیل میں صرف ہوئی وہ دولت کا کوئی جزو نہیں بلکہ جزو کامل دولت ہیں دوسرے یہہ کہ جب مقدار حصول کی محدودیت محنت کی قیمت کے واسطے ضروری ہی تو پھر محنت کو شرط قیمت تسلیم کرنا اور محدودیت مقدار حصول کو جسپر قیمت منحصر ہی شرط اُسکی نماننا عام سبب کی جگہہ جزوی سبب کو قایم کرنا ہی نہیں ہی بلکہ حقیقت میں ایسے سبب کو خارج کرنا ہی جو محنت کو قوت پہنچاتا ہی *

اب ہمکو اُن اعتراضوں پر غور و تامل باقی رہا جو دولت کے اُن معنوں پر کیئے گئے کہ دولت اُن چیزوں کا نام ہی جو قیمت رکھتی ہوں اور جو لوگ لاگت کی جگہہ قیمت کو استعمال کرتے ہیں اور دونوں کو برابر سمجھتے ہیں یا ایسی طرح اُسکو برتتے ہیں کہ اُسمیں ہر شے مفید کو شامل کرتے ہیں تو دولت کے مفہوم میں قیمت کے داخل ہوئے پر اُنکا اعتراض بجا ہی اور ہم بھی معترض ہوتے اگر لفظ قیمت کے معنی ایسے لیتے کہ وہ معنی مذکورہ میں داخل ہوئے مگر اور مؤلفونکا یہہ نقشہ ہے کہ اُنکے نزدیک استعمال لفظ قیمت کا اُسکے عام پسند معنوں میں مورد اعتراض ہے چنانچہ وہ یہہ اعتراض کرتے ہیں کہ اُن معنوں کے بموجب جو مؤلف رسالہ ہذا نے پسند کیئے لازم آتا ہے کہ ایک چیز ایک کے حق میں دولت ہو اور دوسرے کے حق میں دولت نہو اور یہہ بات کچھہ چھپی ہوئی نہیں اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ ایک ہی وصف ایک آدمی کے واسطے بعض وقتوں میں دولت ہوسکتا ہی اور وہی صفت اُسکے لیئے اور وقتوں میں دولت نہیں ہوسکتی جیسے کہ انگریزی قانونوں کا علم انگلستان میں بوجہہ معیشت اور فرانس میں فرانسیسی اصولوں کی مہارت ذریعہ رزق کا ہے اور بعد چندے یہہ اتفاق پڑے کہ انگریزی قانون دان اپنے علم و کمال کے سوا کوئی مال اپنے ہمراہ نہ لیجاوے اور فرانس کی سکونت

اختیار کرے یا فرانسیسی قانون دان انگلستان میں جاکر بسے تو یہہ دونو
آسودہ حالی سے افلاس میں پڑینگے اور کوئی بات اُنکی نہ پوچھیگا اور
ایسی ہی وہ داستان گو سحر بیان جسکا کمال ایشیا میں مال و دولت کا
منشاء و مخرج ہی ملک یورپ میں ہزار خواری سے بسر کریگا اور
کوڑیوں تک محتاج رہیگا پس ہمارے معنوں کے موافق وہی کمال اُسکا
بلاد ایران میں مخرج دولت اور اضلاع انگلستان میں منشاء افلاس ہوگا اور
ایسی ہی اگر کوئی نہایت متقی ہو جاوے تو وہ کمال اُسکے جو گانے بجانے
اور نقلوں کے دکھانے سے متعلق ہیں معاوضہ کے قابل نرہینگے اور وہ نقال
اپنے فن و ہنر کو اجارہ کے لایق نسمجھیگا اور اب یہہ کہنا شایاں ہی کہ
وہ استعدادیں نقال کی دولت کا وسیلہ نرہیں مگر ہم بڑے حیران ہیں
کہ صرف اتنی تمیز و تفریق سے ہماری تقریر شافی پر جو دولت کے
معنوں میں بیان کی گئی کس طرح اعتراض وارد ہوسکتا ہے بلکہ اس سے
تو ہماری تقریر کی اور خوبی ظاہر ہوتی ہے *

کرنیل ٹارنر صاحب ایک ایسی قوم تجویز کرتے ہیں کہ وہ صرف
آپسمیں بسر کرتی ہو اور کسی سے میل جول نرکھتی ہو اور ہر شخص
اُن میں سے اپنی اپنی کمائی صرف کرتا ہو تو ایسی صورت میں اگرچہ
جنسوں کی بہت کثرت ہوگی مگر اس لئیے کہ مضمون معاوضہ باہم
مفقود ہی تو وہاں ہماری اصطلاح کے بموجب دولت کا نام و نشان
نہوگا جیسے کہ اُسکے معنی بیان کئیے گئے جواب اُسکا یہہ ہی کہ علم
انتظام مدن کی رو سے وہاں دولت نہوگی اسلئیے کہ جہاں کہیں ایسی
صورت واقع ہوتی ہی تو علم انتظام مدن کے قاعدونکا عمل وہاں جاری
نہیں ہوتا ہاں ایسے لوگوں میں فن کشتکاری اور علم ادوات وغیرہ جو اُن
جنسوں کے پیداوار کے معاون ہوتے ہیں جنکا ہم باہم مبادلہ کرتے ہیں
تحصیل ہو سکتا ہی مگر علم انتظام مدن وہاں قایم نہیں رہ سکتا اور جب
کہ رواج عام کی رو سے تمام قیمت والی چیزیں دولت کے مفہوم میں داخل
ہیں اور ہر حالت میں وہ رواج اچھا ہی تو اُسپر یہہ کوئی معقول اعتراض
نہیں کہ خلقت کے ایک گروہ کی ایسی حالت سے وہ نامناسب ہے جسکا
ہمکو تجربہ نہیں *

علم انتظام مدن کے چار اصول

ہم بیان کرچکے کہ جن جن چیزوں پر بنیاد اُس علم کی ہے وہ چیزیں چند اصلوں میں منحصر ہیں اور وہ اصول غور و تحقیق اور صحیح قیاس کے ثمرے اور فکروں کی رسائی کے نتیجے ہوئے ہیں اور وہ کل چار اصول ہیں پہلے یہہ کہ ہر شخص جہاں تک ممکن ہو بہت تھوڑی محنت اور مال کے خرچ سے زیادہ دولت حاصل کیا چاہتا ہی *

دوسری یہہ کہ دنیا کی آبادی اخلاقی یا جسمانی خرابی کے باعث سے یا دولت کی اُن چیزوں کی قلت کے اندیشہ سے محدود و منحصر ہی جو ہر فرقہ کی خاص خاص عادتوں سے متعلق ہیں *

تیسری یہہ کہ محنت اور باقی اور تمام ذریعوں کی قوتیں جنکی بدولت دولت حاصل ہوتی ہی اسطرح سے بتعدد و عادت بڑہ سکتی ہیں کہ اُن ذریعونکے حاصلات کو حاصلات آئندہ کے لیئے ذریعہ ٹھہراویں *

چوتھی یہہ کہ جب تک کاشتکاری بدستور رہے اور کسی ضلع مدن دستور معمول کے نسبت کسی زمین پر زیادہ محنت کیجاوے تو اُس محنت سے ایسا معاوضہ پیدا ہوگا کہ وہ محنت کی نسبت کم ہوگا یا یوں کہا جاوے کہ اگرچہ محنت کی کثرت سے حاصلات کی کل مقدار میں ترقی ہوتی ہی مگر اُس سبب سے نہیں ہوتے• جس نسبت سے کہ محنت زیادہ صرف کیجاتی ہی منجملہ ان اصولکے پہلی اصل صحیح قیاس کا ثمرہ ہی اور باقی تینوں غور و تحقیق کے نتیجے ہیں اور اسلیئے کہ پہلی دوسری اصل کے بیانمیں باستثناء اُن اصطلاحوں کے جو لفظ دولت سے تعلق رکھتی ہیں علم انتظام مدن کی اصطلاحوں کے استعمال کا موقع بہت کم آتا ہی تو پہلے پہل اُن دونوں کو بیان کرینگی اور بعد اُسکے تیسری چوتھی سے بحث کیجاویگی مگر پہلی اور دوسری اصل ایسی بدیہی ہی کہ انہی ہمکو اُسکا سچ مان لینا چاہیئے کوئی شخص ایسا نہوگا جو انسان کے صرف ذاتی قوت اور کلوں کی بڑی قوت اور سرمایہ کے فرق پر لحاظ کرنے کے بعد پہلی اصل کی راستی کی نسبت• کسیطرح کا شک و شبہہ کریگا اور دوسری اصل کی راستی درستی کے اعتقاد و یقین کے لیئے صرف اتنی بات تسلیم کرنی ضروری ہی کہ اگر وہ اصل صحیح اور درست نہوتی تو کوئی زمین عمدہ زمینوں کے سوا ہرگز کاشت میں نہ آتی اسلیئے کہ اگر

ایک اکیلے کھیت کے حاصلات بقدر اُس محنت کے جو صرف کیجاوے
بڑھیے تو اُسی اکیلے کھیت کی پیداوار انگلستان کے لئیے کافی وافی ہوتی *

پہلی اصل کا ثبوت جو دولت کی عام خواہش پر مبنی ہی

اس بیان سے که ہر شخص تھوڑی محنت اور تھوڑے مال کے خرچ
سے زیادہ دولت چاہتا ہی یہہ سمجھنا نچاہئیے که مراد اُس سے یہہ ھے
که ہر آدمی مال فراوان اور دولت بے پایان چاہتا ہی اور یہہ بھی نه
سمجھنا چاہئیے که دولت انسان کی مقدم خواہش ہی یا مقدم مقصود
ہونا چاہئیے بلکه مراد اسی ہی که ہر شخص اپنی حاجتوں کو پورا
سرانجام کیا گیا نہیں سمجھتا اور بعض بعض ایسی خواہشیں رکھتا ہی
که اسکی وہ پوری نہیں ہوئیں مگر وہ یقین کرتا ہی که دولت کی
ترقی سے پوری ہوجاوینگی اور لوگوں کی حاجتیں انھوکی انھوکی ہوتی
ہیں جیسے که مزاج اُنکے مختلف ہوتے ہیں چنانچه بعضے لوگ اختیار
و حکومت چاہتے ہیں اور بعضے امتیاز و شہرت پر مرتے ہیں اور بعضے
فرصت کو دوست رکھتے ہیں اور بعضے شغل جسمانی پر جان دیتے ہیں
اور بعضے شغل روحانی عزیز سمجھتے ہیں اور بعضے ایسے سخی داتا ہیں
که نفع رسانی کی فکر میں رہتے ہیں اور ایسے لوگ بہت کم ہیں جو
حتی الامکان اپنے دوستوں کو فائدہ نه پہونچاویں باقی روپیه وہ چیز ہی
که سب لوگ اُسکے مرید ہیں اور سارا باعث یہہ ہی که وہ دولت کا خلاصه
ہی جسکے پاس وہ ہوتا ہی وہ اپنے جی کو خوش کرسکتا ہی لوگوں کے
کام آسکتا ہی اور خاص خاص لوگونکو خاص خاص فائدے پہونچاسکتا ہی اور
لذات نفسانی کی تحصیل کے ذریعوں اور تکالیف جسمانی کے رفع کے
وسیلوں کو ترقی اور افزونی دے سکتا ہی اور عقلی شغلوں کو جنمیں زیادہ
خرچ ہو بڑھا سکتا ہی (غرضکه روپیه کی بڑی بات ہی باقی سب خرافات
ہی) کسی شاعر نے خوب کہا ہی * اے زر تو خدا نئی ولیکن بخدا *
* ستار عیوب و قاضی الحاجات توئی * اور منجمله ان سب شوقوں کے
ہوشوق بہت سی دولت کو کھو سکتا ھے جو کسی آدمی کے قبض و تصرف

میں ہووے اور جو کہ تمام آدمی ایک نہ ایک شوق ان شوقوں میں سے اختیار کرتے ہیں اور اکثر لوگ ایسے ہیں کہ وہ تمام شوقوں کو اٹھاتے ہیں تو یہہ لازم آتا ہے کہ دولت کی خواہش سیر ہونے کے قابل نہیں ہرچند کہ زیادہ دولت کی خواہش میں تمام لوگ شریک ہیں مگر جن طریقوں سے کہ وہ دولت کو صرف کرتے ہیں وہ متعدد و غایت ہیں *

جسقدر کہ تحصیل دولت میں مال اور محنت کے خرچ ایک آدمی یا چند آدمی کرتے ہیں تو وہ خرچ بھی بجاے خود مختلف ہوتے ہیں اور ایک ہی قسم کا خرچ محنت و مال کا ایک شخص نہ نسبت دوسرے کے بہت زیادہ ہی نہیں کرتا جیسے کہ علم کی دولت کی تحصیل کرنے میں کم محنتی سے بعضے لوگ آرام اور فرصت کو اور بعضے لوگ ہوا کھانے اور میدان میں رہنے کو اور بعضے لوگ مشغلوں اور یاروں کی صحبتوں کو ہاتھہ سے نہیں دیتے بلکہ اصل یہہ ہے کہ بعضے لوگ دولت کی حرص و طمع اور اسکی تحصیل میں دقتوں اور محنتوں کے اٹھانے کو بعضوں کی نسبت زیادہ گوارا کرتے ہیں اور اسی تفاوت سے خاص خاص شخصوں کی عادت اور قوموں کی خصلت کا امتیاز ہوتا ہے مگر تجربہ کی روسے دریافت ہوتا ہے بلکہ بلا تجربہ ہی معلوم ہوسکتا تھا کہ جن ملکوں میں مال و دولت نہایت محفوظ اور نام آوری اور امتیاز حاصل کرنے کے طریقے بہت وسعت سے ہیں وہاں تحصیل دولت کے لیئے بڑے بڑے خرچ مال و محنت کے ہوتے ہیں اور مدتوں تک جاری رہتے ہیں جیسیکہ ہالینڈ اور گریٹ برٹن اور ان ملکوں کے باشندے جنکی حکومت کے قاعدے گریٹ برٹن کے قاعدوں سے ماخوذ ہیں اور یہہ ایسے لوگ ہیں کہ مال و محنت کے بڑے بڑے خرچوں کے مزے اٹھاتے ہیں اور آج تک تحصیل دولت میں نہایت گرم جوش اور کامیاب رہی ہیں اور مکسیکو کے باشندے بھی جو ایسی مفلسی میں بسر کرتے ہیں جسکو انگریز اپنا وبال جان سمجھتے ہیں اگر بلا تکلیف و محنت کے دولت حاصل ہوسکتی تو بڑی خوشی سے دولتمند ہوجاتے *

ہمیں جس غرض سے ایسے امر بدیہی پر اسقدر گفتگو کی جو اظہر من الشمس ہی اسکا یہاں بیان کرنا ضرور ہی چنانچہ پہلی وجہہ یہہ ہی کہ اگرچہ ہم یہہ بات نہیں چاہتے کہ کسی کے نزدیک اس اصل کا بیان

حسن و تکلف کے ساتھہ ضروري چاهیئے مگر اس علم شریف کي تعریر میں
اسي اصل سے کام لیا جاتا هے اور اِسلیئے تشریح اسکي مناسب سمجھي عرصکه
یهي اصل اجرتوں اور منفعتوں کے مسئلہ یعنے معاوضہ کے مسئلہ کي بنیاد
هے اور اس علم میں ایسي هی جسطرح علم طبعي میں میلان و کشش کا
قاعدہ هی اور یہہ اصل بجاے خود ایسي هی کہ اُس سے آگے عقل کي
رسائي نہیں اور مادي اصلیں غالباً اُسکا ثبوت هیں اور حس تحقیق کامل
پر یہہ علم مبني هی اسکے بیان میں یہہ شایاں نہیں کہ بنیاد اُسکي
چھوڑ دي جاوے اگرچہ اسکے پڑھنے والے کا وقت ایک ایسی بدیہي امر
کے پڑھنے میں صرف هوگا جس میں شک و شبہہ نہیں *

دوسري وجہہ یہہ هی کہ اگرچہ یہہ اصل ظاهر و باهر هی مگر بعض
بعض لوگوں نے اُسپر کنایۃ شبہہ کیا هی اور یہہ اصل ایک مسئلہ سے
مخالف هی جو نہایت مشہور و معروف هی اور بڑے بڑے لوگ اُسکی
طرف دار هیں اور وہ مسئلہ کسي شی کا حاجت سے زیادہ پیدا کرنا هی *
واضح هو کہ زائد از حاجت پیدا کرنے سے یہہ مراد هی کہ کسي چیز
کو بہت افراط سے پیدا کریں خواہ تو وہ خریداروں کي خواهش سے زیادہ
هووے خواہ اُس مقدار سے زائد هووے جسکے بدلے لوگ ایسي سادي
چیزیں دے سکیے هیں اور اُنکے دینے پر جي جان سے راضي برضا هیں جو
اُسکے پیدا کرنے والے کے حق میں اجراے کاروبار کي ترغیب کے لیئے کافي
سمجھي جاویں مثلاً کتابیں ایسي جنس هیں کہ وہ اکثر حاجت سے زائد
طیار هوتي هیں اور جسقدر نسخوں کي تعداد گھٹائي جاتي هی اُسیقدر
چھپنے اور مشہور کرنیکے خرچ بڑہ جاتے هیں اور اهل تصنیف اپني
تصنیفوں کي مانگ کا اندازہ ایسي رعایت سے کرتے هیں کہ کوئي نسخہ
دو سو پچاس نسخوں سے کم نہیں چھپتا اور بہت کم کتابیں هیں کہ
نسخے اُنکے پانسو سے کم چھپتے هیں لیکن حساب کي رو سے دریافت هوا
کہ دو سو مختلف کتابوں میں سے ایک کتاب کے تمام نسخے بغیر دقت
و دشواري کے اُس قیمت پر فروخت نہیں هوتے جس قیمت پر شروع
میں وہ کتاب مشتہر هوئي تھي ۔ چنانچہ معمولي حالت میں پہلے سال
میں کل کتابیں پچاس سے لیکر سو تک فروخت هوتے هیں اور دوسرے
برس کل تیس چالیس بکتي هیں یہان تک کہ بعد اُسکے وہ کتاب بسبب

مدمساً ہو جاتي ہی اور باقي سمجھےگاہ بے گاہ کتب فروشوں میں نیلام ہوتے
ہیں اور اُنکے حق میں یہي بھلا ہوتا ہی نہ وہ نیلاموں کے ذریعہ سے بک
جاویں تاکہ لوگوں میں پھر مشہور ہوویں مگر بعد اُسکے دریافت ہوتا ہی
کہ اکثر کتابیں کتابوں کے طور و طریقے پر خریدي نگئیں بلکہ ردي سمجھہ
کر خریدی گئیں *

واضح ہو کہ زائد از حاجت کي تمثیل کے لئیے کتابوں کو اس لئیے
منتخب کیا کہ اُنکے حال و قیمت کے ملاحظہ سے ایسي زائد از حاجت
پیدا کرنے کي مثال واضح ہو جاونگي جو لوگوں کي خریداري کے قابل
ہونے کے خیال سے نہیں بلکہ اُنکي خواهش کي غلط گماني سے ظہور میں
آتي ہی اور جہاں کہیں کہ نئي تجارت جاري ہوتي ہی تو عموماً ان
دونوں غلط فہمیوں سے تمام جنسیں اس کثرت سے اکھٹي کي جاتي ہیں
کہ وہ حاجت سے زائد ہوتي ہیں چنانچہ ہر کسکو یہہ بات یاد
ہوگي کہ جب انگریزوں کي امریکا کے اُس حصہ تک جسمیں برزیل اور
اسپین والوں کي عملداري ہی رسائي ہوئي یعني انگریزوں کي تجارت وہاں
تک پہونچي تو بڑي بڑي انگیٹھیاں اور برف پر چلنے کي جوتیاں اور
پاني گرم کرنیکي باسن کثرت سے وہاں بھیجے گئیے تھے اور جب تک کہ اُن
لوگوں کي اصل مفلسي دریافت ہوئي تب تک اُنکے ذخیرے خانوں کو
اشیاء مذکورہ بالا سے روز روز بھرتے رہے اگرچہ یہہ چیزیں اُنکي حاجتوں
کے مناسب تہیں مگر اُنکے مقدور سے خارج تہیں غرض کہ ایسي ایسي
غلط فہمیاں اکثر واقع ہوتي ہیں اور کثرت وقوع انکا تعجب کے قابل نہیں
تعجب یہہ ہی کہ بہت کم آدمي اُنسے بچے ہیں مگر یہہ بات ظاہر ہے
کہ ان دو سببوں میں سے ایک نہ ایک سبب زائد از حاجت پیدا کرنے
کا باعث ہوتا ہے ایک یہہ کہ دولت کي وہ چیزیں جو حاجت سے زیادہ
ہوتي ہیں ایسے لوگوں کے لئیے پیدا کي جاتي ہیں کہ وہ محتاج اُنکے
نہیں ہوتے اور دوسرے یہہ کہ اُن لوگوں کے پاس ایسي چیزیں موجود
نہیں ہوتیں کہ وہ اشیاء مذکورہ کے پیدا کرنے والوں کي خواهشوں کے
مناسب و شایاں ہوویں تاکہ وہ اُنکو اُنکے معاوضہ میں دے سکیں اور اصل
یہہ ہی کہ ایسا جزوي زاید از حاجت پیدا کرنا چیزوں کا جو ان سببوں
میں سے کسي سبب کے ذریعہ سے واقع ہووے تجارت کي معمولي واردات

گنا جاتا ہی مگر یہہ پہلی اصل اُس راے کے خلاف ہے جسکی رو سے خروج
زاید از حاجت پیدا کرنا چیزوں کا اور بالکل زاید از حاجت پیدا کرنا چیزوں
کا دونو ممکن ہیں اور اُسکی روسے یہہ بات ممکن سمجھی جاتی ہی کہ
ایک ہی وقت میں جنسیں اور اُنکا کارامدنی ہونا دونو زاید از حاجت
ہوسکتی ہیں یعنی سب لوگ ہر چیز کا بہت سا ذخیرہ رکھہ سکتے ہیں
اور یہہ ایک ایسی بات ہی کہ جو بحثیں سوداگری معاملوں پر ربانی
ہوتی ہیں اُنمیں اکثر واقع نہیں ہوتی بلکہ اچھے اچھے اہل تصنیف
اسباب کو درج کتاب کرتے ہیں اب اُس رائی کی روسے دولت کی تمام
چیزیں صرف زیادہ ہی نہیں بلکہ بہت افراط سے زیادہ ہوسکتی
ہیں تو مساوی معاوضوں کی قلت زائد از حاجت ہونے کا سبب نہیں
ہوسکتی ہی اور یہہ بھی خیال میں نہیں آسکتا کہ تجارت کے معاملہ تمام
ایسے ڈھنگے ہوجاویں کہ بایع و مشتری اُنکے سبب سے بطرز معقول
خرید فروخت اور لین دین کرنے سے باز رہیں فرض کرو کہ زید کی مطلوب
شے بکر کے پاس اور بکر کی مطلوب شے زید کے پاس موجود ہی تو یہہ ممکن
نہیں کہ وہ دونو بجاے اسباب کے کہ باہم معاوضہ کریں اپنی اپنی جنسوں
کو خالد و لبد کو دیں جبکے پاس اپنی اپنی حاجتوں کی چیزیں موجود
ہیں اور زید و بکر سے خریدنا نہیں چاہتے اور اُنکے پاس معاوضہ کرنیکے
وسیلے موجود نہیں پس اب اگر یہہ خیال کرنا بیہودہ ہی کہ ایسی عام
غلطی کے باعث سے بالکل زاید از حاجت پیدا ہونا چیزونکا ہوسکتا ہی
تو صرف یہہ خیال باقی رہا کہ بالکل زاید از حاجت پیدا ہونا چیزوں
کا اس سبب سے ہوسکتا ہی کہ کسیکو کسی شے کی حاجت نرہی یعنے
تمام لوگوں کے پاس اُنکی ضروری چیزیں اسقدر موجود ہوں جسکے
باعث سے ایک دوسرے کی وصول حاجتوں کے واسطے بازار میں فروخت
ہونا اُنکا ضروری نہیں اور واضح ہو کہ یہہ بات اُس اصل کے خلاف
ہی جسکا ہم بیان کرتے ہیں یعنی ہر بشر زیادتی دولت کا خواستگار
ہی *

دوسري اصل کا ثبوت جو آبادي کے محدود ہونے کے اسباب پر مبني ہے

بعد بیان اُن معنوں کے کہ لفظ دولت کا استعمال اُنمیں کیا گیا اور نیز بعد اسکے کہ آدمي بھوري محنت اور مال کے خرچ سے بہت سي دولت کا خواہاں ہی ہمکو لازم ہوا کہ منجملہ اُن چار اصلوں کے جو اصل و اساس اس علم کي ہمیں دوسري اصل کو یعني اسبات کو بیان کریں کہ دنیا کي آبادي یعني تعداد اُن لوگوں کي جو دنیا میں بستے ہیں اخلاقي یا جسماني خرابي کے باعث یا دولت کي اُن چیزوں کي قلت کے اندیشہ سے جو ہر فرقہ کي خاص عادتوں سے متعلق ہیں محدود و منحصر ہی*

اب یہہ بات عموماً مسلم کیجاتي ہی اور ایسي واضح ہے کہ کبھي اُسکي توضیح کي ضرورت پیش آنا تعجب سے خالي نہیں کہ ہر قسم کا درخت اور ہر نوع کا جاندار جو تخم و نسل کے ذریعہ سے بڑھنے کے قابل ہی ہمیشہ بڑھا کرے اور جو زیادتي کہ اُسکي تعداد میں ہووے وہ آیندہ زیادتیوں کي مخرج ہی یعني جس میں بڑھنے کي صلاحیت ہوتي ہی اُسکي ترقي میں صرف جمع کا قاعدہ برتا نہیں جاتا بلکہ ضرب کے قاعدہ سے ترقي ظہور میں آتي ہی غرضکہ بہت سي ترقي ہوتي ہی جس حساب سے کہ کسي قسم کا درخت یا کسي نوع کا جاندار بڑھنے کي قابلیت رکھتا ہی تو اُس طریقہ کا حصر اُسکي اوسط قوت تولید پر اور اُسکے اوسط عہد حیات پر ہوتا ہی چنانچہ ہم جانتے ہیں کہ گیہوں سالانہ درخت ہی یعني ایک سال میں آغاز و انجام اُسکا پورا ہو جاتا ہی اور اوسط قوت تولید اُسکي اسقدر ہے کہ ایک درخت سے چھہ درخت پیدا ہو جاتے ہیں اور اسي قیاس سے ایک ایکڑ کي پیداوار چودہ برس کي مدت میں تمام روی زمین کو چھا سکتي ہی۔اور جس حساب سے نسل آدمي کے بڑھنے کي قابلیت رکھتي ہی تحقیق ہوا کہ بہت سے زمانوں تک معتدل ملکوں کے وسیع وسیع ضلعوں میں نسل انسان کي ہر پچیسویں برس دوگني ہوجاتي ہی *

ایک سي آب و هوا والے ملکوں میں قوت تولد اِنسان کي نسل کي یکساں هوتي هی اور یهه اِسلئے کهتے هیں که تولد کي کثرت سے جو بعض اوقات گرم ولایتوں میں پیش آتي هی اگر قوت تولد جلد بند نهو تو بچوں کي ریل پیل هو جاتي هی امریکا کے اضلاع متفقه میں جو ایسے اضلاع هیں که اُنهمیں اِنساں کي نسل بڑهنے کا وہ حساب جو همنے بیاں کیا بهت صاف محقق هوا هی باشندوں کا یهه حال هی که وہ تهوڑے دنوں جیتے هیں عمریں اُنکي بڑي بڑي نهیں هوتیں اور اسي سے یهه نتیجه نکال سکتے هیں که اِنسانوں کي اوسط قوت تولید اور اُنکا اوسط عرصه حیات ایسا هی که تعداد اُنکي هر پچیسویں برس میں دوگني هو جاتي هی اور اسي حساب سے هر ملک کے باشندے هر پانسو برس کے عرصه میں تعداد سابق سے دس لاکهه مرتبه زیادہ بڑہ جاتے هیں اور اسي قاعدہ سے انگلستان کي آبادي پانچ سو برس کے عرصه میں پچاس کهرب اور ایک نیل هو جاویگي وہ ایسي گهني آبادي هوگي که پانوں رکهنے کو جگهه نه ملیگي جب که انسان میں بڑهنے کي قوتیں ایسي ایسي هیں پهر اب یهه سوال وارد هوتا هی که اُن بڑهنوںکے موانع کیا هیں اور کیا باعث هي که دنیا کي آبادي جیسے که پانسو برس پهلے تهي اُس سے دس لاکهه مرتبه بڑهنے کي جگهه بظاهر اب دوگني معلوم نهیں هوتي اور حقیقت میں چوگني نهیں هوئي هی *

مالتهس صاحب نے موانع آبادي کو دو قسموں پر منقسم کیا ایک ممکن الزوال اور یهه وہ مانع هی جو بارآوري کو محدود کرے اور دوسرے ممتنع الزوال اور یهه وہ مانع هی جو درازی عمر کو کوتاہ کرے قسم اول سے پیدایشوں میں کمي آتي هی اور قسم ثاني سے موتوں کي زیادتي هوتي هی جو که آبادي کے محدود هونے کے لئے صرف بارآوري کي کمي اور درازي عمر کي کوتاهي پر هی یهه حساب قایم هی اسلئے مالتهس صاحب کے تقسیم کامل هی مانع ممتنع الزوال جسماني خرابي هی اور بدکاري اور بغیر شادي سے مانع ممکن الزوال هی اور یهه بدکاری اخلاق کي برائي هی اور شادي سے پرهیز کرنے کي وجهه معقول بالسماء ایسي دو چار باتوں کے جو اسقدر تهوڑي هیں که اُنکے هونے سے نتیجے میں فرق نهیں آتا بعض ایسي چیزوں کي قلت کا اندیشه هی که وہ دولت کي چیزوں میں

داخل هیں اور اسي لئے مانع ممکن‌الزوال اور ممتنع‌الزوال کي تقسیم دور اندیشي اور اخلاق کي خرابي اور جسماني خرابي پر هوسکتي هی *

مانع ممتنع‌الزوال

یہہ همیں مشاهدہ کیا کہ اس مانع میں وہ سارے سبب داخل هیں جو انسان کے عرصہ حیات کو همیشہ کم کرتے هیں اور عمر طبعي تک نہیں پهونچنے دیتے مثلاً ایسے ایسے کام اور پیشي جو تندرستي کو مضر هیں اور کڑی کڑي محنتیں اور گرمي سردي کهانا اور خراب غذا اور غذا بقدر ضرورت هاتهہ نہ انا اور میلي کچیلي پوشش اور پوشش کا بقدر حاجت بہم نہ پهنچنا اور بچوں کي بري پرورش اور هر قسم کي زیادتي اور اسباب قدرتي اور شهروں کي آبادي سے هوا کا خراب هو جانا اور لڑائیوں کا هونا اور بچوں کا قتل اور قحط سالي اور وباے عام کا ظهور غرضکہ ایسے ایسے سبب مانع ممتنع‌الزوال میں داخل هیں اور منجملہ ان سببوں کے بعض ایسے هیں کہ بمقتضاے قاعدہ قدرت پیدا هوتے هیں اور بعضے ایسے هیں کہ لوگوں کي جهل و حماقت سے ظهور میں اتے هیں اور یہہ سب بلاواسطہ جسماني خرابیاں هیں اگرچہ منجملہ اُنکے بہت سے اخلاق کي خرابیوں کے نتیجے هوتے هیں *

اور وہ جسماني خرابي جسکا علاج نہیں هوسکتا اور تدبیر اُسکي بن نہیں پڑتي ضروریات زندگي کي حاجت هی یعني بهوکوں مرجانا اور یہہ مانع جانوروں کے بڑهنے سے علاقہ رکهتا هی اور آدمي جسقدر جانوروں کي خو بو پکڑتا جاتا هی اُسیقدر وہ مانع اسپر غالب هوتا جاتا هے چنانچہ نہایت پورے وحشیوں میں وہ مقدم اور غالبہ هوتا هی اور بہت تربیت یافتہ لوگوں میں نا معلوم هونیکے قریب قریب هوتا هی مگر نامعلوم هونے کا باعث یہہ هی کہ بجاے اُسکے اور موانع کثرت سے هوتے هیں *

هم ابهي بیان کرچکے کہ یہہ عام قاعدہ هے کہ زمین کا محاصل زیادہ محنت کي نسبت سے زیادہ پیدا نہیں هوتا اور نیز یہہ بات بهي بیان کي گئي کہ انسان کي قوت تولید اور حیات کا عرصہ ایسا هی کہ ایک ملک معیّن میں هر پچیس برس بعد آبادي دوچند هوسکتي هی تو بطور مقدمات مذکورہ بالا یہہ واضح هوا کہ ترقي پیداوار کا حساب اور کثرت

آبادي کا حساب دونو مختلف هيں جو زيادتي که اناج کي اُس مقدار میں کهجاتي هی جو کسي وقت میں پیدا هوئي تو وه ایسي زيادتي هی که اُسکي بدولت آیندہ کو زيادتي بهت دشوار هوجاتي هی اور جو زيادتي که سردست ا ادي حال میں واقع هوتي هے تو اُسکے ذريعه سے آیندہ ترقي کے وسیلہ وسیع و وافر هوجاتے هيں اگر جوایح ضروري کي خرابي يا خرا ي کا خوف انگلستان کي آبادي کا مانع و مزاحم نهو توسو برس کے عرصه میں نوبت اُسکي بیس کرور تک پهونچي اور جب که یهه بات تسليم کیجاوے که بیس کرور آدمیونکي خوراک اب انگو ر پیدا کرسکیں یا کسي اور جگهه سے لاسکیں تو کیا یهه امر ممکن هے که ایکسو پچیس برس بعد چالیس کرور آدمیوں کي پرو ش اور اڑهائي سو برس بعد آسي ،کرور انسانوں کي جهر گذري کرسکینگے مگر باوصف اسکے یهه بات صاف ظاهر هے که پهلي هي صدي کے گذرنے سے ایک مدت پهلے اور نیز اُس زمانه سے ایک مدت پیشتر جب که بشرط عدم موانع کے انگریز بیس لاکهه تک پهنچیں تو اُنکے قوانین و قواعد کي کوئي عمدگي یا آب وهوا کي خوبي یا نهایت محنت کي سختي اُن لوگونکو کهانے پینے کي ایسي قوي احتیاج سے نبچاسکینگے جسکي ترقي اُنکي ترقي کے ساتهه لازم و واجب هے اب اگرچه بالفرض والتقدیر تمام تُور اخلاقي خرابیوں اور سارے جسماني موذیوں سے نجات حاصل هو اور کسي لڑائي کے قصے قضاے بهي پیش نهوں اور کسي طرح کي عیاشي بهي ظهور میں نه آوے اور کام و پیشه ٹهیک ٹهاک اور مسکن اور عادتیں اچهي درست هوں اور اندیشه اولاد و عدم ملازمت بهي شادیوں کا مانع و مزاحم نهو تو صرف قحط هي ایسی بري بلا هے که وه همارا پیچها نچهوریگا اور آبادي کي مزاحمت کرے گا *

اگرچه یهه بات مسلم ٹهري که اور سب موانع نهیں هوں گے تو قحط هوگا جو کسي طرح ٹل نهیں سکتا مگر حقیقت یهه هی که ایسا کبهي نهیں هوا اور نه آیندہ کو هوگا چنانچه وجوهات اُسکي گذارش کیجاتي هیں *

پهلے یهه که تمام اخلاقي اور جسماني خرابیوں کا نهونا جو موانع آبادي هیں ایک ایسي بڑي عمدہ تربیت پر دلالت کرتا هے جو انسانوں

کي آجتک حاصل کي هوئي ترست سے بدرجهٔا اعلی هے يهه بات ايسي تعليم يافته خلايق کي نسبت خيال مين نهين آتي که وه ايسي دانائي کي محتاج هووے جس سے بهت جلد جلد بڑهنے والي آبادي کي خرابيوں کے ليئے پيش بيني کرے اور ايسي دوراند يشي کي محتاج هو که وه اُن برائيوں کي روک تهام کو کافي وافي هووے اس صورت مين ممکن هے که مانع ممکن الزوال خوب تاثير اپني دکهاوے اور مانع ممتنع الزوال کو معطل کرے اور خود هي کافي وافي هووے *

دوسرے يهه که يهه امر ممکن نهين که جب قحط مانع ممتنع الزوال دهوم دهام اپني دکهاوے تو باقي موانع ممتنع الزوال اپنے ساتهه نه لاوے بلکه ايکدو ساتهه اُسکے لگے آوينگے چنانچه وباء عام اُس سے منفک نهين هوتي اور قتل و قتال اُسکے تابع هوتے هين اور وجهه اُسکي يهه هي که تمام لوگ افلاس و فاقه سے مرنا قبول نکرينگے اور اسيطرح جورو بچوں اور ماں باپونکا مرنا بهي اُنکو گوارا نهوگا جهاں کهين که لوگوں مين مال و دولت کا تفاوت هوتا هي يعني بعضے کوڑيالے اور بعضے کوڑيوں تک محتاج هوتے هين تو وهاں قحط کے طفيل ايسي بڑي ملکي لڑائي اور خون خرابه کي صورت پيدا هو جاتي هي که اُسکا عربا کي بغاوت نام رکهتے هين يا بربت يافته قوموںمين قحط ايسي صورت پيدا کرتا هي که وه لوگ اپنے مکانوں کو چهوڑ چهاڑ کر پاس پڑوس کي سرحدوں مين چلے جاتے هين اور بڑے بڑے ملکوں پر قبضه کرتے هين چنانچه آپ مرتے هين يا پهلے قابضوں کو خاک سياه کرتے هيں اور اُنکو ملک و باغ سے خارج کرکے آواره دشت غربت کر ديتے هين بعد اُسکے جب وه لوگ اُنپر حمله کرتے هيں تو هزاروں کے وارے نيارے هو جاتے هيں *

اصل حقيقت يهه هي که تمام موانع ممتنع الزوال آپسمين ايک دوسرے سے علاقه رکهتے هين چنانچه آپسکي حرکات و افعال سے ايک دوسرے کے وجود اور نشو و نما کے باعث هوتے هين جو لوگ کسي ايک مانع ممتنع الزوال سے ظاهرا برباد هوتے هين حقيقت مين اُنکي بربادي کا باعث وه ايک هي مانع نهين هوتا بلکه چند اور مانع اُسکے پوشيده معاون هوتے هيں جن لوگوں کي تعليم ناقص هوتي هي اُنميں بڑا قوي اور برباد کرنيوالا

مانع ممتنع الزوال لڑائیاں ھیں جو لوٹ † کھسوٹ کے واسطے واقع ھوتي ھیں اور یہہ مانع کمال کثرت سے پیدا اور بڑي خرابیوں کا باعث ھوتا ھی یہاں تک کہ جس ضلع میں اِس مانع عظیم کا صدمہ اُٹھایا جاتا ھی وھاں اور مانع بھي ظہور کرتے ھیں چنانچہ حملوں کے خوف سے تمام باشندے ایک جگہہ بسنا قبول کرینگے اور کثرت ھجوم سے شہروں کي ھوا خراب ھوگي اور کاشت اُن لوگوں کي ایسے کھیتوں میں منحصور رھیگي جو شہروں کے آس پاس ھونگے اور حملوں کے خوف سے اگر تجارت اُنکي ایک لخت تباہ نہوگي تو ایسا خلل ضرور ھوگا کہ وہ تجارت پرورش کا مخرج نہ رھیگي اور یہہ قاعدہ ھی کہ جب دھاوا ھوتا ھی تو اکثر وہ لوگ ھلاک ھو جاتے ھیں جن پر دھاوا پڑتا ھی چنانچہ اسي مانع کي بدولت افریقہ اور ایشیا کے بیچ کے حصے اب تک برباد ھیں *

اور جب کہ بروس صاحب نے ایبس‌سینیا سنار تک سفر کیا تو اُنھوں نے اٹھارہ ضلع کو مشاھدہ کیا جسپر عرب دیہیا دھاوے کیا کرتے ھیں کہ وہ بالکل ویراں پڑا ھی اور مکان اُسکے کھنڈر ھو گئے ان صاحب نے موضع گریگو میں ایک رات اِتفاق سے بسر کي کہ اُسکي فصلوں کو ایک برس پہلے اس سفر سے عربوں نے تاخت و تاراج کیا تھا اور حال اُسکا یہہ ھوا تھا کہ تمام باشندے بھوک کے مارے مرگئے تھے اور اُنکي ھڈیاں جابجا پھیلي پڑي تھیں اور کسي نے اُنکو دفن نکیا تھا سیاحوں یعني بروس صاحب کے ھمراھیوں نے کوئي جگہہ ھڈیوں سے پاک صاف نپائي مجبور اُن ھڈیوں ھي پر خیمہ استادہ کیا بعد اُسکے دوسري منزل مقام تیڑا میں ھوئي چنانچہ وہ صاحب اِس مقام کي نسبت یہہ فرماتے ھیں کہ یہہ مقام

---

† نہایت افسوس سے اِسبات کے یاد دلانیکا موقع ھی کہ اس رسالہ کے مولف نے نا تربیت یافتہ قوم کا جو حال لکھا ھي خود اھل ھند نے کمبخت سنہ ۱۸۵۷ع میں اپني آنکھہ سے دیکھہ لیا کہ قطع نظر دیگر صدمات کے جو اُنکے اعمال کي سزا تھے آپسکي لڑائي اور آپسکي لوٹ کھسوٹ سے کیسے کیسے لوگ اور کیسے کیسے گھرانے تباہ و برباد ھوگئے نا تربیت یافتہ ھونا دوسرونکو نہیں بلکہ خود اپنے آپ کو تباہ و برباد کرتا ھی دیکھیئے کہ اھل ھند کب جاگتے ھیں اور کب اپنے منہہ پر سے ناتربیت یافتہ ھونیکا دھبہ چھڑاتے ھیں

بھي اُسوقت تک صحیح و سلامت رہیگا جب تک کہ عرب اُسکا قصد نہیں کرینگے اور حبشی کہ رات کے وقت اُنکے سوار اُسکے کھمبوں کو جلا پھونک کر خاک سیا کرینگے تو اُسکے باشندوں کي ھڈیاں بھي ایسے ھي زمیں پر پڑي رہ جاوینگي جسطرح گریگرا کے باشندونکي سر پڑي تھیں *

جو قومیں تربیت یافتہ نہیں ھوتیں یا کم تربیت یافتہ ھوتي ھیں اُن میں موانع ممتنع الزوال میں سے لڑائي سے دوسرے درجہ کا مانع قحط عام ھی چنانچہ جب کوئي قوم ایسي معاش پر منحصر ھوتي ھی جو کمال آساني سے حاصل ھووے اور یہہ قومیں ایسي ھي ھوتي ھیں تو صرف موسموں کے اُولٹ پھیر سے اکثر قحط نازل ھوتا ھی اور جہاں کہیں لوگوں کے رنگ ڈھنگ اچھے ھیں اور حکم و اِنتظام اُنکا نہایت ٹھیک ٹھاک ھی یعنے وہ اچھي تربیت یافتہ ھیں تو موسموں کے فساد دولتمندونکي خیر و خیرات اور ملکوں کے مدد رساني اور خصوص ڈال دلیہ پر گذر کرنے سے اصلاح پا جاتے ھیں مگر کچھہ تھوڑي تربیت یافتہ وحشي قومیں جو محتاج و غریب ھوتي ھیں اور غیر ملکوں سے تجارت نہیں کرتي ھیں تو موسموں کے اولٹ پھیر سے نہایت سہمناک قومي بد بختي یعنے قحط کي کڑکڑي مصیبتیں اُٹھاتے ھیں چنانچہ ایسے لوگونکي جسقدر تاریخیں ھمارے پاس موجود ھیں اُنمیں قحط کے حالات نہایت مشہور اور یادگار و قابع کے طرح مندرج ھیں اور واضح ھو کہ یہہ موسموں کي اولٹ پھیر کے فساد ایسي حاجات اور مصائب کے درمیان جنکو ایسے لوگ اُٹھاتے ھیں جنکي تعداد اسقدر بڑہ جاتي ھی کہ اُنمیں غذا کي پیداوار سب خرچ ھوجایا کرے اور ایسی افراط غلہ کے درمیان جو لڑائي اور وباے عام اور قحط تمام کے پیچھے رھے سے لوگوں کو نصیب ھوتي ھی دایر و سایر رہتے ھیں باقي موانع ممتنع الزوال مثل فساد آب و ھوا اور خرابي عادات اور مضرت مکانات اور بچوں کے قتل آبادي کي اصل کمي یا اصل ترقي کی مزاحمت کي سبب ظاھرا سات پر زیادہ باعث معلوم ھوتي ھیں کہ لوگوں کي شادیاں اوائل عمر میں نہیت آساني سے ھوا کریں چنانچہ بچوں کا قتل آبادي کے حق میں زیادہ مفید اسلیئے سمجھا گیا کہ دور اندیشي جو شادي کي ایک مانع ھی اُسکے برخلاف ایسي بات بتایا ھی کہ اُسکے برتاؤ سے اولاد کي فکر سے صاف نجات حاصل ھوتي ھی اگرچہ

یہہ بات سوچ لینی آسان هی مگر اسکا عمل درآمد مشکل هی کیونکہ ماں باپ کے جی بہر جاتے هیں یہانتک کہ بچوں کے دل سے یار رهتے هیں اور اسمیں کچھہ شک و شبہہ نہیں کہ بعض اضلاع کی آب و هوا ایسے خراب هوتی هی کہ وہ ضلعے آباد نہیں هوتے اور اگر آباد بهی هوتے هیں تو ایسے بیگانہ لوگ اُنمیں آکر بستے هیں جنکی تعداد نئے لوگوں کے آنے جانے سے قایم رهتی هی چنانچہ اتلی کے بہت بڑے حصوں کا حال ایسا هی دریافت هوا اور باوصف خوبی آب و هوا کے بڑے بڑے کارخانہ والے شہروں کے رنگ ڈهنگ بهی ایسے هی نظر آتے هیں اگر عمدہ عمدہ تدبیروں اور کمال احتیاطوں سے اُن شہروں کی صفائی اور اُنکے اطراف و جوانب کی اصلاح عمل میں نہ آوے ایک تو آباد ملک میں جیسے کہ امریکہ کی پچھلی آبادیوں میں جہاں زمین کی افراط اور وسایل معیشت کی کثرت سے کوئی مانع ممکن الزوال تاثیر ابهی نہیں کرسکتا کوئی ایسا سبب جو طول عمر کا قاطع هووے ترقی آبادی کا مانع و مزاحم هوتا هی مگر باستثناء امور مذکورہ بالا کے آب و هوا کی خرابی کا زور شور اسباب کی نسبت کہ وہ باشندوں کی تعداد اصلی تهوڑی تهوڑی کم کرے اسباب پر زیادہ باعث هی کہ مسلسل نسلوں کو جلد جلد پورا کرے یعنی ایک نسل دوسری کے بعد پیدا هووے چنانچہ سوئٹزرلینڈ کے بعض بعض اچھے ضلعوں میں جہاں کی آب و هوا بہت عمدہ هی ایک برس کی اوسط موتیں اربالیس آدمیوں میں ایک موت کے حساب سے زیادہ نہیں هوتی هیں اور بلاد هالنڈ کے بہت سے کهادر کے گانوںمیں بیٔیس آدمیوں میں ایک موت کے حساب سے زیادہ زیادہ هوتی هیں مگر یہہ بات سمجهنا کہ پہلے ملک کی آبادی دوسرے ملک کے سبب بہت گهنی اور بڑی ترقی پر هوگی کمال غلط فہمی هے بلکہ حال اُسکا برعکس هے اسلیئے کہ پہلے ملک کے دیہات میں جیسی موتیں کم هوتی هیں ویسے هی پیدایش بهی کم هوتی هے اور اسلیئے آبادی چهدری اور مستقل هی اور هالنڈ میں موتوں کی نہ نسبت پیدایش کسیقدر زیادہ هوتی هی اسلیئے اُسکی آبادی گهنی اور فی الجملہ ترقی پر هی پس جبکہ تمام خلقت کی تعداد سے سالانہ پیدایشوں کی نسبت معلوم هوجاوے تو اندازہ ترقی کا موتوں کی مناسبت پر منحصر هوتا هی اور اگر تمام خلقت کی تعداد

سے موتوں کے مناسبت معلوم ہوجاوے تو پیدایشوں کی مناسبت پر ترقی کا حساب موقوف ہوتا ہے یا بعبارت مختصر یوں بیان کیا جاوے کہ اگر عمر کی تعداد معلوم ہوجاوے تو کثرت بار آوری پر ترقی منحصر ہوگی اور اگر کثرت بار آوری دریافت ہوجاوے تو حصر زیادتی کا درازی عمر پر ہوگا اور اگر دونوں باتیں دریافت ہوجاویں تو بڑھنے کا اندازہ شمار سے کیا جاسکتا ہی مگر ایک کے معلوم ہوجانے سے نتیجہ پورا نہیں ہوسکتا اگر سالانہ پیدایشوں کو لوگوں کی تعداد حال سے بڑی مناسبت حاصل ہووے تو وہاں یہہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ آبادی جلد جلد بڑھتی ہی یا برعکس اسکے موانع ممنع الزوال اپنے کارو بار میں سرگرم ہورہی ہیں یعنے لوگ بہت مرتے ہیں اور برخلاف اُسکے سالانہ موتوں کی قلیل مناسبت سے یہہ نتیجہ نکل سکتا ہی کہ خلقت کی تعداد جلد جلد بڑھتی ہی یا برعکس اسکے موانع ممکن الزوال تاثیر اپنی دکھا رہی ہیں یعنے پیدایش بہت کم ہوتی ہی *

مثلاً انگلستان میں اوسط عرصہ عمر کا امریکا کے اضلاع والوں کے اوسط عرصہ حیات سے زیادہ ہی مگر موانع ممکن الزوال کی دھوم دھام انگلستان میں اس حد و غایت کو ہے کہ اضلاع امریکا میں ترقی کا اندازہ اضلاع انگلستان سے قریب دوچندکے ہے اور سوئٹزرلینڈ کے اُن حصوں کے لوگوں کا عرصہ حیات جنکا ذکر ہوچکا انگلستان کے عرصہ حیات کے مساوے ہی مگر انگلستان کے موانع ممکن الزوال اگرچہ اضلاع امریکا کی نسبت نہایت قوی و زبردست ہیں مگر سوئٹزرلینڈ کی نسبت نہایت ضعیف و ناتواں اور اتنے ضعیف و کمزور ہیں کہ جب دونوں ملکوں میں سالانہ موتیں برابر ہوتی ہیں تو سوئٹزرلینڈ کی آبادی تو اپنی حالت پر رہتی ہی اور انگلستان کی آبادی روز روز بڑھتی ہی *

•اگرچہ کسی ملک کے رہنے والوں کا اوسط طول عمر اسبات پر قطعی گواہی نہیں دیتا ہی کہ اُس ملک کے باشندوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہی یا گھٹتی جاتی ہی مگر باوجود اسکے درازی عمر اُن باشندوں کے لئیے کمال صاحب اقبال ہونے کی ایسی عمدہ نشانی ہے کہ اُسمیں غلطی کو بہت کم دخل ہی اور پیدایشوں کی تعداد کی نسبت جسکی بنیاد پر پہلے مصنف بھروسا کرتے تھے درازی عمر ایسی پکی بات ہی کہ وہ دھوکا

نہیں دیتی غرض کہ پیدایشوں کی سبب درازی عمر صاحب اقبال ہونے کی دلیل روشن ہی *

واضح ہو کہ کوئی اخلاقی برائی یا جسمی خرابی ایسی نہیں کہ وہ بلا واسطہ یا بواسطہ کوتاہی عمر کی خواہاں نہو مگر بہت سی ایسی خرابیاں ہیں کہ وہ ترقی بارآوری پر صاف مایل و متوجہ ہیں چنانچہ گریٹ‌برٹن کا عرصہ حساب اُس اضلاع کے عرصہ حساب سے بہت زیادہ ہی جو ابادی میں گریٹ‌برٹن کی برابر ہیں اور یہہ اردیاد اسباب کا ثبوت ہی کہ انگلستان کی آب و ہوا اور وہاں کے قانون و قاعدے اور مقاموں کی آب و ہوا و قانون و اصول سے نہایت عمدہ ہیں *

مانع ممکن‌الزوال

واضح ہو کہ اب ہم موانع ممکن‌الزوال سے بحث کرتے ہیں جو محدودیت آبادی کے باعث ہوتے ہیں یہہ بات پہلے معلوم ہو چکی کہ بدکاری کی کثرت اور شادی سے نفرت دونوں مانع ممکن‌الزوال ہیں *

معلوم ہوتا ہی کہ بدکاری ایسا بڑا مانع نہیں کہ جہاں بیں اُسکی بہت سی کثرت پائی جاوے یہاں یہہ بات مشہور ہی کہ بحر جنوبی کے بعض بعض جزیروں میں بدکاری بعضے عالی خاندانوں کی ترقی کی مانع مزاحم ہوئی اور معلوم ہوتا ہی کہ اَمریکا کے حبشیوں میں بھی تاثیر اُسنے بہت سی دکھائی مگر جزائر بحر جنوبی کے دولتمند اس بات کے شایاں و سزاوار نہیں کہ اُنکی علیحدہ گفتگو کی جاوے اور جب کہ ہم اُن سب اخلاقی یا جسمی برائیوں کو جو اُن لوگوں میں پائی جاتی ہیں جمع کریں تو غالب یہہ ہی کہ ازالہ بدکاری سے اُنکی ابادی کی ترقی کو بہت تھوڑی مدد پہونچیگی *

باستثناے ان مثالوں کے ایسی عورتیں بہت کم ہیں کہ بدکاری سے بارآوری اُنکی یکقلم مسدود ہوگئی ہو یا قدرے قلیل کم ہو گئی ہو مگر وہ بیسوائیں جو عام پیشہ کرتیں ہیں اس حکم سے مستثنی ہیں اور یہہ بیسوائیں ابادی دنیا سے اسقدر کم مناسبت رکھتی ہیں کہ اُنکے بارآور نہونے سے جو امتناع ترقی ظہور میں اویگی وہ التفات و توجہہ کے قابل نہیں *

بدکاری کا حال بیان کرنے کے بعد اب ہم صرف شادی کی بحث کرتے ہیں ہماری کتاب کے پڑھنے والے بخوبی واقف ہونگے کہ لفظ شادی سے وہ مخصوص یا دایمی تعلق ہی مراد نہیں جو عیسائی ملکوں میں شادی کے نام سے خطاب کیا جاتا ہی بلکہ وہ اقرار مراد ہی کہ کسی مرد و عورت میں ہم صحبت ہونیکا اقرار ایسی صورتوں میں واقع ہووے کہ وہ صورتیں غالباً تولد اولاد کی باعث پڑتی ہیں ہم پہلے بیان کرچکے کہ شادی سے پرھیز کرنیکی وجہہ معمول ایسی چیزوں کی قلت کا اندیشہ ہوتا ہی کہ وہ دولت کے نام سے پکاری جاتی ہیں یا یوں بیان کریں کہ وجہہ اُسکی دور اندیشی ہی اور حقیقت یہہ ہی کہ بعض بعض معاملے ایسے واقع ہو جاتے ہیں کہ بہت سے بھلے آدمی باوجود اسقدر دولتمندی کے کہ گھر باہر کے خرچ اُنکو معلوم بھی نہیں ہوتے کنوارے رہ جاتے ہیں مگر یہہ لوگ ایسے تھوڑے ہیں کہ وہ اسباب و توجہہ کے قابل نہیں یعنی وہ لوگ آبادی کو نقصان باحسن نہیں پہونچا سکتے *

موانع ممکن الزوال کی بحث میں اگر دور اندیشی پر حصر کریں اور یہہ بات تسلیم کیجاوے کہ جسمی برائی کے سوا کوئی مانع صاف صاف انسانکی دراری عمر کو نہیں گھٹاتا اسلیئے کوئی چیز اندیشہ قلت اشیاء دولت کے سواے بارآوری کو مانع و مزاحم نہیں ہو سکے کوئی غلطی مشکل سے ہوگی اگرچہ بعض اشیاء دولت کی کمی کا اندیشہ ہی ترقی آبادی کا مانع ممکن الزوال ہی مگر باوجود اسکے یہہ امر بھی اظہر من الشمس ہی کہ مختلف چیزونکی حاجت کا اندیشہ مختلف مختلف طوروںسے تمام لوگوں کو ہوتا ہی بلکہ ایک ہی چیز کی حاجت کا اندیشہ مختلف گروہوں کے لوگوں پر انہوکے اثر پیدا کرتا ہی چنانچہ اناج کی قلت کا اندیشہ تمام انگریزوں کی طبیعت پر وہ اثر پیدا کریگا جو ریشم کی کمی کا اندیشہ اور کپڑا پیدا نکریگا اور گوشت کی کمی کا اندیشہ مختلف گروہوں کے انگریزوں کے مزاجوں پر مختلف اثر ظاہر کریگا غرض کہ ہر چیز کی کمی کا اندیشہ نئے نئے اثر پیدا کرتا ہی اور اسی لیئے اشیاء دولت کی تقسیم ضروریات اور تکلفات اور عیاشی کے سامان غرضکہ تین قسموںپر مناسب سمجھی گئی اور بیان اُن مختلف اثروںکا مناسب متصور ہوا جو ان تینوں قسموں کی چیزوں کے اندیشہ سے ہوتے ہیں چنانچہ

حتی الامکان اب یہہ بیان چاہیئے کہ ضروریات اور تکلفات اور عیاشی کے سامان کی اصطلاحوں سے ہماری مراد کیا ہی اور یہہ ایسی قدیم اصطلاحیں ہیں کہ آغاز علوم اخلاق سے استعمال اُنکا شایع ہی مگر باوجود اسکے مناسب اور صحیح استعمال اُنکا نہیں ہوا اور التفات اُسپر بہت کم کیا گیا *

پڑھنے والونکو یہہ بات یاد دلانی ضرور نہیں کہ یہہ اصطلاحیں کسی نہ کسی سے تعلق رکھتی ہیں اور کوئی شخص ایسا ہمیشہ خاص ہونا چاہیئے کہ کوئی معین جنس یا کام اُسکی نسبت، عیاشی ہی یا تکلف ہی یا ضرورت ہی *

واضح ہو کہ ضروریات سے وہ چیزیں مراد ہیں جنکا استعمال کسی شخص معین کے حق میں اسقدر صحیح و تندرست رکھنے کے واسطے لابدی ہووے کہ وہ شخص اپنے کار و بار معہودہ میں مصروف رہے *

اور تکلفات سے وہ چیزیں مراد ہیں جنکا استعمال کسی شخص معین کے واسطے اسلیئے ضروری سمجھا جاوے کہ اُسکی بات اُسکی قدر و منزلت کے موافق بنی رہے *

اور عیاشی کے سامان سے یہہ مقصود ہی کہ کوئی شخص ایسی شی کا استعمال کرے کہ بنابر اُسکا قیام صحت و طاقت اور بقاے قدر و قار کے لیئے ضروری نہو *

یہہ بات واضح ہی کہ مختلف ملکوں کے باشندوں بلکہ ایک ملک کے مختلف باشندوں کی نسبت ایک ہی قسم کی چیزیں عیاشی کے سامان اور ضروریات اور تکلفات میں داخل ہوسکتی ہیں چنانچہ جوتیونکا پہننا تمام انگریزوں کے حق میں اِسلیئے ضروریات میں سے ہی کہ کوئی انگریز ایسا نہیں ہی کہ برہنہ پائی اُسکی تندرستی کو ضرر نہ پہونچاوے اور وہی جوتیاں اِسکاٹلنڈ کے نہایت ادنے باشندوں کے حق میں اسلیئے عیاشی ہیں کہ وہاں کے رہنیوالے بدوں اُٹھانے کسی تکلف اور بیعزتی کے برہنہ پا پھرتے ہیں اور جب کہ کوئی † اِسکاٹلنڈ والا پایہ ادنی سے پایہ اوسط تک ترقی کرتا ہی تو وہی جوتیاں اُسکے حق میں تکلف ہو جاتی ہیں اور یہہ شخص بھی اسلیئے جوتیاں نہیں پہنتا کہ پاؤں اُسکے کانٹے چبھنے سے

† ہندوستان میں بھی جوتیونکا حال قریب قریب اِسکاٹلنڈ کیطرح ہی یعنی ہندوستان کے نہایت ادنی درجہ کے آدمی بغیر کسی تکلیف وبیعزتی کے برہنہ پا پھرتے ہیں

محفوظ رہیں بلکہ اُسکے ہمسروں میں آبرو بھی بنی رہے اور منجملہ اُن لوگوںکے اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی نسبت جو بس شعور سے جوتیاں پہننے کے عادی ہوتے ہیں وہ جوتیاں ایسی ضروری ہیں جیسکہ تمام انگریزوں کو ضروری ہیں اور ترکی یعنے روم کا یہہ حال ہی کہ وہاں بڑے لوگوں کے حق میں مدہوشی عیاشی میں اور حقہ کشی تکلف میں گنی جاتی ہے اور ملک یورپ میں خلاف اُسکے معمول و مروج ہی مگر ترکی کے لوگ مدہوشی میں اور یورپ والے حقہ کشی میں قواعد صحت اور رسوم خلایق کے موافق عمل نہیں کرتے بلکہ خلاف اُسکے عمل درآمد کرتے ہیں اور حجت یہہ ہی کہ بلاد یورپ میں شراب اور دیار ترکی یعنے روم میں حقہ کشی ایسی عمدہ چیزیں گنی جاتی ہیں کہ مہمان اُنکا مستحق ہوتا ہی یہاں تک کہ اگر بلاد یورپ میں شراب سے اِنکار کیا جاوے تو وہ ایسا خلاف تکلف سمجھا جاتا ہی جیسکہ روم میں شراب کی تواضع کیجاوے اور اگر دیار روم میں حقہ کی تواضع نکیجاوے تو ایسا خلاف مہمان نوازی تصور کیا جاتا ہی جیسکہ بلاد یورپ میں حقہ پیش کیا جاوے *

کہتے ہیں کہ کھان میں سے کوئلہ کاٹنے والے اور جہازوں سے اسباب باہر نکالنے والے اور بعض بعض اور لوگ فقط ان کے جو کڑی کڑی مزدوریاں کرتے ہیں بدون سہارے پورٹر شراب کے بڑی بڑی محنتیں اُٹھا نہیں سکتے اگر یہہ بات راست ہی تو اُن لوگوں کے لیئے پورٹر شراب ضروری اور باقی لوگوں کے واسطے محض عیاشی ہی اور ایسا ہی ایک گاڑی با وضع عورت کو تکلف اور حکیم صاحب کو ضروری ہی اور سوداگر کو عیاشی ہی *

باقی یہہ سوال کہ ولایتی جنس تکلف سمجھی جاوے یا عیاشی

اور متوسط درجہ کے آدمی صرف پانو کی حفاظت ہی کے لیئے جوتیاں نہیں پہنتے بلکہ برہنہ پا پھرنا اپنے ہمسروں میں بےعزتی بھی سمجھتے ہیں اور اشراف آدمیوںکا برہنہ پا پھرنا اور بھی زیادہ بیعزتی گنی جاتی ہی ہندوستان میں اُس فرش پر جہاں بیٹھتے ہیں جوتی پہنے جانا خلاف دستور یا یوں کہو کہ بےادبی ہی مگر اُس مقام سے جہاں سے ابھی فرش شروع نہیں ہوا تا اُس جگہہ جہاں فرش نہیں ہی گو وہ جگہہ کیسی ہی صاف ہو جوتی اُتار کر جانا ایسی ہی بیعزتی کی بات ہی جیسکہ فرش پر جوتی پہنے جانا بےادبی ہی

گنی جاوے ایسا سوال ہی کہ جواب اُسکا جب تک نہیں دیا جاتا کہ استعمال کرنے والے کی سکونت اور قدرو منزلت اور اُسکے استعمال کا زمانہ دریافت نہوجاوے جو پوشاک کہ سو برس پہلے مختص تکلف تھی وہ اب موٹی جھوٹی گنی جاتی ہی اور جو مکان و متاع کہ اب بھلے آدمی کی نسبت تکلف سمجھا جاتا ہی وہ سو برس پہلے پارلیمنٹ کے امیر کے حق میں عیاشی گنی جاتی تھی اسباب اُس جنس کے جو ضروری کہلانیکے قابل ہوتی ہی تکلف و عیاشی کے اسباب کی نسبت زیادہ مضبوط و مستقل اور نہایت عام ہوتے ہیں اور یہہ اسباب ضرورت کچھہ اُن عادتوں پر منحصر ہیں جن عادتوں میں کسی شخص نے پرورش پائی اور کچھہ اُسکے کام اور پیشہ کے خواص اور اُن محنتوں کی سختی آسانی پر جو کام ناکام اُسکو کرنی پڑتی ہیں اور کچھہ اُس بستی کی آب و ہوا پر جہاں وہ رہتا سہتا ہی موقوف و منحصر ہیں *

منجملہ اسباب مذکورہ بالا کے پہلے دو سببوں یعنی عادت و پیشہ کو جوتیوں اور پورٹر شراب کی مثالوں سے ثابت کیا گیا مگر آب و ہوا بڑا مقدم سبب ہی چنانچہ جو ایندھن اور مکان اور کپڑے سرد ولایت والوں کی زیست کے لئیے ضروری و لابدی ہیں وہ گرم ولایتوں میں مختص بیکار و بیفائدہ ہیں اور اسی لئیے کہ پیشہ و عادت آہستہ آہستہ بدلتے ہیں اور آب و ہوا میں کبھی کبھی تغیر آتا ہی تو وہ جنسیں جو کسی ضلع کے مختلف باشندوں کے لئیے ضروری ہوتی ہیں سیکڑوں برس نہیں بدلتیں مگر تکلفات اور عیاشیاں ہمیشہ بدلتی رہتی ہیں *

تمام درجوں کے لوگوں میں وہ مانع شادی ضعیف ہوتا ہے جو صرف عیاشی کے سامان کی قلت کے خوف سے ظہور میں آتا ہے جن مطلبوں بلکہ جن معقول خیالوں کی روسے لوگ شادی کرنے پر مستعد ہوتے ہیں وہ خیال ایسے قوی اور مضبوط ہیں کہ بخوف زوال ایسی راحتوں کے جو بھائے صحت اور قیام شوکت کے لئیے واجب اور لازم نہیں ہرگز تھامے نہیں تھمتے بلکہ اصل یہہ ہے کہ قلت ضروریات کے خوف سے بھی ترقی آبادی کی روک تمام قرار واقعی نہیں ہوتی چنانچہ تربیت نایافتہ ملکوں میں جہاں قلت ضروریات کثرت سے ہوتی ہے مانع ممکن الزوال معطل سا رہتا ہے اگرچہ اُن لوگوں کو اندیشوں کی سوجھہ بوجھہ اور خطروں کی

سوچ بچار ہوتی ہیں مگر وہ اپنے دور اندیش اور عادت میں نہیں ہوتے
کہ وہ خطرات اُن پر دخل و اثر کریں یعنی وہ لوگ اُن کی پروا نہیں
کرتے اور جو لوگ ایسے تربیت یافتہ ہیں کہ ناشر دور اندیشی کے قابل
ہیں حال اُنکا یہہ ہے کہ یہہ خطرہ کہ اولاد اُنکی ٹھوکروں مرجاویگی اُسسے
نہایت بعید معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے چلن کا کوئی عام قاعدہ مقرر
نہیں کرتے بڑا مانع ممکن الزوال آبادی کا تکلفات کے ہاتھہ سے جانیکا
اندیشہ یا اس امید کے پورے نہونے کا کھٹکا ہے کہ بہت دنوں تک تنہا رہنے
سے وہ اسباب تکلفات حاصل کرینگے جو شان و شوکت کے ذریعے اور جاہ
و حشمت کے وسیلے ہوں اور جب کہ کوئی انگریز شادی اور دوراندیشی
میں سوچ بچار کرتا ہے تو جس بابتکا خوف اُسکو ہوتا ہے اُن میں
خویش و اقارب کی فاقہ کشی اسلیئے داخل نہیں ہوتی کہ قوانین پرورش
غربا کا سہارا ہوتا ہے یعنی وہ یہہ سمجھتا ہے کہ سرکارے محتاج خانوں سے
کام اُنکا چلتا رہیگا *

یہہ مسلم کیا کہ خواہشیں اُسکی نہایت ضعیف و ضعیف ہوویں
مگر باوجود اُسکے بدون پراگندہ دلی اور پریشان خاطری کے یہہ خیال
نہیں کرسکتا کہ عالم تجرد کی امدنی اُس قدر و منزلت کے لیئے جو
آج کل اپنے ہمچشموں میں حاصل ہے شادی کے بعد بھی کافی ہو جاوے
اور جن تعلیموں کے فائدوں کے مزے آپ اُٹھاتا ہے اولاد اپنی اُن سے محروم
رہے اور بات کو بتا لگے باقی جو بڑے ادمی ہیں اور کا، و بار اُنکے بخوبی
جاری ہیں وہ شادی سے بخوف تنگدستی پرہیز نہیں کرتے بلکہ باعث
اُسکا یہہ فکر ہوتی ہے کہ عالم بیفکری میں دولت کو ترقی ہوگی اور انجام
اُنکا یہہ ہوتا ہے کہ جب ترقی میں کوشش کرتے ہیں تو سعی انکی خالی
جاتی ہے اور بجائے ترقی تنزل نصیب ہوتا ہے یہانتک کہ کبھی ایسا
ہوتا ہے کہ اسی فکر و تلاش میں وہ وقت گذرجاتا ہے جس میں وہ خانگی
خوشیاں انجام پاتی ہیں جنکو ہر شخص اپنی جوانی میں غالباً تجویز
کرتا ہے *

تکلفات کی ایسی ہی خواہشوں کے باعث سے وہ ملک تربیت یافتہ جو
برسوںسے بستے چلے آتے ہیں اسی آبادی کی برائیوں سے امن و امان
میں ہیں جسکی تعداد ایسے پرورش کے وسیلوں سے جو ارام و راحت

سے بہم پہونچیں بہت زیادہ ہوجاتي ہے باقي اسیے برائے مضمون جسسر عام شکایت ہو سوا اسباب کے کہ پہلے لوگوں کي سادہ مزاجي اور حال کے لوگوں کي عیاشي کا مقابلہ کیا جاتا ہی بہت تھوڑے ہیں اور لوگوں کا یہہ حال ہی کہ وہ جیسي تعریف اسیے افلاس کي کرتے ہیں کہ جس میں نان خشک پر قناعت اور سود کي باتوں سے احتراز اور اسراف سیجا سے پرھیز کیا جاوے ویسي تعریف کسي خوبي کي نہیں کرے اگرچہ وہ بجاے خود نہایت نافع ہووے اور تمام آراستہ قومیں ان سب باتوں کو اپنی بزرگوں سے نسبت کرتي ہیں اور جسقدر کہ صرف بیجا کي مذمت کیجاتي ہی جسکو ہر نسل اپنے گھرانے سے مخصوص کرتي ہی اُسقدر کسي بري شے کي مذمت نہیں کیجاتي اگرچہ وہ شي بجاے خود کیسي ہي بري ہو *

سرسري نظر سے یہہ بات دریافت ہوتي ہی کہ جسطرح کہ اسراف کي عادتوں سے کسي شخص خاص کي دولت میں کمي آتي ہی اُسطرح سے یہہ لازم ہی کہ کسي قوم کي دولت میں بابر اُسکي ایسي ہي ظاہر ہووے اور یہہ بات بھي معلوم ہووے کہ ایک شخص کے بیفائدہ خرچوں سے گو اُسیے وہ کیسے ہي مرے اُتھاوے تمام لوگ محتاج ہوجاتے ہیں اور وجہہ اُسکي یہہ ہی کہ جسقدر خرچ کیا گیا وہ عام ذخیرہ سے نکل گیا اور بیجا ضایع ہوگیا اور جو کہ قومي سرمایہ لوگوں کي بچت کي جمع سے مجتمع ہوتا ہی تو یہہ امر محقق ہی کہ اگر ہر شخص اپني آمدني بالکل خرچ کردے تو ملک کا سرمایہ رفتہ رفتہ پورا ہوجاویگا اور شامت عام اُسکا نتیجہ ہوگي مگر یہہ بات ایسي ہي محقق ہے کہ اگر ہر شخص اپنے خرچوں کو صرف ضروریات پر منحصر کرے تو ثمرہ اُسکا بھي ویساهي برا ہوگا جسیے کہ اسراف کا نتیجہ ہوتا ہے *

یہہ دریافت ہوچکا کہ اگر مانع دوراندیشي آبادي کي ترقي کي قوتوں کي روک تھام نکرے تو اُسیے طرح طرح کی اخلاقي برائیاں اور نہایت نہایت کي جسمئ خرابیاں پیدا ہونگي هم اوپر ذکر کرچکے ہیں کہ اگر ہرشخص اپنے خرچوں کو اپني ضروریات پر منحصر کرے تو اُسکا بھي نتیجہ بہت برا ہوگا چنانچہ اس صورت میں تمام لوگوں کي ساري حاجتیں خوراک اور پوشاک اور مکان پر منحصر رہینگي جو جدا

چند روزہ کے واسطے ضروري ولادتي هيں اور وہ حاجتيں بهي کوڑيوں کے مول کي چيزوں سے برآمد هونگي منجملہ برنست باقي قوموں کے کچهہ تهوڑے سے لوگ زمين کے بونےجوتنے ميں مصروف هوتے هيں اور يهہ دستور قديم هی کہ جب کسي قوم کي دولت روز بروز ترقي پاتي هے تو کاشتکار بہت کم هو جاتے هيں چنانچہ بلاد انگلستان کے کل باشندوں کي تهائي بهي کهيت کيار کے کام ميں مصروف نہيں اور جو لوگ کہ مصروف بهي هيں وہ عياشي کي چيزيں پيدا کرتے هيں البتہ آلو ايک ايسي غذا هے کہ اناج کي نسبت چهہ گني ملتي هے اور گوشت سے بيس گني زيادہ ملتي هے اور اد ی باشندگان ايرلنڈ کے قدوں اور قوتوں کي جانچ تول سے هم کہہ سکتے هيں کہ يهہ خوراک مثل اناج اور گوشت کي صحت بخش بهي هے اناج و گوشت جسقدر کہ آلوؤں کي نسبت گراں قيمت هيں اُسقدر وہ عياشي کي چيزيں هيں علاوہ اسکي لوگوں کے مال و متاع کي حيثيت کے موافق اور دولت کي کم خواهش کے بموجب کاشت کے طريقوں کا استعمال ايسي طرح ممکن نہيں کہ اُسکے ذريعہ سے بڑا محاصل حاصل هووے بلکہ مقصود يهہ هوتا هے کہ کاشت کے وسيلہ سے وہ محاصل حاصل هووے جسکي کاشتکار کو ضرورت هے مگر اپني مطلب کي تحصيل ميں اور کاموں کے لئيے وقت يا محنت کي کفايت کرنے سے بہت سي پيداوار ضائع هوگي *

اگر علاوہ ضروريات کے کسي اور چيز کي خواهش نهووے تو زمين اور محنت دونوں کي موجودہ تقسيميں مختلف هو جاوينگي اِسليئے کہ کوئي خاندان اُس چهوٹے قطعہ زمين سے زيادہ پر قبضہ نچاهيگا جو آلوؤں اور دودهہ بہم پہنچانے کے لئيے کافي وافي هووے فرض کرو کہ اُس چهوٹے سے قطعہ کو لوگ ايسا درست کريں کہ نہايت عمدہ باغ کے مقابل هووے باوجود اِسکے اُسکے چين و تردد سے اتني فرصت هاتهہ آويگي کہ اپنے خاص استعمال کے واسطے چهوٹي موٹي چيزيں جو ضروري هوويں تيار کريں تو ايسي صورت ميں تمام خدائي کاشتکار هوجاوے گي سات لاکهہ اکسٹهہ هزار تين سو اڑتالیس گهرانے جو آج کل انگلستان ميں کاشتکاري کرتے هيں باوجود اِسکے کہ اُنکي سعي و محنت سے بہت بڑي پيداوار حاصل نہيں هوتي اِنگريزي سائنس لاکهہ پينتاليس هزار دس سو

چھتیس گھرانوں کي پرورش کے سامان بدوں بہت سي اعانت اور امداد بیگانے ملکوں کی بہم پہنچاتے ہیں اور اگر سارے خاندان کاشتکاري میں مصروف ہو جاویں اور کاشتکاري سے مقدم مقصود انکا صرف پیداوار ہي ہووے تو ظن غالب ہے کہ انگلستان کي زمین معمولي موسموں میں تیئ کرور آدمیوں کي جگہہ چھہ کرور آدمیوں کي پرورش کرسکے گي اور تمام یورپ کي زمین دس کرور آدمیوں کي جگہہ اسي کرور آدمیوں کي پرورش کرسکے گي اور جب کہ اُن موانع سے جو امریکا کے اضلاع متحدہ میں واقع ہوئي کوئي قوي مانع موجود نہووے تو یورپ کي آبادي پچاس برس گذرنے پر اسي کرور ہو جاویگي اور اسمیں شک و شبہہ نہیں کہ بلحاظ ایسے حالات پیش پا افتادہ کے بلادیورپ میں کمال آبادي کي ترقي ایک عرصہ دراز تک اُس ترقي سے نہایت زیادہ اور جلد ہوگي جو اضلاع امریکا میں جلوہ گر ہوئي کیونکہ موانع ممکن‌الزوال سست و نابود ہو جاوینگے اور شادیوں کي دھوم‌دھام ہوگي اور دوراندیشیوں کے خلش نقش زن نہونگے اسلیئے کہ قلب کا کھٹکا بڑھیگا اور شادیوں کي افراط سے حرام کاري کا پتا بڑھیگا اور عادتوں کي درستي سے موانع ممکن‌الزوال نہایت کم ہو جاوینگے

یہاں تک تو یہہ اسئي معقول صورت ہی کہ اُسکي بدولت اگرچہ لوگ آراستہ اور مہذب اور دولتمند نہیں ہونگے مگر بہت کثیر خلقت تندرست اور قوي پرورش پاویگي اور وہ نہیں سے مرے جو آغاز عمر کي شادیوں سے متعلق ہیں بلا تکلف اُٹھاوینگي مگر یہہ بات واضح ہي کہ یہہ صورت ہمیشہ قائم نرہیگي بلکہ اڑھائي سو برس تک بھي قائم نہ رہ سکیگي چنانچہ اس مدت تک یورپ کي آبادي تین کھرب کے قریب قریب آپہونچیگي اور یہہ آبادي اِسقدر ہی کہ بڑے سے بڑے تصور میں یہہ بات نہیں آسکتي کہ تمام روےزمین پر اِیسي آبادي برابر آباد ہوسکے *

غرضکہ جلد یا دیر میں ترقي کا امتناع ضرور ہی ہم معلوم کرچکے کہ دوراندیشي ایسا مانع ہی کہ اسکے باعث سے کوئي بدبختي ظہور میں نہیں آتي مگر اُن طبعي جذبوں کي قوت جو انسانوں کو شادي کرنے پر مائل کرتے ہیں ایسي قوي و توانا ہی اور ہر آدمي اپنے چال چلن پر تکیہ اور نصیبوں کي زورآوري پر ایسا بھروسا رکھتا ہی کہ شادي سے باز نہیں رہتا آخر وہ برائیاں اکثر واقع ہوتے ہیں جنکا اندیشہ مانع دوراندیشي

کو بچانے خود قائم کرتا ہی جہاں کہیں کہ اُن برائیوں کے ہونے سے
عیاشیاں جاری رہتی ہیں تو وہ برائیاں زوال عیاشیونکی صورت میں
ضعف اور زوال تکلفات کی بعد بر تحمل کے قابل ہوتی ہیں مگر
بصورت حالت مذکورہ یعنی اس صورت میں کہ ضروریات خانگی میں
سارے خرچ منحصر ہوں تمام مانع دوراندیشی قلت ضروریات کے اندیشہ
میں منحصر ہوگا اور اُس قلت کے باعث سے اکثر یہہ امر پیش ہوگا کہ
مانع ممتنع الزوال بصورت مہیب ظہور کریگا اور وہ قلت ضروریات اُن اِتفاقات
کی غلط فہمی سے واقع ہوگی جنکے تمام انسان تابع ہیں اور جو لوگ
شادی کرنے کی خواہش رکھتے ہیں وہ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں بلکہ
ایسے واقعات کے سبب سے ظہور میں آوینگی جنکو کسی اِنسان کا سوچ
بچار روک نہیں سکتا اِسلیئے کہ یہہ امر ممکن ہی کہ ایک بری فصل کا
تدارک ہو جاوے مگر جبکہ بری فصلیں پے درپے ہونے لگیں اور کبھی
کبھی ایسا واقع بھی ہوتا ہی تو بھوکوں کے مارے ایسے لوگ جنکا ذکر
ہو رہا ہی مرجاوینگے لیکن جب کہ ایسی بری فصلیں بڑی فصول خرچ
قوم پر ٹوٹ کر پڑیں تو تدبیر اُسکی یہہ ہوسکتی ہی کہ چند روز اُن
فضولیوںسے باز رہیں چنانچہ جو اناج کہ ہر برس شراب خانوں میں
شراب بنانے کے لئے صرف ہوتا ہی وہ ایسا ذخیرہ ہی کہ رفع قلت کے
واسطے ہمیشہ موجود ہی اور جو غلہ خانگی جانوروں کے لئے رکھا جاتا ہی
غربت غربا کے کام آ سکتا ہی علاوہ اُسکے یہہ ڈھنگ بھی معمول ہی کہ
لوازم عیاشی کی جگہہ ضروری ضروری چیزیں بیگانے ملکوں سے منگانے لگیں
مثلاً شراب کی جگہہ غلہ منگایا کریں *

یہہ بات کہہ سکتی ہیں بلکہ کہا بھی گیا ہی کہ جب تک زمین کہیں
بہت آباد اور کہیں کم آباد اور کہیں کاشت اُسکی زیادہ اور کہیں نہایت کم
جیسا کہ اب تک ہی رہے تو نقل مکان اباد قوموں کے لیئے ایسا سہل
ذریعہ ہی کہ اُس سے تمام موانع دوراندیشی بیکار رہتے ہیں *

اور یہہ بات بھی ظاہر ہی کہ جسقدر سرمایہ اور فن کاشتکاری فلانڈرز کے
عمدہ عمدہ حصوں اور اِسکاٹلنڈ کی نشیب کی زمینوں میں صرف ہوتا
ہی اگر اُسی حساب سے تمام قابل آبادی دنیا میں صرف کیا جاوے تو
ایک ارب لوگوں سے جو بالفعل روی زمین پر موجود ہیں دس گنے بلکہ

سو گئی بلکہ پانسو گئے لوگوں سے زیادہ کی ایسی ہی بلکہ اس سے بہتر
پرورش ممکن اور متصور ہی اور غالب ہی کہ یہہ ہمارا خیال کئی سو
صدیوں میں پورا ہوجاوے مگر تجربوں سے ثابت ہی کہ کوئی ایسی کثیر
و تربیت یافتہ قوم جسکے ہر چہار طرف اور تربیت یافتہ قومیں بستی ہوں
نقل مکان پر ایسا بھروسا نہیں رکھہ سکتی کہ وہ آبادی کا مستقل اور کامل
اصلاح کرنیوالا ہی اور یہہ بات ہم اِسلیئے کہتے ہیں کہ اوسط ایشیا اور
شمالی یورپ کے خانہ بدوش گروہ اور ایسی چھوٹی چھوٹی بستیوں کے
مناسب آبادی سے زیادہ بسنے والے جیسکہ قدیم یونان اور فنشیا کے چھوٹے
صوبوں کے باشندے تھے کبھی کبھی اپنے ملک سے نکل جاتے تھے چنانچہ
وہ خانہ بدوش لوگ ہتھیار لگاکر پرائے ملکوں پر دھاوے کرتے تھے اور قدیم
یونانی یافنشیا والے بیگانے ملکوں میں بستیاں بسانے تھے اور اُن امریکا
والوں نے جو یورپ والوں کی آل و اولاد تھے اُس وسیع حصہ زمین یعنی
امریکہ میں جو یورپ کے پس پشت ہے سیکڑوں برس تک اسقدر جگہہ پائی
اور پھر آیندہ کو سیکڑوں برس تک اُنکو ایسی جگہہ ہاتھہ آویگی کہ ایسی
آبادی کے واسطے درکار ہو جو بلا مانع و مزاحم کثرت سے پہیل سکے مگر
یہہ ایسی مثالیں ہیں کہ اُنکی پیروی اہل یورپ اس زمانہ میں کہ وہ
نہایت شایستہ اور آباد ہیں نہیں کرسکتے کیونکہ تمام زمین تصرف میں
آچکی اور بیگانہ ملکوں میں بسنے کے لیئے زور و دعوے ممکن نہیں اور
مسافر زبان و قواعد کے اختلاف اور فنون و مذاهب کے تباین کی وجہہ
سے سفر سے باز رہتا ہی اور جو سفر کہ وہ کرسکتا ہی وہ دریا کا سفر ہی
سو اُسمیں بڑا پہیر پڑتا ہی اور بہت خرچ ہوتا ہی اور بعد سفر کے
اگر کہیں پہونچیگا تو وہ ایسا اجڑا ملک ہوگا جسکی آب و ہوا خراب
ہوگی یا وہ ایسا ضلع ہوگا جو پہلے سے آباد تھا سو اُس میں بھی کاموں اور
زبانوں اور فنون اور مذاهب کے اختلاف و تباین سے بڑے بڑے هرج پیش
آوینگے پس جبکہ ایسی ایسی مشکلیں ظہور میں آنی ممکن ہیں تو
نقل مکان کثرت سے پے درپے نہوسکیگا بلکہ ایک ہی سلطنت کے مختلف
حصوں کے لوگ اگر اُنمیں اختلاف زبان اور بعد مسافت حایل ہو نقل
مکان بہت کم کرسکتے ہیں چنانچہ آستریا کی سلطنت میں بعض بعض
ایسے مقام ہیں کہ وہ اُوجڑ ہیں اور بعض بعض ایسے ہیں کہ وہ کمال آباد

هیں مگر لبارتھـ کے میدانوں میں سے هنگری میں اکثر بستیاں آباد نهیں هوتیں لیکن اگر کوئی قوم یورپ کی جو نتائج مانع دور اندیشی کے نقل مکان کو کامل مانع قایم کرسکتی هی وہ صرف انگریزوں کی قوم هی چنانچه دنیا کے هر نصف کرہ میں بڑے بڑے اوجڑ ملکوں پر انگریزوں کا قبض و تصرف هی اور وہ لوگ آج ایسے جهاز رکهتی هیں که ایک دیکھی نهیں گئی چنانچه اُن جهازوں میں سوار هوکر اُن مقاموں میں پہنچ سکتی هیں اور نقل مکان کے خرچ اور اخراجات کے واسطی اسقدر سرمایه موجود هی که آج تک کهیں اکهٹا نهیں هوا اور انگریز ایسے هیں که بڑی بڑی مهموں میں علی‌الخصوص سفر دریا وغیرہ میں بهت مشهور و معروف هیں اور سکڑوں برس سے یهه فائدے اُٹهاتے چلے آتے هیں چنانچه عهدتودرر سے لیکر آج تک ادهر اودهر کے ملک اپنے انگریزوں کے هاتهه آئے که جسقدر یوروپ میں اُنکے پاس تهے اُسسے وہ بهت زیادہ هیں اور باوجود اسقدر دراز عرصه کے نقل مکان نے کیسا تهوڑا سا اثر انگریزوں کی آبادی کی تعداد پر کیا هے چنانچه گروہ کے گروہ جو ملک سے باهر بهیجے گئے اور اب بهی بهیجے جاتے هیں اُسیقدر اور اُنکی جگهه بهت جلد قایم هوگئے اور هو جاتے هیں انگریزوں نے ایک شهنشاهی کی بنیاد ڈالی اور غالب یهه هی که بهت سی اور سلطنتوں کی بنیادیں ڈالینگے مگر جب که ایک بستی کهیں قائم هو جاتی هی تو وهانکے لوگوں کی بڑی ترقی اُن تهوڑے لوگوں کے ذریعه سے نهیں هوتی جو اُس بستی والوں کے اصلی ملک سے پهونچتے رهتے هیں بلکه وہ ترقی انسان کی قوت بارآوری کی ترکیب سے هوتی هی *

اس کتاب کے کسی اگلے حصه میں بیان اُن سببوں کا مفصل کیا جاویگا جو نسل مکانکی مانع هوتے هیں مگر سر دست یهه بیان کیا جاتا هی که تمام تجربوں سے یهه بات ثابت هی که نقل مکان ایسے ملکونکی آبادی میں رخنه اندازی نهیں کرسکتا جو مثل یوروپ و چین هندوستان کے بهت بڑے اور نهایت آباد اور درجه اوسط کے تربیت یافته هیں پس معلوم هوتا هے که شادی کرنے کے معامله میں دور اندیشی اور بڑی فضول خرچیوں کی عادتیں هی ایسی مستقل مانع هیں که اُنکے باعث سے آبادی اتنی بڑی نهیں سکتی که وسائل خوراک کی برابر پهونچے جسکی بدولت مانع

ممنع الزوال پے درپے ظاهر هوتے هیں اور اسلئیے که دور اندیشي کے خیال تربیت یافته ملکوں میں اور اسرافوں کے طریقے دولتمند ولایتوں میں هي پائے جاتے هیں تو یهه صاف واضح هوتا هی که جسقدر کوئي قوم آئین تربیت اور اسباب دولت میں ترقي کرتي هی اُسیقدر مانع ممکن الزوال مانع ممنع الزوال پر غالب هوتے جاتے هیں اگر یهه بات سچ هی تو بهت بڑي آبادي کي برائي یعنے ایسي آبادي کي برائي جسکو ضروریات کافي اور با قاعده حاصل نهو سکیں اُس قدر کم هوتي جاویگي جسقدر که علم و دولت کو ترقي هوتي جاویگي چنانچه دولت کي روز بروز ترقي هونے سے جو چیزیں ایک نسل کي نسبت عیاشي گني جاتي تهیں اُسکي اولاد کي نسبت تکلفات سمجھي جاوینگي اور عیش و آرام کا صرف صراحي تهیں زیاده بڑهتا جاتا هی بلکه اُنکا موجود نهونا بعزتي سمجها جاتا هی منصب کي بار اور قوتوں کے اکثر کاموں میں بڑهنے سے لازم آتا هی که پہلے لوگوں کي نسبت سے لوگ بهت سي راحت پاویں اور جو که یهه بات بهت مفید هی که ترقي خلقت کے ساتهه ساتهه آرام کي بهي زیادتي هووے بلکه ترقي خلقت سے پہلے حاصل هو اور مقتضاے کارخانه قدرت بهي یهي هی که علاج واقعه کا پیش از وقوع هووے *

اگرچه یقین اسبابت کا واثق هی که تربیت کي ترقي سے وجهه معاش اوبهرتي جاتي هی اور آبادي کا دباو کم هوتا جاتا هی مگر باوجود اسکے هم یهه بهي انکار نهیں کرتے که تمام اُن ملکوں میں جو مدت سے آباد هیں قلت معاش کا فساد بجز اُن ملکوں کے جہاں نئي نئي بستیاں آباد هوتي رهتي هیں اور وهاں پرانے ملکوںکے علم ویران ملکوں پر صرف کیئے جاتے هیں موجود هے اور یقین کامل هی که یوروپ کے بهت کم حصے ایسے هیں که اُنکے باشندوں کي تعداد کم هونے پر بهي به نسبت پہلے کي زیاده دولتمند نهوتے اور جس مناسب مقدار سے اُنکي آبادي ترقي پاتي هی اگر وه قایم رهے تو وه لوگ آینده بهي زیاده دولتمند نهوینگے لوگوں کي بهتري کي کوئي تدبیر کامل جب تک نهیں هوسکتي که تحصیل دولت کي ترقي اور خلقت کي ترقي کو اُسکي مناسبت پر روکنے کا کوئي معقول علاج نکیا جاوے اور پہلا مطلب یعنی تحصیل دولت کي ترقي کي تدبیر مقدموں کے ذریعه سے هوسکتي هی اور

دوسرا مطلب یعنی تعداد خلقت کی ترقی دولت کی ترقی کی برابر ہونے دینے کی تدبیر لوگوں کی دور اندیشی سے ممکن و متصور ہی غرض کہ پہلا مطلب حاکموں پر اور دوسرا مطلب رعایا پر موقوف ہی اور یہہ امر واضح رہے کہ لوگوں کی بہتری کے واسطے پہلے مطلب کی نسبت دوسرا مطلب زیادہ موثر ہی چنانچہ ہر شخص اُسپر عمل کرسکتا ہی یا عامل وہ سکتا ہی مگر اُس راے عام کی روشنی اور تجارت اور محاصل کی تدبیر مملکت سے جیسے کہ آج کل یورپ میں مروج و معمول ہے یہہ بات واضح ہوتی ہی کہ پہلے مطلب پر مستقل رہنے سے بہلائی کی زیادتی متصور ہی اور جو منتظم کہ منجملہ ان دونو مقصدوں کے ایک مقصد پر لحاظ کرتا ہی اور دوسرے مقصد سے غافل رہتا ہی وہ لوگوں کی بہلائی کے صرف ایک حصہ کی تدبیر کرتا ہی *

اب یہہ بیان کرنا مناسب ہی کہ ہماری رائے ایسی راے نہیں ہے کہ تمام لوگ اُسکو تسلیم کرتے ہوں بلکہ ہماری تقریر ہرایک اُس مولف کی تقریر سے جس نے مضمون آبادی کو صاف صاف بیان کیا ہی کچھہ نہ کچھہ مخالف ہی ہر ایک مولف علم انتظام کا اپنی اپنی تحریروں کے اُس حصہ میں جسکو اصول آبادی کہتے ہیں دو مخالف فریقوں میں سے کسی ایک کی پیروی کرتا ہی اور وہ مخالف فریق صرف آپس میں ہی مخالف نہیں ہیں بلکہ اُن مسئلوں کے بھی مخالف ہیں جنکی ہمنے چھان بین کی ہی چنانچہ ایک طرف ایسے لوگ ہیں کہ اُنکے اعتقاد میں یہہ بات بیٹھی ہی کہ تعداد خلقت کی ترقی کے ساتھہ قوت بارآوری کی صرف مستقل ترقی ہی نہیں ہوتی بلکہ خلقت کی ترقی کی مناسبت پر اُسکو ترقی لازم ہوتی ہی اور کثرت آبادی اقبالمندی کا باعث اور محک امتحان ہی اگر تمام آدمی جو آفتاب کے تلے بستے ہیں تمام قدرتی اور مصنوعی مانعوں سے پاک صاف ہوجاویں جو اُنکی ترقی و کثرت کے مانع و مزاحم ہیں اور جسقدر کہ اولاد اُنکی ممکن الوقوع ہو وہ جلد پیدا ہووے تو بہت سی نسلیں اُس سے پہلے گذرجاویں گے کہ ضروری دباؤ یعنی قحط سالی واقع ہووے *

اور دوسری طرف ایسے لوگ ہیں کہ اُنکے ذہنوں میں یہہ بات سمائی ہی کہ تعداد خلقت کی وجوہ معاش سے زیادہ ہونے پر مایل

رھتي ھی یا یہہ تقریر کیجاوے کہ وجوہ معاش کسي ھي ھوں مگر غالباً آبادي اُنکی غایت تک پہنچیگي بلکہ اُنکي حد و غایت سے باھر نکل جاے پر جدو جہد کریگي اور آبادي کي روکنے والي صرف وہ بد بختي اور خرابي ھے جو اُسکي حد سے باھر نکلنے کے باعث سے پیدا ھوتي ھے *

واضح ھو کہ ھم جو کچھہ اس معاملہ میں گفتگو کرچکے وہ پہلے قسم کے مصنفوں کا جواب تھا اعادہ اُسکا قرین مصلحت نہیں مگر دوسري قسم کے مصنفوں کي رائیں ملاحظہ کے قابل ھیں چنانچہ مکلک صاحب اور مل صاحب اور مالتھس صاحب کي کتابوں کي عبارات مفصلہ ذیل گذارش کیجاتي ھیں *

مکلک صاحب نے کتاب دولت اقوام پر جو عمدہ عمدہ مطالب تحریر کیئے منجملہ اُنکے وہ مطلب نہایت دلچسپ ھی جو آبادي سے تعلق رکھتا ھی اور مقصود اُسکا یہہ بات ثابت کرنا ھی کہ امریکا کے اضلاع متفقہ کي آبادي نے جس حساب سے صدي گذشتہ میں ترقي پائي ھے اُسي حساب سے بہت دنوں تک آیندہ کو نہیں بڑہ سکتي اور حقیقت یہہ ھے کہ اس عاقبت اندیشي کي صدق و صحت پر ھمکو یقین کامل حاصل ھے باقي خلاصہ مفصلہ ذیل جو ھم لکھتے ھیں اُس سے یہہ غرض نہیں ھے کہ مکلک صاحب کي رایوں سے جو امریکا کي نسبت اُنکي ھیں مخالفت کریں بلکہ ساري وجہہ اِسکي یہہ ھے کہ جسطریق سے آبادي کے عام مسئلہ کو اُنھوں نے قرار دیا ھم طرز اُسکی پسند نہیں کرتے *

مکلک صاحب فرماتے ھیں کہ یہہ بات کہي جاسکتي ھے کہ جو ترقیاں کہ قیاس کي روسے ترقي خلایق کے زمانہ میں فن کاشتکاري میں واقع ھوویں یا کسي آیندہ زمانہ میں جدید اور زیادہ بارآور فصلوں کي قسمیں رواج پاویں اُنکي تاثیروں کي مراعات واجب ولازم ھے مگر یہہ بات آساني سے معلوم ھوسکتي ھے کہ اگر ایسي ترقیاں اور تبدیلیاں بالفرض حاصل بھي ھوں تو اُنکا اثر چند روزہ ھوگا اور اس اصل کی صدق و تحقیق کو اُنکے اثر سے ضرر نہیں پہونچ سکتا کہ انسانوں کے بڑھنے کي قوت وجوہ معاش کے بڑھنے سے بہت زیادہ رھیگي فرض کرو کہ غلہ اور مثل اُسکے اور چیزوں کي مقدار کسي عجیب ترقي کے باعث سے جو انسانوں کي پرورش اورآسایش

کے لئیے گریٹ برٹن میں ہرسال بلاتکلف پیدا ہوتی ہے دوچند ہو جاوے جس سے تمام درجوں کے لوگوں کے حالات کو بہت ترقی ہونے سے اخلاقی رکاوت یعنی دوراندیشی کے دخل و عمل کو بہت کم موقع باقی رہے اور بہت جلد جلد شادیاں ہوا کریں اور ترقی کے قاعدہ کو اسی قوت تاثیر حاصل آوے کہ تھوڑے دنوں میں تمام آبادی پھر وجوہ معاش کے برابر پہونچے اور بمقتضاے اُس تبدیلی کے جو لوگوں کی عادتوں میں بمقدمات شادی اُس زمانہ میں ظاہر ہووے جسکا انجام ترقی یافتہ ذخیرہ خوراک کی برابر آبادی کا پہونچ جانا ہے اسبات کی بڑی جوکھوں ہوگی کہ شاید کثرت آبادی حد سے زاید بڑھ جاوے اور اُسکے سبب سے بہت لوگ مرنے لگیں پس اگرچہ یہہ بات ممکن نہیں کہ ترقی بہبودی کے لئیے کوئی حد مقرر کریں مگر باوجود اُسکے یہہ امر ظاہر ہی کہ وہ ترقی معاش کی ایک عرصہ دراز تک اُس مناسبت سے جاری رہ نہیں سکتی جس مناسبت سے آبادی کو ترقی ہوگی گو کسی ہی کثرت سے خوراک اُس آبادی کو بہم پہونچ سکتی ہو خلقت کی ترقی میں کم پیداواری کے قابل زمینوں پر کاشت کرنا جنکی پیداوار عمدہ زمینوں کے برابر حاصل کرنے میں بہت سی محنت و سرمایہ صرف کیا جاتا ہی ایک صریح بات کی دلیل ہی جسکو سب جانتے ہیں کہ جسقدر خلائق کی ترقی ہوتی جاتی ہی اُسقدر خوراک کے ترقی کرنے میں روز روز مشکل زیادہ ہوتی جاتی ہی*

اور مل صاحب نے جو اجرتوں کے باب میں تحریر لکھی ہی اُس سے اُنکی راے واضح ہوتی ہی چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر † سرمایہ آبادی سے بہت جلد بڑھنے کی طرف مائل کرے تو لوگوں کا اقبال بنا رہیگا اوراگر خلاف اسکے آبادی سرمایہ سے زیادہ زیادہ بڑھنے پر مائل ہو تو بڑی مشکل پیش آویگی اسلئیے کہ محنت مزدوری روز روز کم ہوتی جاوے گی اور اُسکی کمی سے لوگومیں مفلسی پھیلتی جاوے گی اور ساتھہ اُسکے شامت و بدبختی جو اُسکے لازم سمجھے ہیں ظہور پانے جاوینگے اور جب مفلسی شایع ہوجاوے گی تو آدمی زیادہ مرنے لگیں گے اور نوبت یہانتک پہونچے گی کہ بہت سے خاندانوں میں سے کچھہ تھوڑے آدمی وجہہ معیشت

---

† مل صاحب لفظ سرمایہ کے معنوں میں محنت کے ذریعے اور اُسکے استعمال کے لوازم اور محنتی کی خوراک سمجھتے ہیں *

کي قلت سے پرورش پاسکیں گے اور حس مناسبت سے کہ آبادي سرمایہ سے زیادہ بڑھیگے اُسي مناسبت سے نئے پیدا ہوئے لوگوں میں سے مرینگے عرصکہ خلقت و سرمایہ کي ترقي برابر رھے گي اور پھر اجرت زیادہ نہ گھٹنگي اور یہہ بات کہ اکثر مقاموں مدن سرمایہ کي حقیقي ترقي کي نسبت آبادي جلد جلد بڑھنے پر مثال رکھتي ھی اکثر ملکوں کے لوگوں کي حالت کے ملاحظہ سے ایسي ثابت ہوئي ھی کہ کوئي اعتراض اُسپر وارد نہیں ہوسکتا چنانچہ اکثر ملکوں میں بہت سے لوگ روپي کپڑیسے محتاج ہیں اور اگر حسب اتفاق ایسا ہوتا کہ تعداد خلقت سے سرمایہ زیادہ بڑھتا تو یہہ بات ہرگز واقع نہوتي بلکہ مزدوري زیادہ ہوتي اور مزدوریکے زیادہ بڑہ جانے سے مزدور لوگ قلت ضروریات کي مصیبتوں سے بچے رہتے انسانوں کي شامت و بد بختي کا باعث ان دونوں خیالوں میں سے ایک ہوسکتا ھی یعنے خواہ یہہ ہو کہ تعداد خلقت کا میلان سرمایہ کي نسبت زیادہ جلد بڑہ جاسکتا ھی اور خواہ یہہ کہ سرمایہ جسقدر بڑھنے کا میلان رکھتا ھی اسقدر بڑھنے سے کسي نہ کسي باعث سے باز رھتا ھی غرض کہ یہہ تحقیق ایسي ھی کہ بڑے کام آسکتي ھی *

مل صاحب اس تحقیق کا نتیجہ نکالنے کے طریق پر دوسرے خیال کے ظہور سے انکار کرتے ھیں جس سے ثابت ہوتا ھی کہ پہلا خیال اُنکے نزدیک قائم ھی یعني خلقت سرمایہ کي نسبت زیادہ جلد بڑہ جانے پر مائل ھی *

مالتھس صاحب نے جو ایک مدت تک حکمت کے علم و عمل کي مشاقي کي معلوم ہوتا ھي کہ اُس عرصہ میں اُنکي رائیں بہت بدل گئیں چنانچہ اُنکي بڑي کتاب کے پہلے نسخہ میں کثرت آبادي کو انسانوں کي دایمي بہبودي کے لیئے مانع مستحکم قرار دیا گیا اور پچھلے نسخہ میں بھي مقامات مفصلہ ذیل سے وھي معنے مفہوم ہوتے ہیں *

چنانچہ وہ فرماتے ھیں کہ ایسے ملک بہت تھوڑے ہیں جنمیں تعداد خلقت کي طرفسے وجوہ معاش سے زیادہ ہوجانے پر ہمیشہ حد دو جہد نہوتي ہو اور اس حد و جہد دایمي سے غریب لوگ ہمیشہ آفت زدہ رھتے ہیں اور اُسکے باعث سے اُنکو دایمي بہبودي نصیب نہیں ہوتي اور یہہ اثر لوگوں میں اسطرح پیدا ہوتے ھیں کہ کسي ملک کي وجہہ

معیشت مثلاً ایسی مرض کہتاوے کہ وھاں کے رھنے والوں کی سہل پرورش کے واسطے تہیک کافی ھووے اور ترقی آبادی کی حدو جہد دایمی جو بڑے بڑے گروھوں میں پائی جاتی ھی تعداد خلقت کو اس سے پہلے زیادہ کردیتی ھی کہ وجہہ معیشت کو ترقی ھووے اور حاصل یہہ ھوگا کہ جس خوراک سے ایک کرور دس لاکہہ آدمیوں کی پرورش ھوتی وہ ایک کرور پندرہ لاکہہ میں منقسم ھوگی غرضکہ غریبوں کی مٹی خراب ھوگی اور بہت لوگ آفتوں میں پڑینگے اور مزدوروں کی تعداد اُن کاموں کی تعداد سے زیادہ بڑہ جاویگی جو بازاروں میں ضروری ھونگے اور اسی باعث سے محنت کی اجرت بہت کم ھوگی اور دخیرہ کی قیمت بہت زیادہ ھوجاویگی اور مزدور لوگوں کا یہہ حال ھوگا کہ جسقدر وہ پہلے کماتے تھے اُسقدر کمائی کے واسطے بہت زیادہ کام کرینگے اور ایسے برے وقتوں میں شادی کرنے سے ھراس اور کنبے پالنے کی فکر اسقدر ھو جاویگی کہ آبادی کی ترقی رک جاویگی اور انھیں دنوں محنتوں کی ارزانی اور مزدوروں کی افراط اور خصوص اسباب کے لزوم سے کہ پہلے دنوں کی نسبت تھوڑی اُجرت پر بہت محنت کرنے لگے تمام کاشتکار اِسباب پر دلیر ھو جاوینگے کہ اپنی اپنی زمینوں پر بڑی بڑی محنتیں کریں اور ناری مٹی کو لوٹیں پوٹیں اور جو کچھہ بویا ھو اُسکو کہتیانے سے ترقی دیں یہانتک کہ رفتہ رفتہ وجوہ معاش اسقدر ترقی پاویں کہ آبادی کی مناسبت پر ھو جاویں جسبکہ بسبب مرض پہلے برابر تھیں اور محنتی لوگ روٹی کہانے لگیں اور پہلی حالت پر عود کریں اور موانع آبادی کم ھو جاویں مگر تھوڑے دنوں بعد پھر وھی خرابی پیش آویگی *

اور مالتھس صاحب کا دوسرا قول یہہ ھے کہ اصول آبادی کے موافق نسل اِنسانوں کی عداؤں کی نسبت بڑھنے چڑھنے پر زیادہ مائل ھی چنانچہ دائمی میلان اُسکا یہہ ھی کہ وہ لوگوں کو وجوہ معاش کی حدوں تک پہونچاتی ھی اور واضح ھو کہ حدود وجہہ معیشت سے وہ نہایت کم مقدار معاش مراد ھی جس سے اُس آبادی کی پرورش ھو سکے جو ایکسہ حد تک قائم رھے اور حد سے آگے نہ بڑھے انتھی *

مسٹر سینیر صاحب نے یہہ مختلف فیہ مسئلہ کہ درصورت نہونے مخل مسدودیکے وجوہ معاش آبادی سے زیادہ چستی و چالاکی کے ساتھہ بڑھنے کے

قائل هیں مالتھس صاحب کے روبرو پیش کیا تو صاحب موصوف اپني باتوں پر جمے رهے مگر اُن نتیجوں سے صاف انکار کیا جو اُنکي تقریروں سے مفہوم هوتے تھے *

چنانچہ بجواب اُسکے اُنھوں نے یہہ فرمایا کہ جس کلام پر تم اعتراض کرتے هو یعني آبادي خوراک کي چیزوں کے بڑھنے کي نسبت بہت زیادہ بڑھتي جاتی هی معنے اُسکے یہہ هیں کہ بشرط دور هو جانے موانع آبادي کے آبادي کي بڑوھتري خوراک کي چیزوں کي بڑوھتري پر غالب رهتي هی اور جلد بڑھنے پر میلان رکھتي هی اور اگرچہ یہہ موانع ایسے هیں کہ آبادي کو خوراک کي پیداواري کي حدود سے آگے بڑھنے نہیں دیتے بلکہ اُن حدوں سے ورے ورے رکھتے هیں مگر باوجود اُسکے کہ خواہ ابادي خوراک سے زیادہ بڑھتي هو یا خوراک آبادي پر غالب رهتي هو یہہ بات سچ هی کہ باستثناء اُن نئي بستیوں کے جہاں بسنے والے تھوڑے اور کھانے پینے کے سامان بہت کثرت سے هیں هر جگہہ خوراک کو آبادي دباتي رهتي هی اور جس طور و طریقے سے کہ خوراکوں کو ترقي هوتي هی اُس سے بہت جلد آبادي بڑھنے پر همیشہ مستعد رهتي هی اور سب لوگ اِسباب پر متفق هیں کہ عقل و دوراندیشي کي حیثیت سے ایسي قوت انسانوں کو عنایت هوئي هی کہ اُن خرابیوں کے رفع دفع کے واسطے جو آبادي کے زور سے خوراکوں پر عاید هوتي هیں اُس قوت کو شایاں و سزاوار سمجھتے هیں اور اِسباب پر بھي متفق هیں کہ خلقت میں جسقدر علم و تربیت کي وسعت هوتي جاتي هی بلحاظ اُسکے یہہ امر غالب هی کہ عمل کے زور سے وہ خرابیاں رک جاوینگي اور محنتي لوگوں کي حالت بہتر هو جاویگي انتہی *

غرضکہ مذکورہ بالا خلاصوں سے یہہ امر بخوبي واضح هی کہ مالتھس صاحب کي رائے مل صاحب اور مکلک صاحب کي تقریر سے مخالف هی چنانچہ یہہ بیان اُنکا کہ خلقت کے علم و تربیت کي ترقي سے وہ خرابیاں رک جاوینگي جو آبادي کے زور و دباو سے خوراکوں پر عاید هوتي هیں مکلک صاحب کے اس بیان سے مخالف هی کہ اِنسانوں کے بڑھنے کي قوت وجہہ معیشت کے بڑھنے سے همیشہ غالب رهیگي اور ملر صاحب کي اس تقریر کے خلاف هی کہ یہہ میلان آبادي کا کہ وہ اکثر مقاموں

میں سرمایہ کے بڑھنے سے بہت جلد زیادہ بڑھ‌ی ھی چنانچہ بنظر حالات خلقت کے دنیا میں اکثر جگہہ ایسا پایا گیا کہ اُسپر بحث و تکرار نہیں ھو سکیے مگر آرچ بسپ و تلائنے صاحب اپنی رسائی ذہن سے مقام مفصلہ ذیل میں اشتراک ایک لفظ کا دو معنوں میں اختلاف مذکور کا باعث ٹہراتے ھیں *

چنانچہ وہ کہتے ھیں کہ یہہ مختلف فیہ مسئلہ کہ آبادي وجہہ معاش کي بنسبت بہت زیادہ ترقي کي آمادہ ھی اور اسي وجہہ سے تعداد خلقت کا دباؤ خوراکوں کي مقداروں پر ھر آیندہ نسل میں بڑھتا جاویگا یہاں تک کہ اگر کوئي نئي تدبیر سوجھي نجاوے تو اِنسانوں کي بھلائي کم ھوتي جاویگي اور اِس مسئلہ کو بعض لوگ جو برخلاف اِس حسب کے قایم کرے ھیں کہ تمام تربیت یافتہ ملکوں میں پہلے وقتونکي بنسبت فی زمانںا دولت زیادہ ھوگئي ھی وجہہ اُسکي مشترک ھونا لفظ میلان کا دو معنوں میں ھی جو ابادي کي بحث میں ایک مشترک اصطلاح کے طور پر مستعمل ھی واضح ھو کہ کسي نتیجہ کي طرف میلان سے کبھي ایسے سبب کي موجودگي مراد ھوتي ھی کہ بشرط نہونے کسي مانع کے اُسکي تاثیر و عمل سے وہ نتیجہ پیدا ھو جسکي طرف وہ میلان پایا جاتا ھی اور بلحاظ اِن معنوںکے یہہ کہنا راست ھی کہ زمین یا مثل اُسکے کوئي اور جسم جو اپنے مرکز کے گرد پھرتا ھی مماس کیطرف بھاگنے کا میلان رکھتا ھی معني اُسکے یہہ ھیں کہ اگر زمین کو کشش اتصال نروکے جسکے سبب سے وہ سورج سے ایک مقام مناسب پر ھمیشہ رھتي ھی تو قوت مبعدالمرکز کے باعث سے وہ مرکز سے گریز کو جاوے اور ایسا ھي آدمي کا جسم سیدھا کھڑے رھنے کي بنسبت پڑے رھنے پر زیادہ میلان رکھتا ھی یعني میلان کي کشش اور مرکز میلان کا سکون ایسي چیزیں ھیں کہ ھوا کے تھوڑے صدمہ سے وہ آدمي گر سکتا ھے مگر قوت اعصاب کے عمل سے وہ گر جانے سے باز رھتا ھی خلاصہ کلام یہہ کہ معني اس کلام کے کہ آبادي کي تعداد خوراک کي مقدار سے زیادہ بڑھنے پر میلان رکھتي یہہ ھیں کہ انسانوں میں ایسے خواص ھیں کہ اگر کوئي مانع روک ٹوک اُنکي نکرے تو ابادي معاش سے زیادہ بڑھ جاویگي *

مگر کبھي کسي سمت کطرف میلاں سے ایسے حالات کي ھیئت مجموعي مراد هوتي هی جسسے کسي نتیجے کے وقوع کي موقع پڑتي هی غرض که یهه وہ دو معني هیں که تقریرات مذکورہ بالا میں یهه لفظ اُنمیں مستعمل هوا اور دوسرے معنوں کي رو سے زمیں اپني گردش پر بھاگنے کي سمت اور آدمي کھڑے هوئے پر پڑے رهنے کي نسبت بہت زیادہ میلاں رکھتا هے اور ایسا هي جب کسي ملک کي تاریخ میں نہایت وحشي زمانه کو کمال تربیت یافته زمانه سے مقابل کیا جاوے تو یهه بات ثابت هوسکتي هی که خلقت کي علم و تربیت کي ترقي میں مقدار خوراک آبادي کي نسبت زیادہ بڑھنے پر میلاں رکھتي هی چنانچه انگلستان میں باوصف اسکے که پانسو برس پہلے سے آبادي بہت زیادہ بڑھ گئي هی مگر خوراک سے نه نسبت اُسکے بہت کم کي مناسبت رکھني هی جسسے کہ پانسو برس پہلے رکھتي تھي یعنی اب بھي آبادي کي تعداد خوراک کي مقدار سے بہت کم هی مگر یهه مناسبت بھي خواهش سے زیادہ هی *

اگر دنیا کي موجودہ حالت اُس حال سے مقابله کرنے سے جو نہایت قدیم تاریخوں سے ظاهر هوتا هے نہایت خراب و خستہ ثابت هووے تو یهه تسلیم کرنا چاهیئے که تعداد خلقت کي مقدار خوراک سے زیادہ بڑھنے پر مائل هی اور اگر یهه ثابت هو که وجوہ معیشت باشندوں کي تعداد کي برابر چلي آئي هی تو یهه بات صاف واضح هو جاویگي که خوراک و خلقت کي ترقي برابر هوتي رهي هی اور اگر وجوہ معیشت تعداد خلقت سے بہت زیادہ بڑھتي پائي جاوے تو کدت اُس مسئله کا بخوبي ظاهر هو جاوے جسپر بحث و تکرار کے زور شور رهتے هیں بلکه خلاف اُسکے یهه صحیح ثابت هو جاوے که وجوہ معاش آبادي کي نسبت جلد تر بڑھنے پر مائل هیں اب غور کرنا چاهیئے که اُن قوموں کي قدیم تاریخوں سے کیا دریافت هوتا هی جو اب تربیت یافته هیں یا اب جو وحشي قومیں هیں اُنکا حال اب کیسا هی حال اُنکا یهه هی که مفلسي اُنکي قدیم هی اور قحط سالي کي مار مار رهتي هی اور آبادي اُنکي تھوڑي اور وجوہ معاش آبادي سے بھي نہایت تھوڑي هیں یهه همنے مانا اور تسلیم کرنے کے قابل هی که تمام ملکوں میں بہت لوگ ایسے غریب و محتاج هیں که حال اُنکا نہایت شکسته هی پھر بھي اُنکي همیشه بدبخت رهنے سے

ملحاظ اسباب کے کہ اُنکي تعداد کي بڑھوري اُنکي دولت کي بڑھوري کي
نسبت زيادہ ميلان رکھتي ھی ھم کيا نتيجہ نکال سکيے ھيں لیکن اگر کوئي
ملک ايسا ھو کہ افلاس اُسکا وحشيونکے عام افلاس سے قليل ھو تو وھاں يہہ بات
درست ھوگي کہ اُن حالونکے بموجب جنميں وہ ملک ھوگا وجوہ معاش آبادي
سے زيادہ بڑھنے پر مائل ھيں اب يہي حال ھر ايک ترقي يافتہ ملک کا
ھی اگرچہ ايرليند والے اب بھي غريب اور کثرت سے ھيں مگر باوجود
اسي لاکھہ ھونے کے نہ نسبت اُس وحشيانہ حالت کے جب کہ وہ لوگ
شکار کھيلنے والے اور مچھليوں کے مارنيوالے تھے بہت کم تکليف اُوٹھاتے ھيں
انگلستان کي قديم تاريخ ميں بڑي بڑي خشک ساليان اور کڑي کڑي وبائيں
جو قحط سالي کے نتيجے ھيں جابجا مندرج ھيں مگر آج کل باوجود
اسبات کے کہ تعداد آباديکي نہ نسبت پہلے وقتوں کے تگنے چوگنے ھوگئي
قحط و وبا کے چرچے سنے بھي نہيں جاتے *

امريکا کے اضلاع متعدہ بڑي محقق مثاليں ھيں کہ وھاں خلقت نے بڑي
اور برابر ترقي پائي اور وہ اضلاع ايسے ميدان تھے کہ آبادي کي قوتوں نے
وھيں کمال اپنے دکھائے مگر باوصف اسکے کہ وھاں ترقي خلقت نے کمال زور
و شور اپنے دکھائے ترقي خوراک کي برابري نکرسکي پہلے بسنے والے کمال
قلت کے باعث سے مرگئے اور آل و اولاد اُنکي بھي فاقہ کشي اور نہايت
محتاجي سے مرگئي مگر باوجود اسکے معلوم ھوتا ھے کہ جسقدر اُنکي
تعداد خلقت ميں ترقي ھوئي اُسيقدر وجوہ معاش بھي بڑھتي گئیں
بلکہ تعداد خلقت سے پہلے خوراک کو ترقي نصيب ھوئي اگر يہہ بات
مان لي جاوے کہ نسل انسان کي ترک وحشت اور قبول تربيت کي صلاحيت
رکھتي ھے اور وحشي قوموں کي نسبت تربيت يافتہ لوگونميں وجوہ
معيشت زيادہ ھوتي ھيں اور يہہ باتيں ايسي ھيں کہ اسيے انکار نہيں
ھوسکتا پس يہہ لازم آتا ھے کہ خوراک آبادي کي نسبت ترقي کرنے پر
زيادہ ميلان رکھتي ھے *

اگرچہ خود مالتھس صاحب نے اپنے پہلے مشہور کئيے ھوئے نسخوں
ميں کبھي کبھي ايسا مبالغہ کيا جو نئي تحقيق کرنے والونکا خاصہ ھے
مگر جو غلطي کہ اُنھوں سے صادر ھوئي اُس سے اُن کے عملي نتيجوں ميں
کسيطرح کي مضرت نہيں پہونچي جنکي بدولت وہ آدم اسمتھہ کي برابر

انسانوں کے ٠ ربي قرار ديئے گئے يہہ کوئي بڑي بات نہيں ھے کہ کچھہ موانع نہوں و خوراک خواہ آبادی کمال تيزي سے ترقي پر مائل ھو بشرطيکہ يہہ تسليم کيا جاوے کہ انسان کي خوشحالي يا تباھي معاش و ابادي کي مناسب مناسب بڑھنوں پر منحصور و منحصر ھے اور ايسے اسباب انسان کے قابو ميں ھيں کہ اُنسے وہ تبديان با قاعدہ رہ سکتي ھيں اور يہہ ايسے اصول ھيں کہ مالتھس صاحب نے اُنکو انسے واقعات اور تجربوں سے مضبوط و مستحکم کيا جو پرانے پرانے تعصبوں کے مخالف تھے اور عوغائي لوگ اُنپر شور و غل مچاتے ھيں بڑے بڑے مقرر لوگ اُن کو تسليم کرتے ھيں اور وہ لوگ بھي اُنکو مانتے ھيں جو اپني رايوں کو مسلم جانتے ھيں *

باقي اسباب کا بيان کہ معاش و آبادي کي مناسب ترقيوں کے کيا کيا اسباب ھيں وہ انسے مولف کي بہ نسبت کہ علم انتظام مدن سے ماھر ھووے زيادہتر اُس مؤلف کا کام ھے جو سياست مدن ميں کامل ھو ھاں سرِدست اتنا بيان گوش گذار کيا جاتا ھے کہ علم اور جان و مال کي نگھباني اور تجارت بيروني اور اندروني کي آزادي اور منصب اور اختيار پر ھرايک کي رسائي وہ مقدم اسباب ھيں جو ايک ھي وقت ميں افراط معاش کو ترقي ديتے ھيں اور لوگوں کے عالي حوصلہ کرنے سے تعداد خلايق کو بات ترقي ميں سبقت بخشتے ھيں اور تجارات اور معاوضات کے موانع اور خصوص ايسے مصنوعي موانع کہ بطفيل اُنکے اکثر لوگوں کو ضرر و غرب پيدا کرنے سے محرومي ھوتي ھے اور جان و مال کي جوکھوں اور جہالت ايسے عام اسباب ھيں کہ بدولت اُنکے محنت کي اجرت گہٹتي ھے اور ايسي وحشيانہ حالت پيداھوتي ھے کہ حسب اقتضاے اُسکي خلقت کي ترقي کي قوت بلا مانع دوراندیشي حدود معاش تک پہونچنے ميں دوڑدھوپ کرتي ھے اور وہ قوت صرف تباھي اور خستہ حالي سے مغلوب ھوتي ھے اور ان سب باتوں کو عام اسباب اسلئيے کہتے ھيں کہ وہ اسباب اُن ميں داخل نہيں جو خاص خاص قوموں سے خصوصيت رکھتے ھيں اور وہ بجاے خود ملحوظ ھونے کے قابل ھيں اور وہ خاص اسباب ايسے ھيں جيسے کہ ملک چين ميں اولاد کي لغو خواھش اور وہ ملکي ميثبوے جنکي بدولت معافي دار ايرلينڈ ميں قايم ھوئي اور انگلستان کے بعض

بعض حصوں میں قوانین پرورش غربا کا رواج مگر قطع نظر خصوصیات مذکورہ کے یہہ بات عموماً بیان ہوسکتی ہے کہ جس چیز سے کوئی قوم پست ہمت ہوتی ہے اور اُسکی معاش پیدا کرنے کی قوت نقصان پاتی ہے وہ چیز معاش کی مناسبت کو تعداد خلقت سے کم کرتی ہے جس چیز سے لوگوں کی ہمتیں بڑھتی ہیں اور اُنکی معاش پیدا کرنے کی قوت زیادہ ہو تو وہ چیز تعداد خلقت کی مناسبت کو مقدار معاش سے کم کرتی ہے یعنی وجوہ معاش زاید ہو جاتی ہیں حاصل کلام یہہ کہ وجوہ معاش سے آبادی کا جلد جلد بڑھنا کمال بد انتظامی کی علامت ہے اور اسباب کی دلیل ہے کہ اُس سے اور بھی بہت بڑی بڑی برائیاں موجود ہوں جنکے نتیجوں میں سے بد انتظامی بھی ایک نتیجہ ہے *

باوجود اُن قولوں کے جو ہمنے اوپر لکھے ہمکو یقین ہے کہ مل صاحب اور مکلک صاحب کی بھی یہی رائیں ہیں اور یقین واثق ہے کہ منجملہ اِن مشہور مصنفوں کے کسی مصنف کو اسباب میں شک شبہہ نہیں کہ یورپ کے رہنے والوں کی حالت پانسو برس کے عرصہ سے روز بروز ترقی پر ہے اور کسی مصنف کو یہہ خیال بھی نہیں ہے کہ وہ ترقی غایت کو پہونچ گئی یا کوئی حد اُسکی معین ہے اور جب کہ وہ لوگ انسانوں کی اُس حالت کا جو غالباً ہونی ہے حال بیان کرتے ہیں تو اُنکا بیان ہمارے بیان کے مطابق ہوتا ہے اور جہاں کہ صرف مضمون آبادی کی علیحدہ گفتگو کی تو وہاں اسی تقریر کا استعمال کیا کہ کام ناکام اُسپر اعتراض کرنے کی دلیری ہووے اور یہہ بات یقینی ہے کہ اُنھوں نے اُس تقریر کا استعمال اس طرح سے کیاکہ اُس سے وہ خود گمراہ ہوئے اور اس اپنے گمراہ ہونے کی وجہہ سے اُنھوں نے یہہ معلوم نکیا کہ اور لوگ اسکے پڑھنے سے خراب و گمراہ ہوں گے مگر اسباب سے انکار نہیں ہوسکتا کہ تعلیم یافتہ لوگوں میں سے بہت اشخاص جو اس علم سے سرسری واقف ہیں وہ اُسی طرز تحریر سے گمراہی میں پڑے ہیں جسمیں وہ آبادی کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے اور جب کہ ایسے لوگوں سے یہہ بات کہی جاوے کہ انسانوں کی نسلیں وجوہ معاش سے زیادہ جلد بڑھتے اور ملک کی آبادی کو وجوہ معاش کی حدوں تک پہونچانے پر میلان رکھتی ہیں تو وہ لوگ یہہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جو شے ہونے والی ہے وہ ضرور واقع ہوگی اور اسلیئے کہ

خلقت کي تعداد کي ترقي سے اِلاس کي طعداني ممکن ھے تو وہ لوگ سمجھتے ھیں کہ مفلسي ضرور آویگي اور اِس لیئے کہ تعداد اُن لوگوں کي بقدر وجوہ معاش نرہ جاتي ھے اور آخر کار بحسب زعم اُنکے وجوہ معاش کي قوت غالب نرھنگي تو وہ یہہ سمجھتے ھیں کہ عدم علنہ ضرور واقع ھوگا اور بہت لوگ خود کام اور ایسي ساخت مارے ھیں کہ وہ اس مسئلہ کو کمال ادعاں و اعتقاد سے قبول کرتے ھیں جس سے نہایت تکلیف و ھرج سے بھاگنے کا حیلہ اُنکے ھاتھہ آتا ھے جو بحوبر بہبودي کو لازم ھے علاوہ اُسکے وہ لوگ یہہ سوال بھي کرتے ھیں کہ نقل مکان کو وسعت دینے سے کیا فائدہ متصور ھے اِسلیئے کہ جسقدر دنیا خالي ھے وہ آبادي کي ضرور ھونے والي ترقي سے پوري ھوجاوے گي اور † نواس اناج کي تبدیل کي کیا حاجت ھے اسلیئے کہ اگرچہ معاش ایک عرصہ دراز تک کثرت سے اور وسعت سے رھے تو تھوڑے عرصہ میں معاش اور آبادي پھر برابر ھو جاویگي اور ھم لوگ ایسے خراب رھینگے جیسے کہ پہلے تباہ تھے *

منجملہ اُن لوگوں کي جو عقل و فہم کي سبب زیادہ نفسانیت سے تقریریں کرتے ھیں بہت سے ایسے لوگ ھیں کہ ان مسئلوں کے سمجھنے کي قابلیت نہیں رکھتے اور باوجود اسکے اُنکو علم انتظام کے اُن مسئلوں میں سے سمجھتے ھیں جو مسلم و مقرر ھیں اور حقیقت اُنکي یہہ ھي کہ وہ لوگ اس تمام علم کو تقریروں کا ملونا اور باتوں کا بلونا جانتے ھیں اور بجاے اُسکے کہ تقریروں کي ھرسبي کو ٹھیک ٹھاک کریں اُن مدارج کي تحقیق سے انکار کرتے ھیں جو انسے ایسے برے نتیجوں کے مخرج و منشاء ھیں *

واضح ھو کہ اسقدر رد و بدل اور اسے طول کلام کا باعث یہہ ھوا کہ ایسے غلط فہمیوں کي پھیلاوت دیکھي گئي اگرچہ یہہ رد و بدل اسي ھے کہ بعض لوگ اُسکو اسي تقریر سمجھتے ھیں جو لفظ مبادل کے استعمال سے تعلق رکھتي ھے اور بعضے لوگ ایسا خیال کرینگے کہ اسي حیثیت کے ثبوت میں گفتگو کي گئي جو صاف صاف واضح تھي *

---

† نواس اناج گریت برٹن میں کے اُن قوانین کو کہتے ھیں جنمیں غیر ملکوں کے اناج کي اُس ملک میں آنے کي ممانعت ھے باستثناے اُن زوروں کے جنمیں قیمت معین مقدار سے زیادہ ھو جاوے یہہ قوانین سنہ ۱۸۴۶ ع میں منسوخ ھو گئے *

تیسري اصل کا ثبوت جو اسبات پر مبني هے که محنت اور باقي اورتمام ذریعونکي قوتیں جنکي بدولت دولت حاصل هوتي هی اسطرح بیحد و غایت بڑہ سکتي هیں که اُن ذریعوں کے حاصلات کو حاصلات آیندہ کے لیئے ذریعه تهراویں

تحصیل دولت کا بیان

لفظ دولت کے معني اور مسئله ابادي کے حالات بیانکرکے اُن وسائل دولت سے بحث کرتے هیں جن سے دولت حاصل هوتي هی مگر سب سے پہلے بیان اُن اصطلاحوں کا ضروري هی جو مصدر تحصیل اور اسم پیداوار کے نام سے بولي جاتي هیں *

پیداوار کا بیان

واضح هو که جهانتک علم انتظام کو سروکار هی وهانتک اجزاء مادیه کي تبدیل و تغیر کو پیدا کرنا کهتے هیں اور بعد اُن تبدیلات کے جو چیز حاصل هوتي هی اُسکو پیداوار بولتے هیں غرضکه یعنی تبدیل کو پیدا کرنا اور حاصل تبدیل کو پیداوار کهتے هیں اور یهه بات یاد رهے که پڑهنے والوں کو یهه بات یاد دلانا کچهه ضرور نهیں که خود مادہ نقصان و زیادت کے قابل نهیں اور جو تغیر که ادمي اور اور آرمودہ وسیلوں کے باعث سے اُس میں آتا هی وہ صرف ایسي بات هی که اُسکي صورت بدلي جاتي هی اور اسلیئے که اس فن خاص میں عوارض دولت سے بحث کیجاتي هی اور منجمله تبدیلوں کے اُن تبدیلوں کا بیان کیا جاتا هی جو دولت کے

متخارج گنی جاتی ہیں باقی اور کل بدلیوں کو قسم پیداوار سے خارج کیا گیا واضح ہو کہ جیسے ایک لڑکا دریا کے کنارے سے ریت اُوٹھاکر قلعہ بناتا ہی اور دوسرا لڑکا اُسکو لات مار کر گرا دیتاہے اور وہ دونو لڑکے اپنا اپنا کام دکھاتے ہیں ایسا ہی ایک آدمی محل بناتا ہی اور دوسرا اُسکو ڈھا دیتا ہی مگر فرق اتنا ہی کہ آدمی اجرت کا مستحق ہوتا ہی اور لڑکونکا کام ضایع جاتا ہے اور اسی لئیے آدمی کی نسبت یہہ بات کہنی مناسب ہے کہ اُسنے ایک چیز اپنے زور بازو سے پیدا کی اور اُسکے کام کے نتیجے کو پیداوار کہنا عین صواب ہی عام اس سے کہ وہ ویرانہ کے بسانے پر مرتب ہو یا آبادی کے اوجاڑنے کا نتیجہ ہو *

بیان اسبات کا کہ کل پیداوار اجناس اور خدمات میں منحصر ہی

واضح ہو کہ کل پیداوار کو مادی اور غیر مادی قسموں پر تقسیم کیا جاوے یا یوں بیان کیا جاوے کہ کل پیداوار اجناس اور خدمات میں منحصر ہی اور ظاہر یہہ معلوم ہوتا ہی کہ یہہ تقسیم آدم اسمتھہ صاحب کی اُس تقسیم سے ماخوذ ہی جسمیں کل محنتوں کو بارآوراور غیر بارآور قسموںمیں منحصر کیا ہی غرضکہ جن لوگوں نے تقسیم آدم اسمتھہ صاحب کو کمال افضل سمجھا تو اُنہوں نے ساتھہ اُسکے یہہ بھی کہا کہ ایسی محنت کو غیر بارآور کہنا مناسب نسمجھا کہ بدون اُسکے تمام محنتیں پوری نہوں چنانچہ اُنہوںنے حاصلات اُس محنت کے ظاہر کرنے چاہے اور مادی اور غیر مادی خدمات کی اصطلاحیں نکالیں *

لیکن معلوم ہوتا ہی کہ بارآور اور غیر بارآور محنتوں یا مادی اور غیر مادی پیداواروں کے پیدا کرنے والوں اور خود جنسوں اور خدمتوں کے درمیان میں جن جن تمیزوں کا ارادہ کیا تو وہ تمیزیں ایسے اختلافوں پر منحصر ہیں جو خود اُن چیزوں میں پائے نہیں جاتے جیسے بحث کیجاتی ہی بلکہ جن جن طریقوں سے وہ چیزیں ہمکو متوجہ کرتے ہیں وہ اختلاف اُنمیں موجود ہیں اور جن حالتوں میں کہ خصوص تبدیلی پر ہم ملتفت نہیں ہوتی بلکہ حاصل تبدیل منظور نظر ہوتا ہے تو اسی حالتوں میں علماے انتظام مدن اُس شخص کو جو تبدیل کا مرتکب ہوا بارآور محنتی

یا کسی جنس یا مادی پیداوار کا پیدا کرنے والا نام رکھتے هیں برخلاف اُسکے جب کہ حاصل تبدیل سے قطع نظر کیجاوے بلکہ صرف تبدیل هی تبدیل پر التفات هووے تو علماے انتظام اُس تبدیل کرنیوالے کو غیر بارآور محنتی اور اُسکی محنتوں کو خدمات یا غیر مادے پیداوار قرار دیتے هیں جیسے کہ ایک چمار چمڑے اور دھاگے اور موم سے جوتے کا جوڑا بناتا هی اور ساهی پھیرنے والا اُنکو پاک صاف کرتا هی مثمثلہ اُن دو صورتوں کے پہلی صورت کا یہہ حال هی کہ نظر هماری حاصل فعل یعنی صرف جوتی پر معین هی اسلئیے یہہ کہتے هیں کہ چمار نے جوتی بنائی اور دوسری صورت کی یہہ صورت هی کہ یہاں نفس فعل ملحوظ هی حاصل فعل سے کچھہ علاقہ نہیں اور یہی باعث هی کہ اس شخص کی نسبت یہہ بات کہہ نہیں سکتے کہ اسنے جوتی بنائی یا صاف کی بلکہ یہہ صاف کہہ سکتے هیں کہ اُسنے صاف کرنے کی خدمت پوری کی مگر یہہ بات یاد رهے کہ هر حالت میں فعل اور حاصل فعل هوتا هی مگر فرق اتنا هی کہ کبھی نفس فعل ملحوظ هوتا هی اور کبھی حاصل فعل پر نظر هوتی هی *

منجملہ اُن سببوں کے کہ اُنکے باعث سے کبھی نفس فعل پر نظر هوتی هی اور کبھی حاصل فعل ملحوظ هوتا هی پہلا سبب اُس تبدیلی کی کمی بیشی هی جو ظہور میں آتی هی اور دوسرا سبب وہ طریقہ معلوم هوتا هی جس طریقہ سے تبدیلی کے فائدہ کو اُس تبدیلی کا فائدہ اُٹھانے والا خرید کرے *

جہاں کہیں کہ تھوڑی سی تبدیل واقع هوتی هی اور خصوص ایسی صورت میں کہ شے تبدیل یافتہ تبدیل کے بعد بھی جوں کی توں اُسی نام سے باقی رهی تو التفات اپنا فعل پر مائل هوتا هی اور نظر بریں یہہ نہیں کہہ سکتے کہ باورچی نے گوشت بنایا بلکہ یہہ کہتے هیں کہ اُسنے اُسکو پکایا مگر یہہ کہہ سکتے هیں کہ گلگلے اُسنے بنائے اِسلئیے کہ تبدیل اُسمیں بہت واقع هوئی عوضکہ تبدیل کے بعد نام کا بدل جانا شرط هی چنانچہ درزی کی نسبت یہہ کہہ سکتے هیں کہ اُسنے کپڑیکا کرتہ بنایا اور رنگریز کی نسبت یہہ نہیں کہہ سکتے هیں کہ اُسنے رنگیں کپڑا بنایا اگرچہ تبدیل اُسکی درزی کی تبدیل سے زیادہ هی مگر فرق ایسا هی کہ جب

کپڑا درزي کے ہاتھہ سے نکلتا ہی تو نام اُسکا بدل جاتا ہی اور رنگریز کے
پاس وصف اُسکا بدل گیا تاہم نام اُسکا نہیں بدلا اور کوئي چیز اُسمیں
پیدا نہیں ہوئي *

دوسرا بڑا سبب وہ طور ہی جس طرح پر قیمت ادا کیجاتي ہی
چنانچہ کبھي کبھي ایسا ہوتا ہی کہ نہ پیدا کرنے والا اپني محنت کي
فروخت کا عادي ہوتا ہی اور نہ ہم لوگ اُسکي خرید کے عادي ہوتے
ہیں بلکہ حقیقت میں اُس شئے کي بیع و شرا کے عادي ہوتے ہیں جسمیں
وہ محنت صرف ہوتي جیسے کہ جب دواکي شیشا خریدتے ہیں تو
اُسوقت وہ دوا ملحوظ ہوتي ہی اور کبھي کبھي جو چیز ہم خریدتے
ہیں وہ خود ملحوظ نہیں ہوتي بلکہ اُسکے تبدیل کي محنت خرید
کي جاتي ہی جیسے کہ ہم فصاد یا طبیب کو نوکر رکھتے ہیں واضح ہو
کہ ان تمام صورتوں میں توجہہ کي اصل خاصیت یہہ ہی کہ وہ آپ کو
اُس چیز پر مائل کرتي ہی کہ جسکي بیع و شراکي عادت ہی اور
جسقدر کہ ہمکو محنت کي خرید اور نیز اُس چیز کي خرید کي عادت ہی
جو صرف محنت سے حاصل ہوتي ہی اُسقدر ہم لوگ اُجر جنس یا
خدمت کو حاصل محنت سمجھتے ہیں چنانچہ مصوري اور بازیگري
وہ کام ہیں کہ دونوں کا حاصل وہ خوشي ہی جو نقل و بازي کرنے سے
حاصل ہوتي ہی اور جو وسیلے کہ مصور اور بازیگر اختیار کرتے ہیں وہ
ایک ہي قسم کے ہوتے ہیں چنانچہ دونوں آلات جسمانیہ سے کام لیتے ہیں
مگر نقاش اُن آلات جسمانیہ سے روغني کپڑوں پر رنگ اُبھري کرتا ہی
اور بازیگر اُنہیں آلات جسمانیہ سے بازیاں دیکھاتا ہی اور اچھي اچھي
باتیں بناتا ہی اور نفس محنت کو بیچتا ہی اور نقاش اُس حاصل
محنت کو فروخت کرتا ہی جسمیں محنت صرف کرتا ہی محنتي لوگوں
اور ادنے خدمتگاروں میں فرق اتنا ہی کہ خاص خاص طور پر اُنکي
خدمتیں بکتي ہیں چنانچہ وہ خدمتگار جو تہہخانہ سے کوئلہ نکالکر
کسي کمرے میں لیجاتا ہی وہ ویسا ہی کام کرتا ہی جیسے کہ کہان
کھودنے والا آدمي کوئلہ کو غار سے نکالکر اوپر تک لاتا ہی مگر جب کہ
کوئلے کہان سے باہر نکل کر کوئلہ والوں کے تہہخانہ تک پہنچ جاتے
ہیں تو وہ کوئلوں کي قیمت اداکرتا ہے اور نوکر کو لانے کي تنخواہ دیتا ہے

اور یہی باعث ہے کہ کہاں کھودنے والے آدمی کی نسبت یہہ بات کہتے ہیں کہ اُسنے جنس مادی یعنی کوئلوں کو پیدا کیا اور نوکر کی نسبت یہہ کہہ سکتے ہیں کہ اُسنے پیداوار غیر مادی یعنے نفس خدمت کو پیدا کیا اور اصل یہہ ہی کہ وہ دونوں شخص ایک ہی شے کو پیدا کرتے ہیں یعنی مادہ میں تبدیل و تغیر پیدا کرتے ہیں، مگر ہمارے الفاظ کی یہہ صورت ہی کہ ایک حالت میں نفس فعل پر اور دوسری حالت میں حاصل فعل پر مائل ہوتا ہی *

جب کہ لوگ ابتدا میں جاہل ہوتے ہیں تو تمام چیزیں اپنے ہی گھروں میں بناتے ہیں چنانچہ اگلے وقتوں میں جس زمانہ میں سپہگری اور دلاوری کے چرچے رہتے تھے ساری بیگمات اور شاہزادیوں کا یہہ عالم تہا کہ اپنی لونڈی باندیوں کی کارگذاری میں بحسب مقتضائے رسم وعادت کے شریک ہو جاتی تہیں مگر تقسیم محنت نے وہ کام کیا کہ چرخہ اور بانا تک گھروں سے نکالکر کارخانوں تک پہنچایا اور اگر وہ گفتگو جو نزاع و بحث کا محل ہی راست اور درست ہو تو یہہ کہنا مناسب ہی کہ تقسیم محنت کے طفیل سے کاتنے والے اور بننے والے غیر بار آور محنتوں سے بار آور محنتی ہو گئے اور غیر مادی خدمتوں کے پیدا کرنے سے مادی جنسوں کے پیدا کرنیوالے بنگئے *

جنس و خدمت میں امتیاز کرنے کا بیان

اگرچہ ہم اپنی اصل و اصطلاح پر اعتراض کرتے ہیں کہ اُسکی رو سے تمام پیدا کرنیوالے بحسب اپنی پیداواروں کے خواص کے خدمات و اجناس کے پیدا کرنیوالوں میں منقسم ہوتے ہیں مگر باوجود اُسکے خدمات و اجناس کی تمیز و تفریق کے فائدوں کو تسلیم کرتے ہیں اور ساتھہ اسکے یہہ بہی مانتے ہیں کہ خدمت کو بلفظ تبدیل اور جنس کو بلفظ سے مبدل تعبیر کریں اور لفظ پیداوار کا دونوں کو شامل رکہے *

جب تک کہ کوئی شخص ایجاد شے میں مصروف نہووے تو حسب دستور اُسکو یہہ نہیں کہہ سکتے کہ اُسنے اُسکو پیدا کیا چنانچہ مچھلی پکڑنیوالا اگر اتفاق سے ایسی مچھلی یعنے سیپی پکڑے کہ اُسمیں موتی پایا جاوے تو اُسکو یہہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ موتی کا پیدا کرنیوالا ہی بلکہ اُسکو موتی کا اتفاق سے پانے والا کہینگے برخلاف اُسکے اگر جزیرہ لنکا یعنے سیلون

کا مچھلي پکرنیوالا جو موتي والي مچھلیوں یعنے سیپیوں کو پکرتا رہتا ہے موتي والي مچھلیوں کو پکڑے یعنے صدف نکالے تو اُسکي نسبت یہہ بات کہہ سکیے ہیں کہ وہ موتي کا پیدا کرنیوالا ہے اور کچھہ شک و شبہہ نہیں کہ دونوں صورتوں میں موتي کا وجود بذریعہ قدرت کے ہی اور اُسکے قیمتي ہونیکا باعث وہي مچھلي والا ہی جسنے اُسکو مقام سمندري سے نکالا اور جوھریوں تک پہونچایا مگر فرق اِتنا ہی کہ ایک صورت میں بقصد ہاتہہ آیا اور دوسرے صورت میں قصداً ہاتہہ لگا خلاصہ کلام یہہ ہی کہ ایک صورت میں ہماري توجہہ مچھلي یعنے سیپي پکرنیوالے کی ذریعہ پر ہوتي ہے اور اِس سبب سے اُسکو موتي کا پیدا کرنیوالا کہتے ہیں اور دوسري حالت میں قدرت کے ذریعہ پر توجہہ ہوتي ہی اور اسي باعث سے اُسکو صرف قبضہ کرنیوالا کہتے ہیں مگر اس علم کي رو سے یہہ بات اچھي معلوم ہوتي ہی کہ اُن دونو کو پیدا کرنیوالا کہنا چاہئیے *

خرچ کي تعریف

علماء اِنتظام کا یہہ دستور ہی کہ تحصیل کے مقابلہ میں لفظ خرچ کا استعمال کرتے ہیں اور مرادِ اُس سے یہہ لیتے ہیں کہ وہ دولت کے کسقدر حصہ کا پورا یا تھوڑا ضایع کرنا ہوتا ہے اور ہر تحصیل کا مقصود بالذات اُسکو سمجھتے ہیں *

چنانچہ مالتھس صاحب فرماتے ہیں کہ تمام تحصیلوں کا بڑا مقصود خرچ ہے اور مکلک صاحب کہتے ہیں کہ خرچ کے معنوں سے اُن وصفوں کا معدوم ہونا مراد ہی جنکے ذریعہ سے تمام اجناس مفید اور قابل خواہش ہو جاتي ہیں اور فن و محنت کي پیداواروںکا خرچ کرنا اُس مادہ کي فنا ہوتي ہی جسکي امداد اور اعانت سے وہ پیداوارین مفید و نافع ہو جاتي ہیں اور اس مادہ کے فنا ہونے سے اُن چیزوں کي قابل معاوضہ قیمت ضایع ہو جاتي ہی جو صرف محنت سے اُنمیں پیدا ہوتي تھي اور حقیقت یہہ ہی کہ صرف آدمي کي سعي و محنت کا مقصود اور نتیجہ خرچ ہی اسي نظر سے اگر کوئي جنس استعمال کے قابل ہووے اور خرچ اُسکا ملتوي رکھا جاوے تو نقصان واقع ہوتا ہی انتہی *

اگرچہ یہہ بات تسلیم کے قابل ہی کہ جو چیزیں پیدا ہوتي ہیں وہ

فنا هوتي هيں مگر يہہ امر مسلم نہيں کہ وہ فنا کرنے کے لئے پيدا هوتي هيں بلکہ برتاؤ کے واسطے پيدا کيجاتي هيں مگر معدوم هونا اُنکا اِستعمال سے لازم هی اور کوئي شخص اُنکو جان کر معدوم نہيں کرتا بلکہ حتی‌الامکان اُنکے حفظ و صيانت ميں کوشش کرتا هی اور حقيقت يہہ هے کہ بعض بعض ايسي چيزيں هيں کہ باستثناء اتفاقي نقصانوں کے معدوم هونيکي صلاحيت نہيں رکھتيں چنانچہ عجائب خانوں ميں بت اور جواهر خانوں ميں طغرا اور جواهر سيکڑوں برس تک رهتے هيں اور کسي طرح کا نقصان نہيں هوتا اور بعض بعض ايسي چيزيں بهي هيں کہ وہ استعمال کے ساتهہ فنا هوجاتي هيں جيسے کہ کهانے اور جلانے کي چيزيں کہ وہ برتاؤ کے ساتهہ معدوم هوجاتي هيں اور اسلئيے کہ وہ جنسيں نہايت ضروري واجبي هيں تو لفظ خرچ کا استعمال عام اسطرح پر کيا گيا کہ اُس سے هر چيز کا برتاؤ سمجها جاتا هے مگر بہت سي جنسيں ايسي هيں کہ اُن ذريعوں کے باعث سے معدوم هوجاتي هيں جنکے مجموعہ کا نام وقت و زمانہ قرار ديا گيا هی اور اُسکے روک تهام ميں نہايت کوشش کرتے هيں اگر يہہ بات صحيح هووے کہ تمام تحصيلوں کا اصلي مقصود خرچ هی تو هر مکان کے بنانے والے کو خرچ کرنے والا کهنا چاهيئے نہ يہہ کہ اُسکو برباد کرنے والا کهيں کيونکہ اگر وہ مکان آگ سے جلے تو اور زيادہ جلد برباد هوگا اگر بجاے لفظ خرچ کے لفظ استعمال کا برتا جاوے تو انتظام مدن کي بحث ميں ترقي متصور هووے مگر مقررہ اصطلاحوں کے بدلنے ميں ايسي مشکل هی کہ هم چارناچار خرچ کا استعمال برابر کرينگے مگر معلوم رهے کہ هماري مراد اُس سے کسي شی کا استعمال هے اور استعمال اُسکا وہ برتاؤ هی جس سے وہ شی اکثر فنا هوتي هی مگر يہہ فنا هونا لازمي نہيں *

هر ايک ملک کي دولت کا حصر اس سوال پر اکثر هوتا هی کہ ملک والوں کے شوق ذوق اُنکو ايسي چيزوں کي طرف مايل کريں جو بتدريج معدوم هوتي هيں يا ايسے جنسوں پر رجوع کريں جو بہت جلد معدوم هوتي هيں *

مگر حصر دولت کا باشندوں کے خرچ بارآور يا غير بارآور کي ترجيح پر بہت زيادہ هوگا *

خرچ بارآور اور غیر بارآور کا بیان

واضح ہو کہ خرچ بارآور وہ کسی شے کا استعمال ہے کہ آیندہ کو پیداوار اُس سے حاصل ہووے اور خرچ غیر بارآور وہ کسی شے کا استعمال ہے جس سے آیندہ کوئی پیداوار حاصل نہووے خرچ غیر بارآور کی یہہ علامت ہے کہ خرچ کرنے والے کے سوا کسی کو لطف اُسکا حاصل نہو باقی اور تمام خلایق میں تاثیر اُسکی یہہ ہوتی ہے کہ جو اجناس اُنکے برتاؤ کے لئیے موجود ہوتی ہیں اُنمیں کمی آجاتی ہے *

بعض بعض ایسی چیزیں ہیں کہ بجز خرچ غیر بارآور کے صرف خرچ بارآور کی صلاحیت نہیں رکھتیں جیسے کہ قندوں اور رنڈیوں کے کام اور اقسام زیور اور اصناف جواہرات جو صرف آراستگی کے کام میں آتے ہیں اور جاڑے گرمی کی روک تھام اُنسے نہیں ہوتی اور تماکو اور ہلاس اور سارے شے اسی قسم میں داخل کیئے جاتے ہیں جنکی نسبت غایت سے غایت یہہ بات کہہ سکتے ہیں کہ وہ مصرف سے خالی ہیں اور بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ وہ صرف خرچ بارآور سے پیدا کی جاتی ہیں اور دیدہ و دانستہ خرچ غیر بارآور میں برتاؤ اُنکا نہیں ہوتا اور یہہ وہ قسم ہے کہ ہلچہ سے دھاتیں کل تک تمام آلات اور اوزار اور بیج اور جھاڑ اس قسم میں داخل ہیں مگر اکثر جنسوں کا استعمال خرچ بارآور یا خرچ غیر بارآور کے طریق سے مالک کی مرضی کے موافق ہوسکتا ہے یعنے بجائے اُس چیز کے جو خرچ میں آوے کوئی اور چیز قایم ہوجاوے یا بجز حال کی خوشی کے اور کوئی بات اُس کا نتیجہ نہووے جس شے کی امداد و اعانت سے انسان کی حیات قایم رہ سکتی ہے استعمال اُسکا خواہ اُن لوگوں کی خاص پرورش میں ہووے جو خود اُسکو پیدا کرتے ہیں یا وہ اُن لوگوں کے خرچ میں آوے جو اُسکے پیدا کرنے والے نہیں مگر فرق یہہ ہے کہ پہلی صورت میں استعمال بطور خرچ بارآور کے ہوتا ہے اور دوسرے صورت میں بطریق خرچ غیر بارآور کے ہوتا ہے *

بارآور اور غیر بارآور خرچ کرنے والوں میں امتیاز ایسا نہیں ہوتا جیسا کہ خرچ بارآور اور غیر بارآور میں ہوتا ہے اور یہی باعث ہے کہ لوگوں کی تقسیم بارآور اور غیر بارآور خرچ کرنے والوں میں صحیح و سالم

نہیں ہوتی اس لئے کہ ایسی لوگ بہت کم ہیں کہ بعض بعض باتوں کی روسے دونو قسموں میں داخل نہوں چاہئیے ایک ہی آدمی بقدر اُس خرچ ضروری کے جو اُسکے آئندہ کمانے کے لئے ضروری ہووے باراور خرچ کرنے والوں میں داخل ہے اور وہی آدمی بحسب اخراجات غیر ضروریہ کے غیر باراور خرچ کرنے والوں میں شامل ہے اور محض غیر باراور خرچ کرنے والے وہ لوگ ہیں جو بیہودہ خرچ کرتے ہیں اور اُس خرچ کے عوض میں آئندہ کچھہ پیدا نہیں کرتے اور باراور خرچ کرنے والے وہ لوگ ہیں جو اسرافات بیہودہ سے پاک صاف ہیں *

غیر باراور خرچ کرنے والوں کی اول قسم میں وہ لوگ داخل ہیں جو بذریعہ اپنی پہلی محنتوں یا ارث و ہبہ کے زرکافی پاس اپنے رکھتے ہیں اور فرصت اوقات اور امد خانداد کو عیش و عشرت میں اوڑاتے ہیں مگر یہہ لوگ بہت کم ہیں اور جو لوگ بسبب جہالت کے مفلس ہوتے ہیں اُن میں ایسے بہت کم ہوتے ہیں کہ اپنے پیٹ پالنے کا ایسا وسیلہ رکھتے ہوں جو اُنکے زور بازو سے متعلق نہو برخلاف اُسکے تربیت یافتہ قوموں میں مال و دولت اور جاہ و حشمت اور محنت و منصب کی تمنا اور لوگوںکو فائدے پہنچانے کی آرزو ہوتی ہیں ان ہی باتونکا شوق ہماری جلسی کاہلی اور سستی عیش و آرام کے مخالف ہمکو مستعد رکھتا ہے اور جسقدر مال زیادہ مقصود ہوتا ہے اور تحصیل جاہ و حشمت کی جسقدر راہیں کہلتی جاتی ہیں اور جسقدر کہ لیاقت اور دولت کی قدر و منزلت پہلو خانداں کے مقابلہ میں لوگونکے نزدیک ترقی پکڑتی جاتی ہے اور جسقدر کہ وہ وحشیانہ تعصب جو محنت و منصب کو بہت برا جانتا ہے کم ہوتا جاتا ہے اور جسقدر کہ پکا مذہب لوگوں کو یہہ بات سکہاتا ہے کہ انسانوں کو نہ بسبب خود غرضی اور ذاتی خوشی یا معائدہ ربح کے عمدہ اور بہتر مطلبوں کے لئے پیدا کیا گیا ہی غرضکہ جسقدر تربیت کی ترقی ہوتی جاتی ہی اُسقدر وہ تمام اسباب جنکی طفیل آدمی دیدہ و دانستہ محنت و منصب پر راضی ہوتا ہی زور و قوت پاتے جاتے ہیں اگرچہ تعداد اُن لوگوں کی جو اوقات اپنی سستی اور کاہلی میں کاتتے ہیں بجائے خود بڑھتی ہی مگر پھر بھی اُن بدبختوں کی مناسبت مستعد لوگوں سے کم ہوتی جاتی ہی *

عمر بارآور خرچ کرنے والوں کي دوسري قسم میں وہ لوگ شامل ھیں جو لوٹ کھسوٹ یا ما نگ تانگ سے اوقات اپني بسر کرتے ھیں اور یہہ بات ظاھر ھے کہ جو لوگ لوٹ کھسوٹ سے اپني بسر کرتے ھیں تعداد اُنکي بڑي تربیت کے باعث سے کم ھوتي جاتي ھی مگر مدتیے میروں کي نسبت گونہ شک ھی کہ تعداد اُنکي کم ھووے اسلئیے کہ حصول دولت اُنکي موجود گي کا ضروري سبب معلوم ھوتي ھی اور یھي ظن غالب ھے کہ حصول خرچوں کے ساتھہ اُنکي تعداد بھي بڑھتي جاونگي اور یہہ بات اپنے تجربوں سے دریافت ھوئي کہ ایسے قانونوں کے سبب سے جو بناء معقول پر مبني نہیں یا اُنکي عمل درآمد اچھي طرح نہیں ھوتي تعداد اُنکي بڑھني ممکن و متصور ھی مگر یہہ بات شک و شبہہ کے قابل نہیں کہ اجراے تجارت اور شہروں کے انتظام اور عمدہ عمدہ قانونوں کے ذریعہ سے ھٹے کٹے گداگروں کي تعداد اسقدر کم ھو جاني ممکن ھی کہ وہ نہایت ضعیف سمجھي جاوے *

عمر بارآور خرچ کرنے والوں کي تیسری قسم میں وہ لوگ داخل ھیں جو ضعف و ناتواني اور کمسني کے باعث سے ھمیشہ کمانے کے قابل نہیں اور ھمیشہ کے لئیے اسلئیے کہتے ھیں کہ لڑکے اور ایسے لوگ اس قید سے خارج ھووں جو بسبب ضعف و ناطاقت مرض کے کمانے کے قابل نہیں اس لئیے کہ اگرچہ بچے اور بیمار بالفعل نہیں کما سکتے مگر پرورش اُنکي اسلئیے ضروري ھی کہ وہ آیندہ کما وینگے اور یہہ لوگ یعني بوڑھے اور ضعیف عمر بارآور خرچ کرنے والوں میں بہت کثرت سے ھوتے ھیں اور وہ لوگ ایسے ھیں کہ اُنکي کثرت تعداد میں تعداد آبادي کي مناسبت سے کمي نہوگي اسلئیے کہ جو سبب بیماري اور نقصان صحت کے دور کرنے والے ھوئےھیں جہاں کہیں اُسسے وہ بیماري اور نقصان بالکل علاج پذیر نہیں ھوتا وھاں وہ طول حیات کے باعث ھوئے ھیں یعني ایک مدت تک بیمار کو مرنے نہیں دیتے مگر جو علم و آگاھي کہ انگلستان کي مجلس عام کي پانچویں جولائي سنہ ۱۸۲۵ ع کي اُس رپورٹ میں ھی جو دربات اُن سوسئٹیوں کے لکھي گئي جو ناتوانوں کے لئیے مقرر ھوئیں اُس سے یہہ امر واضح ھوتا ھی کہ اِس قسم کے لوگ انگلستان میں تمام جماعت کا چالیسواں حصہ یا فی صدي ارھائي آدمي کے قریب ھیں *

مطلق بارآور خرچ کرنے والونکي تعداد يعنے اُن لوگونکي تعداد جو پھر کمانے کي غرض سے خرچ کرتے ھیں نہایت تھوڑي ھے کوئي ایسا ملک بھي ھے جو قید غلامي اور قوانین غلامي سے آزاد ھووے اور پھر اُسمیں مطلق بار اور خرچ کرنیوالے پائے جاویں اِسلیئے که ادنی مزدور بھي ایسا خرچ رکھتے ھیں کهوه اُنکے تاب و طاقت اور صحت و قوت کے واسطے ضروري اور لابدي نہیں علاوه اُسکے ھم لوگ اپنے پلے ھوئے جانوروں کے لئیے یهه کوشش کرتے ھیں که جو چیز اُنکے لئیے ضروري ھے اُس سے زیاده ندیں اور جن ملکوں میں که آدمي پلاؤ جانور سمجھے جاتے ھیں وھاں یهه گمان ھو سکتا ھے که غلاموں کا خرچ بھي ایساھي محدود و معین ھوگا یعني ضروریات سے زیاده نهوگا لیکن عموماً غلام بھي ایسے ھو جاتے ھیں که کسقدر اُنکي حاجتوں سے زیاده پرورش اُنکي کي جاتي ھی *

تقسیم مذکوره بالا یعني تقسیم خرچ بارآور اور خرچ غیر بارآور سے دریافت ھوا که غالباً سب لوگ ایسے ھیں که کسي ایک قسم سے خصوصیت نہیں رکھتے بلکه اپنے خرچ خاص کے حساب سے جو کسي وقت خاص میں واقع ھووے ایک نه ایک قسم میں داخل ھو سکتے ھیں اور جسقدر که کاشتکار آدمي سیدھي سادھي خوراک اپنے مطلب کے لئیے کھاتا ھی اور موٹا جھوٹا کپڑا پہنتا ھی اور ایسے مکان میں رھتا ھی که جاڑے گرمي کے لیئے کافي وافي ھووے تو اُسقدر وه بارآور خرچ کرنیوالا کہلاتا ھی باقي حصه اور جنس شراب سے لیکر نیز شراب تک اور مکان و بدن کي زیب و آرایش اُسکا غیر بارآور خرچ ھی *

واضح ھو که مراد اِس بحث سے یهه نہیں که علاوه ضروریات کے تمام ذاتي خرچ غیربارآور ھیں اِسلیئے که جو لوگ بڑے بڑے عہدوں پر مقرر ھیں بات اُنکي اُسوقت تک ٹھیک ٹھاک نہیں ھوتي ھی که مال و دولت کي نمایش اور شان و شوکت کي آرایش سے رعب داب اپنا لوگوں کے دلوں پر نه بٹھاویں چنانچه ایک جج یا کسي بادشاه والا جاه کے ایلچي کو اپنے منصب کے موافق ایسا عمله رکھنے کي ضرورت پڑے جسکا خرچ سالانه بیس ھزار روپئے ھووے اور وه بجائے اُسکے چالیس ھزار روپیه خرچ کرے تو نصف خرچ اُسکا بارآور ھوگا اور دوسرا نصف خرچ غیربارآور ھوگا مگر یهه سمجھنا نچاھیئے که اُسکي گاڑي کے پیچھے وه تیسرا پیاده که

بوجھہ اُسکا گھوڑوں پر منحصر ہے فائدہ ہی وہ بھی غیربارآور خرچ کرنیوالا ہی
کیونکہ جو کچھہ وہ خرچ کرتا ہی وہ اُسکے خدمت کی اُجرت ہی اور
جسقدر کہ وہ غریب اِسلیئے خرچ کرتا ہی کہ اداے خدمت کے قابل رہے
وہ اُسکا خرچ بارآور ہی الغرض اُسکے خدمتیں غیربارآور طوروں سے اُسکا آقا
خرچ کرتا ہی اور یہہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ پیدا کرنیوالے لوگوں کے
تمام خرچ بلکہ خرچ ضروری بھی بارآور ہیں اِسلیئے کہ وہ بیچارہ محنتی
جسکو آدھی مزدوری ملی اور سالانہ مزدوری اُسکی سو روپیہ اور خرچ
اُسکا دو سو روپہہ ہوویں تو وہ سو روپیہ غیربارآور طور سے خرچ کرتا ہی *

تحصیل دولت کے وسیلوں کا بیان

تحصیل اور خرچ کے بیان کے بعد اُن ذریعوں کا بیان مناسب متصور
ہوا جنکے برتاؤ سے تحصیل ہوتی ہی *

اول ذریعہ محنت

مقدم وسیلہ تحصیل کا محنت ہی اور وہ قدرتی وسیلے ہیں کہ اُنسے
بدوں امداد اِنسانوں کے ہمکو مدد حاصل ہوتی ہی *

اور محنت وہ جسمانی یا نفسانی حرکت ہی جو تحصیل مطلوب
کے واسطے قصداً کیجاتی ہی اور حقیقت یہہ ہی کہ یہاں ایسی اصطلاح
کا چنداں ضروری نہیں جو بجاے خود درست اور نہایت عام فہم ہووے
مگر بلحاظ اسباب قسمت کے خاص خاص قیمتوں کے باعث سے بعض
بعض اِنتظام مدن کے عالموں نے لفظ محنت کو ایسے مختلف معنوں
میں اِستعمال کیا کہ تھوڑے دنوں تک استعمال اِس لفظ کا جب تک کہ
تشریح اُسکے نہوگے تردد سے خالی نرہیگا اور بعض مراد کی حاجت رہیگی
پہلے بیان ہو چکا کہ بہت سے علماے اِنتظام نے یہہ سمجھا کہ قیمت
صرف محنت پر منحصر ہی اور جب کہ اُنسے لوگوں سے جواب اِس
سوال کا پوچھا گیا کہ مٹکوں میں شراب پڑی پڑی پرانی ہو جاتی ہی
اور چھوٹے درجے بڑے ہو جاتے ہیں اور باوصف اُسکے کہ کوئی محنت
نہیں ہوتی مگر قیمت میں دونوں بڑہ جاتے ہیں تو جواب اُسکا یہہ دیا
کہ شراب کی ترقی اور درختوں کی نشو و نما کو ہم یہہ سمجھتے ہیں کہ کسقدر

اُنپر محنت صرف ہوئي مگر یہہ وہ جواب ہی کا معني اُسکے سمجھہ سے خارج ہیں محنت کے معنے اس اندیشہ سے بیان کیئے گئے تا کہ یہہ بات نہ سمجھیں کہ وہ قدرتي عمل جو بدون امداد و اعانت انسانوں کے ظہور میں آتے ہیں مفہوم محنت میں داخل ہیں علاوہ اسکے پڑھنے والوں کو یہہ بات یاد رہے کہ مفہوم محنت سے وہ سب کام خارج ہیں جو بذات خود یا بذریعہ اپنے پیداواروں کے معاوضہ کے قصد سے نکیئے جاویں چنانچہ ایک اجرت پر نامہ پہونچانے والا اور دوسرا تماشائي جو دل بہلانیکے لئیے سیر و تماشا کرتا پھرتا ہی اور سکاري جواري اور جلسوں میں اپني خوشي سے ناچنے والي مینیں اور ہندوستان کي ناچنی والیاں جو طوایف کہلاتي ہیں غرض کہ یہہ تمام لوگ اپنے اپنے موافق انکسي محنتیں اُوٹھاتے ہیں مگر بحسب دستور اُن لوگوں کو محنتي سمجھنا جو صرف اپني دل لگي اور تفریح طبع کے لئیے محنت اُوٹھاتے ہیں کمال خطا اور نہایت بیجا ہی

دوسرے قدرتي ذریعے

جو ذریعے کہ قدرت سے ہمکو حاصل ہوے ہیں اور جنکو ہم قدرتي ذریعہ کہتے ہیں اُنمیں ہر بارآور ذریعہ داخل ہی جو بدون امداد انسانوں کے تابیر و عمل کي قوت رکھتا ہی *

اگرچہ قدرتي ذریعہ کي اصطلاح اچھي اصطلاح نہیں مگر ہمنے اس لئیے اُسکو اختیار کیا کہ اچھے اچھے مشہور مصنفوں نے استعمال اُسکا اسي معنوں میں کیا اور علاوہ اُسکے یہہ بھي ایک وجہہ ہی کہ سواے اُسکے کوئي لفظ ایسا ہاتھہ نہ آیا کہ وہ بہت سا مورد اعتراض نہو واضح ہو کہ منجملہ قدرتي ذریعوں کے مقدم ذریعہ زمین ہی اور زمین میں تمام کھانیں اور دریا اور جنگل اور جنگلي جانور غرضکہ جو کچھہ اُسپر ہی اور جو صرف قدرت سے اُسپر پیدا ہوتا ہی سمجھنا چاہئیے اور مناسب یہہ ہی کہ اشیاء مذکورہ پر سمندر اور ہوا اور روشني اور گرمي اور علم طبعي کے قواعد میل کشش ثقل اور قوت برقیہ جنکے ذریعہ سے طرح طرح کي چیزیں پیدا کرتے ہیں بے تکلف بڑھاویں اور یہہ تمام بارآور ذریعے زمین کے نام سے پکارے جاویں زمین کے اعتبار کي عام وجہہ یہہ ہی کہ ان سب ذریعوں

میں سے جو دخل و تصرف کے قابل ہیں زمین منفعت کا بڑا منبع ہونے کے سبب سے بہت بڑا پایہ رکھتی ہی اور خاص وجہہ یہہ ہی کہ زمین کے قبضہ سے اکثر اسباب مذکورہ پر بھی قبضہ ہو جاتا ہی واضح ہو کہ قدرتی ذریعے مادوں کی بہم پہونچانے کے لئیے جنس تحصیل کے اور ذریعوں سے کام لیا جاوے ضروری و لا بدی ہیں مگر وہ قدرتی ذریعے اب اُس حالت میں قسمت کا باعث نہیں ہوتے کہ اُنپر عام دسترس ہووے اسلئیے کہ ہم بیان کرچکے ہیں کہ محدودیت مقدار حصول قسمت کا رکن اعظم ہی اور جو سے کہ عموماً حصول کے قابل ہی وہ مقدار حصول میں محدود نہیں *

تیسرا ذریعہ احتساب

اگرچہ انسان کی محنت کا ذریعہ اور قدرت کا وہ وسیلہ جو بلا اعانت انسانوں کے حاصل ہوتا ہے بہت بارآور قوتیں ہیں مگر انضمام ایک اور دوسری اصل کا ساتھہ اُنکے اس لئیے ضروری ہے کہ وہ قوتیں تمام و کامل ہو جاویں چنانچہ اگر فرض کیا جاوے کہ محنتی لوگ بڑے زرخیز ملکوں کے رہنے والے تمام اپنی محنتوں کو ایسی باتوں کی تحصیل میں صرف کریں کہ جسمیں اُنکا سرِدست فایدہ ہووے اور جوں جوں کہ آمدنی پیدا ہوتی جاوے وہ بے تکلف صرف کرتے جاویں تو وہ لوگ اپنی غایت سعی و محنت کو ضروریات کے پیدا کرنے میں بھی ناکافی پاوینگے *

واضح ہو کہ اس تیسرے ذریعہ کو جسکے بغیر وہ دونو پورے نہیں ہوتی احتساب کے نام سے پکارتے ہیں اور اِس اصطلاح سے ایک شخص کی ایسی چال چلن مراد ہے کہ جو کچھہ اُسکے پاس موجود ہو اُسکے غیر بارآور خرچ سے پرہیز کرے یا حاصلات بالفعل کی نسبت حاصلات مستقبل کو قصداً ترجیح دے *

جب کہ ہمنے اس اصل کو قایم کیا تھا کہ محنت اور باقی اور تمام ذریعوں کی قوتیں جنکی بدولت دولت حاصل ہوتی ہے اسطرح بتعدد و غایت بڑہ سکتی ہیں کہ اُن ذریعوں کی حاصلات کو حاصلات آیندہ کے لئیے ذریعہ ٹھہراویں تو ہمنے تحصیل دولت کے اسی تیسرے ذریعہ کی تاثیروں کی طرف اشارہ کیا تھا واضح ہو کہ لفظ احتساب کی بحث جوہم

آیندہ کرینگے اس اصل کی تشریح ہے اور وہ ایسی واضح ہے کہ اسکو دلیل اور برہان کی حاجت نہیں *

وسایل تحصیل کی تقسیم اُن تین قسموں میں علماے انتظام مدن کو بہت دنوں سے معلوم ہے جنکو محنت اور زمین اور سرمایہ کے نام سے نامی کرتے ہیں اگرچہ اس تقسیم کی دوسری اور تیسری قسم کے لئیے مختلف مختلف اصطلاحیں ہمیے مقرر کیں مگر اس تقسیم کی بنیاد کی نسبت ہمکو گفتگو نہیں چنانچہ زمین کی جگہہ قدرتی ذریعوں کا لفظ وضع کیا تاکہ تمام جنس کو ایک فرد کے نام سے نہ پکاریں اس لئیے کہ زمین ایک فرد خاص ہے اور قدرتی ذریعہ اُسکی جنس ہے اور جنس کو اُسکی ایک قسم کے نام سے پکارنا ایک ایسی بات ہے کہ اُسکے سبب سے باقی اقسام اُس جنس کی غیر مشہور ہو جاتی ہیں اور بجاے لفظ سرمایہ کے لفظ اجساد کے قایم کرنیکی چند وجوہ مختلف ہیں *

لفظ سرمایہ کا اسطرح مختلف معنوں میں برتا گیا ہے جس سے اُسکے عام تسلیم شدہ معنے ہونے پر شک ہوتا ہے البتہ یہہ ایک عام پسند معنے سمجھے میں آتے ہیں جنکو علماے انتظام مدن بھی بایں شرط تسلیم کرینگے کہ معنی مذکورہ اُنکے اُنکو جائے تجاویں اور وہ یہہ ہیں کہ لفظ سرمایہ سے وہ دولت کی چیزیں مراد ہیں جو انسان کی سعی و محنت کا ثمرہ ہوتی ہیں اور دولت کی تحصیل و تقسیم میں لگائی جاتی ہیں اور سرمایہ کو انسانوں کی سعی و محنت کا ثمرہ اسلئیے کہتے ہیں کہ وہ بارآور ذریعے اُس سے مستثنی رہیں جنکو قدرتی ذریعوں کے نام سے نامی کیا گیا اور جنسے اس علم کی اصطلاح کے موافق منافع حاصل نہیں ہوتا بلکہ کرایہ حاصل ہوتا ہے *

جب کہ سرمایہ کے یہہ معنی بیان کیئے گئے تو ظاہر ہے کہ سرمایہ تنہا کوئی بارآور ذریعہ نہیں ہوسکتا بلکہ اکثر صورتوں میں تینوں ذریعوں کے مجموعہ کا نتیجہ ہوتا ہے اس لئیے کہ قدرتی ذریعہ سے مادی اشیاء بہم پہنچتی ہیں اور اُنکے خرچ کرنے میں توقف کرنے سے وہ غیر بارآور خرچ سے محفوظ رہتی ہیں اور کسیقدر محنت اُنکی تبدیل صورت کرنے اور اُنکے قایم رکھنے میں ہوتی ہے غرضکہ تینوں باتوں سے سرمایہ بن جاتاہے لفظ اجساد سے وہ ذریعہ مراد ہے جو قدرتی ذریعہ و محنت سے علحدہ ہے

اور اتفاق اسکا اُسیے وجود سرمایہ کے لئیے نہایت لابدي هے اور جسیے کہ اجرت کو محنت سے واسطہ هے ویساهي منافع کو سرمایہ سے علاقہ هے یہہ بات بہت واضح هے کہ معمولي معنوں کی نسبت لفظ احتیاط کے نہایت وسیع معني لئیے گئیے اور حقیقت یہہ هے کہ صرف احتیاط پر توجہہ اُسوقت هوتي هے کہ مفہوم اُسکا مفہوم محنت سے علحدہ هووے چنانچہ احتیاط ایسیے آدمي کي چال ڈھال سے بخوبي واضح هوتا هی جو کسي درخت یا کسي پلاؤ جانور کو پورے قدوں تک پہونچنے دیتا هی مگر اُسوقت کم واضح هوتا هی کہ وہ درخت لگاتا هی یا اناج بوتا هے اور دیکھنے والوں کو اُسوقت اُسکي محنت پر نظر هوتي هی اور وہ جو آیندہ مقصود کامل حاصل هونے کي توقع پر اپني طبعیت کو مارتا هی اُسکا خیال نہیں هوتا جسکو هم احتیاط کہتے هیں اور اس لفظ کے اختیار کرنے کي یہہ وجہہ نہیں کہ کوئي اعتراض اُسپر وارد نہیں هوتا بلکہ صرف یہہ باعث هی کہ کوئي لفظ ایسا هاتھہ نہ آیا کہ وہ اس لفظ سے زیادہ اعتراض کے قابل نہو چنانچہ ایک مرتبہ اتفاق ایسا هوا کہ لفظ عاقبت اندیشي کا تجویز کیا مگر نقصان اسنا پایا کہ اس لفظ کے مفہوم سے نفس کشي اور منافع سے کوئي ضروری تعلق واضح نہیں هوتا مثلاً چھري لگانا ایک طرح کي عاقبت اندیشي هی مگر جسکو اصل منافع کہتے هیں وہ اُس سے حاصل نہیں هوتا بعد اُسکے لفظ کفایت شعاري کا تجویز کیا گیا مگر اس لفظ میں یہہ خرابي پائي کہ تھوڑي احتیاط و محنت اُس سے مفہوم هوتي هی اور یہہ تسلیم کیا کہ احتیاط استعمال و رواج کي رو سے تھوڑي محنتوں سے منفک نہیں هوتا مگر باوصف اسکے وسائل تحصیل کي ترتیب میں محنت سے اُسکو الگ سمجھنا ضروری هی *

اور یہہ بھي مانا گیا کہ یہہ اعتراض احتیاط پر هوسکتا هی کہ صرف احتیاط سے جسکے معنی کسي فعل سے پرهیز کرنا هی یہہ نہیں سمجھا جاتا کہ ایک کام سے پرهیز کرکے کسي دوسرے کام کا کرنا بھي مراد هی اور علیٰ هذالقیاس بیباکي اور آزادي پر بھي یہي اعتراض وارد هوسکتا هی مگر آج تک کوئي شخص اسپر معترض نہیں هوا کہ وہ ایسیے الفاظ کے برابر نہیں هیں جسیے کاموںکا کرنا صریح ظاهر هوتا هی جو لطف و لذت هم اُٹھاسکتے هیں اُس سے پرهیز کرنا یا حاصلات بالفعل کو چھوڑ کر حاصلات مستقبل کا

طالب هونا ایسي کوششیں هیں کہ اُنمیں انسان کو بہت سا غم و غصہ
کھانا پڑتا هی اور یہہ کوششیں خلقت کے هر گروہ میں باستثناء ادنی
درجہ کے لوگوں کے هوتي هیں بلکہ اُنمیں بھي هوتي هیں اگر یہہ
بات نہوتي تو خلقت کي حالت کو هرگز ترقی نہوتي مگر جب جوں
چھانا بنا تو منجملہ اُن درجوں کے جنسے چار آدمیوں میں برائي حاصل
هوتي هی درجہ احتیاط کو نہایت موثر پایا اور بات ترقي میں بالتدریج
اُسکي پہلے پہل تھوڑي تھوڑي هوتي هی اور آخر کار اُسکو نہایت وسعت
هوجاتي هی قوموں میں سے نہایت کم تربیت یافتہ قومیں بلکہ ایک هي قوم
کے مختلف گروهوں میں سے وہ گروہ جو نہایت کم تعلیم یافتہ هوے هیں
همیشہ نا عاقبت اندیش اور نہایت کم احتیاط کرنیوالے پائے جاتے هیں *

سرمایہ کا بیان

هم ابھي بیان کرچکے هیں کہ سرمایہ وہ دولت کي چیزیں هیں جو
آدمي کي سعي و محنت کا ثمرہ هوتي هیں اور دولت کي تقسیم و تحصیل
میں کام آتي هیں اور هر چیز سرمایہ کي احتیاط و محنت اور تدریجي
درجوں کے اجتماع کا نتیجہ هوتي هی جو تحصیل دولت کے مقدم
ذریعے هیں *

بیان اُن مختلف طوروں کا جنمیں سرمایہ خرچ هوتا هی

جب کہ کسي آدمي کے پاس کوئي چیز دولت کي موجود هو اور
وہ شخص اُس چیز کو صرف اِس نظر سے خرچ نکرے کہ کچھہ لطف
اور مزہ اُٹھے بلکہ بطور سرمایہ کے اِس نظر خرچ کرے کہ وہ دوبارہ تحصیل
و تقسیم دولت کے ذریعہ کے طور و طریقے پر کام آوے تو اُسکے آٹھہ طریقہ هیں
کہ اِرادہ اُسکا اُنمیں پورا هووے *

اول یہہ کہ وہ شخص اُس چیز کو صرف اِس نظر سے خرچ کرے کہ
جو آثار اُسکے خرچ کرنے پر مرتب هوتے هیں وہ بلا واسطہ اُسي شی سے
حاصل هوویں جیسکہ سرنگوں میں بارود اور دخاني کلوں میں کوئلے
خرچ هوتے هیں اور جو خوراک کہ کمانے والے کو حفظ بات و طاقت کے

کے لیئے ضروري ہووے جسکي بدولت وہ کمائے جوگا ہو وہ اسي طرح خرچ ہوتي ہی *

دوسرے یہہ کہ وہ اُس چیز کو رکھہ چھوڑے اور ایسے کاموں میں لگائے جنمیں بتدریج فنا ہونا اُسکا ذاتي خاصہ ہی اگرچہ وہ ارادتاً اور ضروري نہووے چنانچہ سام اوزار اور کلیں ایسي ہي طرح کام آتی ہیں *

تیسرے یہہ کہ اُس کي صورت بدل دے جسکہ مادي اشیاء کي صورت پلٹ کر کوئي کامل چیز طیار کیجاتي ہی *

چوتھے یہہ کہ وہ شخص اُسکو اُسوقت تک پاس اپنے رکھے کہ اُن تبدیلیوں کے باعث سے مول تول اسکا بڑہ جاوے جو زمانہ کے گذر نے پر خواہ مخواہ واقع ہوتي ہیں یا بازار کے بھاؤ تاؤ بدل جانے سے بھاؤ تاؤ اُسکا بدل جاوے جیسے کہ انگوروں والا بہاری فصل ہونیکے ساتھہ اپني شراب اس لیئے روک لیتا ہی کہ یہہ دونو فائدے اُسکو حاصل ہوویں *

پانچویں یہہ کہ وہ شخص اُسکو خریداروں کي رفع حاجت کے لیئے فروخت کے واسطے مہیا رکھے جیسے کہ دوکانداروں کي کامل طیار چیزیں یا تجارت کے ذخیرے کام آتے ہیں *

چھٹے یہہ کہ وہ شخص اُس کو بعوض استعمال کسي قدرتي ذریعہ کے اُس ذریعہ کے مالک کے حوالہ کرے جیسے کہ کاشتکار اپنے زمیندار کو زمین کا محصول دیتا ہے *

ساتویں یہہ کہ وہ کسي مزدور کو اُسکي محنتوں کے بدلہ میں دے یعني اجرت کا مول ادا کرے *

اٹھویں یہہ کہ وہ شخص اُسکو کسي ایسي چیز سے مبادلہ کرے جسکو سرمایہ کے طور پر کام میں لاوے یعني اُس سے تجارت کرے *

چنانچہ جو سرمایہ والے کہ آٹھوں گانٹھہ پورے ہوتے ہیں وہ اپنے سرمایوں کو ان آٹھوں طریقوں سے کام میں لاتے ہیں اگر ہم کسي کلال شراب بیچنے والے کے اُس علم کو جو اُسنے اپنے کام میں حاصل کیا اور اُس ذخیرے جانوں اور کلوںکو جو اُسکي تجارت کے لیئے ضروري ہیں اور جنسوں کے اُس ذخیرے کو جو اُسکے خرچ روز مرہ کے واسطے درکار ہیں اور نیز ایک سو شراب کے پیپوں کو اور بوتلوں کو عرض کہ جملہ اشیاء مذکورہ بالا کو سرمایہ اُسکا قرار دیں تو ہمکو یہہ امر بخوبي واضح ہوگا

که علم وآلات اور جمله ضروریات اُسکي اسطرح خرچ هوتي هیں که بلاواسطه کسي اور شے کے اُنکا معاوضه حاصل نهیں هوتا هاں فرق اتنا هی که علم اُسکا اُسکے مرتے دم تک یا اُسوقت تک خراب نهوگا که وه اپنا پیشه نچھوڑے اس لیئے که پیشه چھوڑنے پر علم اُس پیشه کا خراب هوجاتا هے اور الات اور مکان اور پوشاک اور خوراک غرض که جمله اسباب اُسکے برابر خرچ هوتے اور قایم هوتے چلے جاتے هیں مگر خوراک کي بربادي صرف بالفعل هے اور باقي اشیاء کا خرچ آهسته آهسته هوتا هے اور وهي شخص اپني شراب کا ایک حصه اُسوقت تک باقي رکھتا هی که تھوڑے دنوں بعد اُسکي ترقي هوجاوے اور تھوڑي شراب اس لیئے موجود رکھتا هے که گاهک اُسکے خالي نه پھریں اور دوکان اُسکي کھوتي نهو یهانتک که آخر کار اُسکو سبھ کھوںچ برابر کرتاهی اور بعد اُسکے قیمت اُسکي یوں خرچ کرتا هی که کسیقدر اُس زمین کا کرایه دیتا هی جس پر مکانات اُسنے بنائے اور کسقدر اپنے ملازموں کي تنخواه میں ادا کرتا هی اور کسقدر اپنے مکانوں اور کلوں کي حفاظت اور مرمت میں لگاتا هی اور کسقدر دوباره میکشي اور نیز اس کے سامانوں کي درستي میں صرف کرتا هی تاکه دوکان اُسکي ذخیره سے خالي نرهے اور جو کچھه که شراب کي قیمت میں سے باقي رهتا هی اور باقي رهنے میں کوئي شک شبهه نهیں ورنه حال اُسکا مثل اُسکے مزدوروں کي هوجاوے تو اُس نقده کو فائده کهتے هیں اور اُس نقده کي یهه صورت هی که منجمله اُس کے کسقدر اُن جنسوں کے دوباره بهم پهونچانے میں صرف کرتا هی جو اُسکي تاب و طاقت کو بنائے رکھیں اور بقاے صحت کے لیئے ضروري و لابدي هیں اور باقي کو کھاتا اوڑاتا هے جو غیر بارآور خرچ هے یا اپنے سرمایه کي ترقي میں یا کسي اور کا سرمایه قایم کرنے میں مثل اپني اولاد کي تعلیم و تربیت کے خرچ کرتا هے اور یهه خرچ بارآور هے *

دایر اور قایم سرمایونکا بیان

واضح هو که آدم اسمتهه صاحب نے سرمایه کو اقسام قایم و دایر میں تقسیم کیا چنانچه وه فرماتے هیں که صرف دو طریقوں میں سرمایه اسطرح خرچ هوسکتا هی که اُس سے آمدني یا منافع حاصل هووے *

چنانچہ پہلا طریقہ یہہ ہی کہ اسبابوں کے پیدا کرنے یا تیار کرنے یا خریدنے میں سرمایہ صرف کیا جاوے اور پھر اُنکو فایدے سے بیچا جاوے اور جو سرمایہ کہ اس طرح پر استعمال میں آوے اُس سے جب تک کوئی آمدنی یا منافع حاصل نہیں ہوتا کہ وہ مالک کے قبضہ میں اپنی شکل و شمایل پر موجود رہے چنانچہ سوداگری کی چیزیں سوداگر کو جب تک مفید و نافع نہیں ہوتیں کہ وہ روپئے کے بدلہ بیچی نہیں جاییں اور روپئے سے جب تک فائدہ متصور نہیں ہوتا کہ وہ اُسکو متاع و اسباب کے بدلہ صرف نکرے غرضکہ سرمایہ اُسکا نئی نئی صورتیں بدلتا رہے اور سکے نہیں کہ مسلسل تبدلات سے اُسکو فائدہ حاصل ہوگا اور ایسے سرمایوں کو سرمایہ دائر کہتے ہیں *

اور دوسرا طریقہ یہہ ہی کہ وہ سرمایہ زمین کی ترقی اور مفید کلوں اور آلات کی خرید غرضکہ ایسی ایسی چیزوں میں خرچ کیا جاوے جسسے آمدنی یا منافع بغیر اسباب کے کہ ایک شخص کے پاس سے دوسرے کے پاس مبادلہ میں آویں جاویں حاصل ہو ایسے سرمایوں کا قائم سرمایہ نام رکھتے ہیں *

سوداگروں کے سرمائیے تمام دائر ہوتے ہیں اور جو آلات اور کلیں کہ پیشوں میں کام آتی ہیں سوداگروں کو اُس وقت تک اُسسے کام نہیں پڑتا جب تک کہ اُنکی دوکانوں یا ذخیرہ خانوں کو کارخانہ نہ سمجھا جاوے اور کاریگروں اور کار خانہ والوں کے تھوڑے تھوڑے سرمایہ اُنکے آلات و اوزاروں کی صورتوں میں قائم رہتے ہیں مگر بعضوں کے لیئے یہہ آلات بہت تھوڑے ہوتے ہیں اور بعضوں کے پاس بہت کثرت سے پائے جاتے ہیں چنانچہ درزی کو سوئیوں کے سوا کوئی آلہ درکار نہیں اور جوتی بنانے والے کو کسیقدر زیادہ چاہیے ہیں اور بعض کاموں کے لیئے زیادہ زیادہ قائم سرمائے درکار ہوتے ہیں مثلاً لوہے کے بڑے کارخانوں میں گلانے اور ڈھالنے کی بھٹیاں اور لوہے کے کاٹنے کے اوزار ایسے آلات و اسباب ہیں کہ بہت سے خرچ کرنے پر تیار ہوسکتے ہیں اور کاشتکاروں کے سرمایہ کا وہ حصہ جو کشتکاری کے اوزاروں میں صرف ہوتا ہی قائم سرمایہ ہی اور جو حصہ کہ ہالی اور کمیروں کی پرورش اور مزدوری میں خرچ ہوتا ہی وہ دائر سرمایہ ہی پس کاشتکار اپنے سرمایہ کے ایک جزو کے رکھنے اور دوسرے جزو کے علٰحدہ کرنے سے فائدہ

اُٹھاتے هیں مویشیوں کا ریوڑ جسکو اِس غرض سے خریدا جاتا ہی کہ انکے دودھ سے اور اُنکو موٹا تازہ کر کے بیچنے سے فائدہ حاصل کریں قائم سرمایہ هی کہ اُنکے رکھنے سے منافعے حاصل هوتے هیں اور جو کچھہ کہ مویشیوں کے پرورش میں خرچ هوتا هی وہ دائر سرمایہ هی جسکے علحدہ کرنے سے فائدہ هوتا هی انتہیٰ مولف کہتا هی کہ همکو یہہ امر دریافت نہیں کہ آدم اسمتھہ صاحب کے قاعدہ تقسیم پر کوئی صاف اعتراض وارد هوا هاں شاید اسمیں کوئی شک نہیہ هو کہ قائم اور دائر سرمایوں کی اصطلاح بہت اچھی هی یا نہیں مگر آدم اسمتھہ صاحب نے ایسی تشریح و توضیح سے اُن اصطلاحوں کے معنی بیان کیئے کہ وہ اُن معنونکا بالکل مصداق هو گئیں اور جب سے وهی معنے معمول و مروج رهے مگر رکارڈو صاحب نے معمولی استعمالوں کی حفظ و مراعات نکی اور یہی باعث هوا کہ اُنکی تحریرونکا افادہ کم هوگیا چنانچہ دائر و قایم سرمایوں کی اصطلاحوں سے ایسے معنی مراد لیئے کہ وہ معمولی معنوں کے بالکل مخالف هیں اور مل صاحب بھی اُنکے قدم بقدم چلے اور دائیں بائیں کا ملاحظہ نکیا اور اس لیئے کہ ان دونوں مصنفوں نے یہہ بیان نہیں کیا کہ جو معنی اُنہوں نے اختیار کیئے وہ عام و شایع نہیں تو جو تفاوت کہ اسمتھہ صاحب اور اُن دونوں کے درمیان میں واقع هے بیان اُسکا مناسب متصور هوا *

رکارڈو صاحب فرماتے هیں کہ ایسے سرمایہ کو دائر سرمایہ کہتے هیں کہ معدوم هونا اُسکا جلد جلد ممکن هو اور اگر پیدا هوتا رهنا اُسکا نہایت ضروری هووے اور اُس سرمایہ کو قایم سرمایہ بولتے هیں جو آهستہ آهستہ خرچ هووے * مگر یہہ تقسیم اس لیئے معقول نہیں کہ اُسکی قسموں میں تمیز کامل حاصل نہیں، چنانچہ کہتے هیں کہ ایک ایسا نورہ بنانے والا جسکے آلات و مکانات اچھے قسمی اور بڑے پایدار هووں اپنے قائم سرمایہ کا بہت سا حصہ کام میں لگائے رکھتا هی اور برخلاف اُسکے اُس جوتی بنانے والے کا سرمایہ دایر گنا جاتا هی جو اپنے سرمایہ کو ملازموں کی اجرتوں میں دیتا هی اور وہ اجرتیں خوراک اور پوشاک وغیرہ میں صرف هوتی هیں جو ایسی جنسیں هیں کہ آلات و مکانات مذکورہ کی نسبت معدوم هونیکے بہت زیادہ قابل هیں انتہیٰ واضح هو کہ یہہ قول رکارڈو صاحب کا کہ سرمایہ کے قسموں میں فرق و امتیاز کامل حاصل نہیں هاں

جسطرح کہ اُنھوں نے اُس تقسیم کی توضیح کی ہے اُسکی نسبت راشتاور
درست ہے اسلیئے کہ آہستہ آہستہ اور جلد جلد کی اصطلاحیں جو اختیار
کی گئیں اُسسے زیادہ کوئی اصطلاح نہتا اور بیہودہ ہوگی مگر عجب یہہ
ہے کہ خود اُنھوں نے اور جن مل صاحب نے یہہ تصور کیا کہ تقسیم اُنکی
آدم اسمتھہ صاحب کی تقسیم سے مطابق ہے مگر ظاہر ہے کہ تقسیم اُنکی
بجای خود نادرست ہے اور تقسیم مذکور کے برعکس ہے اسلیئے کہ درزی کی
سوئیاں جو آدم اسمتھہ صاحب کے نزدیک اس لئیے قایم سرمایہ ہیں کہ
اُسکے پاس وہ بہت دنوں تک رہتی ہیں اور وہی بقول رکارڈو صاحب کے
جلد معدوم ہونیکے قابل یعنی دایر سرمایہ قرار پاوینگی اور عکس اُسکا
یہہ ہے کہ لوہا ڈھالنے والو کی لوہے وغیرہ کی ڈھلی ہوئی چیزیں آدم اسمتھہ
صاحب کے نزدیک دایر اور رکارڈو صاحب کے نزدیک قایم سرمایہ ہے *

قایم اور دایر سرمایہ کی جو اور قسمیں آدم اسمتھہ صاحب نے بیان
کیں اُنکی نقل کرنے سے اُنکی درستی بھی اور سرمایہ کی حقیقت زیادہ تر
واضح ہوتی ہی *

وہ فرماتے ہیں کہ قایم سرمایہ میں چار قسم کی چیزیں داخل ہیں *

اول وہ آلات اور اوزار جو پیشوں میں کام آتے ہیں اور بطفیل اُنکے
محنت آسان اور کم ہو جاتی ہے *

دوسرے وہ عمارتیں جو مثل دوکانوں اور ذخیرہ خانوں وغیرہ کے
تجارت یا کارخانوں کی غرض سے بنائی جاتی ہیں اور حقیقت یہہ ہے
کہ یہہ تمام اشیاء مذکورہ بھی تجارت اور پیشوں میں کام آنے کے واسطے
ایک قسم کے آلات ہیں اور اُنکو آلات ہی سمجھنا چاہیئے *

تیسرے زمینوں کی ترقی اور وہ کام جو زمینوں کے سکھانے بنانے اور
کمانے کھیدنے میں منافع و محاصل کی نظر سے کیئے جاتے ہیں پس
ترقی یافتہ کھیتوں کو بھی ایساہی سمجھا جاوے کہ گویا وہ بھی اوزار ہیں
جسسے محنتوں میں تخفیف اور آسانی ہو جاتی ہے *

چوتھے وہ مفید استعدادیں جنکو لوگ حاصل کرتے ہیں اسلیئے کہ
طالبان علم و ہنر کی پرورش میں جب کہ وہ تعلیم پاتے ہیں یا کوئی پیشہ
سیکھتے ہیں جو کچھہ خرچ ہوتا ہے وہ ایسا سمجھا جاتا ہے کہ گویا اُنکی
ذاتوں میں قایم سرمایہ ہے عوضکہ کاریگروں کی جسی چالاکی کو ایسا

خیال کرنا مناسب ھے کہ وہ تجارت کی ایک ایسی کل ھے کہ اسکے ذریعہ سے محنت نہایت آسان اور کم ھو جاتی ھے *

اور اسطرح دایر سرمایہ کے بھی چار رکن ھیں *

اول روپیہ جسکی بدولت باقی ارکان اس سرمایہ کے اُن لوگوں میں دایر و منقسم ھوتے ھیں جو لوگ اُنکو خرچ کرتے ھیں *

دوسرے وہ گلے گاے بیل بھیڑ بکریوں وغیرہ کے جو قصابوں اور چرواھوں وغیرہ کے پاس فروخت کے واسطے موجود رھتے ھیں *

تیسرے کپڑوں اور میز چوکی وغیرہ اور عمارتوں کی وہ مادی اشیاء جو پوری تیار ھوئی ھوں اور کارخانہ والوں اور کاریگروں اور سوداگروں کے قبضہ میں باقی ھوں *

چوتھے وہ کام جو بکر تیار تو ھو گئے ھوں مگر کارخانہ والوں اور سوداگروں کے ھاتھوں میں ھوں جیسے کہ لوھاروں اور سناروں اور سادہ کاروں کے کام مرتب ھوویں اور اُنکے کارخانوں سے باھر نکالے گئے ھوں غرضکہ دایر سرمایہ میں تمام قسموں کے ذخیرے اور مصالح اور وہ پورے پورے کام جو تیاریوں کے قبض و تصرف میں ھوے ھیں اور وہ روپیہ پیسہ جو اشیاء مذکورہ بالا کو اُنکے خرچ کرنے والوں تک پہنچاتا ھے داخل ھے انتھی *

ھاں یہہ احتمال بادی ھے کہ ان قسموں میں دو مناسب بات چھوٹ گئیں اور بعضی بےفائدہ داخل ھیں مگر عموم نظر سے یعنی تمام اقسام مذکورہ کے ملاحظہ سے واضح ھوتا ھے کہ سرمایہ کی قسموں کو عمدہ بیان کیا گیا اور وہ مناسب باتیں جو چھوٹ گئیں اُن میں سے پہلے وہ حیات کی ضروری چیزیں ھیں جنکو مزدور اور سرمایہ والے دونو اپنی پرورش میں صرف کرتے ھیں اور دوسرے وہ مکانات و اجناس جو آھستہ آھستہ ضایع ھوتی ھیں اور مالک اُنکا کرایہ پر اُنکو چلاتا ھے *

ھم یہہ بات نہیں کہہ سکتے کہ آدم اسمتھ صاحب نے اُن ضروری چیزونکو جو مزدور لوگ اپنے پاس آمادہ رکھتے ھیں اقسام سرمایہ سے خارج کرنے کی کوئی وجہہ بیان کی ھے وہ صرف اتنا بیان کرتے ھیں کہ جس الامکان محنتی کمال کفایت شعاری سے خرچ کرتا ھے اور صرف اُسکی محنت سے اُسکو آمدنی ھوتی ھے غرضکہ وہ صاحب ضروریات کو سرمایہ نہیں ٹھہراتے بلکہ محنت کو سرمایہ سمجھتے ھیں اور جب کہ

مالتھس صاحب نے اس مقدمہ میں توجھہ فرمائی تو آدم اسمتھہ صاحب سے متفق ہوئے *

چنانچہ مالتھس صاحب فرماتے ہیں کہ صرف بارآور وہ خرچ ہی کہ سرمایہ والی دوبارہ پیدا کرنے کی نظر سے عمل میں لائے ہیں اور یہی امر ہے کہ بسبب اُسکے خرچ بارآور اور غیر بارآور میں تمیز کامل ہوسکتی ہے وہ کاریگر جسکو کوئی سرمایہ والا نوکر رکھتا ہے اپنی مزدوریکا جو حصہ وہ جمع نہیں کرتا وہ پیٹ پالنے یا مزے اوڑانے میں اپنی آمدنی خرچ کرتا ہے بطور سرمایہ کے اِسلیئے خرچ نہیں کرتا کہ آیندہ کو کوئی فائدہ اُس سے حاصل کرے انتہیٰ *

یقین کامل ہی کہ مالتھس صاحب یہہ بات تسلیم کرینگے کہ دخانی کل کی بھٹی میں جو کوئلے جلائے جاتے ہیں وہ بطور خرچ بارآور کے خرچ ہوتے ہیں اِسلیئے کہ کل کے کام کے لیئے جلانا اُنکا نہایت ضروری ہی پس اُس خرچ میں جو مزدور آدمی اپنے کھانے پینے میں اوٹھاتا ہی اُس صرف ضروری سے جو دخانی کلوں سے تعلق رکھتا ہی بجز اِسباب کے کیا فرق ہی کہ مزدور آدمی حظ نفس اُٹھاتا ہی اور دخانی کل کو کچھہ مزا نہیں آتا اگر کوئی مزدور ایسا ہوتا کہ کھانے پینے سے اُسکو سیری ہوتی اور کچھہ لذت نپاتا اور خوراک کی یاد اُسکو صرف اِسلیئے ہوتے کہ نہ کھانے سے کمزوری ہوگی تو خوراک اُسکی جو اِس صرف کے لیئے کھائی جاتی کہ ناتوانی زور نہ پکڑے اور محنت کی قابلیت باقی رہے کیا بطور بارآور خرچ کے خرچ نہوتی قادر مطلق نے کمال حکمت سے بھوک پیاس کے علتہ اور ذایقہ کے لذت سے کھانے پینے کو ایک روز مرہ کا ضروری ولذتی کام مقرر فرمایا مگر اس سے کیا یہہ لازم آتا ہی کہ کھانے پینے کی بارآوری ضائع ہو جاوے ہل جوتنے والوں کا کھانا پینا اُنکی محنتوں کا ذریعہ ہوتا ہی مگر وہ اس نظر سے کم نہیں ہو جاتا کہ وہ لوگ اُسکو اپنی محنتوں کا ثمرہ سمجھتے ہیں اور اِس میں کچھہ شک ہی کہ کام کے مویشیوں کی خوراک اچھی بارآوری سے صرف ہوتی ہی امریکا والے جاگیردار جو اپنے اپنے غلاموں کو رسدیں بھیجتے ہیں کیا وہ اُن رسدوں کو ایسا سرمایہ نہیں سمجھتے ہیں کہ وہ خرچ بارآور ہی *

آدم اِسمتھہ صاحب نے مکانات اور ایسی چیزوں کو جو مالکوں کی طرف سے کرایہ پر چلتی ہیں اصطلاح سرمایہ سے خارج کرنے کی وجوہات مفصل وار بیان فرمائیں چنانچہ بیان اُنکا یہہ ہی کہ لوگوں کے مال و چیزوں کا ایک حصہ خرچ بالفعل کے واسطے لگا رہتا ہی اور بیان اُسکا یہہ ہی کہ اُس سے کوئی آمدنی یا منافع حاصل نہیں ہوتا اور اِس حصہ میں وہ تمام مکان داخل ہیں جو رہنے کی نظر سے بنائے جاتے ہیں اگر کوئی مکان جو خود کچھہ پیدا کرنیکی حیثیت نہیں رکھتا ہی کرایہدار کو دیا جاوے تو اُس کرایہدار کو کرایہ اُسکا ایسی آمدنی سے دینا پڑتا ہی کہ وہ محنت و مال یا زمین کی آمدنی سے حاصل ہوتی ہی چنانچہ جہاں کہیں تقلیں اور سوانگ ہوتی ہیں تو وہاں ایک دو رات کے واسطے عمدہ عمدہ پوشاکیں کرایہ دی جاتی ہیں اور سوداگر مہینے یا سال بھر کے لیئے اسباب اپنا کرایہ پر دیدیے ہیں مگر جو محاصل کہ ایسی ایسی چیزوں سے حاصل ہوتا ہی وہ ہمیشہ کسی اور آمدنی سے پیدا ہوتا ہی کپڑوں کے ذخیرے کئی برس تک اور میز اور چوکی کے سامان سو پچاس برس تک باقی رہ سکتے ہیں اور بہت سے ایسے مکان جو بہت اچھی طرح بنائے گئے ہوں اور حفظ و مراعات اُنکی منظور ہوتی رہے سیکڑوں برس تک بنے بنائے رہ سکتے ہیں اگرچہ اُنکے تمام ہونیکا زمانہ دور و دراز معلوم ہوتا ہی مگر حقیقت یہہ ہی کہ ایسے ذخیرہ جو مثل کپڑوں اور میز چوکی وغیرہ کی ہوویں خرچ بالفعل کے لیئے رکھی جاتی ہیں انتہی *

اگر آدم اِسمتھہ صاحب نے مثل اور متاخرین کے اصطلاح سرمایہ کو آئندہ خرچ ہونیوالی چیزوں پر منحصور رکھا ہوتا تو اُنکی تحریر میں نقایص اور اختلاف واقع نہوتا مگر یہہ بات دریافت ہوچکی کہ وہ ایسی چیزوں کو جو خرچ دار اور کی صلاحیت نہیں رکھیں اُسوقت تک سرمایہ میں داخل سمجھتے ہیں جب تک کہ اُن لوگوں کے ہاتھہ میں نہ پہونچیں جو آخر کار اُنکا برتاؤ کریں مثلاً جب کہ ایک الماس کا جگنو جب تک جوہری کی دوکان پر رکھا ہی سرمایہ ہی جسکہ آدم اسمتھہ صاحب نے اِقرار اُسکا علانیہ کیا تو ایک مکان جسکو ابھی کسی نے تجارت کی نظر سے بنایا ہو سرمایہ سے کیوں خارج ہو گیا یہہ بات معلوم کرنی مشکل ہی

کہ آدم اسمتھہ صاحب نے ان چیزوں کے بنا ہونے پر کیوں زور مارا ہی
بناء اور استحکام ایسی صفتیں نہیں ہیں کہ اُسسے ایسی شی میں
جسکو صحیح سرمایہ کہہ سکتے ہیں اُس شی سے جسکو صحیح سرمایہ
نہیں کہہ سکتے کوئی امتیاز ہوسکے چنانچہ بہت سی ایسی چیزیں
ہیں کہ بطور بارآور خرچ ہوتی ہیں مگر عمر اُنکی بہت تھوڑی ہوتی ہے
جیسے کہ گاس جسکی روشنی سے گھر میں چاندنا ہو جاتا ہی اور برخلاف
اُسکے ایک امیر خاندان کے جواہرات سرمایہ نہیں ہوسکتے اگرچہ اُنکی
پائداری کی کوئی حد معین نہیں ہاں یہہ امر قریب قیاس ہی کہ ایک
مکان ایسا تعمیر کیا جاوے کہ وہ مرمت کا محتاج نہو مگر اس
سے یہہ لازم نہیں آتا کہ وہ سرمایہ نہ ٹہرے بلکہ حقیقت یہہ ہی کہ ان
چیزوں کا باقی ہونا آدم اسمتھہ صاحب کی راے کو توڑتا ہی اسلیئے کہ
وہ باقی ہونا اُنکو ایسی چیزوں سے مشابہہ کرتا ہی جنکو آدم اسمتھہ صاحب
نے سرمایہ قرار دیا مثلاً کلال کی دوکان میں جو شراب کے حوض ہوتے ہیں
وہ آدم اسمتھہ صاحب کے نزدیک دایر سرمایہ کی تیسری قسم میں داخل
ہیں اور جب کہ وہ حوض آہستہ آہستہ یہاں تک خالی ہو جاتے ہیں
کہ اُنمیں سے آخر بوتل بھی بیچی جاتی ہی تو وہ سرمایہ تمام ہو جاتا ہی
ایک مکان جو ساز و سامان سے درست ہووے اور کرایہ پر دیا جاتا ہو یا
ایسا کتب‌خانہ جسکی کتابیں لوگوں کے کام آتی ہوویں یا سیر کی گاڑی
یا منزل کی گاڑی یا ڈاک کی دخانی کشتی اور شراب کے حوض میں
صرف فرق اتنا ہی کہ ان چیزوں کا خرچ ہوتا رہنا شراب کے خرچ سے
بہت کم اندازہ کرنے کے قابل ہی چنانچہ جب کبھی استعمال اُسکا ہوتا
ہی تو کوئی نہ کوئی جز اُسکا فانی ہو جاتا ہی اور کرایہ پر لینے والے
اُس جز کو ایسی ہی خوبی سے خریدتے اور خرچ کرتے ہیں جیسے کہ
شراب کے حوض میں سے بوتل کو لیتے ہیں یہہ بات راست ہی کہ گاڑی
اور منزل اُسکے اور چیزیں جو بطور غیر بارآور خرچ ہوویں اور کرایہ‌دار اُنکا
کرایہ دوسری آمدنی سے ادا کرے جیسے کہ یہہ امر ہر ایسی شے کی قسمت
میں پیش آتا ہی جسکا خرچ بطور غیر بارآور ہوتا ہی مگر جب تک
کہ گاڑی اور مکان و اسباب کے اجزاء بالکل خرچ نہیں ہوتے اُنکے مالکوں
کے حق میں وہ ایسا ہی سرمایہ ہی جیسے کہ آدم اسمتھہ صاحب نے شراب

ناقسامذہ کو کلال کا سرمایہ تجویز کیا *

سرمایہ کي تقسیم ثاني کا بیان

واضح ہو کہ جن چیزوں کا استعمال اس طرح سے کیا جاتا ہی کہ ہمجنس اُنکے پیدا ہوویں تو اُن چیزوں کو مکرر بارآور سرمایہ کہتے ہیں چنانچہ کاشتکاري کے تمام ساز و سامان مکرر بارآور سرمایہ ہیں اور زندگي کي ضروریات بھي اسي قسم میں داخل ہیں چنانچہ ضروریات کا وہ حصہ جسکو مزدور اور سرمایہ والے جو رات دن ضروریات کے پیدا کرنے میں دھنسي پھنسي رہتے ہیں کھانے پینے میں صرف کرتے ہیں منجملہ اُن ذریعوں کے ایک ذریعہ ہی جنکي بدولت مقدار حصول برابر قائم رہتي ہی اور دخاني کل کي بھٹي کے کوئلے جو کوئلوں کي کھان کے کھودنے اور لوہے کے آلات جو لوہے کے کارخانہ میں کام آویں اور ایسے ہي وہ جہاز جو لکڑي دیگڑي اور بحري چیزوں سے لادا جاوے تمام ایسے سرمایہ ہیں کہ اُنکو مکرر بارآور کہہ سکتے ہیں اسلیئے کہ وہ اسباب ہمجنس کے پیدا کرنے میں صرف کیئے گئے *

دولت کي وہ چیزیں جو بجائے خود تحصیل کے تو ذریعہ ہیں مگر ہمجنسوں کے پیدا کرنے میں صرف نہیں کیجاتیں بارآور سرمایہ کے نام سے پکاري جاتي ہیں چنانچہ پمپ بنانیکے کل اسلیئے بارآور سرمایہ ہی کہ وہ پمپ بناتي ہی مگر اُس پمپ سے کوئي نئي کل نہیں بناسکتے اور ایسے ہي تمام آلات اور کلیں جو ایسي اسي چیزوں کے بنانے میں سرگرم رہتے ہیں جنکا خرچ بطور بارآور سرمایہ کے نہیں ہوتا وہ خود بارآور سرمایہ ہیں *

غیر بارآور یا تمسنم کرنے والا سرمایہ اُن چیزوں کو بولتے ہیں کہ وہ غیر بارآور برتاو کے لیئے موضوع و مقرر ہیں مگر اب تک اُن لوگوں کے قبض و تصرف میں نہیں آئیں جو آخرکار اُنکو صرف کرتے ہیں اور ایسي چیزیں جو ترقي یافتہ ملکوں میں بنائی جاتي ہیں اُنکي تیاري کے آغاز و ابتدا میں اُنکا بہت بڑا حصہ اور اُنکي قیمت کا بھي بہت بڑا حصہ غیر بارآور سرمایہ میں داخل کیا جاتا ہی *

هم دریافت کرچکے که دنیا کے لوگوں میں بالکل غیر بارآور خرچ کرنے والوں کي تعداد تھوڑي اور بالکل بارآور خرچ کرنے والوں کي تعداد اُس سے بھي تھوڑي هے مگر جسقدر دولت کي ترقي هوتي جاتي هی اُسیقدر هر شخص اپنے خرچ غیر بارآور کو بڑھاتا جاتا هے یہانتک که غیر بارآور خرچ کرنے والوں کي تعداد بارآور خرچ کرنے والوں کي کل تعداد سے بڑہ جاتي سکتی هی اور اکثر اوقات زیادہ هوجاتي هی چنانچه جب کسي شہر دولتمند کي دوکانوں کا ملاحظه کیا جاوے تو یہه امر بخوبي واضح هوگا که قیمت اُن چیزوں کي جو لطف و لذت کے لئیے بنائي گئیں اُن چیزوں کي قیمت سے بہت زیادہ هوگي جو آیندہ تحصیل دولت کے لئیے تیار کي گئیں *

آدم اسمتھه صاحب کے بعد کے بعض بعض لوگوں نے اُن چیزوں کو مفہوم سرمایه سے خارج کیا جنپر هم گفتگو کر رهی هیں مگر همنے جو اُنکو مفہوم سرمایه میں داخل کیا تو اُنکے داخل کرنے میں اُن دو وجہوں سے آدم اسمتھه کي پیروي کي اول یہه که خارج کرنا اُنکا معمولی زبان سے بلا ضرورت تجاوز کرنا هی چنانچه یہه کہنا که ایک ایسا جوهري جسکي دوکان میں پانچ لاکھه روپئے کے جواهرات موجود هیں سرمایه نہیں رکھتا ایک ایسي بات هی کہ اُسکو دوچار سمجھنے والے هي سمجھه سکینگے هیں دوسرے یہه که اگر اس علم کے واسطے نئي نئي اصطلاحوں کا مقرر کرنا ممکن بھي هوتا جسکي ضرورت شدید هی تو بھي سرمایه کي اصطلاح میں اُن چیزوں کو داخل کرتے جو معرض بحث میں واقع هیں تمام عالمان انتظام اس اصطلاح میں اُن لوازمات اور آلات کو داخل کرتے هیں جن سے یہه چیزیں بنائي جاتي هیں جو خرچ غیر بارآور میں کام آتي هیں چنانچه وہ کہردرا هیرا اور وہ سونا جسمیں وہ جڑا جاتا هی اگر الگ الگ سرمایه تھہریں تو یہه بات کمال مشکل سے دریافت هوسکتي هے که ایسي اصطلاحوں میں جنکي روسے بعد امتزاج و ترکیب کے سرمایه میں داخل نرهیں کیا فائدہ هاتھه آتا هی اور کیا آرام ملتا هی علاوہ اسکے کسي عالم کو اسباب میں کوئي شک و شبهه نہیں که جن دنوں سرمایه والا اُن چیزوں کو پاس اپنے رکھتا هی تو اُس عرصه کي مناسبت سے کچھه نکچھه اُسکو فایدہ حاصل هوتا هی باقي یہه بات که یہه فائدہ کیوں هاتھه

آتا ہی ہم پھر ثابت کرینگے مگر یہہ امر کہ ہا یہہ آتا اُسکا ضرور ہی دخول و تسلیم کے قائل ہی پس تمام علماے علم انتظام مدن کا اسپر اتفاق ہی کہ جس شے سے کسی طرح کا منافع حاصل ہووے وہ سرمایہ میں داخل ہی *

بیان اُن فائدوں کا جو سرمایہ کے استعمال سے حاصل ہوتے ہیں

واضح ہو کہ جو مقدم فائدے احساب سے یاسہل طریق پر یوں کہو کہ سرمایہ کے استعمال سے حاصل ہوتے ہیں وہ دوفائدے ہیں اول آلات کا استعمال دوسرے منصب کی تقسیم *

بیان فائدے اول یعنی استعمال آلات کا

جملہ آلات دو قسموں پر منقسم ہوتی ہیں ایک وہ کہ قوت پیدا کرتے ہیں اور دوسرے وہ کہ قوت پہونچاتے ہیں چنانچہ پہلی قسم میں وہ کلیں داخل ہیں جو بدوں امداد انسانوں کے حرکت پیدا کرتی ہیں جیسے وہ کلیں کہ ہوا یا پانی یا بھاپ کی قوت سے چلتی ہیں اور دوسری قسم میں وہ تمام آلات داخل ہیں جنکو اوزار بولتے ہیں جیسے چھری برما سلپچا بسولا جیسے کاریگروں کی قوت کو اعانت پہونچتی ہی یا وجب اُنکا کم صرف ہوتا ہے مگر کاریگروں کے ہاتھوں سے اُنکو زور پہونچتا ہے *

ان دونو قسموں پر ایک اور قسم زیادہ کرنی مناسب ہی جسمیں وہ تمام آلات داخل ہیں جن سے پیدا ہونا قوت کا یا ایصال قوت غرض نہیں ہوتی اور اس قسم میں ایسی چیزیں داخل ہیں کہ اوزار یا آلات یا کل کے نام سے عموماً اُنکو پکارا نہیں جاتا جیسے وہ زمین کا ٹکڑا جو کاشت کے واسطے کمایا جاوے اور وہ اناج کہ اُس زمین میں بویا جاوے یہہ دونو ایسے آلات ہیں کہ اُنکے استعمال سے اناج پیدا ہوتا ہی اور تمام کپاس اور اور سارے قلمی نسخہ ایسے اوزار ہیں کہ ارک رائٹ یا برونل صاحب کے ایجاد کردہ اوزاروں سے زیادہ بارآور ہیں اور باوصف اسکے اوزاروں کا اطلاق ان پر متعارف نہیں علاوہ اُنکے بہت سی چیزیں ہیں کہ اُنکو آلات کے نام

سے بالاتفاق پکارا جاتا ہی جیسے دوربین کہ اُسکو حرکت سے کچھہ واسطہ نہیں اور بدل اُسکے زنجیر یا لنگر بلکہ ہر شی ایسی جس سے اتصال قوت اور ایجاد حرکت مقصود نہو بلکہ برعکس اُسکے حرکت کا انسداد مقصود ہو *

جو آلات کہ آدمی کام لینے والے کے ہلانے جلانے سے ہلتے جلتے ہیں وہ نہایت سیدھے سادھے ہوتے ہیں اور کچھہ پیچیدہ نہیں ہوتے نہایتک کہ بعضے آلات اُنمیں سے نہایت کمینہ ناتراش لوگوں میں پائے جاتے ہیں جیسے کہ قدرت سے وحشی لوگوں کو ابتداء میں عطا ملتی ہی وہ وہ جوابات ہوتے ہیں جو اُنکے آس پاس رہتے ہیں مگر علاوہ قدرتی آلات کے قدرت کے انعام کا فائدہ اُوٹھانیکے واسطے وحشیوں کو بعض بعض ہتیار ضروری و لابدی ہیں *

یہہ بات معلوم رہے کہ ہم تمام آلات کے استعمال سے عمل احتیاط کی مساوی مراد رکھتے ہیں جسکے معنی ایسے وسیع و فراخ ہیں کہ بنسبت لحاظ اُنکے حال کے فائدوں پر آیندہ کے فائدوں کو ترجیح دیتے ہیں چنانچہ تربیت یافتہ لوگوں میں بہی امر معمول و مروج ہی یعنی استعمال کو حال پر ترجیح دیتے ہیں اور اُن تمام آلات و لوازمات کی نسبت بہی یہی بات راست آتی ہی جنکو حال کی لذت یا آیندہ کی پیداوار کے لئے اپنی مرضی کے موافق استعمال میں لاسکتے ہیں جیسے کہ کشتکاروں کے سامانوں میں سے اکثر سامان ایسی ہی ہوتے ہیں اور نیز اُن تمام آلات کے بنانے میں یہہ بات درست بیٹھتی ہی جنکا برتاو غیر باراور طریقوں میں ممکن نہیں جیسے اوزار اور کلیں کہ استعمال اُنکا ہمیشہ باآور ہوتا ہی ترقی یافتہ لوگوں میں نہایت عام اوزار پہلے برسوں بلکہ پہلی صدیوں کی محنتوں کے ثمرے معلوم ہوتے ہیں چنانچہ بڑھئی کے اوزار نہایت سیدھے سادھے معلوم ہوتے ہیں مگر اُس سرمایہ والے نے جسنے کہاں کو پہلے پہل کھودا جس سے بڑھئی کی کلیں اور برمی حاصل ہوئے حال کے مزہ کو کسقدر ہاتھہ سے دیا ہوگا یعنی آیندہ کے فائدوں کی توقع پر روپیہ صرف کیا ہوگا اور اُن لوگوں نے جنہوں نے ایسے ایسے آلے بنائے کہ اُنکے ذریعہ سے کہانیں کہودی گئیں ایندہ کے فائدوں کی توقع پر کسقدر محنت و مشقت کی ہوگی اور جقیقت یہہ ہے کہ جب تمام اوزاروں پر غور کی جاتی ہے

نو ناسمنا ے انگہتر آلاف اکہتر لوگوں کے تمام اورار پہلے اورارون کے ثمرے پاے جاتے هیں اور اس سے هم یہہ نتیجہ نکال سکیے هیں کہ منجملہ اُن لاکہوں دیلوں کے جو بلاد انگلستان میں هر سال بنائي جاتي هیں کوئي کیل ایسي نہیں جو کسیقدر ایسي محنت کا ثمرہ نہووے کہ وہ ثمرات آیندہ کي تحصیل کے واسطے یا هماری اصطلاح کے موافق ایسے احساب کا نتیجہ نہو جو فرانسیسوں کي صلح انگلستان سے پہلے بلکہ اُس عہد سے پیشتر عمل میں نہ آیا هو جب کہ انگلستان میں سات بادشاهتیں قایم تہیں *

یہہ راے کہ کل فائدے احساب کے ثمرے هوئے هیں ایسي پوري استعدادوں سے بهي منسوب هے جنکو ادم اسمتہ صاحب نے ایسا سرمایہ قرار دیا کہ اُن کے موصوفوں کي ذاتوں میں وہ قایم و برقرار هی بہت سي صورتوں میں یہہ استعدادیں ایک عرصہ دراز کي ایسي سعي و محنت اور خرچ و اخراجات کا ثمرہ هوتي هیں کہ موصوف اُن کے اُنکو بلا تکلف اُتہاتے هیں اور وہ ایسي محنتیں اور خرچ هوتے هیں کہ وہ لذت بالفعل کي تحصیل کے لئیے صرف هوسکیے تهی مگر حقیقت میں منافع استعمال کي امید پر اُتہائے گئے اور تمام حالتوں میں استعدادوں کے ملاحظہ سے یہہ معلوم هوتا هی کہ مربیوں اور نگہبانوں کا بہت سا خرچ یعني لذت بالفعل کا نقصان هوتا هی اتہہ یا نو برس کي عمر تک لڑکے کي پرورش ایک ایسا بوجہہ هی کہ وہ هرگز تل نہیں سکتا پس اُسکو لذت بالفعل کا ضایع کرنا نہیں کہہ سکیے مگر جو کچہہ کہ بعد اُس زمانہ کے خرچ هوتا هی وہ تمام دیدہ و دانستہ کیا جاتا هی یہاں تک کہ وہ لڑکا نو دس برس کي عمر میں کشتکاري کے پیشہ سے اُوقات اپني بسر کرسکتا هی اور اگر کارخانوں میں کام کرنے لگے تو اوقات بسري سے زیادہ کما سکتا هی اور اکیس برس کي عمر میں ایسي مزدوري کرنے لگتا هے کہ اُس سے زیادہ عمدہ بعد اُسکے حاصل نہیں کرسکتا اور جب خرچ کرنے والیکا خیال کیا جاوے تو یہہ ظاهر هی کہ ادنی سے ادنی درجہ کا هنر بلا صرف کثیر حاصل نہیں هوسکتا چنانچہ ڈیڑهہ سو دو سو روپئے ادنی شاگردي کي فیس میں دئیے جاتے هیں اور وہ فیس کاریگروں کي سالانہ اوسط آمدنی کي تخمیناً آدهي هوتي هی هنر کے کام کی اُجرت کا بہت سا حصہ اُس احساب کا صلہ هوتا هی جو اُس هنرمند کي تعلیم کے صرف کثیر میں سمجها جاتا هی *

همکو یہہ ماننا چاهیئے کہ یہہ تحریر ایسے لوگوں سے متعلق نہیں کہ وہ ایسی کامل وحشیانہ حالت میں هیں جو اِس علم کی منشاء سے خارج هی چنانچہ وحشی اپنے تیرو کماں کے بنانے میں وہ وقت صرف نہیں کرتے جو حظ بالفعل کے کسب و تحصیل میں صرف کرسکتے هیں اگرچہ وہ لوگ دور اندیشی اور محنت کرتے هیں مگر احتیاط یعني استعمال سرمایہ سے احتیاط رکھتے هیں اُنکی ترقی کے پہلے درجہ میں جب وہ شکار کرنے اور مچھلی پکڑنے سے ترقی کر کے ایسی حالت کو پہونچتے هیں کہ اوقات اُنکی دودھہ و دهی سے بسر هونے لگےْ احتیاط کا استعمال سمجھا جاتا هی اور مویشیوں کے دودھہ گوشت سے گذر کر کشتکاری کی حالت میں آنے کے لیئے اُس سے بہت زیادہ احتیاط کا اِستعمال درکار هی اور کارخانوں اور تجارتوں کی ترقی کے واسطے بہت زیادہ هی احتیاط نہیں بلکہ ایسا احتیاط درکار هوتا هی کہ اُسکو روز بروز ترقی هوتی رهے جس ملک میں صرف کشتکاری اوقات گذاری کا ذریعہ هو وہ ملک اپنی حالت پر قائم رهتا هی اور جہاں طرح طرح کے کارخانہ اور بڑی بڑی تجارتیں معمول و مروج هوں وہ ملک ایک طرح پر قائم نہیں رهتا چنانچہ وہ سرمایہ جس سے پچاس برس پہلے انگلستان والے تاجروں اور کارخانہ داروں میں اول درجہ کے گنے جاتے تھے اُس بڑے اور کارآمدنی سرمایہ سے جو آج فرانس کو حاصل هی بلکہ اُس گراں سرمایہ سے جو نپولین کی بادشاهت میں جو اب قائم نہیں هی موجود تھا بہت تھوڑا اور کم کارآمد تھا اگر اِنگلستان والوں کا سرمایہ اُسی حالت پر رهتا تو یہہ لوگ اور ملک والوں سے دوسری یا تیسرے درجہ پر پہونچ جاتے اب اگر حسب اِتفاق تجارت اُنکی بند هو جاوے یا کسی طول طویل لڑائی کے سبب سے اُنکے سرمایوں کی ترقی تنزل پاوے اور انکے حریفوں کے سرمایہ روز بروز بڑھتے جاویں تو پھر وهی نتیجہ پیدا هو سکتا هی *

واضح هو کہ احتیاط اور آلات کے استعمال کے باهمی تعلق بیاں کرنے کے بعد اُن فائدوں کا بیاں کرنا مناسب متصور هوا جو استعمال آلات پر مرتب هوتے هیں مگر یہہ مطلب کچھہ تو اس وجہہ سے مختصر بیاں کیا جاویگا کہ اُسکا مفصل بیاں گو کیساهی اختصار سے کیا جاوے

ہماری اس کتاب کے حدوں سے باہر نکل جاوینگا اور دوسرے یہہ کہ جہاں کاریگروں اور مصنوعی چیزوں پر بحث کی گئی وہاں قسموں کی تقسیم بخوبی ہوئی اور کچہہ اس وجہہ سے کہ ہم بخوبی واقف ہیں کہ ہماری کتاب کے پڑھنے والے یہہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ انسانوں کی قوتیں آلات کے استعمال سے بہت زیادہ بڑھ جاتی ہیں اگرچہ غالب یہہ ہے کہ کسی آدمی نے سوائے انسانی اور استعمال آلات کے تعلق اور نتیجے مفصل وار نہیں سمجھے اور نہ آیندہ کو کوئی آدمی سمجھے گا تاکہ اُسکے ذریعہ سے زیادتی قوت کا اندازہ کرسکے یہاں جو کچہہ ہم بیان کرنا مناسب سمجھتے ہیں وہ صرف اُن آلات کے چند حالات ہیں جو حرکت پیدا کرتے ہیں جسکو علمی اصطلاح میں قوت کہتے ہیں *

زمانہ حال کی پیداوار کو زمانہ قدیم کی پیداوار پر اسلیئے فضل و تفوق ہے کہ اب کل استعمال کلونکا ہوتا ہی چنانچہ ہمکو شبہہ ہے کہ اگر قدیم رومی سلطنت کے تمام باشندوں کے جان و مال کپڑا طیار کرنے پرصرف ہوتی تو ایک پوری نسل سے اتنا کپڑا تیار ہوتا جو صرف ضلع لنک شائر کے تہوڑے لوگ ایک برس میں تیار کرتے ہیں بلکہ یقین کامل ہی کہ جو کپڑا وہاں تیار ہوتا وہ اس کپڑے سے نہایت خراب ہوتا جی متحرک قوتونکا رومی یا یونانی استعمال کرتے تہے وہ صرف چہوٹے قد کے جانور اور پانی اور ہوا تہیں اور ان قوتوں کو بہی بہت کم کام میں لاتے تہے چنانچہ ہوا سے صرف اتنا کام لیتے تہے کہ کشتیوں کو دہشت کے مارے کنارے کنارے لیجاتے تہے اور دریا کا بہاؤ انکے جانیکے واسطے کرتے تہے اور اسپر بہی کمال حسن و خوبی سے نکیا بلکہ جیسا پایا ویسا بونا دریاؤں کو نہروں کے ذریعہ سے نہ ملایا اور گہوڑوں کو صرف بوجہہ اُٹہانے اور گاڑی کہنچوانے میں برتا بسنر بہی پشموں سے مدد لینا سوجہا اور استعمال اس قوی کل کا جسکو ہم † چکی کہتے ہیں بہت کم کیا جسکے ایک چرخہ سے جو ہوا یا پانی یا بہاپ یا کسی حیوان کی قوت سے پہرتا ہے ایک لڑکے کے قبضہ میں ایسی قوت کا استعمال ہوجاتا ہے جو بعض وقتوں میں ہزار کاریگروں کے برابر ہوتی ہے *

---

† چکّی اُن تمام کلوں کا نام ٹہرایا گیا جنمیں پہیہ اور چرخیوں وغیرہ سے کام ہوتا ہی

انسانوں کی قوت ایک پورے بادشاہوں کے جنگے ہتھیار سے جسپر سر پھر توپیں لگی ہوئی ہیں نہایت عمدگی سے ظاہر ہوتی ہے مگر بات یہہ ہے کہ اگر مادوں پر حکومت کرے اور بیجان چیزوں سے کام لینے اور اُسکے ساتھہ بہت بڑی ہولناک قوت پیدا کرے اور نہایت نازک کام اُسکے ذریعہ سے لینے کو انسان کی قوت کی کسوٹی قرار دیں تو انسان کی قوت و حکومت کا ظہور ایسی حیرت و تعجب سے اور جگہہ نہوگا جیسے کہ روئی کے بڑے کارخانہ میں ہوتا ہی چنانچہ بہت بڑا کارخانہ روئی کا جو ہمارے دیکھنے میں آیا وہ کارخانہ ہے جسکو مارشل صاحب نے ستاک پورٹ میں درست و مرتب کیا اور اسلیئے کہ اُس کارخانہ کے مشاہدہ سے کلونکی قوت اور سر اسباب کی حقیقت کہ وہ کلیں کاہو میں آنیکے قابل ہیں کمال وضوح سے واضح ہوتی ہی یہاں اُس کارخانہ کا مختصر مختصر مناسب سمجھا جیسے کہ ہمنے اُس کو سنہ ۱۸۲۵ ع میں مشاہدہ کیا *

واضح ہو کہ مارشل صاحب ایک میل دریاے مرسی اور ایک ایسے تکڑے زمین کے مالک تھے جو پانی کی دوشاخوں کے زمین میں گھس آنے سے زبان کی صورت جزیرہ نما بنگیا تھا اُس جزیرہ نما کی جاگہائے میں اُن صاحب نے زمین کے اندر اندر ایسا کشادہ ایک راستہ کیا کہ بڑے بڑے قطر کے ساتھہ پہیہ اُسمیں آجاویں اور اُسقدر پانی کو اُسمیں راہ ملے کہ وہ اُنکے گھومانیکے لیئے کافی وافی ہووے چنانچہ ان پہیوں سے عمودنما چرخوں میں حرکت دوری پہونچتی تھی اور اُن چرخوں سے وہی دوری حرکت اُن بہت سے افق نما چرخوں میں آتی تھی جو عمود کے چرخوں سے چھوٹے چھوٹے دندانہ دار پہیوں کے ذریعہ سے ملے جلے تھے اور ہر ایک افق نما چرخ ایک ایک کارخانہ کے کمرے کی چھت کے نیچے پھرتا تھا جو سو فٹ سے زیادہ زیادہ طول طویل تھا اور جو پہیئے کہ دریا کے پانی سے چلتے تھے وہ تمام ایسی ایسی عمارتوں سے متصل تھے جو چھہ چھہ بلکہ سات سات منزل کی تھیں اور ہر منزل میں الگ الگ افق نما چرخے تھے اور افق نما چرخوں سے چھوٹے چھوٹے ٹھوس پہیوں کے وسیلہ سے جنکو ڈھول کہتے ہیں اور وہ ہر کل کے بڑے چرخ سے علاقہ رکھتے تھے اور تسموں کے ذریعہ سے سب سے بڑے افق نما چرخ سے ملے ہوئے تھے وہ دورے حرکت جاری رکھتی تھی اور متصلہ ان کمروں کے

بہت سے کمرے صاحب کے کام میں نہیں رہتے تھے چنانچہ وہ صاحب فی گھنٹہ یا فی روز یا فی ہفتہ کے واسطے ایک کمرے نے تھوڑے بہت شخص کو بطور کرایہ دیتے تھے اور اتفاقاً چرخ کے کسقدر حصہ کے برتاو کی اجازت دیتے تھے اور کرایہدار اپنی کلونکو شخص خانہ میں قائم کرکے ڈھول اپنا اُس چرخ سے ملاتا تھا جو سری سے اُوپر گھومتا ہوتا تھا اور فی العور اپنی چھوٹی کلوں کو چلتا ہوا دیکھتا تھا چنانچہ اُسکی کل کے تمام پہئیے اور بیلن اور تکلے کمال تیزی سے چلنے لگتے تھے اور وہ تمام ایسی تیزی اور درستی اور استقلال سے حرکت کرتے تھے کہ آدمی کی کوششوں سے بہت زیادہ ہوتی تھی کلونکے کام میں قوت مادہ کسطرح ترقی فراواں اور بےسسم بے پایاں کے قابل ہی بعض کاموں میں وہ کلیں نہایت زور و شور سے چلتی تھیں اور بعض کاموں میں ایسی چلتی تھیں کہ تمام اصوات و حرکات انکی معلوم نہوتی تھیں کل اُس روئی کو پکڑکر جس سے گلوبند بنانے منظور تھے پاک صاف کردیتی تھی اور اُسکے ریشوں کا جنونا شمالا سوت طیار کرتی اور اُسکو بل‌دیکر مضبوط دھاگے بناتی تھی اور آخرکار اُن دھاگوں سے ململ بنتی تھی بعد اُسکے جس اون سے کرتیاں بنانی منظور تھیں اُسکو اُسنے دبوچا اور اُس اون کا روئی کی نسبت بہت سی زیادہ ترکیبوں سے سوت طیار کیا اور رفتہ رفتہ کپڑا بن لیا فی الحقیقت جسکے سے دریاے فرسی بہتا ہی جسپر ہزاروں سال گذرے مارزلینڈ صاحب کے زمانہ تک جنھوں نے اُسکے پانی سے یہہ عمدہ کام لیا اُسکی تمام قوت بےفائدہ گئی جو ایسی اطاعت سے کام دینیکے قابل ہی *

کلوں میں یہہ بات عجب ہے کہ ترقی بےپایاں کی قابلیت رکھتی ہیں اور جو حالات اُس کمیٹی نے جمع کیئے جو سنہ ۱۸۳۴ع میں کلوں اور کاریگروں کی تحقیق کے لیئے مقرر ہوئی تھی اُنکے ملاحظہ سے دریافت ہوگا کہ کوئی بات اس بات سے زیادہ منقوش خاطر نہیں ہوئی کہ تمام کلیں ترقی بےپایاں کے قابل ہیں جنکے سبب سے تھوڑے برسوں بعد ایسی ایجادیں بیکار ہوجاتی ہیں جنکو ایک زمانہ میں بڑے بڑے کام سمجھا کرتے ہیں *

* ہولڈس ورتھہ صاحب جو مقام گلاسگو کے سوت کاتنے والے اور کل بنانے والے ہیں یہہ فرماتے ہیں کہ گلاسگو کی نہایت عمدہ عمدہ چکیاں

منچسٹر کي اچھي اچھي چکیوں کي برابر ھیں جو تیس چار برس پہلے بنائي گئیں تھیں ان صاحب کي کارروائي کي تاریخ سے ھماري راے مذکورہ بالا یعني کلوں کي قوت میں قابلیت تقسیم و ترقي بے پایاں بخوبي ثابت ہوتي ہی *

کمیٹي نے صاحب موصوف سے یہہ سوال کیا کہ جب آپ نے اپنا کام شروع کیا تھا تو یہہ چکیاں کہاں سے حاصل کي تھیں میںچسٹر سے یا کہیں اور سے اُنھوں نے یہہ جواب ارشاد فرمایا کہ میں نے وہ کلیں منچسٹر سے حاصل نہیں کیں بلکہ اپ اپنے ھاتھوں سے اُنکا بنانا چاھا مگر اچھے کاریگروں کے ھاتھہ آنے میں ایسي دقت پیش آئي اور ہزاروں کا خرچ ایسا معلوم ہوا کہ وہ اِرادہ پورا نہوا اور اُنکے بنانے سے باز رھا بعد اُسکے ایک قابل جوان اچھے کاریگر کو منتخب کیا اور اُسکے ھاتھوں بنوانا ٹھہرایا چنانچہ اُسکے آگے نقشے اور نمونے پیش کیئے اُس چابک دست اُستاد نے کمال سلیقہ شعاري سے وہ کلیں بنائیں جو پہلي چکي کے لیئے درکار تھیں پھر دو برس بعد میں نے دوسري چکي بنائي جسکي کلیں اُسي کاریگر نے تیار کیں اور پھر دو برس کے بعد تیسري چکي بہت بڑي تیار کي مگر اُسکي کلیں خاص اپنے ھاتھوں سے بنائیں *

اُسسے پوچھا گیا کہ تیسري چکي کي کلیں آپ نے اپنے ھاتھہ سے کیوں بنائیں جواب دیا کہ اُس کاریگر کو فرصت نہي اور علاوہ اسکے یہہ بات بھي تھي کہ کل بنانے والے اپنے نقشوں کي تبدیل پر راضي نہیں ہوتے چنانچہ میں اُس کاریگر کو اِسباب پر قائم نکر سکا کہ وہ اُن ترقیوں کو پورا کرے جو منچسٹر میں واقع ہوئیں تھیں اسمیں *

ڈن لاپ صاحب سے یہہ بات پوچھي جاتي ھی کہ وہ امریکا کے کارخانوں کو گلاسگو کے کارخانوں سے کسقدر پیچھے سمجھتے ھیں چنانچہ وہ جواب دیتے ھیں کہ تیس برس کے قریب قریب پیچھے سمجھتا ھوں مگر امریکا کے کارخانہ روز روز ترقي روز افزوں پر چڑھتے چلے جاتے ھیں اور وھاں کے لوگ بہت چالاک اور جفاکش ھیں بعد اُسکے اُسسے پوچھا گیا کہ اگر انگریزي کلیں انگریزي مہتمم سمت امریکا کو روانہ کیجاویں تو آپ کے نزدیک امریکا والے اپنے کارخانوںمیں ایسا کام کرنا سیکھہ جاوینگے جیسے کہ اس ملک کے لوگ کرتے ھیں جواب دیا کہ یہہ امر مسلم ھے

که امریکا والے بھي ویسا هي کام کرنے لگینگے مگر پہلے اس سے کہ وہ لوگ اسباب کو حاصل کریں انگریز لوگ ان سب مساق هو جاوینگے اور واضح هو که یهه تقریر انگلستان اور اسکات لینڈ کے حالات کے مقابلہ سے کہدائی هے چنانچه روئي کاتنی کا کام اسکات لینڈ والوں یعني همارے بهائي بندوں نے انگلستان والوں کے بعد سروع کیا اور هم لوگ اُن سے همیشه پیچھے رہے هیں اور کبهي اُنکے برابر نهوسکے اور بعیں واثق هی که آیندہ کو بهي برابر نهونگی *

ایک قوم کي تاریخ میں ساٹھہ برس کا عرصه بہت تھوڑا هوتا هے مگر باوجود اس تهوڑے عرصه کے دخاني کلوں اور روئي کي کلوں سے انگلستان میں اور اسکات لینڈ کے جنوبي حصوں میں کیا کیا تبدل و تغیر واقع هوئي چنانچه اُن کلوں کي بدولت آبادي دوگني اور منصب کي اجرت دوچند سے زیادہ زیادہ هوگئي اور زمین کا کرایه نگنے کے قریب قریب پہنچا اور اُسي باعث سے انگریز ایسی عام قرض کے متحمل هوگئے جو نگنے سے زیادہ هوگیا اور اُس محصول کي برداست کرسکے جو چوگنے سے زیادہ هوا اگرچه یهه باتیں گونه تکلف سے خالي نهیں اور اُنهیں کي بدولت انگریز اپنے ملک سے اسباب باهر لیجانے کے عوض غیر ملکوں سے † کچے مصالح لانے لگے اور اسي سبب سے یهه صورت پیش آئي که اناجوں کے قانون بدل گئی چنانچه پہلے باهر کو غله لیجاتے تهے اور محصول ادا کرتے تهے مگر اب باهر لیجانا موقوف کیا بلکه باهر سے لیناهي کچهه کچهه موقوف هوگیا اور اُن کلوں نے باریک اور گرم کپڑوں سے تمام دنیا کو پوساک پہنائي اور کپڑے کو ایسا ارزاں کیا که اُسکے لطف و اسائش سے کامل اطلاع تک نهیں هوئي *

جبکه انگریزوں کي تجارت کے جلسوں میں اسباب کي وجهه معقول هاتهه نه آوے تو یهه تسلیم نهیں هوسکتا که آیندہ ساٹھہ برس کي ترقیاں گذشته ساٹھہ برس کي ترقیوں کے برابر نهونگي روئي کي کلیں اپنے کمال بلوغ سے نہایت بعید هیں اس لیئے که حالات مذکورہ بالا سے یهه صاف واضح هوتا هی که روئي کي کلیں روز روز ترقي پاتي جاتي هیں اور دخاني

---

† کچے مصالحوں سے همیشه ایسي چیزیں مراد هونگي جنسے اور چیزیں طیار هوسکیں جیسے روئي چمڑہ لوهے وغیرہ سے کپڑہ اور جوتیاں اور آلات وغیرہ بنتے هیں

کل عہد طفولیت میں ہے چنانچہ ہماري یاد کي بات ہي کہ پہلي پہل استعمال اُسکا کشتیوں میں ہوا اور کاریوں میں اُسکا برتاؤ حال میں ہي شروع ہوا اور طي غالب ہے کہ بہت سي ایسي قوتیں قدرت کے کارخانہ میں مخفي پڑي ہیں اور اگر معلوم بہي ہوئي ہیں تو وہ ابتک برتي نہیں گئیں اور حقیقت یہہ ہے کہ اسوقت بیشمار تاراور آلات کا حال معلوم ہے مگر دیدہ و دانستہ اسلیئے اغماض اُنسے کیا جاتا ہي کہ وہ الگ الگ کام نہیں دیتے اور مجموعہ کي تاثیر ابتک دریافت نہیں ہوئي مثلاً چھاپے کا مي اور کاغذ یہہ دونو پہلے وقتوں کے ایجاد ہیں چنانچہ غالب ہي کہ چھاپے کا مي یونانیوں کو معلوم تہا اور رومیوں نے بیشک استعمال اُسکا کیا اس لیئے کہ شہر پومپے میں ایسي ایسي روتیاں پائي گئیں کہ نان بائي کے نام کے شروع کے حروف اوپر اچھي طرح نقش کیئے ہوئے تھے اور کاغذ اسي مدت سے ملک چین میں مروج تہا کہ تاریخ اُسکي معلوم نہیں ہوتي مگر یہہ دونوں الگ الگ ہونے کي حالت میں کم قیمت تھے اور جبکہ اُسوقت میں بلبلي چمرا سي بہاري قیمتي چیز جسپر رومي مصري لکہیے تھے اور پیپرس سي نازک چیز جو مصر کے ایک درخت کي چھال تھي لکھیے لکھانے کے واسطے عمدہ لوازم سمجھي جاتے تھے تو اسقدر بہت سے نسخوں کے نکلنے کا یقین کامل نہ تہا کہ مول اُنکا چھاپے کے خرچ کو کافي ہوتا البتہ کاغذ چھاپے بدون زیادہ مفید تھا نہ نسبت اسکے کہ چھاپا بدون کاغذ کے مگر صرف اجرت هي اُس محنت کي جو نقل و نسخ کے لیئے ضروري ہوتي بلا لحاظ اُن لوازم و مصالح کے جنکي امداد و اعانت سے لکھا جاتا ہے اسقدر گراں ہوتي کہ منجملہ عیاشي کي قیمتي چیزوںکے کتابیں بھي سمجھي جاتیں مگر جبکہ یہہ دونو جو نہا تہا چنداں مفید نہ تھی باہم ملے تو اُنکا ملنا نہایت بڑي ایجاد انسانوں کي تاریخ میں سمجھا جاتا ہي *

بیان فائدے دوم یعني تقسیم محنت کا

واضح ہو کہ منجملہ اُن دو بڑے بڑے فائدوں کے جو اسباب یعني استعمال سرمایہ سے حاصل ہوتے ہیں دوسرا فائدہ تقسیم محنت ہے * .

ہم پہلے بیان کرچکے کہ تقسیم محنت کي نسبت تقسیم تفصیل اچھي اصطلاح ہے مگر ادم اسمتھہ صاحب کي سند سے تقسیم محنت کي

اصطلاح نے ایسا رواج پایا کہ ہم بھی استعمال اُسکا کرینگے مگر یہہ بات
یاد رہے کہ استعمال اُسکا ایسے وسیع معنوں میں کرینگے جو معنے آدم اسمتھہ
صاحب کی مراد معلوم ہوتے ہیں اور معلوم ہونیکی وجھہ یہہ ہے کہ اگرچہ
آدم اسمتھہ صاحب نے بسبب اپنی عادت کے کہ وہ اصطلاحی معنوں کے
بیان پر توجھہ نفرمانے تھے اُس اصطلاح کے معنے جسقدر مناسب تھے بیان
نہیں کئیے مگر وہ اپنی کتاب کے پہلے باب کے پچھلے حصہ میں اُن فائدوں کو
جو ملکوں کی اندرونی تجارت سے حاصل ہوتے ہیں منجملہ اُن
فائدوں کے شمار کرتے ہیں جو تقسیم محنت پر مرتب ہوتے ہیں اور اس
سے یہہ بات صاف واضح ہوتی ہے کہ تقسیم محنت سے اُنکی مراد تقسیم
تفصیل ہی یا یہہ کہا جاوے کہ اُس سے اُنکی مراد ہر ایک شخص کا
یا شخصوں کا جو کسی کام کے کرنے سے کچھہ پیدا کرنا ہی یا کچھہ پیدا
کرتے ہیں ایک ایک قسم کے کاموں میں مصروف رکھنا ہی *

جو جو فائدے کہ تقسیم محنت سے حاصل ہوتے ہیں آدم اسمتھہ
صاحب نے اُنکو تین مختلف سببوں سے منسوب کیا ہی پہلے ہرکاریگر کی
چستی و چالاکی کی ترقی دوسرے مراعات اُسوقت کی جو عموماً ایک
کام چھوڑکر دوسرے کام میں مصروف ہونے سے ضایع ہوجاتا ہی تیسرے بہت
سی کلوں کا ایجاد ہونا جو محنت کو آسان و مختصر کرتی ہیں اور اُنکی
بدولت ایک آدمی بہت سے آدمیوں کا کام دے سکتا ہی *

آدم اسمتھہ صاحب ہی سب سے پہلے مؤلف ہیں جنہوں نے تقسیم
محنت کی بہت سی تاکید فرمائی چنانچہ اُن مثالوں کی قوت اور
گوناگونی کے سبب سے جن مثالوں سے اُنہوں نے تقسیم محنت کی تشریح
کی ہی اُنکی کتاب کا پہلا باب نہایت دلچسپ اور نہایت مشہور ہی
مگر کہیں کہیں مثل اُن لوگوں کے جو نئے نئے اصول دریافت کرتے ہیں
تقسیم محنت کے فائدوں کی تعریف بہت مبالغہ سے کی اور کہیں کہیں
بیان شافی سے کوتاہی ہوئی اور یہہ کلام اُنکا کہ اُن تمام آلات کا ایجاد ہونا
جنکے ذریعہ سے محنتیں آسان و مختصر ہوجاتی ہیں تقسیم محنت
کی بدولت ظہور میں آیا نہایت عام ہی یعنی یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ
کاریگروں نے ہی انکو ایجاد کیا اور حال یہہ ہی کہ منجملہ ہمارے عمدہ
عمدہ آلات کے بہت سے آلات ایسے لوگوں نے ایجاد کئیے کہ وہ پیشہ ور ،

کاریگر تھے اور کبھی اُن کاموں میں مصروف نہیں رہے جو کام اُن اوزاروں کی بدولت سہل اور آسان ہوجاتے ہیں چنانچہ یہہ بات بخوبی ثابت ہی کہ ارک‌رائیٹ صاحب دات کے نائی تھے اور کپڑا بنی کی کل کو ایک پادری صاحب نے ایجاد کیا لیکن اگر ہم یہہ بات کہیں کہ کلوں کے استعمال سے محنت کی تقسیم ظہور میں آئی یعنی بہت سے کاریگر ہوگئے تو شاید زیادہ راست درست ہووے ہر ادمی کے پاس اکھڑ لوگوں میں ہر قسم کا آلہ ہوتا ہی اور ہر شخص اُس آلہ سے کام کرسکتا ہی اور جب کہ ترقی یافتہ لوگوں میں وحشیانہ حالت کے سیدھے سادھے چند اوزاروں پر عمدہ عمدہ کلیں اور طرح طرح کے اوزار سبقت لیجاویں تو صرف وہی لوگ آپ کو بڑے بڑے کارخانوں میں مصروف کرسکتے ہیں جو کلوں کی امداد و اعانت سے کام چلاسکتے ہیں اور اُن اوزاروں کے بنانے میں تعلیم یافتہ ہیں جنکے ذریعہ سے کارخانوں کے کام آسان ہو جاتے ہیں اور محنت کی تقسیم اُنکا ضروری نتیجہ ہی مگر حقیقت یہہ ہی کہ اوزاروںکا استعمال اور محنت کی تقسیم ایک دوسرے پر لوٹ پوٹ کر اسطرح پر عمل کرتے ہیں کہ اُنکے اثر علحدہ نہیں ہوسکتے یعنی وہ باہم لازم اور ملزوم ہیں چنانچہ ہر بڑی کل کی ایجاد کے بعد محنت کی تقسیم بہت کثرت سے ظاہر ہوئی ہی اور ہر تقسیم محنت کی کثرت کے بعد نئی نئی کلیں ایجاد کیجاتی ہیں *

واضح ہو کہ کاریگروں کی بڑھی ہوئی چالاکی اور اُن کے وقتوں کا ضایع نہونا جو ایسے ضایع ہوتے ہیں کہ ایک کام کو ادھورا چھوڑکر دوسرے کام میں مصروف ہو جاتے ہیں دونوں باتیں اُسقدر توجہ اور التفات کے شایاں اور سزاوار ہیں جتنی کہ آدم‌اسمتھہ صاحب نے اُن پر توجہ فرمائی اور یہہ دونوں باتیں تقسیم محنت کے نتیجے ہیں اور منجملہ اُن کے کاریگروں کی چالاکی بڑا نتیجہ ہی مگر ادم اسمتھہ صاحب نے تقسیم محنت کے اور ایسے فائدوں کے بیان میں کوتاہی کی جو مذکورہ بالا فائدوں سے نہایت عمدہ ہیں *

ان فائدوں میں ایک بڑا فائدہ اس بات سے حاصل ہوتا ہی کہ جسقدر سعی و محنت ایک معین نتیجہ حاصل کرنے کے لیئے ضروری درکار ہی اُسقدر دوڑ دھوپ ویسی ہی سیکڑوں ہزاروں نتیجوں کے لیئے

کافی وافی ہوسکتی ہی چنانچہ ڈاک اس فائدہ کے ثبوت کے لئیے مشہور مثال ہے اسلئیے کہ جسقدر محنت مقام فالموتھ سے مقام نیوبارک تک صرف ایک چٹھی پہونچانے کے واسطے ضروری ہوتی ہی اُسیقدر محنت پچاس چٹھیوں کے لئیے اور قریب قریب اُسی محنت کے دس ہزار چٹھیوں کے لئیے بھی کافی ہوسکتی ہی یہانتک کہ اگر ہرشخص اپنے اپنے خطوں کے پہونچانے میں کوشش کرے تو ایک بڑے سوداگر کی تمام عمر سفر میں ہی بسر ہوجاوے اور وہ اپنے اُن تمام خطوںکو پہنچاسکے جو ڈاک کے ذریعہ سے ایکدن میں پہونچ سکتے ہیں غرضکہ چند آدمیونکی محنت سے جو صرف چٹھیاں کے پہونچانے میں باہم مصروف ہوتے ہیں ایسے نتیجے ظہور میں آتے ہیں کہ اگر تمام یورپ کے لوگ تنہا تنہا کوشش کریں تو وہ ایسے ہرگز پیدا نہو سکیں *

اور گورنمنٹ کی فائدہ رسانی بھی اسی اصل پر موقوف ہی بڑے اکھڑ لوگوں میں ہر شخص اپنی جان و مال کے بچاؤ کے واسطے خاص اپنی جان پر بھروسا رکھتا ہی چنانچہ بلحاظ اُن مطلبوں کے ہمیشہ اُس کو ہوشیار و مسلح رہنا پڑتا ہی اور جو مال کہ اُس کے پاس ہوتا ہی منقولہ ہونا اُس کا اِسلئیے ضروری سمجھتا ہی کہ وہ مال اپنے مالک سے علیحدہ نرہے اور تمام خیالات اوراوقات اُس کے پناہ ڈھونڈنے اور دشمن سے بھاگنے میں صرف ہوتے ہیں اور باوصف اُن جانکاہیوں کے یہہ مدعا اُسکا پورا پورا حاصل نہیں ہوتا چنانچہ ایک اِبیسنیا کے گرد نواح کے باشندے نے بروس صاحب سیاح سے یہہ عرض کیا کہ اگر کوئی بڑا بوڑھا آدمی یہاں تمھاری نظر پڑے تو آپ یہہ سمجھیں کہ یہہ شخص اور کہیں کا رہنیوالا آدمی ہی یہاں کا رہنیوالا نہیں اِسلئیے کہ یہاں کے رہنیوالے عین جوانی میں برچھی سے مر جاتے ہیں یعنی امن و امان اُنکو نصیب نہیں ہوتی *

مگر جو محنت نہ ہر ایسا شخص اُٹھاتا ہی جو اپنی حفاظت اپنی جان پر منحصر رکھتا ہی وہی محنت چند آدمیوں کی اپنی حفاظت بلکہ گروہ کثیر کی نگہبانی کے واسطے قدر کافی سے زیادہ ہوتی ہے اور اسی اصل محکم پر حکومت کی اصل قائم کیجاتی ہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر حکومت کا مدار ایسا بیدار مغز آدمی ہوا ہوگا کہ اُسنے اطاعت کی

عوض میں خلق کی حراست منظور کی ہوگی حاکم اور اُسکے رئیسوں اور
اور ملازموں پر واجب و لازم ہوتا ہی کہ عزیزوں کو ظلم و تعدی سے بچاویں
اور مکر و فریب سے محفوظ رکھیں اور بلحاظ ملک کے اندر کے ظلم و تعدی
کے جسکا خوف تودست یافتہ لوگوں کو دامنگیر رہتا ہی یہہ حیرت ہوتی
ہی کہ کیسے تھوڑے سے آدمی لاکھوں کی پاسبانی کرسکتے ہیں جیسے کہ
پندرہ ہزار جنگی اور پندرہ ہزار سے کم چوکیدار اور حاکم گورنمنٹ برٹش
کے ایک کروڑ سیر لاکھہ باشندوں کی جان و مال کی حفاظت کرتے ہیں اور
کوئی تجارت ایسی نہیں کہ جسمیں اُن آدمیوں کی نسبت جو اس بڑے
کام میں مصروف و مشغول رہتے ہیں بہت سے لوگ سرگرم ہوں*

مگر یہہ بات ظاہر ہی کہ محنت کی تقسیم جو حکومت کی اصل
و اصول تسلیم کی گئی کچھہ کچھہ برائیوں پر بھی مشتمل ہی چنانچہ
جو لوگ حفاظت ملک کی کرتے ہیں اُنکو اختیار و حکومت تفویض
ہونی ضرور ہی اور جو لوگ اپنی حفاظت کا بھروسا اوروں پر رکھتے ہیں
وہ اپنے وسائل حفاظت کو ضایع کر دیتے ہیں اور حفاظت کے ارادہ اور
ہمت کو کھودیتے ہیں یعنی آرام طلب ہو جاتے ہیں اور ایسی صورتوں میں
حکام و رعایا کا لین دین ایسی اصول پر نہیں ہوتا کہ جنکی رو سے اور
معمولی معاوضے ہوے ہیں چنانچہ حکام اپنی خدمتوں کا معاوضہ ٹھیک
ٹھیک اپنی رعایا سے نہیں لیتے بلکہ جو کچھہ کہ جبر و ہیبت سے حاصل
ہوسکتا ہی وہ اسطرح پر چھین لیتے ہیں کہ رعایا کے صرف آیندہ
پیداوار کی قوتوں کو کچھہ نقصان و ضرر نہیں پہونچتی اور حقیقت یہہ
ہی کہ حکام اکثر زیادہ لیتے ہیں اسلیئے کہ اگر ہم دنیا پر نظر ڈالیں تو
یہہ امر دریافت ہوگا کہ ایسی حکومتیں تھوڑی سی ہیں جنکے ظلم و تعدی
سے رعایا کے اموال و دولت کو بہت ضرر نہیں پہونچتا چنانچہ جب ہم
لوگ افریقہ اور ایشیا کے ظلموں کے حالات پڑھتے ہیں جہاں لاکھوں آدمی
اپنے عیش عشرت کو اپنے ظالم حاکموں کے توہمات کے مقابلہ میں خاک
سیاہ سمجھتے ہیں تو بری حکومت کی برائیوں کو غایت درجہ کی برائیاں
تصور کرتے ہیں جو انسانوں پر عاید ہو سکتی ہیں مگر یہہ برائیاں اُن
برائیوں کے مقابلہ میں محض ناچیز ہیں جو عدم حکومت کی صورت
میں پیش آتی ہیں چنانچہ مصر اور ایران اور برھما کے باشندے با ایسہ

گھنٹو † دھومي اور اشنٹي کے رھنے والے سوریلنڈ کے غیر محکوم باشندوں کے مقابلہ میں حفظ و سلامت کے مزے اُٹھاتے ھیں عدم حکومت کي قباحت لوگوں کو اسقدر شدید معلوم ھوتي ھی کہ وہ ھر قسم کا ظلم اسلیئے خوشي سے اُٹھاتے ھیں کہ عدم حکومت کي مصیبتوں سے محفوظ رھیں وہ مختلف تفاوت جو انسانوں کي قوموں میں پائي جاتي ھیں باعث اُنکا اُن مدارج کي رو سے قایم کیا جا سکتا ھی جن جن درجوں میں وہ عمدہ عمدہ حکومتوں کے محکوم ھیں اور وہ تفاوت ایسے بڑے تفاوت ھیں کہ بعض بعض اوقات ھم بھول جاتے ھیں کہ تمام انسان ایک ھي نسل سے ھیں اگر بري سے بري حکومت عدم حکومت سے بہتر پائي جاوے تو یہہ بات لازم آتي ھی کہ نہایت عمدہ حکومت کے فائدے بے نہایت ھونگے نہایت عمدہ حکومتیں جو دنیا میں ھوئیں وہ گریٹ برٹن اور ان ملکوں کي حکومتیں ھیں جو گریٹ برٹن کے اصول و قواعد سے نکالي گئیں مگر ابھي تک اُس کمال سے بہت دور پڑي ھیں جسکے وہ قابل معلوم ھوتي ھیں ان حکومتوں میں چھوٹے چھوٹے کاموں کو ایسے لوگ انجام دیتے ھیں جو خاص اُنہیں کے لئیے تعلیم پاتے ھیں اور بڑے بڑے کام اُنکے قبضہ قدرت سے خارج ھیں اور اس باعث سے یہہ خیال کیا جاتا ھی کہ علم سیاست مدن کي تحصیل و تکمیل جو نہایت وسیع اور دشوار علم ھی بڑے پایہ کے لوگوںسے قدرتي تعلق رکھتي ھی یا وہ علم ایسے وقتوں میں حاصل ھوسکتا ھی جو محنت کي دوڑ دھوپ کے بکھیڑوں سے محفوظ ھوویں جہاں کہیں کہ حاکم ظالم ھوتے ھیں اور تمام کاموںکا مدار اُنپر ھوتا ھے تو وھاں بڑي بڑي برائیاں کچھہ تو اُنکي جہل و حماقت سے اور کچھہ اُنکے غیظ و غضب سے پیدا ھوتي ھیں اور جہاں کہیں کہ لوگوں کو حکومت میں دخل و شرکت ھوتي ھی اگر وھاں برائیاں پیدا ھوں تو اُن کا خاص باعث یہہ ھوتا ھی کہ وہ حکومت فضل و ھنر سے عاري ھوتي ھی مگر اُمید قوي ھوتي ھی کہ تقسیم محنت کي کثرت استعمال سے جو ایک ایسے اصل محکم ھی جسپر حکومتوںکي بنیاد قایم ھی اُن لوگوں کے بہت عمدہ تعلیم کے اھتمام کي بدولت جو امورات سلطنت کو انجام دیتے ھیں

---

† ڈھومي اور اشنٹي یہہ دونوں سلطنتیں افریقہ کے مغربي حصہ میں ھیں اور باشندے وھاں کے نہایت بیرحم اور وحشی ھیں *

هم عوام حاکموں کي جہل و نا تجربہ‌کاري سے بھي ايسے هي محفوظ رهينگے جيسے که آج اُنکے ظلم و نا انصافي سے ماموں رهتي هيں *

تقسيم محنت کا دوسرا نتيجه جسکو آدم اِسمتهه صاحب نے تصريح و توضيح سے بيان کيا وه قوت هی جسکے ذريعه سے هر ايک تجارت کرنيوالي قوم علاوه اپنے ملک کے فائدوں کے دنيا کے اُن حصوں سے جنسے تجارت هوتي هی قدرتي اور کسبي فائدوں کو حاصل کرتي هی کونل ٹارنو صاحب نے جو اول مولف هيں عبر ملک کي تجارتوں کو تقسيم محنت ميں شامل کيا هی چنانچه اُنهوں نے قوموں کي باهمي تجارتوں کو ملکي تقسيم محنت کا خطاب ديا *

معلوم هوتا هی که خدا کي قدرت نے يهه اِراده کيا که ايک کو دوسرے سے ربط و تعلق هونے سے تمام دنيا کے باشندے تجارات و معاملات کے ذريعه سے ايک خاندان والوں کي طرح باهم ممزوج و مربوط رهيں چنانچه بلحاظ اس بڑے مطلب کے هر ملک و ولايت بلکه هر ضلع اور پرگنه ميں پيداواروں کو طرح طرح سے مختلف کيا اور اسي مطلب کے واسطے مختلف نسلوں کي حاجتوں اور اُنکے حاصل اور پيداواروں کي قوتوں کو جدا جدا کيا اگلے لوگوں کي دولت پر جو زمانۂ حال کي دولت سبقت لےگئي سارا باعث اُسکا يهه هی که هم لوگ اگلے لوگوں کي نسبت طرح طرح کي چيزوں کا برتاؤ کرتے هيں چنانچه هر سال اِنگلستان ميں تخميناً تيں کروڑ پونڈ چائے سالانه لوگوں سے لیتے هيں اور مقدار مذکور کے خريدنے اور لانے ميں دو کروڑ پچيس لاکهه روپئے کے قريب قريب خرچ هوتے هيں يعني في پونڈ باره آنے صرف هوتے هيں اور يهه اتنا روپيه هی که پينتاليس هزار آدميوں کي اُجرت کي برابر هوتا هی جبکه هر آدمي کي مزدوري في سال پانسو روپيه قرار ديئے جاويں اور انگريز لوگ کاشتکاري کے ذريعه اور کوئلے کي کهانوں کے وسيلے سے اور بجائے باره آنه في پونڈ کے بيس روپيه في پونڈ خرچ کرنے سے يعني بجائے پينتاليس هزار آدمونکي اُجرت کے باره لاکهه آدمونکي اُجرت کے لگانے سے عمده سے عمده چائے تيار کر کر چين کے محتاج نرهنے کا فخر حاصل کر سکتے هيں مگر باره لاکهه آدمي اُن ادميوں کے برابر هيں جو بلاد اِنگلستان ميں کهيت کيار کرتے هيں مگر ايک هي تجارت سے که وه بهي کچهه بڑی تجارت نهيں اکثي

چائے حاصل ہو جاتی ہی اور غالب یہہ ہی کہ یہہ چائے اُس چائے سے بہتر ہوتی ہی جو انگلستان کے باغوں اور سارے کھیتوں میں بونے سے حاصل ہوسکتی *

چین اور اِنگلستان کی آب و ہوا میں اختلاف ہونے کے سبب سے چائے کے بونے اور تیار کرنے کی نسبت انگوروں کو خریدنے میں بڑا فائدہ متصور ہی مگر بہت سے فائدہ کا باعث محنت کی اُجرت کا اِختلاف ہیؔ جو دونوں ملکوں میں معمول و مروج ہی چائے کے بونے اور اُس کے پتوں کی تیاری میں بہت سا وقت ضائع ہوتا ہی اور بہت سے توجہہ درکار ہوتی ہی بلاد چین میں اسقدر اجرت کم ہی کہ ایسے ایسے کاموں یعنی پتوں کی تیاری سے چائے کی لاگت کچھہ بہت زیادہ نہیں ہوجاتی اور انگلستان میں اتنا حرج پڑتا ہی کہ وہ گوارا نہیں ہوسکتا اور جبکہ ایسی قوم جسکی پیداوار کی قوتیں اور اُن قوتوں کے باعث سے محنتوں کی اجرتیں بہت بڑی ہیں اپنے لوگوں کو ایسے کاموں کا منصرم کرے جو کم تربیت یافتہ لوگوں کی سستی محنتوں سے انجام پاسکتے ہیں تو وہ قوم ایسی جہل و حماقت میں مبتلا ہے جیسے کہ کاشتکار ادمی گھڑدوڑ کے گھوڑوں سے ہل چلاوے *

تقسیم محنت کا ایک اور بڑا نتیجہ خوردہ فروشی ہی اور خوردہ فروش وہ لوگ کہلاتے ہیں کہ کچی یا پکی جنسوں کے پیدا کرنے میں بذات خود مصروف نہیں ہوتے بلکہ وہ اُن جنسوںکو اُنکے آخری خریداروں تک ایسے وقتوں اور مقداروں میں پہنچاتے ہیں جیسی اُنکو مطلوب ہوتی ہیں اور آرام و راحت حاصل ہوتی ہے جب کہ ہم لندن اور اُسکے اطراف و جوانب کے نقشوں پر نظر کریں اور یہہ بات سوچیں کہ اس نہایت اباد صوبہ میں تمام انگلستان کے باشندوں کے دسویں حصہ سے زیادہ زیادہ لوگ آباد ہیں اور جسقدر روپیہ کہ تمام انگلستان میں صرف ہوتا ہے اُسکا پانچواں حصہ اُسمیں صرف ہوتا ہے اور جو کچھہ کہ صرف اُس صوبہ کا ہی وہ صرف اُسکے ذریعوں سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ تمام تربیت یافتہ دنیا کے وسیلوں سے حاصل ہوتا ہی تو یہہ بات عجیب اور غریب معلوم ہوتی ہی کہ ایسے لوگوں کی خوراک وغیرہ جو روزمرہ اُنکی حاجتوں کو پورا کرے کہاں سے آتی ہی مگر خوردہ فروشوں کے ذریعہ سے

یہہ امر دشوار اسلیئے حل ہوجاتا ہے کہ خوردہ فروش جو اپنے اپنے خریداروں کے دائرہ کا مرکز ہوتا ہے اُنکی حاجات ضروریہ کی اوسط تعداد ازروے تجربہ جانتا ہے اور تھوک بیوپاري جو جنسوں کے پیدا کرنے والے اور خوردہ فروشوں کے درمیان میں واسطہ ہوتا ہے اپنے خریداروں یعنی خوردہ فروشوں کی مانگ کی اوسط مقدار ازروے تجربہ بخوبی سمجھتا ہی اور اسی انداز کے موافق پیدا کرنے والوں سے خرید کرتا ہے اور بیوپاریوں کے خرید کی اوسط مقدار سے وہ اصول حاصل ہوے ہیں کہ جنکے لحاظ اُنکے پیدا کرنے والے بڑی بڑی رسدونکا انتظام کرلیتے ہیں خوردہ فروشوں کے ذخیروں کی آمادگی اور تقسیم در تقسیم سے جو فائدے ہوے ہیں اُنکے شرح و بیان کی ضرورت نہیں چنانچہ بجاے اُسکے کہ کسی چرواہے سے ایک بیل پورا خریدیں قصائی سے ایک ٹکڑے کے خریدنے میں فائدہ ہے اور یہہ وہی فائدے ہیں کہ پہلے اُنپر اشارہ کیا گیا کہ خوردہ فروش اُس اوسط وقت کی مناسبت سے منافع حاصل کرتے ہیں جسمیں سوداگری کے ذخیرے اُنکے قبض و تصرف میں رہتے ہیں *

اب اسباب کے سوب پر بحث کرتے ہیں کہ محنت کی تقسیم اسباب یعنی استعمال سرمایہ پر زیادہ تر منحصر ہے چنانچہ آدم اسمتھہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایسے اکھڑ لوگوں میں جہاں محنت کی تقسیم کا نام و نشان بھی نہیں پایا جاتا اور مبادلے بہت کم ہوتے ہیں اور ہر شخص اپنے لیئے ساز و سامان درست کرتا ہی یہہ بات ضرور نہیں کہ لوگوں کے کام جاری رہنے کے واسطے ذخیرے پہلے سے جمع رکھے جاویں اور ہر شخص اپنی دوڑدھوپ سے اپنی حاجتوں کے پورا کرنے میں سعی و محنت کرتا ہی چنانچہ جب وہ بھوکا ہوتا ہی تو جنگل کو شکار کے لیئے جاتا ہی اور جب کہ کرتا اُسکا پھٹا پورانا ہوجاتا ہی تو کسی جانور کی کھال سے وہ ملبوس بناتا ہی اور جب کہ گھر اُسکا کنڈھر ہوے لگتا ہے تو وہ درختوں اور اُنکے آس پاس کی مٹی سے بحسب اپنی تاب طاقت کی مرمت کرتا ہے لیکن جب کہ تقسیم محنت بخوبی رواج پاجاتے ہے تو ایکہ آدمی کی پیداوار اُسکی حاجتوں کے تھوڑے حصہ کے لیئے کافی وافی ہوسکتی ہے اور اُن حاجتوں کا بہت سا حصہ اور آدمیوں کی محنتوں سے انجام پاتا ہی جنکی پیداوار کو اپنی پیداوار یا اپنی پیداوار کی

قسم سے خرید کرنا ہی لیکن خریدہ اُسکی اُسوقت تک ممکن نہیں کہ
پیداوار اُسکی تمام ہوکر فروخت نہوجاوے اسلیئے یہہ بات ضرور ہی کہ
مختلف مختلف اسبابوں کے ذخیرے کسی جگہہ جمع ہوے چاہئیں
جو اُسکی پرورش کے واسطے کافی ہوویں اور اُسکے کام کے لوازم اور آلات
کو اُسوقت تک بہم پہونچاسکیں کہ کام اُسکا پورا ہوکر فروخت ہوجاوے
چنانچہ جولاہا اپنے کام کاج پر جب تک مصروف نہیں ہوسکتا کہ اُسکی
مصروفیت سے پیشتر کسی نہ کسی جگہہ خواہ اُسکے قبضہ میں یا کسی
اور آدمی کے قبضہ میں ایسے ذخیرے جمع نہوویں کہ اُسکی پرورش کے
واسطے اور نیز اُسکے اتمام کام کے واسطے اُسوقت تک کافی وافی ہوں کہ
اُسکا تانا بانا تمام ہوکر فروخت ہوجاوے غرض کہ موجود ہونا ایسے
ذخیروںکا پیشتر اس سے ضروری و لابدی ہی کہ وہ ایک مدت تک کام
میں مصروف رہی انتہیٰ *

گمان غالب ہے کہ امر مذکورہ بالا غلط بیان کیا گیا اسلیئے نہ بہت
سے حال ایسے ہیں کہ پیدا ہونا اور بکنا اُنمیں برابر ہوتا ہی محنت
کی نہایت عمدہ تقسیمیں وہ ہیں کہ اُنکی روسے چند آدمیوں کو باقی
آدمیوں کی حفاظت اور تعلیم کا کام تفویض کیا جاتا ہی لیکن خدمات
اُنکی جب پوری ہوجاتی ہیں تب بکتی ہیں اور یہی بات اُن
سب پیداواروں پر صادق آتی ہی جنکو خدمات کے نام سے پکارتے ہیں
باقی اور کسی صورت میں ضروری نہیں جیسے کہ آدم اسمتھہ صاحب کے
لفظوںسے مستفاد ہوتا ہی کہ تحصیل کے کسی کام میں آدمی کے مصروف
ہونے سے پہلے ذخیروںکا جمع ہونا چاہیئے تا کہ خوراک اور اوزارات
اُسکو اُسوقت تک بہم پہونچیں کہ اُسکا کام پورا ہوکر فروخت ہوجاوے
ہاں یہہ بات مسلم ہی کہ وہ اسباب اُسکو بہم پہونچتے رہیں مگر پہلے
اس سے کہ وہ کام اپنا شروع کرے جمع ہونا اُنکا ضروری نہیں اسلیئے کہ
وہ چیزیں اُس زمانہ میں پیدا ہوسکتی ہیں جب کہ اُسکا کام جاری ہے
چنانچہ ایک تصویر کے شروع ہونے اور بکنے میں برس گذر جاتے ہیں
لیکن مصور کا کام شروع ہونے سے پہلے اُسکی معاش اور تمام اوزار و لوازم
اب اُن برسوںکی خرچ کے جو درمیان میں گذرے شمار و قطار میں
نہیں آتے بلکہ اُسکی محنت کے زمانہ میں وہ وقتاً فوقتاً پیدا ہوتے رہے

هیں مگر غالب یہہ ہی کہ آدم اسمتھہ صاحب کی یہہ مراد نہیں کہ اُس قسم کی امداد مناسب جو کام کے زمانہ میں درکار ہووے انصرام اُسکا پہلے اس سے ہونا چاہئیے کہ وہ کام شروع ہووے جسکو اُس امداد واعانت کی ضرورت ہو بلکہ مراد اُنکی یہہ ہی کہ جب کام شروع ہووے تو ایک ایسا ذخیرہ یا مخرج موجود رہے جس سے وہ مددیں حاصل ہوتی رہیں جو اُسکے لئیے درکار ہوتی جاویں اور اُس ذخیرہ میں بعض بعض چیزیں بشکل روپیہ کے موجود رہیں چنانچہ مصور کے پاس چوبہ کا ہونا اور جولاھے کے پاس کوچ وبر اور اَور لوازمات کا اتنا کافی ہونا ضروری نہیں کہ کام اُنکا پورا ہوجاوے بلکہ اتنا ضروری ہے کہ وہ کام اپنا شروع کرسکیں بعد اُسکے بلحاظ اُن جنسوں کے جو کارنگر کو امدہ درکار ہوتی ہیں بارآور ہونا اُس ذخیرہ کا کافی وافی ہی جسپر وہ کاریگر بھروسہ رکھتا ہی تاکہ اُسکی حاجتوں کو پورا کرتا رہے *

اب اگر کسی کاریگر کو کسی کام میں مصروف رہنے کے واسطے سرمایہ کا اِستعمال شرط ضروری ہی تو یہہ امر نہایت واضح ہی کہ پیدا کرنیوالوں کے گروہوں کو بذریعہ اپنے علیحدہ علیحدہ محنت کے ایک کام میں متعلق ہونیکے واسطے بہت سا سرمایہ درکار ہوگا اور ایسی صورتوں میں طیار شدہ جنسوں کی قسمت کا مختلف پیدا کرنیوالوں میں ہر شخص کی محنت کی مناسبت سے تقسیم ہونے کے واسطے بہت بڑے سرمایہ کا مدت تک اِستعمال میں رہنا ضرور ہے یا یہہ کہا جاوے کہ بہت بڑے اِجناس کی ضرورت پڑتی ہی قدرت کی رو سے ہر شخص اپنی اپنی ذاتی محنت کی پیداوار کا مالک ہوتا ہی مگر جہاں کہیں بہت سی منقسم محنت ہوتی ہی تو وہاں کل پیداوار کا مالک ایک آدمی نہیں ہوسکتا چنانچہ ہم اُن لوگوں کی تعداد اگر شمار کریں جو صرف ایک گلوبند یا لیس یعنے فیتوں یا منہ کے تھان کی طیاری میں مصروف ہوتے ہیں تو وہ کئی ہزار آدمی ہونگے بلکہ کئی دس ہزار ہونگی اور جب کہ تعداد اُنکی کثیر وافر ہی تو یہہ بات صاف ہی کہ اگر یہہ لوگ اُسکی طیاری میں جھوق اپنی دریافت بھی کر سکیں توبھی آپ کو مالک نہ سمجھینگے اور سب اپنے حق رسی کے واسطے روجب اُسکی نکرسکینگے *

لیکن یہہ مشکل محنت کرنیوالوں میں سے اُن لوگوں کے تمیز کرلینے سے حل ہو جاتی ہی جو جنس کی تیاری میں پیسکی سرمایہ سے امداد و اعانت کرتے ہیں اور یہہ امتیاز اُن لوگوں کا اکثر کارخانہ دار اور کاریگر مزدور کی اصطلاح سے ہوتا ہی اور اس مشکل کے حل ہونے کے واسطے یہہ بھی ضرور ہی کہ مختلف سرمایہ والوں اور کاریگروں کو جو الگ الگ کاموں میں مصروف ہوتے ہیں الگ الگ گروہوں میں ترتیب دیا جاوے اور ہر سرمایہ والے کی یہہ صورت ہونی چاہئیے کہ جب وہ جنس سے کنارہ کرے یعنی اِس جنس کو دوسرے شخص کے ہاتھہ بیچی کھوبیچی تو وہ اپنے خریدار قائم‌مقام سے اپنے سرمایہ اور اپنے کاریگروں کی محنت کی قیمت لیوے ینگیں گلوبند یا لیس یعنے فیتہ کے بنانے کی تیاری کا حال ایسا دلچسپ ہی کہ وہ بیان کے قابل ہی چنانچہ بیان اُسکا یہہ ہی فرض کرو کہ جس روئی سے وہ بنایا جاتا ہی اُسکو کسی تنیسی یا لوئیزیانہ کے زمیندار نے بویا اور اُسکے بونے کے واسطے زمین کے بنانے اور درختوں کے لگانے اور اُنکی نگہبانی کرانے میں برس روز سے زیادہ زیادہ پھولنے پھلنے سے پہلے پہلے مزدور لگائے اور جب کبھی پک پکاکر طیار ہوئی تو بہت عمدہ کلوں کی مدد سے بنولہ روئی سے نکالنے میں بہت محنت صرف ہوئی اور جب روئی صاف پاک ہوکر طیار ہوئی تو اُسکو دریاے مسیسپی سے شہر نیوآرلینز کو لاکہ لادکر لیگئے اور وہاں جاکر روئی نے بیپاری کو وہ روئی دیئ اور جس قیمت سے وہ بکی وہ اسقدر کافی تھی کہ اول تو زمیندار کی وہ اُجرتیں ادا ہوئیں جو اُسنے اُن مزدوروں کو دی تھیں جنکو اُسنے روئی کے پیدا کرنے اور بھجوانے میں مصروف رکھا تھا اور دوسرے اُسکو اُس قیمت سے وہ منفعت حاصل ہوئی جو اُسوقت سے مناسبت رکھتی تھی جو مزدوروں کے دینے اور روئی کے کے بیچنے میں صرف ہوا یا یوں کہیں کہ جو احتیاط اُسنے اپنے روپیہ کے اِستعمال سے مدت تک کیا اُسکی عوض میں اُسکو منافع حاصل ہوا یا اُس خوشی کا بدلا سمجھا جاوے جو اُسکو جب حاصل ہوتی کہ وہ شخص اپنے کاریگروں کو روئی بونیکے جگہہ عیش و نشاط بالفعل کے لیئے مصروف رکھتا بعد اُسکے نیوارلینز کے بیپاری نے اُس روئی کو پانچ چھہ مہینے رکھکر لورپول کے سوداگر کے ہاتھہ فروخت کیا اگرچہ نیوآرلینز میں

اُسپر کچھہ محنت صرف ہوئي اور کوئي ایسا امر اِتفاقي پیش نہ آیا جسکے ذریعہ سے قیمت اُسکي بڑہ جاتي مگر قیمت اُسکي صرف بیپاري کے منافع کے سبب سے بڑہ گئي اور وہ منافع اُس احتیاط کا عوض ہوتا ہی جو اُسنے اُس خط نفساني کي روک تھام میں پانچ چھہ مہینے کیا جو ایسي صورت میں وہ حاصل کرتا کہ وہ اُس قیمت کو جو ذمہدار کو اُسنے ادا کي اپني ذات پر صرف کرتا بعد اُسکے لورپول کے سوداگر نے انگلستان میں لاکر منچستر کے کاتنے والونکے ہاتھہ بیچا اور اس سوداگر نے اُسکو ایسي قیمت سے فروخت کیا کہ پہلے تو اُسکو وہ قیمت حاصل ہوئي جو اُسنے نیوآرلینز کے بیپاري کو خرید کے وقت ادا کي تھي اور دوسرے وہ کرایہ جہاز کا ہاتھہ آیا جو نیوآرلینز سے لورپول تک لیجانے میں صرف ہوا اور اُس کرایہ میں ملاحوں کي مزدوري اور نیز اُن لوگوں کي اجرت جنہوں نے کشتي بنائي تھي اور اُن لوگوں کے منافع جنہوں نے کشتي کے پورے ہونے سے پہلے پہلے بنانے والوں کو سرمایہ اجرت میں دیا اور اُن لوگوں کي اجرت و منفعت جو کشتي کے لوازم لائے اور اُنکے ذریعہ سے کشتي تیار ہوئي شامل ہیں اور حقیقت یہہ ہی کہ اجرتوں اور منافعوں کا سلسلہ ایک ایسا مسلسل ہی کہ شروع اُسکا وہ زمانہ ہی جب نہ تربیت اور مدار معیري آغاز ہوئي تیسرے لورپول کے سوداگر کي منفعت اُس زمانہ کے بابت وصول ہوئي جسکے بعد اُسنے روئي کے کاتنے والے کے ہاتھہ اُسکو فروخت کیا *

بعد اُسکے کاتنے والے نے اپنے کاریگروں کے حوالہ کیا اور کلوں سے کام لیا یہاں تک کہ اُسنے کسقدر ململ کے قابل سوت کاتا اور کسقدر ایسا باریک کاتا کہ اُس سے فیتہ بنا جاوے بعد اُسکے اُسنے اُس سوت کو ململباف اور فیتہساز کے ہاتھہ ایسي قیمت سے فروخت کیا کہ علاوہ اُس قیمت کے جو اُسنے لورپول کے سوداگر کو ادا کي تھي پہلے تو کاریگروں کي مزدوري جو اُسکي تیاري میں مصروف رہے تھے اور دوسرے اُن تمام لوگوں کي اجرت و منفعت وصول کي جنہوں نے پہلے برسوں کي محنت سے کارخانہ اور کلیں بہم پہونچائیں اور تیسرے کاتنے والے یعني اپني ذات کا منافع وصول کیا اور یہہ بیان کرنا کمال دشوار ہی کہ وہ سوت جولاہے کے پاس سے دھوبي کے پاس اور اُسکے پاس سے چھاپنے والے کے پاس اور اُسکے پاس سے ہوکر بیپاري

کے پاس اور اُسکے پاس سے خوردہ فروشوں کے پاس اور اُنکے پاس سے اخیر خریدار کے پاس آیا اور علی‌ھذالقیاس اُس سوت کی تھوڑی گردش کا حال قسم کی صورت میں بھی دقت سے خالی نہیں قسمسار کے پاس سے سوزن‌کار کے پاس اور وہاں سے آخر خریدار کے پاس اتا ہی غرضکہ کہ ہر درجہ پر ایک تازہ سرمایہ والا تمام گذشتہ سرمایوں کو ادا کرتا ہی جو پہلے ادا کیئے گئے یہانتک کہ اگر جنس ناتمام ہوتی ہی تو اُسکی تکمیل کے درپے ہوتا ہی اور اُن لوگوں کو پیشگی اجرت دیتا ہی جو آیندہ طیاری میں مصروف ہووینں اور جو سرمایہ کہ وہ پیشگی لگاتا ہی اور جسقدر فائدہ کہ اُس عرصہ کی مناسبت سے متصور ہوتا ہی جسمیں اُسنے اُس سرمایہ کو ایسے صرف بیہودہ میں صرف نکیا جس سے کچھہ فائدہ متصور نہوتا یہہ تمام اُسکو دوسرے سرمایہ والے سے حاصل ہو جاتا ہی جو اُس سے خرید کرتا ہی *

یہہ امر واضح ہی کہ ہمنے اس سلسلہ میں وہ محصول بیان نہیں کیا جو ایک جگہہ سے دوسری جگہہ لیجانے میں سرکار کو دینا پڑتا ہی اور نیز وہ کرایہ بھی محسوب نکیا جو مختلف معروضہ قدرتی ذریعوں کے استعمال کی عوض میں ادا کیا جاتا ہی جنکی خدمتیں مطلوب ہوتی ہیں کرایہ کا بیان اسلیئے چھوڑا گیا کہ اُسکی تعداد اکثر اتفاق پر اسقدر منحصر ہوتی ہے کہ اُسکی طرف اشارہ کرنے سے مضمون زیادہ پیچیدہ ہو جاتا اور خصوص محصول کا ذکر اسلیئے نہیں کیا کہ وہ اُن خرچوں میں داخل ہے جنکا ذکر ہوچکا جو روپیہ کہ بطور محصول حاصل کیا جاتا ہی وہ اُن لوگوں کی اجرت و منفعت میں صرف ہوتا ہی جو بذات خود یا اوروںکے ذریعہ سے نہایت عمدہ عمدہ خدمتوں کا انجام دیتے ہیں یعنی لوگوں کو ظلم و فریب سے بچاتے ہیں اور یہہ لوگ کارخانہ‌داروں اور سوداگروں کے ایسے کام آتے ہیں جیسے کہ گھر کا چوکیدار کام اتا ہی جو ذخیرہ جانوں کا محافظ ہوتا ہی یا جیسے کہ لوہار کام آتا ہی جو ذخیرہ خانوں کو لوھے کی چھڑوں اور قفلوں سے مضبوط و مستحکم کرتا ہی *

جب سے کہ دریاے مس‌سس‌سپی کے کناروں پر روئی جمع کی گئی ایک پونڈ روئی کی قیمت میں جو کچھہ بتدریج ترقی اُس زمانہ تک ہوئی جبکہ وہ بازار میں آنے کے واسطے محصول گھر کے دروازہ پر لیس

كي صورت ميں ظاهر هوئي أس ترقي كے حالات دريافت كرنے كا قصد اس
كتاب ميں اسلئيے نهيں كيا كه يهه ايك چهوٹاسا رساله هے اگر يهه بات
كهيں كه سب سے پچهلا مول أس پونڈ كا پهلے مول سے هزار گونه زيادہ هوا
تو اس سے صرف اختلاف اول اور آخر قسم كا معلوم هوا يهه بات ظاهر
نهوئي كه قيمت كي ترقي كسطرح درجه بدرجه هوئي جب كه عمدہ عمدہ
روئي كهيت سے نكلتي هي تو أسكي ايك پونڈ كا مول ايك روپيه سے كم
هوتا هي اور عمدہ سے عمدہ سوتي لدس كي ايك پونڈ كا مول سو اشرفيوں
سے زيادہ هوتا هي پس سرمايه والے كے كاموں كو مزدوروں كے كاموں سے
علحدہ كرنے اور ايك سرمايه والے سے دوسرے سرمايه والے كو سرمايه ادا
هونيكے علاوہ اور كوئي ذريعه ايسا نهيں كه وہ اپنے هزار كمانے والوں كو ايك
كام كي طرف مايل كرے اور ايك مدت أنكو أس ميں مصروف ركهے اور
أنكي خاص خاص خانكاهيوں كا عوض مناسب كرسكے *

چوتهي اصل كا ثبوت جو اسبات پر مبني هے كه جبكه كاشتكاريكا فن يكسان اور مستقل رهے تو هرضلع كي زمين ميں كثرت محنت سے پيداوار اتني هوتي هے كه مناسبت أسكي محنت سے كم هوتي هے

واضح هو كه جب كارخانوں ميں محنت زيادہ صرف كيجاتي هے تو وهاں محنت كا اثر زيادہ هوتا هے اور خلاف أسكے جهاں زمين پر زيادہ محنت هوتي هي تو وهاں اثر أسكا أسكي مناسبت سے كم هوتا هي *

تحصيل كے مقدمه سے كنارہ كرنے سے پهلے يهه بيان كرنا ضروري هے كه بارآور ذريعوں كو جب كه زمين كي كاشت ميں برتا جاوے اور جبكه أنهيں ذريعوں كو كتنے مصالحوں سے جو كاشتكاري سے حاصل هوتے هيں

آدمي کے کام کے واسطے طرح طرح کي چيزيں طيار کرنے ميں برتا جاوے تو اِن دونوں صورتوں ميں اُن ذريعوں کے فعل و تاثير ميں ايک بڑا فرق هو جاتا هے غرض کہ کاشتکاري اور کارخانوں کي محنتوں کي تاثيروں کا فرق اور تفاوت بيان کرنا ضروري هے اور اسي بحث ميں منجملہ اُن چار اصلوں مذکورہ بالا کے جنہيں همارے نزديک اس علم کي بنياد هي چوتهي اصل کو بيان کرتے هيں *

کاشتکاري اور کارخانوں کي محنت کي تاثيروں ميں جو فرق و تفاوت پايا جاتا هے وہ صرف اسباب ميں پايا جاتا هے کہ کاشتکاري کي محنت لوازمات کي ايک معين مقدار سے زيادہ پيدا کرنے کي قوت رکهتي هے اور کارخانوں کي محنت زيادہ پيداوار کي طاقت نہيں رکهتي هم معلوم کرچکے هيں کہ اوزاروں کے استعمال اور محنت کي تقسيم سے آدمي کي سعي اور محنت کو ايسي اعانت هوتي هے کہ سردست اُسکا حساب نہيں هوسکتا اور بحسب ظاهر وہ اعانت بتحديد و حساب بڑهني کي قابليت رکهتي هے اگرچہ کلوں کي خوبي اور ترقي سے ايک آدمي سيکڑوں بلکہ هزاروں آدميوں کا کام کرسکتا هے اور ترقيوں کے باعث سے معمولي لوازم اور مصالح پر معمولي محنتوں کے هونے سے زيادہ زيادہ مفيد جنسيں طيار هوسکتي هيں مگر اُسقدر محنت بلکہ زيادہ محنت؟ سے بهي جو لوازمات کي معمولي مقدار پر صرف کيجاوے بہ نسبت پہلے کے اُسي قسم کي کامل جنسيں بہت زيادہ طيار نہيں هوسکتيں اگر وہ محنت جو آج انگلستان ميں روئي کے کارخانوں پر صرف کي جاتي هے دوگني هو جاوے اور کچے مصالح کي مقدار معمولي طور پر قايم رهے تو طيار جنسوں کي مقداروں ميں ترقي محسوس نہوگي اور يہہ ممکن هي کہ اس پيداوار کي قسمت پہلے کي نسبت زيادہ هوجاوے اور زيادہ باريک اور بہتر هو يعني عرض اور طول اُسکا بڑہ جاوے مگر قطع نظر اُسکي صفت کي تبديلي کے مقدار اُسکي بجز اس صورت کے نہيں بڑہ سکتي کہ وہ تهوڑاسا کچا مصالحہ جو اُسکي طياري ميں ضايع جاتا هي محفوظ رکها جاوے *

مگر کاشتکاري کا حال اس حال سے مختلف هي هاں ايسي ولايتوں ميں ترقيوں کے قابل نہيں هوتي جو ايسي حدود ميں واقع هيں جنميں هميشہ برف رهتا هي يا زمين اُنکي کنکريلي يا ريتلي يا پتهريلي هوتي هي

مگر علاوہ اُنکے اور ہر وسیع ضلع کی پیداوار ایسی محنتوں کے ذریعہ سے جو روز روز عروج و ترقی پاتی ہیں ترقیات بیشمار کے قابل معلوم ہوتی ہیں علاوہ ایسی وسیع دلدل کے جنمیں جگہہ جگہہ گڑھے گڑھولے پانی سے بھرے رہتے ہیں اور سرکنڈے اور نرسل اُسمیں پیدا ہوتے ہیں کوئی زمین ایسی سخت بنجر نہیں ہوتی مگر جذب رطوبت کے عمل اور اُس چونہ کے پتھر کو جلادینے سے جسنے دلدل قائم ہوتی ہی جیسے کہ آئرلینڈ میں مشاہدہ کیا جاتا ہے اور اُس زمین میں کے پتلی کے ریشوں کو بذریعہ چونہ کے نباتی ریشوں سے بدلنے سے وہ زمین قابل پیداوار بلکہ نہایت زرخیز ہوجاتی ہی چنانچہ بلاد انگلستان اور ویلز میں تین کروڑ ستر لاکھ ایکڑ زمین کے قریب ہی اور اُسمیں پچاسی ہزار ایکڑ زمین بلکہ حقیقت میں کل کے چوتھے حصہ سے کچھہ کم بہت اچھی کاشت کی حالت میں ہی چنانچہ اُسپر باغ لگائے جاتے ہیں اور ترکاریاں پھلواریاں بوئی جاتی ہیں اور کوئی پچاس لاکھہ ایکڑ زمین اوجڑ پڑی ہی اور جسقدر آباد ہی اس سے پیداوار نکلتی ہی مگر وہ پیداوار اُس پیداوار کی تعداد سے بہت ہی تھوڑی مناسبت رکھتی ہی جو غیر محدود محنت اور بیشمار سرمایہ کے استعمال سے اس زمین سے حاصل ہونی ممکن ہی اگر چونہ اور مارل جو چکنی مٹی اور کھریا مٹی سے مرکب ہوتی ہے اور علاوہ اُنکے اور کھاد کی چیزوں کی کھادوں کا استعمال اچھی طرح سے ہوسکے اور جذب رطوبات فاسدہ اور آب رسانی کے عمل سے کسی جگہہ پانی کی کمی بیشی باقی نرکھی جاوے اور جتنی زمینیں کہ ویران اور خراب پڑی ہیں اُنمیں درخت لگائی جاویں اور احاطہ بندیاں کیجاویں اور جو زمینیں کہ زیر کاشت ہیں اُنکی کمائی بجاے ہل سے کھودنے کے آدمیوں کی محنت و مشقت سے مکرر سہ کرر بخوبی کیجاوے اور بیجوں اور جڑوں کے منتخب کرنے اور لگانے جمانے اور ناکارہ درختوں کے اوکھاڑنے اور کھودنے میں بڑی محنت اور کمال احتیاط کیجاوے اور مویشیوں کی خوراک بجاے چرانے کے کاٹ کاٹ کر اُنکے آگے ڈالی جاوے غرض کہ جسقدر محنت ایک امیر آدمی بستی کے آس پاس کے اپنے باغیچوں پر صرف کرتا ہی اُسقدر محنت تمام شہر و دیہات کی اراضیات پر جی توڑ کر کیجاوے و تمام ملک کی پیداوار مقدار حال سے دس گنے بلکہ

اُس سے بھي زيادہ زيادہ بڑھ سکتي ھی روئے کے ایک پونڈ سے طیار ہونا ایک پونڈ سے زیادہ کام کا کسي بڑي محنت یا عمدہ کل سے ممکن نہیں معلوم ہوتا مگر ایک نسل بیج سے ایک ھي روڈ زمین میں جو ایک ایکڑ سے بہت کم ہوتا ھے بنسبت اُس دن و محنت کے جو اُسپر صرف کیا جاوے چار نسل بلکہ آٹھہ نسل بلکہ سولہ نسل پیدا ہوسکتے ہیں *

اگرچہ انگلستان میں زمین ایسي صلاحیت رکھتي ھی کہ مقدار حال کے نسبت دیس گنا بلکہ دس گنے سے زیادہ پیدا کرسکے مگر غالب یہہ ھے کہ مقدار موجودہ کبھي چوگني اور یقین ھے کہ کاھی دس گني نہوگي *

برخلاف اُسکے اگر کسي لڑائي کے باعث یا ایسے قوانین کے جاري رھنے یا جاري ہونے کے سبب سے جو انگریزوں کے کار خانوں کي ترقي کے مخالف ہوں کارخانے اُنکے بند نہو جاویں تو پیداوار اُنکي آیندہ صدي میں بمناسبت پہلي صدي کے دونی کرسکتي ھے بلکہ اُس سے بھي زیادہ ہوسکتي ھے شاید چوگني ہوجاوے یا اُس سے بھي زیادہ *

جو فائدہ کہ زمین میں دوام ترقي پیداوار کا زیادہ محنت کي عوض میں موجود ھے گو وہ زیادہ محنت معمولي لوازموں پر کي جاوے وہ اُس کمي کي مناسبت سے جو ترقي پیداوار کو ترقي محنت سے عموماً ہوتي ھے گھٹ جاتا ھے یعني مزدوروں کي کثرتِ محنت و اجرت کے باعث سے پیداوار کي ترقي کم سمجھي جاتي ھی اور کارخانوں میں یہہ نقصان ھی کہ جسقدر پیداواروں میں ترقي کرنا منظور ہو اُسیقدر لوازمات مصالحے زیادہ خرچ ہونے چاھئیں مگر وہ نقصان اُس ھمیشہ کي زیادہ ہونے والي آساني سے پورا ہوجاتا ھے بلکہ بہت سا مفید ہوجاتا ھی جس سے مقدار کثیر چیزوں کي طیار کیجاتي ھی *

سو برس گذرے کہ گریٹ برٹن میں جو مقدار روئي کي ہر سال غیر ملکوں سے آتي تھي بارہ لاکھہ پونڈ کے قریب قریب ہوتي تھي اور جسقدر کہ ہر برس گریٹ برٹن میں روئي کے کام اب طیار ہوتے ہیں وہ چوبیس کروڑ پونڈ روئي سے زیادہ زیادہ کے ہوتے ہیں اور اگرچہ وہ مصالحے جنسے آج کل چیزیں طیار کئے جاتے ہیں مقدار میں دوسوگني زیادہ ہوگئي مگر یہہ بات ظاہر ھی کہ اُنکي طیاري میں جو محنت صرف ہوتي ھی وہ دوسو گني ایک نہیں ہوئي بلکہ اُسکي دس گني ہونے میں بھي شبہہ

هی گورنمنٹ برتس میں تمام خاندان اُن خاندانوں کے علاوہ جو کهیت کیار
کا کام کرتے هیں سنه ۱۸۳۱ع کي مردم شماري میں چوبیس لاکهه تیس هزار
اکتالیس خاندان تهے اب اگر یهه فرض کریں که منجمله اُنکے آٹهویں حصه
کے یعنے قریب تین لاکهه خاندانوں کے روئي کے کپڑے بنانے اور بیچنے اور کهیں
کهیں لیجانے میں مصروف هیں تو یهه سمجهنا چاهیئے که تهوڑے لوگ
اُس کام کے واسطے قرار نهیں دیئے جاتے بلکه حقیقت میں بهت هیں
لیکن سو برس گذرے که جب انگریزوں کي کلیں ایسے کام کي نه تهیں تو
بارہ لاکهه پونڈ روئي کي سالانه طیاري میں جو اُن کلوں سے ممکن و مقصود
تهي دس هزار خاندانوں کي سالانه محنت سے کم کي ضرورت نه پڑي هوگي
بلکه غالب هی که زیادہ کي ضرورت هوئی هوگي غرضکه اب یهه
سمجهه هاتهه آیا که اگرچه سو برس پہلے جسقدر کچے مصالحے همکو درکار
هوتے تهے اُس سے دو سو گنے زیادہ درکار هوتے هیں اور اِس زیادہ مقدار کے
زمین سے حاصل هونے میں نه نسبت سابق کي محنت کے جو کم مقدار
کے حاصل کرنے میں خرچ هوتي تهي دو سو گني محنت سے زیادہ
خرچ هوتي هوگي مگر باوجود اُسکے اُس محنت کي کمي کے باعث سے
جو ایک مقدار معین سے پارچه کي طیاري کے لیئے ضروری هوتي هي
جنس طیار شدہ کي قیمت همیشه کم هوتي رهي هی اور وہ ایسي قیمت
هی که اُس سے اُس محنت کي مقدار جو مصالح حاصل کرنے اور اُن سے
پارچه طیار کرنے کے واسطے ضروري هوتي ظاهر هوتي هی اور جب که سنه
۱۷۸۶ع میں اُون کے دو کروڑ پونڈ غیر ملکوں سے سالانه آتے تهے تو قیمت
سو نمبر کے یارن کپڑے کي جو ایک پشمینه کي قسم هی اُونتیس روپیه
فی پونڈ تهي اور بعد اُسکے جب سنه ۱۷۹۲ع میں آمدني سالانه دس کروڑ
چالیس لاکهه پونڈ کے قریب قریب هو گئے تو اُسي یارن کي قیمت فی پونڈ
آٹهه روپیه هوگئي یهاں تک که ۱۸۰۶ع میں جب آمدني اُون کي
چهه کروڑ هوگئي تو مول اُسکا فی پونڈ دس روپیه نو آنه چار پائي هو گیا
اور جب که مقدار اُسکي اور بڑه گئي جسقدر آج کل طیار هوتا هی تو
مول اُسکا ڈیڑه روپیه فی پونڈ هو گیا غرضکه جسقدر اُس مقدار میں زیادتي
هوئي جسکے پارچه طیار هوتے هیں اُسقدر ترقیاں کلوں میں بهي هوتي
گئیں اور تقسیم محنت بهي زیادہ هوتي گئي اور ان دونوں کے اثر

اُس بڑہتی کے مقابلہ میں جو اُس محنت میں ظاہر ہوئی جس سے کچھہ لوازم کی متصل بعد بڑہتی مقدار پارچوں کے ضروری و لابدی ظہور میں آئی بہت زیادہ رہے *

واضح ہو کہ ثبوت اس اصل کا، صرف ایک مثال پر توجہہ کرنے سے بخوبی واضح ہوگا کہ کاشتکاری میں کثرت محنت سے عموماً یہہ بات حاصل ہوتی ہی کہ پیداوار محنت سے بہت کم ہوتی ہی یعنی مثلاً بیس آدمی جو کسی ضلع معین کی زمین پر کاشت کرتے ہیں اگرچہ پیداوار اُنکی محنت کی دس آدمیوں کی محنت کی نسبت سے زیادہ ہوگی مگر دس آدمیوں کی محنت سے دو چند زیادہ پیدا ہونا ایک اتفاقی امر ہی کچھہ اعتبار کے قابل نہیں *

چنانچہ ہم ایک کھیت ایسا فرض کرتے ہیں کہ اُسمیں ہزار ایکڑ زمین کے ہوں اور منجملہ اُنکے دو سو ایکڑ نہایت عمدہ اور تین سو ایکڑ منجھ کی راس کے اور باقی کل بنجر ہوویں اور ان بنجر ایکروں میں بھیڑیں چرا کریں اور وہ اُنکی چرائی کے واسطے مقرر کیئے گئے ہوں بعد اُسکے اب یہہ فرض کرو کہ اُس کھیت کے بونے والے نے بیس آدمی اُسپر لگائے اور چھہ سو کوارٹر گیہوں کے اوسط پیداوار سالانہ حاصل کی بعد اُسکے یہہ فرض کرو کہ اُسنے مزدوروں کی تعداد دوگنی کی اور اب دیکھو کہ پیداوار اُسکی پہلے کی نسبت دوچند ہوئی یا نہیں تو صورت اُسکی یہہ ہی کہ بیس آدمی جو زیادہ ہوے اگر اُنکو بنجر زمین کی کاشت میں مصروف کیا تو جو پہلے بیس آدمیوں کی محنت سے پہلے زمین پر پیدا ہوا تھا اُس پیداوار سے یہہ پیداوار بنجر زمین کی بلاشبہہ کمتر ہوگی اسلیئے کہ یہہ بنجر زمین اُس پہلی زمین کی نسبت خراب اور اُفتادہ تھی اور اگر ان بیس آدمیوں کو اُس زمین پر لگایا جو پہلے سے زیر کاشت تھی تو یہہ بات صاف ہی کہ جسقدر پہلے محنت سے پیداوار حاصل ہوئی تھی اس محنت کی پیداوار بلاشبہہ کم ہوگی یعنی اگرچہ زمین کی پیداوار زیادہ ہوگی مگر دوچند اسلیئے نہوگی کہ اگر دوچند ہوجاتی تو عمدہ زمینوں کے سوا باقی اور زمینوں کی کاشت کبھی نہوتی *

اسلیئے اگر کاشتکار اُس زمین پر جو بالفعل اُسکی کاشت میں ہے اسطرح زیادہ محنت صرف کرسکتا کہ جسقدر محنت زیادہ کرنا چاہے اُسکی

مناسبت سے پیداوار بھي زیادہ هوتي جاوے تو یہہ امر صاف هی که کمتر زمین کے تین سو ایکڑوں پر هرگز کاشت نکرتا اور حقیقت یہہ هی که اگر حال ایسا هوتا یعني کاشتکاري پر زیادہ محنت صرف کرنے کا معاوضہ بقدر محنت هوتا تو کاشتکار ایک ایکڑ بلکہ ایک هي روڈ کي کاشت کیا کرتا اور یہہ بھي فرض کیا که متصله بڑھی هوئے محنتوں کے اُس کاشتکار نے تھوڑے مزدوروں کو کسقدر بنجر کے چند نے پھاڑ نے میں مصروف کیا اور تھوڑوں کو اپنے زمین کامل کي کاشت میں لگایا جو زیر کاشت تھي اور جب که وہ مزدور اسطرح کام پر لگائے گئے تو چار سو یا پانسو اور نہایت ساڑے پانسو کوارٹر اناج کے پہلے کي نسبت زیادہ پیدا هونگے مگر یہہ بات محقق هی که کل پیداوار چھہ سو کوارٹر کي برابر نہوگي جیسے که پہلے سے پیدا هوتي تھي خلاصہ یہہ که پیداوار بڑھنگي مگر دوچند نہوگي *

واضح هو که یہہ فرضي کھیت تمام انگلستان کي سلطنت کا ایک چھوٹا سا نمونا هی چنانچہ انگلستان میں بہت ضلع خراب اور افتادہ هیں اور هر قسم کي زرخیز اراضیات بھي زیر کاشت هیں جنمیں سے بعض بعض ایسي زمینیں هیں که فی ایکڑ چالیس بشل گیہونکے پیدا کرتي هیں اور بعض بعض ایسي هیں که فی ایکڑ بارہ بیرہ بشل اُن میں پیدا هوتے هیں اور اُن پر بھي وهي محنتیں صرف کیجاتي هیں جو اچھي زمینوں پر صرف هوتي هیں اب اگر پیداوار کي ترقي منظور هووے تو تدبیر اُسکي عموماً یہہ هوسکتي هی که اُس زمین کو بوئیں جوتیں جو بنجر هونے کے باعث سے بوئي جوتي نگئي تھي یا اُس زمین پر زیادہ محنت کریں جو همیشه سے زیر کاشت اپنے تھي مگر هر صورت میں جو پیداوار زیادہ هوگي وہ اُس محنت سے جو زیادہ کي گئي مناسبت نرکھیگي بلکہ بلنسبۃ کم هوگي اور یہہ بات انگلستان کي تمام سلطنت سے ایسي واضح هوتي هی جیسے که ایک کھیت فرضي کي مثال سے واضح هوئي *

اگرچہ یہہ اصل مستحکم جسکي توضیح اور تشریح میں هم مصروف هیں کثیرالوقوع هی مگر عام و شائع نہیں اسلیئے که یہہ چند امور اُس سے مستثنی هیں اول یہہ که کاشتکار یا زمیندار کي جہل اور غفلت اور نیز ملک کے هرجوں کے سبب سے اکثر اوقات مدت تک اُسی اوسط درجہ کي محنت بعضي زمینوں پر نہیں هوتي جو ویسي هي اور زمینوں

پر کي جاتي هی اور جب که ايسي زمين پر زيادہ محنت کي جاوے تو اسباب کي بخوبي توقع هوسکتي هے که جسقدر کاشتکاري کي اوسط محنت بارآور هوتي هی اُسيقدر يهه محنت بهي جو اس زمين پر کي گئي بارآور بلکه اُس سے زيادہ بارآور هوگي اس قسم کے فائدے گيلي زمينوں کي رطوبت جذب کرنے اور احاطه بندي کے جاري کرنے سے حاصل هوئی مگر بڑے مقاموں کي امدنی پر زمين کی هرج مرج کي طرفسے لوگ ايسے اندھے هو جاتے هيں که اس قسم کے کام ايسے وقتوں ميں اُتھاتے هيں که ابهي وقت اُنکا نهيں هوا اور اکثر اوقات اُس وقت تک اُن کاموںکو ملتوي نهيں رکھتے که اُن کے اختيار کرنے سے پهلے کتنے مصالحتوں کي مانگ هووے جس سے اُن کاموں کے کرنے کا اچها موقع هاتهه آوے اور جو کام ملکيت کے هرجوں کے باعث سے ملتوي رهے وہ کام اکثر زيادہ بارآور هوتے چنانچه ايک عام آدمي کے احاطه ميں هل کے نيچے اکثر اوقات ايسي زمين آجاتي هے که پهلے بارآور نهوتا اُسکا کچهه کم زرخيز هونے کے سبب سے تها اور اسي قسم کے اثار اکثر ايسي جائدادوں ميں ظاهر هوتے هيں که وہ جائداديں بعد اُس زمانه کے بے قيد هو جاتي هيں جس زمانه ميں ايک عرصه تک حق کاشتکاري کي يهه صورت رهي هو که کاشتکار اپنے پٹوں کي ميعاد يا اُسکے دوبارہ حاصل کرنے پر بهروسا نرکهه سکا هو غرض که ايسی صورتوں ميں تهوڑي سي محنت زيادہ کرنے پر بهت سي پيداوار کي توقع هوسکتي هی *

ليکن عام قاعدہ کا نهايت بڑا اختلاف جب واقع هوتا هی که ازدياد محنت کے ساتهه ازدياد فن کا بهي مخلوط هووے چنانچه عمدہ آلات اور فصلوں کی اچهے دور اور محنت کي زيادہ تقسيم غرض که فن کاشتکاري کي ترقياں عموماً کاشتکاري کي محنت کي ترقي کے ساتهه ساتهه اُسوقت هوتي هيں که ترقي محنت کے ساتهه بڑهي سرمايه اور ترقي ابادي بهي هو جاوے اور زمين کے ضعف و ناتواني پر فن کشتکاري کي ترقياں هميشه غالب آتي هيں يعني جو کمي که ضعف زمين کے باعث سے پيداوار ميں آتي هی اُسکو پورا کرتي هيں بلکه زيادہ بارآور کرديتي هيں *

گذري هوئي صدي ميں گريٹ برٹن کي کل پيداوار سالانه دوچند سے بهت زيادہ هو گئي مگر يهه بات غالب نهيں که سالانه محنت کي تعداد

بھي دوچند هوگي جو اُسپر صرف کي گئي تھي اور يہہ نہيں سمجھا جاتا
کہ اُس زمانہ ميں گريٹ برٹن کي آبادي دو چند سے زيادہ هوگئي اور
معدوم ترقي آبادي کي جو اب تک هوئي هي وہ صرف اُن ضلعوں ميں
هوئي هي جنميں بڑے بڑے کار خانے هيں مگر وہ گذشتہ صدي باوجود
اپني بد اقباليوں کے انگريزوں کي تاريخ کا کمال اقبالمند زمانہ هي اِسليئے
کہ اسي زمانہ ميں لاکھوں ايکڑ زمين کے گھيرے گيئے جو پہلے وقتوں ميں
ناکارہ پڑے تھے اور جسقدر وہ کشتکاري کہ وہ انگريزوں کو آج آتا هي اُسي
زمانہ ميں مرتب هوا اور اُسي زمانہ کي بدولت وہ تمام نہريں اور سڑکيں
هوئيں جنکے ذريعہ سے آب اعانتہ روکي نہاسي جاتي هيں اور تمام
سلطنت ميں زمين کي حيثيت کے موافق محنت هوسکتي هي اور يہہ
بات ممکن هي اگرچہ غالب نہيں کہ صدي آيندہ ميں انگريزوں کي ترقي
اسقدر زيادہ هوگي اگرچہ وہ ترقي غير معين هي مگر غير محدود نہيں
اور يہہ بات ممکن نہيں کہ کسي ضلع کي پيداوار اسطرح هميشہ بڑھتي
رهے جسطرح علم حساب ميں عدد عمل ضرب سے بڑہ جاتے هيں اگرچہ
اُسکو غايت سے غايت محنت کيجاوے *

برخلاف اُسکے اگر کارخانوں کے مزدوروں ميں جسقدر زيادتي کيجاوے تو
اُسکي مناسبت سے هي قوت پيداوار کي زيادتي نہيں هوتي بلکہ اُسکي
مناسبت سے بہت زيادہ بڑہ جاتي هي مثلاً اگر تين لاکھہ خاندان گريٹ برٹن
ميں چوبيس کرور پونڈ روئي کے کپڑے طيار کرے اور ايدھر اودھر ليجانے
ميں اب مصروف هيں تو يہہ بات ثابت هي کہ چھہ لاکھہ خاندان اڑتاليس
کرور پونڈ روئي کے کپڑے بلاشبہہ طيار کرسکينگے اور ايدھر اودھر ليجا سکينگے
بلکہ يقين واثق هي کہ وہ لوگ اس سے زيادہ بھي کرسکينگے يعني بہتر کرور
پونڈ روئي کا کپڑا طيار کرکے ايدھر اودھر ليجا سکينگے اور جس طرح کے
لحاظ سے هم يہہ پيش گوئي کرسکتے هيں کہ وہ طرح انگريزوں کے کارخانوں
کي ترقيات آيندہ کا مانع و مزاحم هووے وہ صرف يہہ هي کہ لوازمات اور
خوراک وغيرہ کے حاصل کرنے ميں غير ملکوں سے روز بروز مشکل بڑھتي
جاتي هے اور اگر کچي پيداوار يعني کچے مصالحے چيزيں طيار کرنے کي
بڑي قوت کے ساتھہ قدم بقدم چل سکيں تو دولت و آبادي کي ترقي
کي کوئي حد باقي نہرهے *

تقسیم دولت کا بیان

واضح هو که منجمله تین بڑے رکنوں علم انتظام کے ماهیت دولت اور تحصیل دولت اور تقسیم دولت میں سے پہلی دو قسموں کا بیان هوچکا اور اب قسم ثالث یعنی تقسیم دولت کا بیان کیا جاتا هی یعنی بیان اُن قاعدوں کا کیا جاتا هی جنکی رو سے کل پیداوار اخیر خرچ کرنیوالوں میں تقسیم هوتی هی انسان کے جن گروهوں سے علم انتظام مدن تعلق رکھتا هی اُن میں تقسیم مذکورہ بالا خصوصاً مبادله کے ذریعه سے هوتی هی هاں انسانوں کا ایسا گروه خیال کرسکتے هیں که اُنمیں دولت کی تقسیم مبادله بدوں ممکن هو مگر ایسا گروه تحقیقات علمیه کا محتاج اور مستحق نهیں علم انتظام انسانوں کی اُس حالت ترقی یافته سے تعلق رکھتا هی جسکو انسانوں کی قدرتی حالت کہه سکتے هیں اسلیئے که اُنکو اُس حالت کی طرف قوانین قدرت سے ترغیب هوتی هی اور هر شخص اُس حالت میں جو کچهه چیزیں خرچ کرتا هی یعنی استعمال میں لاتا هی اُنمیں اکثر بلکه کل کے حاصل هونیکا بهروسه اپنے همجنسوں پر رکھتا هی اپنی حاجتوں کو بالکل ایسے مبادلوں کے ذریعه سے پورا کرتا هی جن سے اپنے همجنسوں کی حاجتوں کو بهی رفع کرتا هی *

واضح هو که تحصیل و مبادله کے الفاظ کو هم معمولی رواج کے سبب نهایت وسیع معنوں میں اِستعمال کرتے هیں چنانچه اِس امر کا ذکر اُوپر آچکا که مفهوم تحصیل میں هم زیادهتر تصرف یعنی قبضه کرنے کو سمجھتے هیں اور مبادله میں محصول سرکار کو داخل کرتے هیں اسلیئے که هماری راے میں جو کچهه منتظمان سلطنت پاتے هیں وه اُنکو اسباب کے عوض میں دیا جاتا هے که وه لوگ یهه خدمتگذاری کرتے هیں که لوگوں کو اپنے ملک والوں اور بیگانه ملک والوں کے مکر و فریب اور غصب و تعدی سے تهوڑا بہت بنسبت اپنے مقدور کے بچاتے هیں هاں یهه ضرور هی که اس قسم کے مبادله کا کام خاص خاص اصلوں پر مبنی هوتا هی چنانچه جس سلطنت میں خود جمهور یا اُنکے مختار حکومت نهیں کرتے تو وهاں حکام اپنی مقدار یافتنی کو آپ مقرر کرتے هیں اور چاهتے که اپنی عام

رعایا سے بزور و تعدی لے سکیں وہاں تک بتحقیق اُس مقدار کی کرتے هیں اور جن ملکوں میں که جمہور آپ یا اُنکے مختار حکم رانی کرتے هیں تو کوئی رهنیوالا خراج عام سے بقدر اپنے حصه کے پاک صاف نہیں رہ سکتا گو کوئی شخص حفظ عام کے فائدہ اُٹھانے سے اِنکار کرے اور باوصف اُسکے که یہه معامله یعنی اداے خراج سرکاری کا اکثر ناخوشی اور بے اِنصافی سے واقع هوتا هی مگر پھر بھی ایک قسم کا مبادله هی اور بہرحال یہه مبادله نہایت مفید هی اِسلیئے که بڑی سے بڑی سلطنت میں بھی رعایا کو کمال بارورانی اور نہایت تکمیل کے ساتھه بمقابله اُس حالت کے حراست نصیب هوتی هی جسمیں هر شخص کو اپنی اپنی ذاتی کوششوں سے بلا اعانت و امداد دوسرے کے حفظ و حراست کی صورت پیدا کرنی پڑے *

جن قاعدوں کی رو سے مبادلوں کا انتظام هوتا هی اُنکی دو بڑی بڑی قسمیں هو سکتی هیں چنانچه ایک قسم میں وہ قاعدے داخل هیں جو عموماً جمیع مبادلات سے متعلق هیں اور دوسری قسم میں وہ اصول داخل هیں جو خاص خاص مبادلوں سے تعلق رکھتے هیں اور اُن مبادلوں میں تحصیل کے مختلف وسیلوں کے مالک اُن وسیلوں کی پیداوار کو آپس میں خاص خاص طوروں پر ادلا بدلی کرتے هیں *

پہلی قسم میں اُن عام قاعدوں کا بیان هوگا جنکی رو سے مبادلے هوتے هیں اور دوسری قسم میں اِس امر کا مذکور هوگا که قواعد مذکورہ کی بدولت تمام اِنسانوں کے مختلف گروہ کس کس مناسبت سے فائدہ اُٹھاتے هیں یعنے پہلی قسم میں اشیاء مبادله سے بحث کیجائیگی اور دوسرے قسم میں مبادله کرنیوالوں کا مذکور هوگا *

جن متفرقه مسئلوں سے که علم اِنتظام مرتب هی اُنکے باهم دیگر تعلق رکھنے سے مصنفوں کو بہت بڑی دقت پیش آتی هی که جب تک کئی اور مسائل کا حواله نه دیا جاوے تب تک توضیح ایک مسئله کی بھی بخوبی نہیں هوسکتی اور یہه امر تقسیم دولت سے زیادہ خصوصیت رکھتا هی چنانچه بدوں اِسکے که مبادله کے عام قواعد کا حواله دیا جاوے توضیح اِس امر کی ممکن نہیں که اِنسانوں کے مختلف گروہ اشیاء پیداوار سے کس کس مناسبت سے پانیکے مستحق هیں اور علیٰ هذالقیاس بدوں اسکے کہ همیشه مبادله کرنیوالوں کا حواله دیا

جاوے یہہ بات متصور نہیں کہ مبادلہ کے عام قاعدوں سے بحث ہو سکے
چنانچہ یہہ بات تسلیم کرکے کہ کوئی ترتیب اعتراض سے خالی نہیں
تقسیم دولت کے بیان کا یہہ طریقہ نہایت کم قابل اعتراض سمجھتے ہیں
کہ آغاز بحث میں عام بموجب اُن شخصوں کی کیجاوے جنکے درمیان
میں تحصیل کے مختلف وسیلوں کے حاصلات کی تقسیم عمل میں آتی
ہی اور بعد اُسکے مبادلہ کے عام قاعدوں کا بیان کیا جاوے اور انجام کار اُن
حالتوں کا بیان ہووے جنکے ذریعہ سے تفہیم اِس امر کی واضح ہوتی ہی
کہ اِنسانوں کے مختلف گروہ تقسیم عام میں کس کس مناسبت سے
شریک ہوتے ہیں *

بیان اِثبات کا کہ تمام اِنسان تین گروہوں میں منقسم ہیں یعنے محنتی اور سرمایہ والے اور قدرتی ذریعوں کے مالک

علمائے علم انتظام کے بیان کی بموجب محنت اور سرمایہ اور
زمین تین وسیلے تحصیل کے ہیں اور اِسطرح پیدا کرنیوالوں کے
بھی تین گروہ ہیں یعنے محنتی اور سرمایہ والے اور زمیندار اور کل پیداوار تین
حصوں یعنی اُجرت اور منافع اور زر لگان پر منقسم ہوتی ہی اور منجملہ
اُنکی اُجرت محنتی کے حصہ کا نام ہی اور منافع سرمایہ والے کے حصہ کو
کہتے ہیں اور زر لگان زمیندار کے حصہ کا نام ہی *

واضح ہو کہ جن اصلوں پر ترتیب مذکورہ بالا مبنی ہی وہ جملہ
حالات کی نظر سے پسند کے قابل ہیں مگر جن لفظوں میں ترتیب مذکور
کا عموماً بیان ہوا کرتا ہی تبدیل اُنکی ضروری کرنی پڑی چنانچہ
چند اصطلاحیں جدید زیادہ کی گئیں اور بعض بعض لفظوں کی مراد
و مقصود کی وسعت میں کمی بیشی کی گئی *

بطور اِثبات کے کہ ترتیب مذکورہ بالا کا بطور معقول انکشاف ہوجاوے
بارہ لفظ اصطلاحی الگ الگ قائم ہونے ضروری ہوئے اِسلیئے کہ منجملہ
موقوفۃ الصدر گروہوں کے ہر گروہ کے لئے یہہ امر مناسب ہی کہ ایک
ایک لفظ اُن وسیلوں کے واسطے مقرر کیا جاوے جو عمل میں آتے ہیں اور

ایک ایک اُن لوگوں کے گروہ کے واسطے چاھئیے جو اُن وسیلوں کو عمل میں لاتے ھیں اور ایک ایک لفظ ایسا معین کیا جاوے کہ عمل میں لانا اُن وسیلوں کا اُس سے ظاھر ھووے اور یک ایک لفظ اُس حصہ پیداوار کے لئیے چاھئیے جو عمل میں لانیوالیکو ملتا ھی مگر ھر گروہ کی کیفیت کے علیحدہ بیاںسے معلوم ھوگا کہ منجملہ اِن مطلوبہ اصطلاحوں کے اُنکے نصف سے زیادہ استعمال میں نہیں ھیں *

ذکر اُن اصطلاحوں کا جو گروہ اولی یعنی محنتیوں سے متعلق ھیں

جاننا چاھئیے کہ پہلے گروہ کے واسطے یہہ لفظ استعمال میں ھیں یعنی محنت کرنا اور محنتی اور اجرت یہہ بات یاد رھے کہ منجملہ اِن لفظوں کے کوئی لفظ ایسا نہیں کہ اُس سے تحصیل کے ذریعے سمجھے جاویں چنانچہ محنت اور محنت کرنے سے صرف فعل ظاھر ھوتا ھی اور محنتی وہ شخص ھی جو محنت مزدوری کرتا ھی اور اجرت اُس محنت کا نتیجہ ھی مگر یہہ پوچھا جاتا ھی کہ وہ کیا شی ھی جسکے ذریعہ سے محنتی محنت کرتا ھیؔ جواب اُسکا یہہ ھی وہ شی اُس محنتی کے قوائے نفسانی یا جسمانی ھیںؔ واضح ھو کہ اس اصطلاح کے زیادہ ھونے سے پہلے گروہ کی اصطلاحیں پوری ھوجاتی ھیں یعنی محنت کرنا تحصیل کی غرض سے قوائے جسمانی یا نفسانی کو عمل میں لانا ھی اور جو شخص ایسا کام کرتا ھی اُسکو محنتی اور محنت کرنیوالا کہتے ھیں اور جو کچھہ اُس محنت کی عوض میں اُس شخص کو ملتا ھی اُسکو اجرت بولتے ھیں *

ذکر اُن اصطلاحوں کا جو دوسرے گروہ یعنی سرمایہ والوں سے متعلق ھیں

اس گروہ میں سرمایہ اور سرمایہ والا اور منافع استعمال میں ھیں اور اِن اصطلاحوں سے وسیلہ اور وہ شخص جو اُس وسیلہ سے کام لیتا ھی اور اُس کا معاوضہ ظاھر ھوتا ھی مگر کوئی لفظ اُس فعل یا عمل کے واسطے موضوع نہیں جسکا بدلا منافع ھے اور وہ منافع کے ساتھہ ایسی نسبت رکھتا ھے جیسے

کہ محنت اجرت نے ساتھہ رکھي ھی ھم اس عمل کو احتساب کے نام سے نامي کرچکے اور اس لفظ کے زیادہ ھونے سے دوسرے گروہ کي اصطلاحیں پوري ھو جاتي ھیں اور واضح ھو کہ سرمایہ دولت کا ایک ایسا جز ھی کہ وہ آدمي کی اُس سعي و محنت سے پیدا ھوتا ھی جو دولت کي تحصیل و تقسیم میں کي جاتي ھی اور اصطلاح احتساب سے یہہ غرض ھی کہ سرمایہ کے عوض بازار استعمالوں سے پرھیز کیا جاوے اور اسي احتساب سے اُس شخص کا فعل بھي مراد ھی جو اپنی محنت کو حاصلات بالفعل پر صرف کرنے کي جگہہ تحصیل آیندہ پر خرچ کرتا ھے اور جو آدمي کہ اسطرح پر عمل کرتا ھے وہ سرمایہ والا کہلاتا ھے اور اُس کے اس عمل کے عوض کو منافع کہتے ھیں *

ذکر اُن اصطلاحوں کا جو دوسرے گروہ یعني قدرتي ذریعوں کے مالکوں سے متعلق ھیں

معمولی اصطلاحوں کا بعض اس دوسرے گروہ کے بیان میں بخوبي واضح ھوتا ھے جاننا چاھیئے کہ اجرت اور منافع کے حصول کا باعث آدمي ھوتا ھے چنانچہ جب وہ راحت کو چھوڑتا ھے تو اجرت اُسکو حاصل ھوتي ھے اور جب وہ بالفعل کے حظوظ نفساني کي روک تھام کرتا ھی تو منافع اُسکو ملتا ھی مگر ھر ایک ملک میں بہت سي پیداوارں ایسي بھي ھوتي ھیں کہ وہ بلامشقت ھاتھہ آتي ھیں اور جو لوگ ایسي پیداوار کو پاتے ھیں نہ محنت کرتے ھیں اور نہ احتساب کرتے ھیں بلکہ صرف وہ اوروں کي پیشکشوں کے قبول کرنے کے واسطے ھاتھہ اپنا پھیلاتے ھیں *

•احتساب اور محنت کي انسانوں کو مستق رھنے کے واسطے موجود ھونا قدرتي قوتوں کا ضروري ھے جنمیں انساني قوتوں کو داخل نہ سمجھنا چاھیئے منجملہ اُن قدرتي قوتوں نے بعض بعض قوتیں کثرت سے موجود ھونے اور اُن کے برتنے کے طریقوں کے مشہور ھونے کے سبب سے خاص تصرف کے قابل نہیں اگرچہ وہ بجائے خود مفید و سود مند ھیں مگر اس باعث سے کہ وہ سب کو کمال آساني سے ھاتھہ آجاتي ھیں انکي کچھہ قیمت نہیں ھوتي اور جو پیداوار کہ قدرتي قوتوں کے ذریعہ سے حاصل ھوسکتي ھی جہاںتک

اُسمیں اخیاب و محنت کا دخل ہوتا ہی وہانتک اُس پیداوار کي قیمت ہوتي ہی بطور برس پیداوار مذکور اُس قیمت سے فروخت ہوتي ہی جو اجرت اور منافع کي تعداد سے زیادہ نہیں بلکہ برابر ہوتي ہی اور اگر جاري رہنا اُس پیداوار کا منظور ہوتا ہی تو اُسقدر قیمت ملني رہني چاہئیے چنانچہ انگلستان اور امریکہ کے جنگلوں میں لکڑي پیدا ہونے کے لئیے قدرتي قوتوں کے موجود رہنے کي ضرورت برابر ہے مگر فرق اتنا ہے کہ امریکہ کے جنگلوں میں لکڑي کي مقدار حصول بیحد ہی چنانچہ ایک امریکہ کے رہنے والے کے جھونپڑے میں اُس لکڑي کي قیمت جو اُس جھونپڑے میں لگی ہوئي ہی ان قدرتي ذریعوں کے سبب سے جسسے وہ پیدا ہوتي ہی نہیں لگائي جاتي کیونکہ جبر کا درخت جب تک جنگل میں کھڑا رہتا ہی اُسکي کوئی قیمت نہیں ہوتي بلکہ خریدار اُس لکڑي کا صرف اُس اخیاب و محنت کي وہ قیمت دیتا ہے جو لکڑي کے کاٹنے بنانے میں ضروري ہوتے ہیں *

مگر کسی مخصوصہ قدرتي ذریعہ کي مدد سے کسي پیداوار کا نہ بننا اُس حالت کے زیادہ قیمتي ہوجانا ممکن ہی جس حالت میں وہ بلا اعانت قدرتي ذریعہ کے صرف اخیاب اور محنت کے سبب سے قیمتي ہوتي اور وہ پیداوار مذکورہ اُتني قیمت پر فروخت ہوتي ہے جو منافع اور اجرت کي تعداد سے کسقدر زیادہ ہوتي ہے اور اُس قیمت میں سے منافع اور اجرت کو محنتي اور سرمایہ والا لیتا ہی باقي جو کچھہ بچتا ہی وہ اُس قدرتي ذریعہ کے مالک کا حق ہوتا ہی اور مالک کو وصول ہونے کا یہہ باعث نہیں کہ اُسنے محنت کي یا اخیاب کو عمل میں لایا بلکہ یہہ باعث ہی کہ اُس شے کے برتنے جانے میں وہ مالک مزاحم ہوا جسکا وہ مزاحم ہوسکتا تھا یعني اُسنے مملوکہ قدرتي ذریعہ کے استعمال کي اجازت دي *

اگر انگریزي بلوط کے درخت کي قیمت میں سے پودہ لگانے والے کي اجرت اور اُن لوگوں کے اخیاب کا منافع جنہوں نے سو برس تک اُس پیڑ کو پالا منہا کیا جاوے تو باوجود اِسکے بھي کسي نہ کسي قدر حق استعمال زمین کا جسپر درخت نے پرورش پائي دیا جاتا ہی اور یہہ حق انسان کي کارگذاري کا نتیجہ نہیں بلکہ قدرتي ذریعہ کي قیمت ہی *

منجمله قدرتي ذريعوں کے زمين اپنے درياؤں اور سمندروں اور کھانوں سميت ايک بڑا ذريعه هی اور جس شاذ و نادر حالتوں ميں کار آمدني زمين کي مقدار غير محدود هوتي هے وه ايسي حالتيں هوتي هيں جيسے که پہلے پہل بودباش آدمي کي کسي ملک نو آباد ميں هوتي هی تو هرفرد بشر کو زمين هاتهه آجاتي هی اور اس باعث سے که اُس زمين کے استعمال کے عوض ميں کسي کو کچهه دينا نہيں پڑتا کل پيداوار کا مالک صرف کاشتکار هوتا هی اور تقسيم اُسکي منافع اور اُجرت کے نام سے سرمايه والوں اور محنت کرنيوالوں ميں هو جاتي هی جنکے اسباب و محنت کا نتيجه هوتي هی *

مگر تمام پرانے ملکوں بلکه اباديوں ميں بهي اُنکے بسنے پر تهوڑا عرصه گذرنے ميں بعض بعض ايسي ايسي زمينيں پائي جاتي هيں که اُنسے خواه قسم زمين يا اُسکے موقع کي عمدگي سے ايسا محاصل حاصل هوتا هی جو سرمايه اور محنت کے اوسط معاوضه سے زايد هوتا هی اور ايسي زمينوں کو اگر زميندار آپ کاشت کرے تو اُسکو مزدوروں کي مزدوري اور اپني سرمايه کے منافع کے وضع کرنے کے بعد کچهه بچت هووے اور اگر آپ کاشت نکرے اور کسي اور سرمايه والي کو لگان پر دے تو بهي وه بچت اُسکو ملنيگي اور زمين مذکور کا کاشتکار ايسي صورت ميں اپنا منافع اور محنتي اپني اجرت اسطرح پاوينگے که گويا اُس زمين ميں سرمايه اور محنت کے اوسط معاوضه سے کچهه زياده نہوا کيونکه جو کچهه فاضل رها وه زميندار کا حق هی اور اس صورت ميں کل پيداوار کے بجاے دو حصوں کے تين حصے هوجاتے هيں يعني زرلگان اور منافع اور اجرت اور اگر زميندار هي اپنا سرمايه لگاوے يعني اُس زمين کو آپ بووے تو اُن حصوں ميں سے دو حصے يعني لگان اور منافع پاتا هی اور اگر غير شخص کے سرمايه سے کاشت هوے دينا هی تو وه صرف لگان پاتا هی مگر يهه بات ضرور هی که زمين کا مالک زرلگان پاتا هی خواه وه منافع سميت پاوے خواه بلا منافع پاوے اور جب که تمام ملک ميں خاص خاص ملکيتيں قايم هوجاتے هيں تو گو يهه امر صحيح هی که پيداوار ميں سے تهوڑي سي پيداوار کچهه زياده سرمايه لگانے کے باعث سے بدوں ادا کرنے زياده زرلگان کے حاصل هوتي هی اور اسي سبب سے اُس پيداوار کو لاخراجي

کھیے ھیں مگر باوجود اسکے یہہ بات بھی ایسی واضح ھی کہ کوئی بیگھہ بسوہ جو زیر کاشت ہوتا ھی زرلگان سے خالی نہیں ہوتا اور یہہ زرلگان قسم زمین اور حالت اور موقع کے بموجب کم و بیش ہوتا ھے مگر مقدار اراضی کی محدودیت اور قوت پیداوار کی موجودگی کے باعث سے زرلگان کا ہونا ضروری و لابدی ھی *

اگرچہ یہہ بات ظاہر ھی کہ اراضی بڑا قدرتی ذریعہ ھی مگر صرف یہی قدرتی ذریعہ قابل قبضہ کے نہیں بلکہ علاوہ اُسکے اور بھی قدرتی ذریعے موجود ھیں چنانچہ قدرتی افعال کے علم ھی سے اُس علم کے حاصل کرنیوالیکو جب تک کہ عمل اُس علم کا مخفی رہتا ھی یا قانوں کے ذریعہ سے محدود و محصور رکھاجاتا ھے ایسا محاصل ملتا ھی جیسے کہ زمین کا لگان ہوتا ھی ایک گنوار نائی کو یہہ ترکیب سوجھی تھی کہ وہ بیلنوں کی کل کے ذریعہ سے روئی کا سوت کاتتا تھا چنانچہ تھوڑے دنوں کے بعد اُسکو بدولت اُس ترکیب کے اسقدر دولت ھاتھہ آئی کہ بڑے بڑے دولتمندونکو بھی نصیب نہوئی تھی اور اُس دولت سے زیادہ ڈاکٹر جنر صاحب کو دولت ھاتھہ آجانی ممکن تھی اگر وہ صاحب اسباتکو قبول کرتے کہ وہ اُس § علم ایجاد کردہ اپنے کو اوروںکے ھاتھوں سے الگ تھلگ رکھہ کر صرف اپنے قبض و تصرف میں رکھتے جس سے لوگوں کو بڑا فائدہ پہونچا *

جب کسی سے معدن کا موجد اُس کو خود عمل میں لاتا ھی تو وہ شخص اُس مالک کی مانند ہوتا ھے جو اپنی زمین پر خود کاشت کرتا ھے اور اُس شے کی پیداوار سے بعد ادائے اوسط اجرت محنت اور اوسط منافع سرمایہ صرف شدہ کے تھوڑا بہت محاصل باقی رہتا ھے اور یہہ سرمایہ اور محنت کا ثمرہ نہیں ہوتا بلکہ اُس ایجاد کا ثمرہ ہوتا ھی جو انسان کی پیدا کی ہوئی نہیں ھی بلکہ وہ قدرتی پیدایش ھی اگر وہ شخص آپ اُس شے یا ایجاد کو عمل میں نہ لاوے بلکہ دوسرے شخص کو اختیار اُسکے برتنے کا دے تو اُس شخص موجد کو وہ حاصل روپیہ ایسے حاصل ہوتا ھی جیسے کہ مالک اراضی کو زرلگان اُسکا ملتا ھی یہانتک

§ اس علم سے مراد ٹیکا لگانے کی ترکیب ھی جو چیچک کا علاج ھی اس ترکیب کو ڈاکٹر جنر صاحب نے سنہ ١٧٩٨ ع میں ایجاد کیا تھا *

که بلاد انگلستان میں اُس روپئے کو بھي رن لگان اندر کهتے هیں چنانچه
جب کسي نئي ترکیب نکالنے والےکو اُس ترکیب کی † سند سرکار دولت
مدار پادشاه سے عنایت هوتي هی تو جو روپیه اُس اسناد سند یافته کو
کسي کارخانه دار سے بمراد استعمال اُس ترکیب کے ملتا هی اُسکو بھي
انگلستان کے تجار اپني اصطلاح میں رنلگان کهتے هیں اور علیٰ‌هذالقیاس
تمام خاص خوبیاں جو کسي حالت اور توسل سے تعلق رکھتي هیں اور سارے
عجیب عجیب اوصاف جسماني اور نفساني قدرتي ذریعوں میں شمار کرنے
چاهئیں اور جو کچھه که بعد ادائے اوسط اجرت اور منافع کے ان خوبیوں
سے حاصل هوتا هے اُسکي متحصل میں کچھه اور خرچ نهیں هوتا زمیندار
اور اُن خوبیوں کے مالک میں صرف اتنا فرق هے که مالک مذکور اُن
خوبیوں کو اور لوگوں کو استعمال کے واسطے بطور تهیکه نهیں دے سکتا هے
بلکه یا آپ عمل میں لاویگا یا معطل رهنے دیگا اور اسي لئے کام ناکام
اپنے سرمایه اور محنت کو اُن پر صرف کرتا رهیگا اور علاوه رنلگان کے اجرت
اور منافع بھي حاصل کریگا اور جب که اسصورت میں تقسیم مذکوره بالا
قایم رکھي جاوے یعني پیداوار میں لگان اور منافع اور اجرت تین قسمیں
قایم کي جاویں تو یهه ترتیب اچھي معلوم هوتي هی اور اگر خاص
خاص تردد اور تکلیفوں کا معاوضه اجرت اور منافع یعني محنت کا عوض
اجرت اور احسان کا بدلا منافع تصور کیا جاوے تو یهه صاف ظاهر هی که
لگان کي اصطلاح میں وه جز پیداوار کا داخل هونا چاهیئے جو بلا تردد
حاصل هوتا هے یعني وه سب اسمیں شامل هی جو سرمایه و محنت
کے معاوضه سے زیاده قدرت یا خوش نصیبي کي بدولت هاتهه آوے اور
حاصل هونے والےکو کچھه کوشش نکرني پڑے *

جسقدر وسعت که مراتب مذکوره میں لگان کے معنوں کو دي گئي
اگرچه وه کسي اعتراض کي مورد نهیں هوسکتي مگر زمین اور زمیندار کے
معنوںمیں وه وسعت دیني نهایت دشوار هی اسلئے که ان لفظوں کے
معنوں میں کسي قسم کي گنجایش نهیں اُنکے معنے کمال وضاحت سے

† کسي موجد کو جو سند ملتي هی وه اس مضمون کي هوتي هي که اُسقدر مدت
تک بدوں اجازت اس شخص کے کوئي اُسکی ایجاد کي هوئي ترکیب کا استعمال
نکرے یهه حکم بموجب ایکٹ ۲۰ سنه ۱۸۴۷ع اور ایکٹ ۱۵ سنه ۱۸۵۹ع کے
هندوستان میں بھي جاري هی

معین اور محدود هیں پس اُنکو ایک ایسي انوکھي اصطلاح ٹھہرانا کہ زمین
کے مفہوم میں تمام قدرتي ذریعے جو خاص خاص ملک ہوسکے قابل ہوں
اور زمیندار کے معنوں میں وہ ہر شخص جو اُن ذریعوں کا مالک ہو داخل
کیا جاوے مخصص سمجھا هی اور اسي وجهہ سے یہہ ضرورت پیش آئي کہ
بجاے الفاظ مذکورہ کے قدرتي ذریعے اور قدرتي ذریعوں کے مالک کي
اصطلاحیں قرار دي جاویں پس تیسرے گروہ میں ایک اصطلاح متصل
کے ذریعوں کے واسطے اور ایک اصطلاح اُن ذریعوں کے مالک کے واسطے اور
ایک اُس حصہ پیداوار کے لئیے جو وہ مالک پاتا هی قائم ہو جاویگی
جیسا کہ پہلے گروہ میں قواے جسماني اور نفساني اور محنتي اور اُجرت
کي اصطلاحیں مقرر کي گئیں اور دوسرے گروہ میں سرمایہ اور سرمایہ والے
اور منافع کي اصطلاحیں هیں مگر اب بهي احتیاج ایک اصطلاح کي باقي
رهي جو اصطلاح محنت اور اصطلاح اجرت کے مقابلہ میں واقع ہووے
یعني جس لفظ سے کہ وہ عمل سمجھا جاوے جسکے ذریعہ سے قدرتي
ذریعوں کا مالک لگان حاصل کرتا هی اور کوئي تکلیف اور خرچ اُسمیں
اُتھانا نہیں پڑتا اور وہ عمل صرف اتنا هی کہ وہ شخص اپنے مملوکہ ذریعہ کو
بیکار و معطل رهنے نہ دے۔ اسلئیے یہہ بات ضرور نہیں کہ اُس عمل کے لئیے
کوئي خاص نام مقرر کیا جاوے جب کوئي شخص اپنے قبض و تصرف
میں کوئي ملکیت رکھتا هی تو یہہ فرض کیا جاتا هی کہ وہ شخص اُس
ملکیت کو بیکار نہیں چھوڑتا بلکہ وہ اُسکو خود استعمال کرتا هی یا کسي
کرایہدار کو دیتا هی اور یہہ معمول و مروج هی کہ لگان کا پانا لفظ مالکیت
سے مفہوم ہوتا هی اور جب کہ لفظ حصہ کے معنے قدرتي ذریعوں کے مالک
کي نسبت اسطرح استعمال کئیے جاویں کہ اُس سے اُس ذریعہ کے فائدہ
کا وصول ہونا یعنے زر لگان کا حاصل ہونا سمجھا جاوے تو کچھہ قباحت
لازم نہیں آتي هاں اکثر اوقات ایسا ہوتا هی کہ آدمي کي استعداد ذاتي
کاهلي کے باعث سے مختص بیکار پڑي رهتي هی لیکن ایسي صورت میں
علم انتظام مدن کي رو سے وہ استعداد اُسکے حصہ سے خارج سمجھني
چاهیئے اور حقیقت بهي یہي هی کہ جب لیاقت کا استعمال نہ کیا جاوے
تو وہ لیاقت مفید نہیں ہوتي *

اگرچہ کل پیداوار کي تقسیم دو حصوں پر منحصر ہوتي هی تاهم

ایک وہ حصہ جسکو سرمایہ والا لیتا ہی اور دوسرا وہ جسکو محنتی پاتا
ہی اور تیسرا وہ جسکو مالک اُن قدرتی ذریعوں کا وصول کرتا ہی جو
پیداوار کے پیدا کرنے میں شریک ہوتے ہیں مگر یہہ اِتفاق بہت
کم ہوتا ہی کہ کسی ایک کام یا شی کی پیداوار کی تقسیم اقسام
مذکورہ پر حقیقت میں واقع ہووے قاعدہ مذکورہ کے قریب قریب اُن
صورتوں میں تقسیم ہوئی ہی کہ مختلف گروہوں کے پیدا کرنے والے باہم
شریک و منہدم ہو جاتے ہیں اور اُسپر اتفاق کرتے ہیں کہ مشترک کوششوں
کی پیداوار فروخت ہوکر زر ثمن اُسکا باہم تقسیم ہوگا اور یہہ نوع شراکت
اکثر اوقات ارباب محنت اور مالکان سرمایہ میں جب واقع ہوتی ہی
کہ کام کی درستی محنت کرنیوالوں کے جان لڑانے پر منحصر ہوتی ہی
اور سرمایہ والے اُن لوگوں کے کار و بار کی نگرانی نہیں کر سکتے اور یہہ
حال مچھلی کے اُس شکار کا ہی جو مقام † گرینلینڈ میں واقع ہوتا ہی
چنانچہ اُس شکار میں محنت کرنے والوں کو وہ اُجرت بہت کم ملتی
ہی جو پہلے سے مشخص ہو جاتی ہی بلکہ جب دریا کا سفر پورا ہوتا
ہی تو ویل وغیرہ مچھلیوں کی چربی فروخت ہوکر زر ثمن اُسکا جہازی
لوگوں اور مالکوں میں تقسیم ہو جاتا ہی اور یہی کام اُن لوگوں میں ہوتا
ہی جو دشمنوں کے جہازوں کو اپنے ذاتی خرچ سے جہاز بناکر اپنے
گورنمنٹ کی استعانت کے واسطے لوٹتے ہیں اور باقی اور دریائی کاموں
میں جو فائدہ کے واسطے کیئے جاتے ہیں ایساہی ہوتا ہی اور وہ طریقہ
بھی اِسی طریقہ کے لگ بھگ ہی جسمیں اراضیات کو بٹائی پر دیا جاتا
ہی اور بلاد یورپ میں وہ دستور مروج ہی اور یہہ امر ممکن ہی کہ
اِنسانوں کے بعض بعض گروہوں میں یہہ دستور ہمیشہ جاری رہے اور حقیقت
اُسکی یہہ ہی کہ زمیندار کاشتکار کو زمین اور سرمایہ دیتا ہے اور آدھی پیداوار
اُس سے بابت لیتا ہے اور نصف باقی کاشتکار کی محنت اُسکے مزدوروں کی
مزدوری میں محسوب ہوتی ہے مگر یہہ ایسی مستثنی باتیں ہیں جو
خاص خاص ضرورتوں کی وجہہ سے کرنی پڑتی ہیں یا ناکامل ترتیب
یافتہ انسانوں کے افلاس و جہالت کے باعث سے ہوتی ہیں اور معمول اور
مروج یہہ ہے کہ ایک شخص کی نسبت یہہ تصور کیا جاتا ہی کہ وہ

† یہہ ایک ملک امریکہ کے شمال میں واقع ہی اور ویل مچھلی اُسکے قریب ملتی ہی

کل پیداوار کے پانے کا مستحق ھی اور باقي لوگونکو اُنکي محنت مزدوریکا مول دیتا ھی اور جو کوئي کل پیداوار کا مستحق ھی وھي سرمایہ والا ھی اور جسقدر روپیہ اجرت اور لگان کي وجہہ سے دیتا ھی وہ محنتوں کي خدمتوں اور قدرتي ذریعہ کے استعمال کا مول ھوتا ھی *

اکثر اوقات ایسا واقع ھوتا ھی کہ جب پہلے پہل قدرتي ذریعہ بڑھتا جاتا ھی اور مزدوروں سے کام لیا جاتا ھے تو شروع کام سے تکمیل پیداوار تک بہت عرصہ گذر جاتا ھے چنانچہ انگلستان میں ایسا اتفاق بہت کم ھوتا ھے کہ بونے کے بعد ایک برس گذرنے پر کھیتي کٹتے اور مویشي کي طیاري کو اُس سے زیادہ دن لگتے ھیں اور گھوڑے کے طیار ھونے پر اُس سے بھي زیادہ عرصہ گذر جاتا ھی اور درختوں کے بونے سے لکڑي کے قابل فروخت ھونے تک ساتھہ ستر برس کا عرصہ گذر جاتا ھی پس یہہ امر ظاھر ھی کہ زمیندار اور محنتي زرمعاوضہ کا انتظار اتني مدت نہیں کرسکتا اور حقیقت یہہ ھی کہ ایسا انتظار بعد ایک امر احساني ھی یعني زمین اور محنت اسواسطے صرف میں آئي کہ بعد ایک مدت کے فائدہ ھاتھہ آئے عوض کہ جو سرمایہ والا ھوتا ھی وہ زمین و محنت کے خرچ ادا کرتا ھی اور اُسکو عوض مناسب یعني منافع حاصل ھوتا ھے اور وہ سرمایہ والا زمیندار اور محنتيؔ اور اکثر کسي پہلے سرمایہ والے کي امداد و اعانتونکا مول پیشگي ادا کرتا ھی یعني زمین و سرمایہ کا کرایہ ایک کو اور طاقت جسماني اور نفساني کا کرایہ دوسرے کو دیتا ھی اور کل پیداوار کے پانیکا مستحق ھوتا ھی بلحاظ اُس نسبت کے جو پیداوار کي مقدار زر پیشگي کي مقدار سے رکھتي ھی اور نیز اُس مدت کے لحاظ سے جسکے واسطے زر پیشگي دیا جاتا ھی سرمایہ والوں کے کام کي درستي ھوتي ھی اسلیئے کہ اگر مقدار مالیت پیداوار مقدار زرپیشگي سے کم ھوتي ھے تو سرمایہ والا نقصان اوٹھاتا ھے اور اگر دونوں برابر ھوویں توبھي اُسکو نقصان پہونچتا ھے اسلیئے کہ اُسکو احسان کا فائدہ نہ پہونچا یعني اُسکو سرمایہ پر سود نملا اور اگر مقدار مالیت پیداوار مقدار زرپیشگي سے اتني زیادہ نہیں ھوتي کہ حسب دستور معمولي نرخ منافع کے اُس مدت کي بابت ھوني چاھیئے جسمیں وہ زرپیشگي لگا رھا تو بھي سرمایہ والے کو ضرر پہونچتا ھی عوض کہ ان سب صورتوں میں پیداوار اُس قیمت سے فروخت ھوتي ھے

جو سرمایہ والے کے حق میں لاگت سے کم ہوتی ہی پس سرمایہ کا لگانا ایک امر موہوم کی توقع پر ہوتا ہی یعنی حقیقت میں وہ ایک بار آور قوت کی معین مقدار کا خریدنا ہوتا ہی جس سے معاوضہ کا حاصل ہونا ممکن بھی ہی اور غیر ممکن بھی ہی *

پس یہہ عام کلام علم انتظام مدن والونکا کہ زمیندار اور سرمایہ والا اور محنتی لوگ پیداوار کے باہم تقسیم کرنے والے ہوتے ہیں قابل سماعت نہیں اس لیئے کہ اکثر صورتوں میں پہلے پہل تمام پیداوار سرمایہ والے کی ہوتی ہے اور وہ اُسکو پہلے لگان اور اجرت ادا کرکے اور پھر اخراجات اخبار کرکے یا کسی دوسرے سرمایہ والے کے اخراجات کی قیمت ادا کرکے خریدتا ہے اور جبکہ پیداوار کو سرمایہ والا پاتا ہی تو کچھہ جزو اُسکا اپنے صرف میں لاتا ہی اور باقی سب ڈالتا ہی یہانتک کہ اگر وہ چاہے تو کل زر قیمت پیداوار کو اپنے عیش و نشاط کے سامانوں کی خرید میں صرف کرے مگر وہ شخص اُس قیمت کا کوئی جزو زمین و محنت کے کرایہ میں بایں نظر صرف نکرے کہ اُسکی اعانت سے پیداواری کا کام باقی چلتا رہی یا پھر شروع کرے تو وہ سرمایہ والا بڑھیگا اور ایسا اتفاق اکثر ہوتا ہی کہ جب تک وہ شخص اُسیقدر زمین اور محنت کے کرایہ پر لینے میں جسقدر کہ اُسنے پہلے لی تھی کافی سرمایہ نہ لگاوے تو پورا منصب اُسکا سرمایہ والوں کے طریقوں پر قائم نہیں رہتا اور اگر وہ چاہی کہ دنیا میں بڑا آدمی کہلائے تو اُسکو عموماً یہہ مناسب ہی کہ بار آور قوت کی خریداری میں جسقدر وہ روپیہ صرف کرتا ہی اُسکو ایک ہی مقدار پر قائم نرکھے بلکہ اُسکو بڑھاتا جاوے جیسے کہ ایک آدمی نے ایک برس کے واسطے دس ہزار روپیہ کے کرایہ پر ایک زمین اجارہ لی اور محنت کرنے والوں کو اجرت کی بابت دس ہزار روپیہ دیئے اور اور سرمایہ والوںسے کشاورزی کے اسباب خرید نے میں دس ہزار روپئے صرف کئے اور آخر سال پر کل پیداوار کو چوالیس ہزار روپئے کو فروخت کیا تو اُسکو اختیار حاصل ہے کہ کل روپئے کو اپنے عیش و نشاط میں صرف کرے یا صرف چار ہزار روپیونکو عیش و نشاط میں خرچ کرے اور باقی روپیونکو زمین کے کرایہ اور محنت کرنیوالوں کی اجرت اور اسباب زراعت کی خرید میں خرچ کرے یا صرف دو ہزار روپئے اپنے عیش و عشرت میں صرف کرے اور چالیس ہزار روپیوں کی جگہہ

چالیس ہزار روپیہ زمین کے کرایہ اور زیادہ محنتیوں کی اجرت اور زیادہ
اسباب زراعت کی خرید میں لگاوے اور اس طرح سے سرمایہ و منافع
کی نسبت حاصل کرے غرض کہ جس طور سے چاہے وہ اُس چوالیس
ہزار روپیہ کو خرچ کرے مگر اُسکو یہہ امر ضروری ہی کہ مالکان اراضی
جنمیں تمام قدرتی ذریعوں کے مالک شامل سمجھے جاتے ہیں اور
محنت کرنیوالوں اور سرمایہ والوں کو وہ روپیہ دیوے *

اصطلاحات مذکورہ بالا پر یہہ اعتراض کیا گیا کہ وہ اصطلاحیں ناکامل
ہیں اسلیئے کہ لگان اور منافع اور اجرت سے وہ جزو پیداوار سالانہ کے
مفہوم ہوتی ہیں جنکو پیدا کرنے والے اپنی حظ نفسانی کے سامانوں
میں صرف کرتے ہیں اور وہ ایک قوم کی آمدنی ہوتی ہی اور علاوہ اسکے
پیداوار مذکورہ کا ایک بڑا جز سرمایہ کے طور پر نہ آمدنی کے طور پر ایسا
چاہیئے کہ اُسکے استعمال سے یہہ غرض نہو کہ زمینداروں اور محنتیوں اور
سرمایہ والوں کی حاجتیں پوری ہوویں اور عیش و عشرت کے سازوسامان
مہیا کیئے جاویں بلکہ صرف ایسی غرض ہووے کہ پیداوار کے وسیلہ قائم
رہیں چنانچہ منجملہ کل آمدنی اُس سرمایہ والے کے جسکی آمدنی
چوالیس ہزار روپیہ فرض کیئے گئے یہہ متصور ہوسکتا ہی کہ دوہزار روپیہ
کا غلہ قائم کرکے زمین میں تخم ڈالا جاوے اور دوہزار روپیوں کو مویشیوں
کی خوراک میں خرچ کیا جاوے تو یہہ اعتراض وارد ہوسکتا ہی کہ
تخم اور خوراک انکے لگان اور منافع اور اجرت میں شامل نہیں *

جواب اس اعتراض کا یہہ ہی کہ مویشیوں کی خوراک اور تخم
اسباب اور اراضی اور محنت کا نتیجہ ہی اور اسی نظر سے جب تخم
اور مویشیوں کی خوراک پیدا ہوئی تو لگان یا اجرت یا منافع میں گنی
گئی اور اس بات سے کہ اُنکو حظوظ بالفعل میں خرچ نہیں کیا گیا
پیداوار آیندہ میں صرف ہوئے اُنکی خاصیت نہیں بدلتی جب تخم اور
خوراک پیدا ہوئے تو وہ آمدنی میں شامل تھی اور اُنکا سرمایہ ہوجانا
ایک ایسی بات ہی کہ وہ بعد کو واقع ہوئی کوئی شخص اس کلام پر
اعتراض نہیں کرسکتا کہ فلاں محنتی نے اپنی اجرت سے کوئی جزو بچاکر
اپنے باغ کے سامان کی درستی میں صرف کیا اگر لفظ آمدنی سے صرف
یہہ سمجھا جاوے کہ مقدار آمدنی کی صرف اُسیقدر ہوتی ہی جو رفع

حاجات اور خرید سامان حظوظ نفسانی میں صرف ہوا کرتی ہی تو یہہ عام کلام کہ وہ آدمی اپنی آمدنی سے کم خرچ کرتا ہی غلط ہوجاتا ہی *

شاید امر مرقومہ بالا سرمایہ کے حال قدیم کی چھان بین سے واضح ہوگا پہلے زمانہ میں پیداوار کے وسیلہ ایک محنت اور باقی وہ بارآور ذریعے تھے جو خود قدرت سے مہیا ہوتے ہیں اور زمین کے پہلے رہنے والوں کو صرف لگان اور اجرت حاصل ہوتی تھی مگر بعد اُسکے جب وحشی آدمیوں نے جانوروں کو قید کرکے اس غرض سے پالا کہ اُنسے اور جانور پیدا ہوویں اور تھوڑے تھوڑے دانے غلہ کے بیج کی نظر سے رکھہ چھوڑے تو اُنھوں نے سرمایہ کی بنیاد ڈالی اور جانوروں اور اُس بیج سے جو پیداوار ہوئی اُسمیں کچھہ لگان اور کچھہ اجرت اور کچھہ سرمایہ شامل تھی اگرچہ انھوں نے اُس تمام پیداوار کو حظوظ بالفعل میں صرف نہیں کیا تب بھی اُس پیداوار کی وہی حالت رہی *

ہاں یہہ بات تسلیم کرنی چاہئیے کہ متحصلہ پیداوار سالانہ کے جو جزو جاندار اور غیر جاندار سرمایہ کے قائم رکھنے میں صرف ہوتا ہی اور اُس جزو کو لگان یا اجرت یا منافع کے نام سے پکارنا معمول اور رواج کے خلاف ہی اور حقیقت میں کوئی خاص نام بھی اُسکا نہیں ہی مگر ہمکو یہہ نہایت عمدہ ترتیب معلوم ہوتی ہی کہ اُس جزو کے استعمال آیندہ سے قطع نظر کرکے اُس کو اُسکے مالک کے لحاظ سے لگان یا محنتانہ یا منافع میں تصور کریں *

مبادلہ کا بیان

واضح ہو کہ مراتب مذکورہ بالا میں عام ترتیب اُن شخصوں کی مذکور ہو چکی جنمیں وسایل تحصیل کے مختلف نتیجوں کی تقسیم ہوتی ہی اور اب ذکر اُن عام قاعدوں کا کیا جاتا ہی جنکی رو سے یہہ انتظام ظہور میں آتا ہی کہ مبادلہ میں ایک پیداوار کی کسی مقدار کے بدلہ میں دوسری پیداوار کی کسی مقدار حاصل ہوتی ہے اس معاملہ کا اُسی موقع پر کچھہ کچھہ لحاظ کیا گیا جہاں مالیت کی بحث ہمنے کی ہی مگر اس لیئے کہ جبتک الفاظ تحصیل اور اجرت اور منافع اور

لگان کي توضیح اچھي طرح نہوئي تھي تو مسائل مفصلہ ذیل کے علاوہ کوئي تحریر اُسوقت نہوسکي *

پہلے یہہ کہ وھي چیزیں مبادلہ کے قابل ھیں جو انسان کي صلاحیت رکھتي ھیں اور مقدار حصول اُن کي محدود ھی اور راحتوں کے پہونچانے اور تکلیفوں کے روکنے کي قابلیت یا واسطہ یا بلا واسطہ رکھتي ھیں اور اس قابلیت کو افادہ کہتے ھیں دوسرے یہہ کہ اُن دو چیزوں کي باھمي قیمتیں جسسے یہہ غرض ھوتي ھی کہ منجملہ اُن کے ایک چیز کي کسقدر مقدار کا مبادلہ دوسري چیز کي کسقدر مقدار سے ھوسکتا ھی اُن دو قسم کے سببوں پر منحصر ھیں ایک وہ جنکے ذریعہ سے ایک چیز کا افادہ اور مقدار حصول کي محدودیت ظہور میں آتي ھی اور دوسرے وہ جنکے وسیلہ سے دوسري چیز کا افادہ اور مقدار حصول کي محدودیت قایم ھوتي ھی چنانچہ جن سببوں سے کسي جنس یا خدمت کي مقدار حصول کي محدودیت اور افادہ ظہور میں آتا ھی اُنکا نام ھمنے اُس جنس یا خدمت کي مالیت کے اسباب اصلي رکھا ھی اور اسي نام سے پکارے جاتے ھیں اور جن سببوں سے اُن جنسوں یا خدمتوں کي مقدار حصول کي محدودیت اور افادہ ظاھر ھوتا ھی جنسے جنس یا خدمت مذکورہ بالا کا مبادلہ ھوسکتا ھی اُنکا نام ھمنے اُس جنس یا خدمت کي مالیت کے اسباب خارجي رکھا ھی تیسرے یہہ کہ مالیت قائم ھونے کے واسطے مقدار حصول کي محدودیت جسکو عام محاورہ میں قلت اضافي ھیں اگرچہ بالکل کافي وافي نہیں ھوتي مگر تقرر مالیت کے لیئے ایک جزو اعظم سمجھي جاتي ھی اور اُسپر افادہ کا جسکو مانگ بھي کہسکتے ھیں حصر ھوتا ھی جب کہ مالیت کي بحث ھوئي تھي تو مقدار حصول کے ذریعوں کا مذکور نہیں ھوا تھا مگر اب یہہ بیان کرکے کہ احسان اور محنت اور قدرتي ذریعے تین وسیلہ پیداوار کے ھیں توضیح اسباب کي کیجاتي ھی کہ کس کس مانع سے پیداوار کي مقدار حصول محدود ھوتي ھی اور کس کس طریق سے تاثیر اُن موانع کي اسباب مبادلہ کي باھمي مالیتوں پر ھوتي ھی *

قیمت کا بیان

واضح ہو کہ اگلی بحث میں لفظ عام مالیت کی جگہہ لفظ قیمت کا عموماً اِستعمال کیا جاویگا جس سے مالیت کے معنی روپیہ کی صورت میں سمجھے جاوینگے *

واضح ہو کہ کسی شی کی مالیت عامہ جس سے وہ مقدار اور سب اشیاء کی مراد ہوتی ہی جو شی مذکور کی ایک مقدار معروض کے معاوضہ میں حاصل ہوسکتی ہی دریافت نہیں ہو سکتی مگر خاص مالیت اُس شی کی دوسری شی کی صورت میں مبادلہ کے ذریعہ سے تحقیق ہو سکتی ہی اور ہر مبادلہ کرنیوالے کو یہہ خواہش رہتی ہی کہ تھوڑا دیوے اور بہت سا لیوے تو حتی‌الامکان اُسکو کمال صحت سے یہہ تحقیق کرنی پڑتی ہی کہ تمام اسباب مبادلہ کی مالیت کے دوں دوں سے اصلی سبب ہیں مگر یہہ کام بڑا دسوار ہی چنانچہ ایسے مبادلہ کا رواج گھٹانے کے واسطے جس میں ہر شی کے اصلی سبب تحقیق کریے پڑیں بڑی بڑی تدبیریں عمل میں ائیں نہایت عمدہ تدبیر یہہ ہاتھہ ائی کہ اب ایک مبادلہ یا چند مبادلوں کا ایک متوسط اندازہ اُسی قسم کے آیندہ مبادلوں کے واسطے نمونہ قرار پاتا ہی اور اُسی تدبیر کے پھیلانے سے ہر قسم کے مبادلوں کے واسطے وہی نمونہ قائم ہو سکتا ہی چنانچہ اگر تجربہ کی رو سے یہہ امر دریافت ہو کہ جب مختلف دو چیزوں کی معروض مقداریں تیسری چیز کی مقدار معروض سے مبادلہ ہوتی ہیں تو اُن دو چیزوں کی مالیت کی مناسبت حاصل ہو جاتی ہی یعنے اُنکی مالیت کی مقدار تیسری شی کے حساب کرنے سے دریافت ہوجاتی ہی یہاں تک کہ اگر ایک چیز بلکہ ایک نوع کی کئی چیزیں جنمیں ہر چیز ایکسی صفت رکھتی ہو منتخب کی جاویں جنکے ذریعہ سے ہر طرح کا مبادلہ عمل میں آوے تو یہہ امر صاف ظاہر ہی کہ انتخاب مذکور سے بہت سے فائدے متصور ہیں چنانچہ ایک فائدہ یہہ ہی کہ سب لوگ اصلی سببوں کو جنکے ذریعہ سے شی منتخب مالیت والی ہوتی ہی کمال تحقیق و تصحیح سے دریافت کرسکتے ہیں اور مبادلہ کی دقت و دسواری آدھی رہجاتی ہی اور دوسرا فائدہ یہہ ہی کہ اگر دو چیزوں میں مبادلہ کرنا منظور ہو تو تیسری چیز کی ایک مقدار معروضہ

کے عوض میں اُن دونوں چیزوں کي وہ مقدار جسکا مبادلہ جسطرح معمول و مروج ہو دریافت ہوسکتي ہے اور دونوں چیزوں کی مالیت کي مناسبت معلوم ہوجاتي ہی اور جو چیز کہ مبادلہ کے واسطے عام وسیلہ ٹہرائي گئي خواہ وہ نمک ہو جیسے کہ ایبسینیا میں مروج ہے یا وہ کوڑي ہو جیسے کہ ملک گنی کے کناروں پر جو اِفریقہ کي جانب غرب میں واقع ہی معمول ہے یا قیمتي دہاتیں جیسے کہ یورپ کے ملکوں میں رایج ہی وہي چیز زر یا روپیہ پیسہ کہلاتي ہی اور جبکہ اُس سے کا عمل درآمد قایم ہو جاتا ہے تو روپیہ کي صورت کي مالیت ہي یعني قیمت ایسي مالیت ہوتي ہے جس سے سب واقف ہوتے ہیں اور اسلیئے کہ سونا چاندي جنکو تمام شایستہ قومیں روپیہ کی صورت میں استعمال کرتي ہیں نہایت کمیاب اور پایدار ہیں اُنکے اصلي اسباب کي جہت سے اُنکي مالیت میں تبدیل نہیں ہوتي نظر بوجوہ مرقومہ بالا یہہ بہتر سمجہا جاتا ہے کہ اگلي بحث میں مالیت عامہ کے بجاے قیمت کا استعمال کیا جاوے اور روپیہ کي مالیت جہانتک اصلي سببوں پر منحصور ہي غیر مبدل تصور کي جاوے *

اس امر کي توضیح سے پہلے کہ جن سببوں سے مقدار حصول محدود ہوتي ہے اُنکي تاثیر قیمت پر کیا ہوتي ہے یہہ بات مناسب متصور ہوئي کہ تحریر اس مسئلہ کي جو صاف بدیہي ہي اور اُسکو ہمیشہ یاد رکہنا چاہیئے قرین صواب اور عین مصلحت ہي یعني جہاں کہیں صرف ایسے قدرتي ذریعے جنکي مقدار حصول اس باعث سے محدود نہیں ہوتي کہ وہ ہر شخص کے ہاتہہ آجاتے ہیں برتے جاتے ہیں تو اُس جگہہ ضرور ہے کہ پیداوار کا افادہ یعنے پیداوار کي وہ قوت جسکے ذریعہ سے بواسطہ یا بلاواسطہ راحتوں کا ایصال اور تکلیفوں کا انسداد ظہور میں آتا ہی اُس تکلیف اور حرج کے موافق ہو جس سے وہ پیداوار ایسي حالت میں حاصل ہوئي ہو کہ پیدا کرنے والے نے اپني کوششوں کا استعمال بیجا نکیا ہو اسلیئے کہ کوئي آدمي ایک شی کے پیدا کرنے میں ایک معین محنت و احتیاط دیدہ و دانستہ صرف نکریگا جب کہ وہ شخص اُسقدر محنت و احتیاط کے ذریعہ سے دوسري شی پیدا کرکے زیادہ آرام و راحت حاصل کرسکتا ہوگا *

اب ہم اُن سببوں کي طرف متوجہہ ہوتے ہیں جنسے مقدار حصول

محدود ہوتي ہی واضح ہو کہ بعض بعض جنسیں ایسے ذریعوں کا ثمرہ ہوتي ہیں جو بالفعل موجود نہیں اور بعضي ایسے ذریعوں کے نتیجے ہیں جنکي بابر ایک عمر محقق عرصہ دراز کے بعد ہوتي ہی ایسي جنسوں کي مقدار حصول نہیں بڑہ سکتي اور نہ اُسکے بڑھنے کي توقع ہوسکتي ہی وہ چیزیں جو قدیم زمانہ کي ہووں اور اگلے لوگوں کي یادگار باقي رہي ہووں وہ پہلي قسم میں شامل ہیں اور بہاںت کم یاب قدرتي یا مصنوعي تمام چیزیں جیسے کہ بڑا ہیرا یا کوئي عمدہ تصویر یا اثاثي مورت دوسري قسم میں داخل ہیں اور ایسي چیزوں کي قیمت کسي قاعدہ کي روسے قرار نہیں پاسکتي بلکہ لوگوں کے شوق و دولت پر منحصر ہوتي ہی اور حقیقت یہہ کہ ایسي چیزوں کي نسبت صرف وہمي ہوتي ہی اسلیئے کہ جیسے لوگوں کے وہم و خیال ہوتے ہیں وہ مول اُنپر منحصر ہوتا ہی چنانچہ کئي برس گذرے کہ ٹک کاک سٹو دس ہزار روپیہ کو فروخت ہوا اور دو برس بعد سات ہزار روپیہ کو فروخت ہوا اور یہہ امر ممکن ہی کہ پچاس برس کے بعد وہی اٹھہ آنہ کو بکے اور نویں صدي میں اگلے زمانوں کي یادگار چیزیں ایسي گراں قیمت تھیں کہ مول اُنکا معین نہوسکتا تھا اور اب وہي اپني بیکاري کے باعث سے کسي مول کے قابل نہیں مقصود یہہ ہی کہ بحث آیندہ میں اسماء موصوفہ بالا سے کچھہ بحث نہوگي بلکہ لحاظ اُن چیزوں کا کیا جاویگا جنکا حصول ازدیاد کے قابل یا کسي قاعدہ مقررہ کے مطابق ہو یا اسقدر قاعدہ سے مناسبت رکھے جو حساب میں آسکتا ہو *

جو جنسیں محنت و اسباب اور قدرت کي اسي مدد سے پیدا ہوتي ہیں جو ہر فردبشر کو نصیب ہوسکتي ہی اُنکي مقدار حصول کا مانع اسباب اور محنت کرنے والونکا نہونا ہی کیونکہ اُنکے پیدا ہونے میں اسباب و محنت ضروري ہیں یعني اُن جنسوں کي مقدار حصول اُس لاگت کے سبب سے محدود ہوتي ہی جو اُنکے پیدا کرنے میں لگتي ہے *

استحصال کي لاگت یعني کسي چیز کے پیدا کرنے کي لاگت کا بیان

وہ لوگ جو آج کل کے علماے انتظام مدن کي تصنیفات سے واقف

رکھتے هیں وہ استحصال کی لاگت کی اصطلاح سے خوب واقف هونگے اگرچہ یہہ اصطلاح علم انتظام مدن کی اور اصطلاحوں کی مانند عموماً مستعمل هی مگر تعریف اُسکی کبھی صحت سے نہیں هوئی اور یہہ بات غیر ممکن معلوم هوتی هی کہ تعریف اُسکی بدوں امداد اصطلاح اجناس یا ایسی هی کسی دوسری اصطلاح کے هوسکتی *

رکارڈو صاحب جنہوں نے استحصال کی لاگت کی اصطلاح کو سب سے پہلے استعمال کیا مراد اُسکی یوں بیان کرتے هیں کہ وہ محنت کی وہ مقدار هی جو کسی جنس کے پیدا کرنے میں صرف کی گئی اور معلوم هوتا هے کہ مل صاحب بھی اپنی کتاب کے تیسرے باب کی دوسری فصل میں استحصال کی لاگت سے یہی محنت مراد رکھتے هیں اور مالتھس صاحب تعریف اُسکی اسطرح کرتے هیں کہ سابق اور حال کی محنت کی وہ مقدار جسکی ضرورت استحصال نے واسطے هوتی هی اور جس مدت تک وہ محنت صرف کیجاوے اُس مدت کی بابت اُس محنت کی اجرت کے تصدی پر معمولی منافع استحصال کی لاگت هیں *

رکارڈو صاحب اپنی کتاب مطبوعہ بارنالٹ کے چھالیسویں صفحہ میں یہہ بات تسلیم کرتے هیں کہ منافع بھی استحصال کی لاگت کا جزو هی اور مل صاحب اپنے لفظوں کو اتنی وسعت دیکر جسکی مناسبت پر همکو اتفاق نہیں منافع کو بھی مفہوم محنت میں داخل کرتے هیں اور اسلیئے ظاهر هوتا هی کہ رکارڈو صاحب اور مل صاحب استحصال کی لاگت کی تعریف میں متفق هیں اور اُنکی اور مالتھس صاحب کی تعریف میں صرف اتنا فرق هی کہ مالتھس صاحب کے نزدیک وہ محنت مقصود نہیں جو صرف هوچکی بلکہ وہ محنت مراد هی جسکا استعمال استحصال کے قائم رکھنے کے لیئے ضروری و لابدی هی اور اسمیں کچھہ شک نہیں کہ اسمقدمہ میں مالتھس صاحب کا قول اسلیئے درست هے کہ کسی جنس معروض کے استحصال یعنے پیدا کرنے پر جو خرچ اور تکلیفیں اوٹھائی گئیں کوئی باثر اُنکی جنس مذکور کی مالیت میں نہیں هوتی اس لیئے کہ خریدار اُن تکلیفوں اور اخراجات پر نظر رکھتا هے جو مبادلہ کے وقت اُس جنس کے پیدا کرنے کے واسطے ضروری هوتی هیں چنانچہ اگر ایک جوڑے جراب کے استحصال کی لاگت اتفاقاً نصف

بڑھجاوے یا دونو هي هوجاوے تو اُس سے یہہ نتیجہ حاصل هوگا که تمام
موجود چیزوں کي مالیت میں باوجود اسبات کے که جو محنت اُنپر
صرف هوچکي اور بدل اُسکي ممکن نہیں کمي بیشي آجاویگي اور جب
که رکارڈو صاحب اور مل صاحب یہہ بات لکھتے هیں که جس جس
میں محنت لگ چکي هے تو بابت اُس محنت کي جنس مذکور کي
مالیت پر هوتي هی تو اُنکي غرض یہہ سمجھي جاتي هی که استحصال
کے حالات متبدل نہیں هوتے *

کرنل ٹارنز صاحب نے استحصال کي لاگت کے معني یہہ بیان کیئے
هیں که وہ وہ سرمایه هی جو استحصال میں صرف هوتا هی غرض که وہ
صاحب منافع کو استحصال کي لاگت کا جزو نہیں ٹہراتے اور اُنکي رایوں
سے اس مضمون کي نہایت وضاحت هوتي هی اسلیئے همکو اُنکا خلاصه
لکھنا ضرور هوا*

چنانچہ وہ فرماتے هیں که جو مصنف بازار کي قیمت اور اصلي
قیمت کو برابر ٹہراتے هیں وہ لوگ معمولي منافع کو اصلي قیمت یعني
استحصال کي لاگت میں داخل کرتے هیں مگر یہہ سرتاسر غلط هی حکمانه
نہیں کیونکه ذخیروں کے منافع استحصال کي لاگت کے جزو نہیں هوتے
بلکه وہ ایک نئي چیز هے جو اُس لاگت کے سبب سے پیدا هوتي هے مثلاً
ایک کاشتکار اپني اراضي کے بونے میں ‡ سو کوارٹر غله صرف کرتا هے اور معوض
اُسکے ایک سو بیس کوارٹر غله پیدا کرتا هی اس صورت میں بیس کوارٹر
غله جو لاگت سے زیادہ پیدا هوا اُس کاشتکار کا منافع گنا جاتا هی مگر اس
مقدار زاید یعني منافع کو استحصال کي لاگت کا جزو قرار دینا محض
بیجا هی اس لیئے که استحصال کي لاگت سوکوارٹر تھي اور اُسکے معاوضه
میں بیس کوارٹر فاضل هاتھہ آیا اور اب اگر یہہ ممکن نہیں که بعد
منہائي مقدار خرچ کے جو فاضل بچتا هی وہ بھي ایک جزو اُس
خرچ کا قرار دیا جاوے اور ایکسو بیس کوارٹر برابر سوکوارٹر کے هوں تو یہہ
بھي ممکن نہیں که بازاري قیمت اصلي قیمت کي برابر هووے اگر
فرض کیا جاوے که بیس روپیه في کوارٹر کي شرح سے غله فروخت هوتا هے
تو مثال مذکورہ بالا میں اُس کاشتکار کي پیداوار کي وہ اصلي قیمت یا

‡ ایک کوارٹر برابر چھہ من سولہہ سیر کے هوتا هی في سیر اسي روپیه بھر

سو کوارٹر غلہ جو استحصال میں صرف ہوا تیس ہزار روپئے ہونگے اور وہ ایکسو بیس کوارٹر غلہ کے جو خرچ مذکور کے معاوضہ میں حاصل ہوئی مول اُنکا دس ہزار چھہ سو روپئے ہونگے غرضکہ جسقدر بازاری قیمت اصلی قیمت یعنی استحصال کی لاگت پر زیادہ ہی وہی منافع ہی پس یہہ بات قرار دینی کہ استحصال کی لاگت میں منافع شامل ہی گویا یہہ کہنا ہی کہ سو کوارٹر غلہ یا دس ہزار روپئے جو کاشت میں صرف ہوئے اُن ایکسو بیس کوارٹر یا دس ہزار چھہ سو روپئے کی برابر ہیں جو اُس زراعت سے پیدا ہوئے *

کارخانہ داری اور کاشتکاری کی منفعتوں میں ذخیروں کا منافع اُنکے استحصال کی لاگت سے علیحدہ شی ہی چنانچہ کارخانہوالا ایک مقدار مصالح اور آلات تجارت اور مزدوروں کی خوراک کی خرچ کرتا ہی اور اُسکے معاوضہ میں ایک مقدار طیار مال کی پاتا ہی اور یہہ امر ضروری ہے کہ آلات و مصالح اور خوراک مذکورہ کے خرچ کی نسبت جنکی پیشگی لگانے سے وہ مال حاصل ہوا مول اُس مال کا زیادہ ہو ورنہ کارخانہ دار کو اِجراے کام کی رغبت باقی نرهیگی یہاں تک کہ اگر مقدار حاصل مقدار خرچ شدہ سے زیادہ نہوگی تو کارخانہ داری یکقلم موقوف ہو جاویگی غرض کہ مصالح و آلات اور خوراک خرچ شدہ کی مالیت سے جسقدر مال طیار شدہ کیْ مالیت زائد ہوتی ہی وہی مقدار زائد کارخانہ والے کا منافع ہوتا ہی اور یہہ بات نہیں کہہ سکتے کہ کارخانہ دار کے ذخیرہ کا منافع اِستحصال کی لاگت میں داخل ہی اِسلئیے کہ اگر ایسا کہا جاوے تو یہہ لغو بات سچی ہوئی جاتی ہی کہ جو کچھہ خرچ سے بچتا ہی وہ بھی خرچ کا جزء ہوتا ہی چنانچہ اگر فرض کیا جاوے کہ آلات اور خوراک و مصالح میں تیس ہزار روپئے کا خرچ پڑا اور مال طیار شدہ تیس ہزار چھہ سو روپئے کی مالیت کا ہی تو فرق ان دو نوں رقموں کا وہ روپئے کی مقدار ہی جو مالک کو بطور منافع هاتھہ ایا خلاصہ یہہ کہ بدوں اس لغو بات کے تسلیم کرنے کے کہ تیس ہزار روپیہ تیس ہزارچھہ سو روپیہ کی برابر ہیں یہہ بات درست نہیں ہوسکتی کہ سالانہ منافع استحصال کے لاگت کی مقدار میں داخل ہوتا ہی *

ذخیرہ کا منافع بجاے اُسکے کہ وہ استحصال کے لاگت کا جزء ٹہرے

ایک ایسی مقدار فاصل ھی کہ بعد وضع کل خرچ کے بچتا ھی اور کاشتکار اور کارخانہ‌دار اپنی منافعوں کو اِجراے کام میں صرف نہیں کرتے بلکہ اُس منافع کو پیدا کرتے ھیں اور جو کچھہ وہ پیسگی لگاتے ھیں منافع کوئی جزء اُسکا نہیں ھوتا بلکہ جو متحاصل کہ اُس سے حاصل ھوتا ھی منافع جزء اُسکا ھوتا ھی اور منافع اجراے کام میں صرف اِسلیئے نہیں کیا جاتا کہ اختتام کام تک وہ خود موجود نہیں ھوتا پس استحصال کی لاگت، یعنی پیسگی سرمایہ منہا ھوکر جو کچھہ فاصل رھتا ھے وھی زر منافع گنا جاتا ھی اور لاگت سے علیحدہ ایک نئی چیز ھوتا ھی بطور بوجوہ مذکورہ بالا یہہ نوبت پہنچی ھی کہ تحریر مرحوم‌الصدر اِسباب کے اثبات کے لیئے کافی وافی ھوگی کہ علماء اِنتظام مدن یہہ مقولہ ھی کہ مال و متاع کا منافع استحصال کی لاگت میں شامل ھوتا ھی اور اصلی قیمت اور بازاری قیمت دونوں برابر ھوتی ھیں صاف غلطی کرتے ھیں اِسلیئے کہ بازاری قیمت وہ کہلاتی ھی جو بازار میں مبادلہ کے ذریعہ سے کوئی شی حاصل کرنے پر دی جاتی ھی اور اصلی قیمت وہ ھی جو قدرت کے بڑے ذخیرہ میں سے کوئی چیز حاصل کرنے پر دی جاتی ھی اور اُس میں سرمایہ کی وہ متعدد چیزیں شامل ھیں جو کسی شی کے پیدا کرنیکے واسطے صرف کی جاویں اور یہہ امر ممکن نہیں کہ اس اصلی قیمت میں وہ زر فاصل داخل ھووے جسکو منافع کہتے ھیں اور وجود اُسکا استحصال کے مدارج کے ساتھہ ھوتا جاتا ھے *

کرنل ٹارنر صاحب کی رائیں وھاں تک واجبی ھیں جہانتک وہ اُن باتوں سے تعلق رکھتی ھیں جن کی وہ چھان بین کرتے ھیں اِسلیئے کہ نفع ایک وسیلہ نہیں بلکہ وہ ایک نتیجہ ھی کہ بدوں اُسکی امید کے استحصال کا کام جاری نہیں رہ سکتا کیونکہ بغیر اس امید کے کوئی کارخانہ‌دار یا کاشتکار اپنے سرمایہ کے غیر بارآور خرچ کرنے سے اجتناب نہیں کرسکتا اور اسیطرح اگر کھانیکی چیزیں بھی ضروری اور مزہ‌دار نہوویں تو کوئی شخص اُنکو حاصل کرنا فصل پیدا کرنے کی لاگت کا کوئی جز منافع اس سے زیادہ نہیں ھو سکتا جیسا کہ غذا پیدا کرنے کی لاگت کا جزو بہوتا ھی یا پوشاک پیدا کرنے کی لاگت کا جز سردی سے محفوظ رھتا ھی * مالتھس صاحب سے بسبب نہونے اصطلاح احساب یا کسی اور ایسی

ھي اصطلاح کی تقریر درست اور صحیح نہیں ہوسکتي معلوم ہوتا ھی کہ اُن صاحب کے دل میں یہہ بات ہوگي کہ محنت کے علاوہ کچھہ اور بھي استحصال کے واسطے ضروري ھی چنانچہ اُنھوں نے خیال کیا ہوگا کہ اکیلي محنت سے ایک کعدست میدان قیمتي لکڑي کا جنگل نہیں ہوسکتا یعني جو آدمي کہ درخت لگاتا ھی اگرچہ وہ پودونکے لگانے اور حفاظت کرنے میں محنت صرف کرتا ھی مگر علاوہ اُسکے حاصلات بعد کي توقع پر تکلیف و بردد بھي سہتا ھی اور بعد اُسکے جو وارث اُسکے ہوتے ھیں وہ لوگ اُن چھوٹے درختوں کو فروخت ہونے کے قابل ہونے تک پہونچنے دیتے ھیں چنانچہ وہ بھي اپنے فائدہ چھوڑ چھاڑکر اپنے وارثوں کے واسطے چھوڑ جاتے ھیں پس معلوم ھوتا ھی کہ مالتھس صاحب نے یہہ امر سمجھا کہ لکري کے استحصال کي لاگت میں یہہ تمام جانکاھیاں بھي داخل ھیں اور جب اُنکے اظہار و تعبیر کے واسطے کوئي لفظ نہ پایا تو اُنکے لیئے وہ نام مقرر کیا جو اُنکے نزدیک کا نام ھی یعني لفظ منافع کا قرار دیا اور جب کہ اُنھوں نے لفظ منافع کو استحصال کي لاگت کا ایک جز قرار دیا تو معلوم ہوتا ھی کہ لفظ منافع سے منافع کے معني مقصود نتھے بلکہ مراد اُنکي وہ کام کاج تھے جنکے معاوضہ میں منافع ملتا ھی اور اسطرح کي غلطي وہ لوگ بھي کرتے ھیں جو اجرت کو استحصال کي لاگت کا جز قرار دیتے ھیں اور حال یہہ ھی کہ مراد اُنکي اجرت نہیں بلکہ جوڑ محنت مراد ھی جسکے معاوضہ میں اجرت ھاتھہ اتي ھی *

باقي کرنل‌ٹارنز صاحب کي غلطي کا یہہ منشا ھی کہ اُنھوں نے ایک امر لازمي کو ترک کیا اسلیئے کہ اگرچہ اُنھوں نے منافع کو استحصال کي لاگت کا جز قرار دیا مگر بجاے اُسکے لفظ احتیاط یا کوئي اور لفظ اُسکے مثل استعمال نکیا اور باوصف اسکے کہ وہ صاحب یہہ تسلیم کرتے ھیں کہ جہاں کہیں مساوي مقدار کے سرمائے برے جاتے ھیں دونوجہاں اگر ایک پیداوار دوسري پیداوار سے زیادہ جلد بازار میں پہونچے تو اُن پیداواروں کي مالیت میں کمي بیشي کا فرق ہو جاتا ھی مگر وہ اُس اصل کو بیان نہیں کرتے جسپر وہ فرق و تفاوت منحصر ھے اور وہ اصل یہہ ھےکہ اگرچہ کمي بیشي کي صورتوں میں محنت برابر ہوتي ھی مگر ایک صورت میں احتیاط تھوڑا عمل میں آتا ھی اور دوسري صورت میں بہت سا برتا جاتا ھی *

استحصال کي لاگت کي تعريف

واضح هو که استحصال کي لاگت سے وہ مقدار محنت و احتیاط کا مجموعہ مراد هی جسکي ضرورت استحصال کے واسطے هوتي هی اور یہہ استحصال کي لاگت جسکي تعریف اِس مقام پر مقصود هوئي دو قسموں پر منقسم هی ایک وہ لاگت جو پیدا کرنے والے یا بیچنے والے کي طرف سے لگتي هی اور دوسرے وہ کہ خرچ کرنیوالے یا خریدار کي جانب سے لگتي هی پہلي قسم میں احتیاط اور محنت هی جسکو ایسا شخص جو کسي قسم کا مال یا کسیطرح کي خدمت فروخت کرتا هی اِس غرض سے گوارا کرتا هی که اِستحصال کو جاري رکھے اور دوسري قسم میں وہ احتیاط و محنت هي جسکو ایسے لوگ جو کسي مال یا خدمت کو مول لیتي هیں اُٹھاتے هیں اگر وہ سب یا اُن میں سے بعضے بجائے خریدنے کے خود پیدا کرتے پہلي قسم کي لاگت بہات تھوڑي قسمت کي اور دوسري قسم کي لاگت نہایت بڑي قسمت کي دلیل هوتي هی کوئي شخص اُس چیز کا پیدا کرنا فروخت کي غرض سے جاري نرکھیگا جسکي قیمت لاگت سے کم ملیگي اور برخلاف اُسکے خریدار لوگ اُس چیز کو خرید نکرینگے جسکو تھوڑے خرچ کرنے پر سب کے سب آپ یا اُنمیں سے بعضے سب کے لئیے پیدا کر سکیے هوں اُن جنسوں کي بلکه اُنکے اُن جزوں اور وصفوں کي مالیت کي نسبت جنکے استحصال پر سب لوگ همت کر سکتے هیں اور اُنکو مساوي فائدہ کے ساتھہ پیدا کر سکیے هیں پیدا کرنیوالے اور خرچ کرنیوالے کي لاگت برابر هوتي هی اِسلیئے اُن کي قسمت محنت و احتیاط کا وہ مجموعہ هی جو اُنکی استحصال کے لیئے ضروري هی اگر اُنکي قسمت گھٹ جاتي هی تو اُجرت یا منافع اُن لوگوں کا جو اُنکے پیدا کرنے میں مصروف هوتے هیں اُس محنت و احتیاط کے در اوسط معاوضہ سے گھٹ جاتا هی جسکا اِستعمال اِجراے اِستحصال کے واسطے ضروري و لابدي هی اور اسي لیئے انجام کار ایسا هوتا هی که اُن جنسوں کا استحصال اُسوقت تک یک لخت موقوف هو جاتا هے یا گھٹ جاتا هے که مقدار حصول کے کم هونے سے اُنکي مالیت پھر ترقي پکڑتي هے اگر استحصال کے لاگت نے قیمت اُنکي زیادہ هوجاتي هے تو پیدا کرنیوالے اپنے محنتوں اور تکلیفوں کے اوسط معاوضہ سے زیادہ معاوضہ پیدا کرتے هیں اِس خبر کے پھیلنے هي اُس کام کرنیکي طرف

جسمیں بڑے فائدہ کا احتمال غالب ہوتا ہی سرمایہ و محنت کی مار مار ہوتی ہی یہانتک کہ جو لوگ پہلے خریداری کرتے تھے وہ پیدا کرنیوالے ہو جاتے ہیں اور جب تک کہ زیادتی مقدار حصول سے استحصال کی لاگت قیمت کے مساوی نہیں ہوجاتی تب تک وہ جوش خروش کم نہیں ہوتا *

کئی برس گذرے کہ لندن والونکا یہہ حال ہوا کہ نیوریور کمپنی کے ذریعہ سے پانی اُنکو ہاتھہ آتا تھا اور مقدار اُس پانی کی جسکو وہ لوگ پہونچاتے تھے اتنی تھی کہ مکانوں کے بڑھنے کے ساتھہ اُسکی قیمت بھی بڑھی اور انجام کار وہ قیمت استحصال کی لاگت سے اتنی بڑہ گئی کہ پانے کے بعض خرچ کرنیوالوں کو پانے کے پیدا کرنے والے ہو جانے کی رغبت ہوئی چنانچہ نئے نئے اور گروہ آب رسانی کے واسطے قایم ہوئے اور جوں جوں پانی کی مقدار حصول زیادہ ہوتی گئی اُسقدر قیمت بھی گھٹتی گئی یہانتک کہ نیوریور کمپنی کے حصوں کی مالیت پہلے کی نسبت قریب ایک چہارم کے رہگئی یعنی ایک لاکھہ پچاس ہزار روپئے سے گھٹتے گھٹتے چالیس ہزار روپئے تک باقی رہگئے اور یقین یہہ ہی کہ اگر لندن کی ترقی ایسی ہی ہوتی رہیگی تو ایسے ایسے معاملے مکرر وقوع میں آوینگے اور پانے کا مول بڑھتا جاویگا اور اُسکی لاگت سے قیمت زیادہ ہو جاویگی پھر نئے نئے گروہ پیدا ہونگے اور جو دقت آج کل لوگوں کو پیش آتی ہی اگر کوئی امر اُس سے زیادہ پانی کی مقدار حصول میں پیش نہوگا تو پانی کی قیمت پھر پھراکر پہلی حالت پر آجاویگی *

اگرچہ ہر قسم کے کام اختیار کرنے کی آزادی ہر ایک کو حاصل ہونے میں استحصال کی لاگت سے قیمت قائم ہوتی ہی مگر بعض اوقات ایسا ہوتا ہی کہ استحصال کی لاگت کے اثر میں بہت سا خلل پڑتا ہی اور جب کہ یہہ امر تصور کیا جاتا ہی کہ کوئی مخل سبب موجود نرہے اور سرمایہ و محنت ایک کام سے دوسرے کام میں بلا ضرر و نقصان یکبارگی منتقل ہوسکیں اور ہر پیدا کرنے والے کو ہر طرح کے استحصال کے منافعوںکا بخوبی علم ہووے تو انہیں صورتوں میں استحصال کی لاگت کا اثر پورا ہوسکتا ہی مگر یہہ امر واضح ہی کہ یہہ سارے تصور اسلیئے راست نہیں آتے کہ جو سرمایہ استحصال کے واسطے ضروری ہی اُسکا بڑا حصہ یہہ

چیزیں ہیں یعنی مکان اور کلیں اور اوزار اور آلات جو بڑی محنتوں اور وقتوں کے سبب ہوتے ہیں اور علاوہ خاص کاموں کے دوسرے کاموں میں کم برتے جاتے ہیں اور اس سے بھی بڑا رکن سرمایہ کا علم اور لیاقت ظاہری اور باطنی ہوتی ہی اور یہہ تمام اوصاف صرف انہیں کاموں میں مستعمل ہوتے ہیں جنکے واسطے وہ اصل میں حاصل کیئے جاتے ہیں اور علاوہ اُسکے کسی معین کام کا فائدہ بالکل اُس عقل و ہوشیاری پر منحصر ہے جسکی امداد و اعانت سے وہ کام جاری رہتا ہی کیونکہ ایسے سرمایہ والے بہت تھوڑے ہونگے جو اپنے منافع کا اندازہ سواے چند سال کے اوسط منافع کے نکال سکیں اور ایسے لوگ اس سے بھی کمتر ہونگے جو اپنے پاس پڑوس والوں کے منافع کا تخمینہ کرسکیں نظر بریں جن سببوں کے ذریعہ سے کارخانے پہلے قایم ہوتے ہیں اُنکے گذر جانے کے بعد بھی وہ جاری رہ سکتے ہیں مگر اور کارخانوں کی نسبت جوں جوں اُنکا بیفائدہ ہونا واضح ہوتا جاتا ہی وہ کارخانے بتدریج سست و نابود ہو جاتے ہیں محنت اور سرمایہ جو اُن کارخانوں میں لگا ہوتا ہی وہ ایسا ضایع جاتا ہے کہ کوئی عوض اُسکا حاصل نہیں ہوسکتا اسی وجہہ سے جن کارخانوں میں سرمایہ اور محنت کی گنجایش فائدہ سے ہوسکتی ہی اُن میں سرمایہ اور محنت خاطر خواہ اُنکے نہیں پہونچتی اور اس عرصہ میں ایک کارخانہ کی پیداوار استحصال کی لاگت کی نسبت تھوڑے مولوں اور دوسرے کارخانہ کی پیداوار مہنگے مولوں بکتی ہی غرضکہ یہہ بات واضح رہے کہ علم انتظام کا علاقہ خاص خاص صورتوں سے نہیں بلکہ عام سے ہی اور جنکہ یہہ بیان کیا جاتا ہی کہ استحصال کی لاگت ایسی صورتوں میں قیمت قایم کرنے کا باعث ہوتی ہی کہ سب کو کسی کارخانہ کے کرنے میں ایک سا اختیار حاصل ہو تو یہہ مقصود اُس سے ہوتا ہی کہ استحصال کی لاگت کے ساتھہ قیمت مستقل نہیں لگی رہتی بلکہ وہ ایک محور ہی کہ اُسکی طرف قیمتوں کا جھکاؤ لگاؤ ہمیشہ رہتا ہی *

•

مراتب مذکورہ بالا میں یہہ بیان ہوچکا کہ ہرکام میں سب کو ایکسا اختیار حاصل ہونے کی صورتوں میں یعنی جنکہ سب لوگ برابر فائدوں کے ساتھہ پیدا کرنے والے ہوسکتے ہیں تو پیدا کرنے والے یعنی بیچنے والے اور خرچ کرنیوالے یعنی خریدنے والے کے استحصال کی لاگت مساوی المقدار

هوتي هی اور جو جنس اسحال میں پیدا هوتي هی بروجب اُسکي استحصال کي لاگت پر هوتي هی یعني اُس قیمت پر هوتي هی جو مقدار محنت اور اسباب کے مجموعہ کے مساوي هوتي هی اور بحسب رواج عام کے وہ قیمت اُس سرمایہ اور اجرت کے برابر هوتي هے جسکا ادا هونا اس غرض سے ضرور هوتا هی کہ پیدا کرنے والا اپنے کاربار کو جاري رکھے تھوڑے دنوں سے یہہ راے عام هی کہ هرکام میں سب کو ایک سا اختیار حاصل هونے کي صورتوں میں بہت سي جنسیں پیدا هوتي هیں چنانچہ رکارڈو صاحب نے اپني کتاب موسومہ اصول علم دولت و محصول کے دوسرے صفحہ میں لکھا هی کہ جن اسبابوں کي خواهش لوگوں کو رهتي هی منجملہ اُنکے اکثر محنت سے پیدا هوتے هیں اور اگر اُنکے پیدا کرنے میں محنت اچھي طرحسے کي جاوے تو وہ اسباب اتنے زیادہ پیدا هوتے هیں کہ بیحد و حساب هو جاتے هیں اور جب کبھي ذکر اُن اسبابوں کا اور اُن کي قیمت کے مبادلہ اور اُن قاعدوں کا جنکي روسے اُنکي باهمي قیمت قایم هوتي هی کیا جاتا هی تو وہ اسباب مراد هوتے هیں جنکي مقدار اسبابوں کي محنت سے بڑہ سکتي هی اور اُنکے استحصال میں سب کو ایک سا اختیار حاصل هوتا هی انتہی *

اب یہہ بات ظاهر هی کہ جس استحصال میں کسي خاص مملوکہ قدرتي ذریعہ کي شرکت نہیں رهتي وهي استحصال ایسا هی جو هر کام میں سب کو ایک سا اختیار حاصل هونے کي حالت میں هوتا هی اور ایسي جنسیں بہت تھوڑي هیں جنکي استحصال کے کسي درجہ میں زمین و موقع یا جسماني اور نفساني دري بڑي لیاقتوں کي خوبیوں یا اُن ترکیبوں سے جو بہت لوگوں پر مخفي هیں یا جنکي نقلید ازروے قانون ممنوع هی امداد و اعانت نہیں پہونچتي اور جب امداد ان ذریعوں کي حاصل هوتي هی جنکا نام همنے قدرتي ذریعے رکھا هی تو بمقابلہ اُس نسخہ کے جو بدوں امداد مذکورہ صرف اسباب و محنت سے هاتھہ آتا هی نہایت عمدہ نتیجہ حاصل هوتا هی اور وہ جنس جو اسطرح پیدا هوتي هے وہ انحصار تجارت کا مفهوم هوتي هی اور وہ شخص جسکا کوئي قدرتي ذریعہ مملوک هوتا هی وہ منحصر تجارت کہلاتا هی *

انحصار تجارت کا بیان

واضح ہو کہ انحصار تجارت کي چار قسمیں ہیں *

پہلي قسم

یہہ وہ قسم ہے کہ متحاصر کو پیدا کرنیکا کل اختیار تو حاصل نہیں مگر پیدا کرنے کے چند ایسے خاص طریقوں پر اختیار اُسکو حاصل ہوتا ہی جسسے وہ اپني مقدار پیداوار کو ایسي آساني سے بڑھا سکتا ہی کہ اُس میں کمي نہیں ہوتي بلکہ روز روز ترقي ہوسکتي ہے جو جنس کہ حالات مذکورہ میں پیدا ہوتي ہے حالت اُسکي انحصار تجارت کي اور جنسوں کي نسبت بیچنے والے کے استحصال کي لاگت سے زیادہ تر قریب قریب ہوتي ہی اور ظاہر ہی کہ جنس مذکور الصدر کي قیمت پیدا کرنے والے کے خرچ و تکلیف کي نسبت سے کبھي ہمیشہ کے لئے کم نہیں ہوسکتي اور خرچ کرنے والوں کے ایسے خرچ و تکلیف کي قیمت سے زیادہ نہیں ہوسکتي کہ وہ آپ یا اُنکي طرف سے تھوڑے لوگ پیدا کرنے والے ہوجاویں جو اُنکو اُٹھاني پڑے چنانچہ آرکرائٹ صاحب کا یارن کپڑا اُس مساوي صفت کے یارن کپڑہ سے زیادہ قیمت پر فروخت نہیں ہوسکتا تھا جو بلاعانت سنئي کل کے طیار ہوتاتھا اور جو اجناس و صنعت کہ آرکرائیٹ صاحب یارن کپڑہ میں لگاتے تھے وہ اُس لاگت سے کم قیمت پر بھي فروخت نہیں کرتے تھی پہلي قیمت خرچ کرنے والے کے استحصال کي لاگت تھي اور دوسري قیمت پیدا کرنیوالے کے استحصال کي لاگت تھي اور اِن دونوں قیمتوں میں بڑا فرق تھا چنانچہ ارکرائیٹ صاحب کي لاگت اُس لاگت کا پانچواں حصہ بھي نہ تھي جو اُنکي خریداروں کو پڑتي تھی *

ارکرائیٹ صاحب کي ایجاد کي ہوئي کلوں سے بڑي مقدار کپڑہ کي طیار ہوسکتي تھي مگر بڑي عمدہ صفت کا کپڑہ طیار نہیں ہوتا تھا جو لطف و لطافت آدمیوں کي اُنگلیوں سے حاصل ہوسکتي ہی وہ بیلنوں کي کسي ترتیب سے ہاتھہ نہیں اتي چنانچہ جو ململ کے تہان

ہندوستانی ‡ لوگ اپنی محنت سے کلوں کے بدوں طیار کرتے ہیں وہ یہاں انگلستان کے بڑے بڑے کارخانوں کی پیداواروں سے زیادہ باریک اور پائدار ہوتی ہیں غرضکہ ارک رائٹ صاحب جو قیمت حاصل کرسکتے تھے وہ اور پیدا کرنے والے آلات کی ہمسری سے محدود تھی اگرچہ یہہ اور آلات زیادہ خرچ کے طلبگار تھے مگر اُسکے کار برابری مساوی درجہ کی ہوتی تھی اور ارک رائٹ صاحب جو قیمت لیتے تھے وہ زیادہ تر محدود اِس وجہہ سے بھی کہ صاحب ممدوح اپنے فائدہ کیطرف بھی نظر رکھتے تھے اُنھوں نے ایسی کل ایجاد کی تھی کہ بافتواں اُسکی بجائے بیل کی زور بزور ترقی کردی تھی کل کا کارخانہ اسلیئے بنانا کہ سو یا ہزار پونڈ روئی کا سوت ایک سال میں طیار ہووے ایک فعل عبث ہی اسلیئے کہ جو خرچ ایک ہزار پونڈ کے سوت بنانے میں پڑتا ہی اُس سے کچھہ تھوڑا زیادہ دس ہزار پونڈ کے بنانے میں لگتا ہی اور جو خرچ کہ دس ہزار پونڈ کے بنانے میں پڑتا ہے اُسکے دوگنے سے کچھہ کم چالیس ہزار پونڈ کی طیاری میں لگتا ہی غرض جسقدر مقدار کچی مصالحہ کی طیاری کے واسطے زیادہ ہو اسیقدر استحصال کی لاگت کم ہوجاتی ہی چنانچہ دس ہزار پونڈ یارن اگر ایک لاکھہ کو بکتا اور ارک رائیٹ صاحب کو پچاس ہزار روپئے کا نفع ہوتا تو اُسطرح لاکھہ پونڈ یارن کے بکنے پر پانچ لاکھہ روپئے کا فائدہ ہوسکتا اور دس لاکھہ پونڈ کے بکنے پر پچاس لاکھہ روپئے کا فائدہ متصور ہوتا مگر ظاہر ہی کہ ایسا واقع ہونا اسلیئے ممکن نہیں کہ جب محدودیت مقدار حصول پر مالیت منحصر ہی تو وہ صاحب زیادہ مقدار مال کی بغیر اسباب کے فروخت نہیں کرسکتے کہ قیمت میں تخفیف کرکے خریداروں کے دلمیں غبطہ پیدا کریں اور اگر تخفیف قیمت نکرتے تو بدوں اِسکے کہ بہت سا مال اُنکا باقی رہ جاتا فروخت اُسکی نکرسکیے پس فروخت ہوئے مال کی دوام ہونی کے واسطے ارک رائٹ صاحب کا صرف یہہ طریق تھا کہ ہمیشہ قیمت کی اسقدر تخفیف ہوتی رہنے پر راضی رہتے تھے کہ اُسکے ذریعہ سے تعداد اُن لوگوں کی ہمیشہ بڑھتی رہی جو خرید پر آمادہ اور خریداری کے قابل ہوویں

---

‡ جیسیکہ ہندوستان میں ڈھاکہ کی ململ طیار ہوتی ہی اُس خوبی کی ململ کلوں سے طیار نہیں ہوسکتی *

اور جتنا کہ ہمیشہ دستور ہی فائدہ اُس صاحب کا خریداروں کے فائدوں
سے اتفاق رکھتا تھا اور اسی وجہہ سے وہ صاحب ایسی قیمت کو قبول کرتے
تھے کہ اُنکے استحصال کی لاگت سے تو بہت زیادہ ہوتی تھی مگر خریداروں
کے استحصال کی لاگت سے زیادہ کم ہوتی تھی غرضکہ ارک رائٹ صاحب
کی انحصار تجارت نہایت محدود تھی یعنے اُنکی معاوضہ لینے کی
ایکہ حد معین تھی اور فائدہ اُنکا یہہ تقاضا کرتا تھا کہ اُس حد تک
بھی نوبت نہ پہونچے *

دوسری قسم

واضح ہو کہ یہہ قسم انحصار تجارت کی قسم مذکورہ بالا کی بعینہ
ہی وجود اُسکا اُس حالت میں پایا جاتا ہی کہ پیدا کرنیوالیکے خوف
و رضا سے قیمت رک نہیں سکتی اور اَور پیدا کرنیوالوں کے یکساں اختیار
حاصل ہونے کا ڈر نہیں رہتا اور مقدار حصول کی زیادتی نہیں
ہوسکتی بعض انگور والوں کو یہہ انحصار تجارت حاصل ہوتا ہی چنانچہ
کانسٹنشا شراب کی خوش مزگی کئی بیگہہ زمین کے اثر سے حاصل ہی
یہانتک کہ اگر اُس زمین سے بہت سی شراب لینی کی نظر سے زیادہ
انگور لگائے جاویں تو وہ بات پھیکی پڑ جاوے اور جب کہ کانسٹینشا
کھیت کے مالک کے سوا کوئی شخص اُس شراب کا پیداکرنے والا نہیں
ہوسکتا تو خریدار خرچ کرنےوالے کی لاگت استحصال کی جہت سے شراب
مذکور کی قیمت میں کمی نہیں آسکتی بلکہ اگر وہ مالک چاہے کہ اُس
شراب کے خرچ میں زیادتی ہو تو اُس سے تخفیف قیمت نہیں ہوتی
اِسلیئے کہ یہہ پیداوار زیادہ ہونے کے قابل نہیں اور اسی نظر سے اُسکا خرچ بھی
زیادہ نہیں ہو سکتا اور لاگت استحصال سے قیمت بھی کم نہیں ہوسکتی بلکہ
لاگت سے بیحد زیادہ ہوسکتی ہے اور حد اُسکی صرف خرچ کرنیوالوں کی
رغبت اور قابل خریداری ہونے سے معین و قائم ہوسکتی ہی اور اگر دولتمند
لوگوں میں رواج اور وضعداری کی وجہہ سے شراب مذکور کی کمال خواہش
پائی جاوے تو اُسکے ایک پیپہ کی قیمت دو لاکھہ روپئے ہو سکتے ہیں
جسکی لاگت استحصال صرف دو سو روپیہ ہونگے *

تیسري قسم

یهه تیسري قسم انحصار تجارت کي زیادہ مروج اور دو قسموں مذکورہ بالا کے بیچ میں هي یعني قسم دوم کي طرح سخت اور قسم اول کي مثل نرم نهیں اور یهه قسم ثالث اُن حالات پر مشتمل هی که منحصر تجارت کل پیداوار پیدا کرنیوالا هي نهیں هوتا بلکه زیادہ محنت اور ایجاد کے اِستعمال سے اپني پیداوار کو بهي بیحد بڑها سکتا هي تمثیل اُسکي کتابوں کي تجارت هی چنانچه جب کسي کتاب کي حفاظت بذریعه حق مصنفي هوتي هی تو کوئي شخص اُسکے حق کے مالک کے علاوہ نسخے اُس کتاب کي چهاپ نهیں سکتا اور وہ مالک زیادہ محنت و ایجاد کے ذریعه سے کتاب مذکور کے نسخے بیحد بڑها سکتا هي اور ایسي صورت میں خریدار کي طرف سے کوئي لاگت استحصال قائم نهیں هو سکتي اِسلیئے که وہ اُسکو چهپوا نهیں سکتا اور جسقدر اُسکي قیمت کے محدود کرنے سے خریدار کو تعلق هوتا هي وہ صرف یهه هي که اُسکي رغبت اور مقدور سے قیمت قائم هوتي هی اور نجوبي محدود هونا قیمت کا چهپوانے والے کے فائدہ سے علاقه رکهتا هی جیسا که کارخانوں کي اور مصنوعي چیزوں کا عموماً حال هوتا هی اسطرح سے جسقدر کتابوں کے چهپنے کي تعداد زیادہ هوتي هی اُسقدر چهپوائي کے خرچ میں تخفیف هوتي هی چهپوانے والے کا فائدہ اِسباب میں منحصر هی که اِستحصال کي لاگت سے جسمیں پیداوار کے زیادہ هونے سے کمي هوتي جاتي هی کچهه تهوڑي قیمت زائد مقرر کر کے کتاب کے زیادہ بکنے کي فکر کرے چنانچه شاید کتاب † ویورلي کي سو نسخے بحساب فی نسخه دس اشرفي کے بکے هوں مگر اسمیں کچهه شک و شبهه نهیں که دس هزار نسخے جو بحساب فی نسخه قیرہ اشرفي کے فروخت هوئے تو بهت زیادہ منافع حاصل هوا *

چوتهي قسم

یهه آخر قسم انحصار تجارت کي اُس صورت میں پائي جاتي هي

† یهه ایک قصه کي کتاب مشهور هی

کہ جب اِستحصال کے لیئے ایسے قدرتي ذریعوں کي مدد ضرور هوتي هی جو تعداد میں محدود اور قوت پیداوار میں مختلف هوں اور جسقدر کہ محنت و احساب میں ترقي کیجاتي هی تہ بسبب اُس ترقي کے قدرتي ذریعوں کي امداد و اعانت کم هوتي هی اُن هي صورتوں میں اُس خام پیداوار کا بہت سا حصہ پیدا هوتا هی جو هر ملک والوں کي خوراک معمولي هوتي هی جیسےکہ ایرلنڈ میں آلو اور اِنگلستان میں میں گیہوں اور هندستان‡ میں چاول هیں *

اور حقیقت میں یہہ چوتھي قسم انحصار تجارت کي زمین کي انحصار تجارت هی اور جب کہ ایسے جنسیں بہت کم هیں کہ اُنکے مقدار حصول کي محدودیت اُس اراضي کي مقدار محدودہ کے باعث سے نہیں هوتي جو اُن جنسوں کے پیدا کرنے میں کسي ترکیب کے واسطے ضروري اور کارآمد هیں تو اِسلیئے جب تک وہ عام قاعدے دریافت نہ کیئے جاویں جنکي رو سے امداد اراضي کي مالیت قرار پاتي هے تب تک اصول مالیت میں بیشک غلطیاں هونگي نظر بریں قواعد مذکورہ کي تفصیل تھوڑي بہت مناسب متصور هوئي *

زمین واضح هو کہ هر وسیع ضلع کي زمین مختلف درجوں کي زرخیزي اور موقع کي خوبي رکھتي هی اور هر درجہ کي زمینوں سے ایسے علیحدہ علیحدہ قسم کے قدرتي ذریعے قایم هوتے هیں جیسے مختلف مقدار کي امدادیں کاشتکار کو پہونچتي هیں جنکہ هم دریافت کرچکے هیں کہ هر خطہ زمین سے گو وہ کیسي هي زرخیز هو کاشتکاري کے میں یکساں اور مستقل رهنے کي حالت میں اُس محنت و احساب کا عوض جو اسکي کاشت پر زیادہ کیا جاوے همیشہ کم حاصل هوتا هی تو یہہ کہہ سکتے هیں کہ هر خطہ زمین میں مختلف قوتوں کے متعدد قدرتي ذریعے شامل هیں اور مختلف قسموں کے قدرتي ذریعوں کا برتاؤ اُنکے اثروں کي مناسبت سے ایک دوسرے کے بعد هوتا هی چنانچہ جب تک بہتر درجہ کي قسم کے ذریعے دستیاب هو سکتے هیں تو کم درجہ کي قسم

‡ اِس مقام پر هندوستان سے بنگالہ مراد هی اگرچہ هندوستان میں اکثر جگہہ چاول پیدا هوتے هیں مگر بنگالہ میں بہت کثرت سے پیدا هوتے هیں اور وهاں کے لوگوں کي خوراک اکثر چاول هی

کے ذریعوں کي طرف متوجہ نہیں ہوتا اور جب تک کہ ہر قسم کے ذریعے
ملک خاص نہیں ہوجاتي تب تک مقدار حصول اُنکي غیر محدود
سمجھني چاهئیے اِسلیئے که وہ سبکے هاتهه اسکیے هیں باقي مبحث اس امر
کي که سب سے بدتر کونسا قدرتي ذریعه استعمال کے لائق هی یعني کس
حد تک ناقص زمینیں بوئي جا سکتي هیں یا کہانتک احساب و محنت
زائد کا اِستعمال عمدہ زمین کي کاشتکاري میں غیر مناسب عوض کے ساتهه
هو سکتا هی لوگوں کي دولت و حاجت سے همیشه متعلق هی یعني تصفیه
اس امر سے هوگي که کس مقدار تک کهیتي کي پیداوار کی خریدنے کي طاقت
و رغبت لوگوں میں پائي جاتي هی اور جب که نہایت زرخیز اور عمدہ
اراضي کے صرف ایک خطه کي خفیف زراعت سے حاجتیں پوري
هو سکتي هیں تو وہ زمین مالیت کا کوئي مستقل ذریعه نهیں هو سکتي
اگرچه وہ اراضي نہایت سبز حاصل هو یہانتک که محنت و احتساب کي
سبب اُس سے بهي زیادہ بارآور هو جسسکه وہ ایندہ اس سبب سے هوسکے
که اُسکي خوب کاشت کیجاوے اِسلیئے که صورت مذکورہ میں وہ زمین
ایسا قدرتي ذریعه هی که سب کو هاتهه آسکتا هی اور اُسکي پیداوار کا
مبادله زیادہ پیدا هونے پر بهي صرف اُس محنت و احساب کي مالیت
کي عوض پر هوگا جو اُس پر خرچ هوئي عوض که حالت مرقومه بالا
میں پیدا کرنے والے اور خرچ کرنے والے دونوں کے استحصال کي لاگت کي
مساوي‌المقدار هوتي هی چنانچه یهي حال اُن بعض اضلاع زرخیز اور
کم آباد کا هی جو خط استوا کے قریب کے گرم ملکوں میں واقع هیں جیسے
که ملک میکسیکو کے اضلاع تائیراکالینٹ کے بڑے حصه کے رهنیوالی
اُس زرخیز جنگل سے جسمیں وہ پهیلے هوئے هیں اپني مرضي کے موافق
تهوڑي تهوڑي زمین اپنے اپنے قبض و تصرف میں لاتے هیں اور اُن چهوٹے
تکڑوں سے رهنے سہنے اور کهانے پینے کا سار ساماں مهیا کرتے هیں بناًهی
که اُن ضلعوں میں ایک هفته کي محنت سے ایک برس کا کهانا پیدا
طیار هو جاتا هی مگر جبتک وهاں کي زمینوں کي امداد و اعانت
غیر محدود رهیگي تب تک اُس قوت پیداوار کي کثرت کے باعث سے گو
کیسي هي ترقي اُس قوت میں کیجاوے امداد مذکورہ کي مالیت قرار
نهیں پا سکتي *

مگر زمین لوگوں کی حالت کی ترقی شروع ہوتی ہی محدود ہو جاتی ہے اور اِسبات کے اسباب و نتایج ایک نوآباد بستی کی مثال سے واضح ہو جاوینگے *

جب کسی ملک کے رہنوالے ملک اپنا چھوڑ چھاڑ کر ویران ملک میں جاتے ہیں تو پہلا کام اُنکا یہہ ہوتا ہی کہ ایک مقام اپنی دارالحکومت کے واسطے مقرر کرتے ہیں تاکہ وہاں اُنکے اِنتظام حکومت اور بیرونی تجارت اور نائوں اور اُن کارخانوں کی جگہہ جہاں محنت کرنے والوں کے اجتماع کی ضرورت ہوتی ہی قائم و دایم رہیں اور فرض کیا کہ اُن لوگوں کی تعداد اسقدر ہے کہ موقعکی خوبی سے اُنکو یہہ بات حاصل ہے کہ ہر کاشتکار جسقدر زر خیز زمین بونا چاہے اُسیقدر زمین بستی سے ادنے فاصلہ پر اپنے قبضہ میں لارے کہ اُسکو کھیت کے آنے جانے میں نہایت تھورا خرچ پڑے اور جو پیداوار اس حالت میں ہوگی تو مول اُسکا پیدا کرنے والے کے استحصال کی لاگت کی برابر ہوگا اِسلئیے کہ ہر خرچ کرنیوالا بھی جب جی چاہے اُنہیں فائدوں کے ساتھہ پیدا کرنیوالا ہو سکتا ہے جو پہلے پیدا کرنیوالوں کو ہوتے ہیں اور اس وجہسے خرچ کرنے والا پیدا کرنے والے کی محنت و احتیاط کا ایسا عوض دینے پر راضی ہوگا جو اُسکی اُسقدر محنت و احتیاط کے عوض سے زیادہ ہو یہہ بستی تعداد اور دولت میں جلد جلد ترقی پکڑیگی اور اس ترقی کے ساتھہ زراعت کی پیداوار کے خریدنے کی خواہش اور مقدور بھی بڑھیگا اور اگر خام پیداوار کی مقدار حصول میں ترقی ہو تو لاگت استحصال سے ضرور قیمت زیادہ ہو جاویگی مگر جب کہ شہر سے ایک فاصلہ مقررہ کے اندر نہایت زر خیز زمینیں قبضہ میں آ چکیں تو پیداوار کی مقدار حصول میں ترقی صرف تین طریقوں پر ہو سکتی ہی پہلا طریق یہہ کہ شہر سے زیادہ فاصلہ کی زرخیز زمینیں بوئی جاویں دوسرا طریق یہہ کہ بستی کے پاس پڑوس کی ناقص زمین پر زراعت کیجاوے تیسرا طریق یہہ کہ جو زمینیں بالفعل قبضہ میں آچکیں اُنپر احتیاط و محنت کا اِستعمال زیادہ عمل میں آوے غرضکہ منجملہ اُن طریقوں کے کوئی طریقہ عمل میں آوے اور غالب یہہ ہی کہ تینوں طریقوں پر عمل کیا جاوے گا تو یہہ نتیجہ حاصل ہوگا کہ زیادہ پیداوار زیادہ خرچ سے حاصل ہوگی یعنی پہلے طریقہ میں بار برداری کا

خرچ بڑھیگا اور یهه امر ظاهر هی که ناقص زمین کی کاشت کرنے یا
عمده زمین کی ترقی دینے میں احسان و محنت کی مناسبت سے
معاوضه کم هوگا *

پیداوار کی مقدار حصول میں بڑی هوتے هی فوراً قیمت میں کمی
آویگی مگر وه قیمت اُس مناسبت سے کم نهوگی جس نسبت سے پہلے
بڑھی تھی اور یهه زیاده مقدار حصول سبکو یکساں اختیار حاصل هونے
کی صورت میں هوتی هی اسلئیے که هر خرچ کرنے والے کو یهه اختیار
حاصل هی که دور کی زمین یا ناقص زمین کو اپنے قبضه میں لاکر خود
کاشت اُسکی کرے اور اس اختیار حاصل هونے کی وجهه سے پیداوار مذکور
پیدا کرنے والی کی استحصال کی لاگت پر فروخت هوتی هی مگر ایک
هی قسم کی جنسیں ایک هی بازار میں کئی کئی بهاؤ سے نهیں بک
سکتیں اسلئیے که جو شخص ایک من گیهوں مول لیتا هی تو وه تحقیق
اس امر کی نهیں کرتا که وه گیهوں بازار سے ایک کوس کی مسافت
یا دس کوس کے فاصله پر پیدا هوا تها اور اسی وجهه سے بازار کی آس
پاس والی زرخیز زمینوں کی پیداوار بهی اُسی قیمت سے بکتی هی جس
قیمت سے دور کی یا ناقص زمین کی پیداوار بکتی هی *

اور جب که وه مول اُس پیداوار کے استحصال کی لاگت کے مساوی
هوتا هی جسکی پیدا کرنے میں نهایت خرچ پڑا تها تو اُس پیداوار کے
استحصال کی لاگت سے جو نهایت تهوڑے خرچ سے پیدا هوئی وه مول
زیاده هوتا هی اور اچهی زرخیز زمین کا مالک اُس قیمت سے تهوڑی کم
نه لیگا اسلئیے که کسی کل وغیره کی سند نافعه موجد کی طرح مالک
مذکور اپنی پیداوار کی مقدار بڑها نهیں سکتا اور مساوی فائده کے ساتهه
همیشه پیدا بهی نهیں کرسکتا باقی خریدار بهی کم قیمت دینیکا اختیار
اسلئیے نهیں رکهتا که وه بغیر گوارا کرنے اُن نقصانوں کے جنسے استحصال کی
لاگت اور قیمت رائج الوقت برابر هوجاوے پیدا کرنے والا نهیں بن سکتا *

جوں جوں ترقیاں اُس نو آباد بستی کو نصیب هوتی جاتی هیں
اور بدولت اُنکے وه لوگ ایک خاص قوم هوجاتی هیں اور وهانکی سلطنت
مضبوطی پکڑتی هی مذکوره بالا ترکیبوں کا ادل بدل هوتا رهتا هی بسنے
رهنے والوں کی ترقی دولت و تعداد کے ساتهه پیداوار خام کی قیمت بهی

بڑھتی جاتی ہی اور قسمت کے بڑھنے سے پیداوار کی مقدار حصول میں ترقی ہوتی رہتی ہی جو پہلے کی نسبت زیادہ خرچ سے پیدا ہوتی ہی اور مقدار حصول کے زیادہ ہونے سے قسمت میں کمی آجاتی ہی مگر وہ قسمت اتنی کم نہیں ہوتی کہ اپنی پہلی حد پر پہونچ جاے اسلیئے کہ منجملہ اُس کل پیداوار کے جو بازار میں آتی ہی ایک جزو پر استحصال کی لاگت بہت زیادہ لگتی ھے *

مراتب مذکورہ بالا میں جس امر کا حال بیان کیا گیا وہ سب جگہہ برابر ہوگا خواہ وہ بڑا ملک ہو یا کوئی جزیرہ ہو یا کوئی ضلع ایسا ہو کہ وہاں ہر قسم کی زمین زرخیز موجود ہو یا زرخیزی میں برابر ہو چنانچہ امریکہ والے انگریزوں نے اپنی حاجات روز افزوں کو اسطرح پورا کیا کہ اپنے ملک کے ایک نہایت وسیع مغربی ضلع میں پھیلتے چلے گئے اور باشندائے اُن زمینوں کے جو اُنکی بستیوں کے پاس پڑوس واقع تہیں کسی ناقص زمین کو اپنے قبض و تصرف میں نہ لائے اور نہ زیادہ کوشش و تردد سے چیں و تردد کیا چنانچہ ایلدموئنس میں ایک میل مربع کی کاشت میں اتنی محنت نہیں لگتی جو جزیرہ مالٹا میں ایک ایکر پر صرف ہوتی ہی مگر جس غرض سے مالٹا کے رہنے والے پہاڑوں پر مٹی پات کر باغ باغیچہ بناتے ہیں اُسیٰ غرض سے امریکہ کے باشندے دریاے مسوری کے پاس جنگلوں کو صاف کرکے قابل آبادی کرتے ہیں *

انسانوں کی ترقی کا حال جو اوپر بیان ہوچکا اُس سے یہہ خیال ہوسکتا ہی کہ ہمارے وہم و خیال میں ترقی تعداد باشندوں سے پیداوار خام کی دستیابی میں بھی دشواری زیادہ ہوتی جاتی ہی اور حقیقت یہہ ہی کہ درصورت نہونے اُسکے علاجوں کے یہی حال ہوتا ہی مگر یہہ علاج ایسے ہوتے ہیں کہ اگر قانون اُنکی مزاحمت نکرے تو بہت سی صورتوں میں اُس دشواریکی زیادتیوں کا مقابلہ کرسکتے ہیں جنکی بحث درپیش ہی ایک تو ایجاد نئی صنعتوں میں وہ علاج صرف ایک مدت تک غالب رہتے ہیں اور اُس مدت کی میعاد عمدہ اوزاروں اور جبر ومنن کی مقدار پرجو نئی کے قرب وجوار میں ہوتی ہی کسیقدر منحصر ہی چنانچہ جب کہ معمولہ زمین کی مقدار بڑھتی جاتی ہی اور خرچ کرنیوالوں کو خرچ اُن چیزوں کا زیادہ ناگوار ہوتا جاتا ہی جو کہانے پینے سے علاقہ رکھتی ہیں

تو اُنکو اسباب مذکورہ کے حاصل کرنے کي کوشش اور پیروي ہوتي ہی جیسا کہ اُس نو آباد بستي کے رہنوالے جو دارالحکومت ہو جاتي ہی تھوڑے تھوڑے اطراف و جوانب کو نکلتے جاتے ہیں یہاں تک کہ تمام ضلعوں میں زراعت بقدر اوسط پھیل جاتي ہی علاوہ اُسکے جب ہر ملک کے بسنے والوں کي تعداد اور دولت میں ترقي ہوتي ہی توبھی زراعت میں بھي ترقي ہوتي ہی اور آمد رفت کي سبیل بھي ترقي پکڑتي ہی چنانچہ استعمال آلات اور تقسیم محنت اور علم طبیعات سے کاشتکاروں کو بڑي مدد پہونچتي ہی اگرچہ اُس درجہ کي سنعتکار قوت بخشنیوالي مدد نہیں پہونچتي جیسے تمام کلوں کے کاریگروں کو پہونچتي ہے اور آمدورفت کي سبیل کي ترقي اور بھي بڑہ کر ہوتي ہی جو مقدار محنت کي کسي زمین پر بیس برس تک صرف کي جاوے تو آج کل ملک انگلستان میں اُس مقدار محنت سے اپني پیداوار ہوتي ہی کہ پیداوار ایام بعہد † اِنگلستان سے غالباً چوگني پچگني زیادہ سمجھي جاتي ہی مگر اب جتني محنت سے پچاس کوس پر پیداوار کو لیجاتے ہیں وہ مقدار محنت ایام عہد مذکورہ کي محنت باربرداري سے بانوے درجہ کم ہوگئي چنانچہ اگلے زمانہ کے انگریزوں کے لادو گھوڑوں اور بري راہوں کي جگہہ جنمیں وہ بڑے دقتیں اُٹھاتے تھے گاڑیاں اور پکي سڑکیں اور نہریں کشتیوں کے آنے جانے کي ندیاں اور ریل گاڑي قایم ہونا ایسي ترقیاں ہیں کہ اُنکي مانند کاشتکاري کے آلات اور جانوروں کی طیاري اور فصلوں کي دور میں نہیں ہوئیں پہلے زمانہ میں یہہ حال تھا کہ اگر کوئي پہاڑ یا دلدل کہیں حائل ہوتي تھي تو اُسکے ایک جانب کے غلہ کي قیمت دوسري طرف کي قیمت سے دوگني ہو جاتي تھي اور لندن کے لوگ اضلاع ملحقہ کي پیداوار کے اپنے محتاج تھے کہ جب مضافات کي سڑکیں طیار ہوئیں تو اضلاع ملحقہ کے زمینداروں نے یہہ درخواست گذراني کہ سڑکیں طیار نہوے پاویں اِسلیئے کہ سڑکوں کي طیاري سے اُنکے اُن حقوق میں خلل آتا تھا جو لندن کي رسد رساني میں بطور انحصار تجارت کے حاصل تھے مگر وہ درخواست اِسلیئے منظور نہوئي کہ اور زمینداروں کا نقصان ہوتا تھا *

---

† یہہ وہ فتح ہی جو سنہ ۱۰٦٥ع میں ولیم ڈیوک سردار نارمنڈي نے ہارلڈ بادشاہ اِنگلستان پر پائي تھي

مگر جب کسي ملک میں رہنےوالوں کي تعداد و دولت بڑھتي ھے تو روز افزوں زیادہ ھونے والي لاگت کے نقصان کا علاج جو پیداوار خام کے زیادہ پیدا کرنے میں لگتي ھے وہ آمدني ھوتي ھی جو بیگانہ ملکوں سے آتي ھی *

یہہ بات اوپر بیان کي گئي کہ جب کارخانوں میں زیادہ محنت صرف کرنے سے زیادہ پیداوار پیدا ھوتي ھی تو مقدار اُسکي محنت کے مقابلہ میں بہت زیادہ ھوتي ھی یعني اگر مثلاً معدن میں ایک ہزار آدمي دس ہزار پونڈ روئي سے کپڑا طیار کر سکتے ھوں تو اُسي مدت میں دو ہزار آدمي بیس ہزار پونڈ روئي سے زیادہ کا کپڑا بنا سکتے ھیں اور دوچند مقدار مذکور سے بہت زیادہ مال چار ہزار آدمي بناسکینگے غرضکہ جب کسي قوم کي تعداد و دولت زیادہ ھو جاتي ھی تو اُس قوم کي عاقبت اندیشي یہہ تقاضا کرتي ھے کہ کاشتکاري کي جگہہ جسمیں روز روز نقصان عاید ھوتے ھیں صناعي کي طرف جو ھمیشہ ترقي پاتي ھے زیادہ متوجہ ھوں اور جوں جوں اُنکي محنت سے کار براري ھوتي جاویگي اُسقدر وہ لوگ اِس قابل ھوتے جاوینگے کہ اپنے اِحسان و محنت کي پیداواروں کے ذریعہ سے کم ترقي یافتہ قوموں کي پیداواروں کو بمقدار زائد خرید کریں چنانچہ جو مال ایک انگریز اپني محنت سے مثلاً معینہ میں روئي سے پیدا کریگا تو اُس مال کے معاوضہ میں پانچ یا شاید دس ھندوستانیوں کي محنت سے جو روئي پیدا ھوئي ھو خرید ھوسکیگي یا بیس یا شاید پانچ لتھوانیا یا پولنڈ والوں کے پیدا کئے ھوئے گیہوں حاصل ھو سکینگے *

ھاں یہہ بات یاد رکھني چاھیئے کہ جب کوئي قوم اپني صنعتوں کو ترقي دیتي ھی تو اُسکے واسطے یہہ امر لابدي ھی کہ پیداوار خام کي آمدني بیگانہ ملکوں سے بڑھاوے اور یہہ امر ھم دریافت کرچکے کہ جس محنت زاید کے ذریعہ سے پیداوار زاید پیدا کرني ضرور ھوتي ھی اُسکے سبب سے قوم کي ترقي میں کونہ توقف ھوتا ھی اور یہہ توقف ضرور ظہور میں آتا ھی یہاں تک کہ اگر تھوڑے دنوں تک یہي حال جاري رھے تو اِس مانع ترقي سے صنعتوں کي ترقي میں صرف توقف نہیں ھوتا بلکہ رفتہ رفتہ انسداد اُنکا ھو جاتا ھی مگر مانع مذکور سے چنداں خوف اُن

دنوں میں نہیں ہوتا کہ جنکو معدد کاموں کی عوض سے حساب میں لانا معمولی ہوتا ہی اِسلیئے کہ پہلے تو فائدہ مند تجارت کے ذوق شوق سے جو لوگ اپنی پیداوار اپنے ملک سے دوسرے ملک میں بھیجتے ہیں وہ زراعت کے فن میں ترقی کرتے ہیں اور آنے جانے کے طریقوں میں بھی ترقی ہوتی ہی اور یہہ سارے اسباب ایسے ہیں کہ اُنکے ہونے سے ہر قوم کے لوگ اپنے شروع ترقی میں اس قابل ہو جاتے ہیں کہ ایک عرصہ دراز تک زیادہ پیداوار خام کی مقدار معمولی محنت یا اُس سے کم محنت کے ساتھہ پیدا کرکے بازار میں لاسکتے ہیں اور دوسرے یہہ کہ اگر فرض بھی کیا جاوے کہ غلہ فروش ایسی لاگت سے غلہ بہم پہونچاتے ہیں جو معمول سے زیادہ ہوتی ہی تو اُس سے لازم نہیں آتا کہ پیشہ‌ورقوم کا بھی اُسی مناسبت سے خرچ زاید پڑے اِسلیئے کہ جو دشواری پیداوار خام کے پیدا کرنے میں پیدا کرنے والوں کو پیش آتی ہی وہ فریق ثانی کو صناعی کی چیزوں کے طیار کرنے میں آسانی ہونے کے سبب سے کچھہ نقصان نہیں دیتی چنانچہ اگر فرض کیا جاوے کہ ایک لاکھہ گز ململ کا مبادلہ جسکو بارہ انگریزوں نے طیار کیا ہو سو ساتھہ من گیہوں سے جسکو چھتیس پولنڈ والوں نے پیدا کیا ہوسکے اور آبادی کی تعداد میں ایک ثلث زاید ہونے سے نوسو ساتھہ من کی جگہہ بارہ سو اسی من کی آمدنی ضروری چاہیئے اور اس بارہ سو اسی من کو حساب سابق کی روسے اڑتالیس پولنڈ والے پیدا نہیں کرسکتے بلکہ ساٹھہ آدمی پیدا کرسکتے ہیں تو اس حساب کی روسے کہ انگریزوں کی لیاقت صناعی بھی آدمیوں کی تعداد کے ساتھہ بڑھتی جاوے اٹھارہ انگریز اس قابل ہونگے کہ کم سے کم دولاکھہ گز ململ طیار کرینگے نہ یہہ کہ پہلے حساب کی روسے ڈیڑ لاکھہ گز طیار کریں غرضکہ ان حالات میں پہلے کی نسبت فائدہ سے مبادلہ ہوگا یعنے پہلے کی نسبت مقدار محنت کی کمی سے انگلستان والے غلہ بہت سا اور پولنڈ والے بہت سی ململ خریدینگے *

لحاظ اسبابکا ضرور چاہیئے کہ امر مذکورہ بالا قیمت پیداوار خام کی کمی بیشی سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اُس دشواری کی کمی بیشی سے علاقہ رکھتا ہی جو پیداوار خام کی دستیابی میں پیش آتی ہی اور قیمت اور دشواری آپسمیں لازم و ملزوم نہیں اسلیئے کہ دشواریکا حصہ اُن

چیزوں پر ہی جنکی تاثیر پیداوار خام کی عام مالیت میں ہوتی ہی اور قیمت کا حصر اُن چیزوں پر ہی جنکی تاثیر روپیہ کی عام مالیت میں پائی جاتی ہی ایک ہی جگہہ ایک وقت میں جنسوں کی قیمتیں اُنکی حاصل کرنے کی دشواری کے برابر ہوتی ہیں چنانچہ جو دشواری بیس روپئے والی چیز کی دستیابی میں اونہاںی پڑتی ہی اُس سے آدھی دشواری دس روپئے والی چیز کے ہاتھہ آنے میں پیش آتی ہی مگر شرط اُسکی یہہ ہی کہ وقت اور مکان بھی ایک ہی ہوں چہہ من سولہ سیر غلہ کا مول فالحال انگلستان میں پچیس روپئے ہیں اور آٹھویں ہنری بادشاہ کے عہد میں اتنے غلہ کی قیمت دس روپیہ تخمیناً تھی غالب یہہ ہی کہ اُن دنوں زمانہ حال کی نسبت چہہ من سولہہ سیر غلہ کی دستیابی دشوار تھی اور ضرور حال ایسا ہی تھا کہ پہلے زمانہ میں دس روپیہ کا ہاتھہ آنا اس زمانہ میں پچیس روپیوں کے ہاتھہ آنے سے زیادہ دشوار تھا اور اسیطرح یہہ بھی ظاہر ہی کہ آج انگلستان میں چہہ من ۱۶ سیر غلہ پانچ چھٹانک چاندی کو اور ملک پولنڈ میں دس چھٹانک چاندی کو فروخت ہوتا ہی لیکن اگر اِنگلستان میں پانچ چھٹانک چاندی کا ہاتھہ آنا پولنڈ میں دس چھٹانک کے بہم پہونچنے سے سہل ہی تو پولنڈ کی نسبت انگلستان میں چہہ من ۱۶ سیر غلہ کا حاصل ہونا نہایت آسان ہی از روے تجربہ ظاہر ہوا کہ دولت اور آبادی میں ہمیشہ ساتھہ ساتھہ ترقی ہوتی ہی مگر یکساں نہیں ہوتی اور دولت کی ترقی باشندوں کی تعداد سے عموماً زیادہ ہوتی ہی اور زیادہ ہونے والی آبادی کے سرمایہ اور محنت زاید کا مدار کارخانوں کی جانب ہوتا ہے جنمیں ہرطرح کی پیداوار زاید کمال آسانی سے ہاتھہ آتی ہی اور جبکہ اُنکی محنت زیادہ بارآور ہو جاتی ہی اُسطرح اُنکی معین مقدار محنت کی پیداوار کی قیمت بازار عام میں زیادہ ہوتی جاتی ہی یعنی اُن لوگوں کو اپنے پیداوار کے بدلے زیاد سونا چاندی حاصل ہوتے ہیں یا یہہ کہا جائے کہ زیادہ قیمت حاصل ہوتی ہی پس اگرچہ اُنکو اپنے ملک یا بیگانہ ملک کی ایک معین مقدار پیداوار خام کے لئے زیادہ قیمت دینی پڑے مگر اُس سے یہہ لازم نہیں آتا کہ اُس مقدار معروض کے حاصل ہونے میں دشواری زیادہ ہوگئی ہی بلکہ یہہ امر ممکن ہے کہ اُس دشواری میں

آ گئي هو اور جس قوم کا يهه حال هوتا هی اُسکي مثال وه ادمي هی
جسکي امدني ترقي قيمت غله کے ساتهه ترقي پاتي جاتی هی اگر غله
کي قيمت کي زيادتي سے شخص مذکور کي آمدني زائد هوتي جاوے تو
هر سال اُسکو ايک مقدار معين غله کي خريدنے ميں زياده آساني هوگي
اگرچه مختلف زياده قيمتيں اُسکو ديني پڑينگي *

قيمت پر استحصال کي لاگت کي تاثير کا بيان

يهه بيان هو چکا که استحصال کي پانچ صورتيں هيں *

پهلے يهه که جب انحصار تجارت نهو يعني سب لوگ باختيار
مساوي پيدا کرنے کے قابل هوتے هيں *

دوسرے يهه که جب محاصر تجارت کو پيدا کرنيکا کل اختيار حاصل
نهيں هوتا بلکه پيدا کرنيکے چند طريقوں پر اختيار اسکو حاصل هوتا هی
اور اُن طريقوں کو فائده مساوي يا زائد سے تحديد و عايت بڑهاؤ ميں
رکها هی *

تيسرے وه صورت که محاصر تجارت کل پيدا کرنيوالا هوتا هی اور
پيداوار کو بڑها نهيں سکتا *

چوتهے وه صورت که محاصر تجارت هي پيدا کرنيوالا هوتا هی اور
اپني پيداوار کو فائده مساوي يا زايد کے ساتهه تحديد و عايت بڑها سکتا هی *

پانچويں وه صورت که محاصر تجارت هي صرف پيدا کرنيوالا نهو مگر
اُسکو چند خاص آسانياں حاصل هوتي هيں اور جسقدر وه اپني مقدار
پيداوار کو بڑهاتا جاتا هی وه آسانياں جاتي رهتي هيں *

جو جنسيں پهلي صورت ميں داخل هيں قيمت اُنکي ايسے قاعدوں کي
تابع معلوم هوتي هی جنکي تصديق مثال محنت سے هو سکتي هی
چنانچه جس جنس پر صرف محنت خرچ هوئي تو قيمت اُسکي اُس
محنت کي اُجرت کي برابر هوتي هی اور جس جنس ميں محنت کي
امداد اسباب کے ذريعه سے هوتي هی يعني جہاں استعمال محنت اور
فروخت پيداوار کے درميان ميں ايک عرصه گذر جاتا هی تو قيمت اُس
جنس کي اُس محنت کي اُجرت اور اُس معاوضه کے برابر هوتي هی
جو محنتي کو اس وجه سے ملنا چاهيئے که اُسنے اپنے اُجرت لينے ميں

موقوف کیا یا اُس سرمایہ والے کو ملنا چاہیئے جسنے اُس محنتی کی اُجرت پیشگی ادا کر دی ہو *

ایسی جنسیں بہت تھوڑی ہوتی ہیں جنکی کل قیمت محنت کی اُجرت یا احتیاط کا معاوضہ یا اُن دونوں عملوں کا عوض ہووے *

چنانچہ محض احتیاط سے کچھہ پیدا نہیں ہو سکتا بلکہ ضرور ہی کہ محنت یا قدرتی ذریعہ سے کوئی چیز بہم پہونچی جس پر احتیاط کیا جاوے ہاں یہہ امر ممکن ہی کہ کسی قدرتی ذریعہ سے جو ہر شخص کو دستیاب ہو سکتا ہو ایسی شی حاصل ہو سکے کہ پہلے پہل اُسکی کچھہ قیمت نہو مگر وہ شی صرف رکھے جانے سے قیمتی ہو سکے لیکن مثال اس قسم کی کوئی خیال میں نہیں آتی اگر ایسی شی کا وجود ہو سکے تو کچھہ تھوڑا سا نزدد اُسکے رکھنے کے واسطے ضروری ہی *

صرف محنت سے بہت تھوڑی چیزیں پیدا ہو سکتی ہیں اور مثال اُسکی یہہ ہی کہ ضلع دیواں شائر کے کنارہ پر ایک نباتی شی پیدا ہوتی ہی اور انگریزی زبان میں اُسکو لیور کہتے ہیں اور وہ شی کھانے میں آتی ہی اور سمندر کے آس پاس کی چھوٹی پہاڑیوں پر جہاں جوار بھاٹا آتا جاتا رہتا ہی اور وہ کسیکی ملکیت خاص نہیں ہوتیں وہ شی آپ سے آپ اُگتی ہی اور کثرت کے سبب سے مقدار حصول اُسکی غیر محدود ہوتی ہی اور اُسکے جمع کرنے میں کسی اوزار کی ضرورت نہیں ہوتی اور اسلیئے کہ بہت دیر تک رکھے جانے سے خراب ہو جاتی ہی اُسکے جمع ہونے اور دھلنے کے بعد نرت پھرت فروخت اُسکی عمل میں آتی ہی اور نظر بوجوہ مذکورہ بالا مول اُسکی مقدار مفروض کا اُن لوگوں کی اُجرت ہوتی ہی جو اُسکو سمیٹ سمات اور دھوڈھوا کر بازار میں لاتے ہیں *

وہ جنسیں جو بسبول محنت اور احتیاط کے ایسے قدرتی ذریعوں کی اعانت سے پیدا ہوتی ہیں جو عموماً ہاتھہ لگتے ہیں اُنسے تو کچھہ زیادہ ہیں جو صرف محنت یا صرف احتیاط سے قیمتی ہوں مگر اکثر کے مقابلہ میں بہت تھوڑی ہیں لیکن ایسی جنسیں فروخت کے قابل کم ہاتھہ آوینگی جنسیں صریح یا غیر صریح سکڑوں بلکہ اکثر صورتوں میں ہزاروں ایسے جدے جدے پیدا کرنیوالوں کی شرکت نہو جنمیں سے ہر ایک کو کسی نہ کسی مخصوصہ قدرتی ذریعہ سے مدد ملی ہو *

ایسی چیزیں سواے † گھڑیکے بہت تھوڑي ھیں جنکي قیمت بالتخصیص اُجرت اور منافع سے مرکب ھو مگر جب تمام حال اُسوقت سے لیکر جب سے دھات کھاں سے نکلتي ھی اُسوقت تک جب وہ دھات گھڑي کي صورت میں خریدار کے پاس جاتي ھی دریافت کیئے جاویں تو ھمکو یہہ دریافت کرنے سے ثبوت ھوتي ھی کہ ھر درجہ میں اِس دھات پر لگان ادا کیا جاتا ھی اور لگان کا ادا ھونا مستقل نسبتي کسي ایسے ذریعہ کي مدد کي ھی جو عموماً ھاتھہ نہیں آتا چنانچہ جو دھات گھڑی میں موجود ھیں اُنکو کھانوں سے نکالنے کے حق پر لگان ادا ھوا بعد اُسکے اُن زمینونکا لگان ادا کیا گیا جن سے اُن جہازوں کے سار و سامان اکٹھے کیئے گئے جنکے ذریعہ سے وہ اطراف انگلستان کے بندرگاہ میں آئے اور اُس گھاٹ کا لگان الگ دیا گیا جہاں وہ دھاتیں جہاز سے اُتاري گئیں بعد اُسکے اُن دکانونکا کرایہ دیا جہاں وہ بکنے کي نظر سے رکھي گئیں بعد اُسکے اُس زمین کا لگان ادا کیا جہاں گھڑي ساز کا کارخانہ واقع ھی اور گھڑیونکا جودہ فروش اُس زمین کا لگان دیتا ھی جہاں دوکان اُسکي ھوتي ھی علاوہ اُسکے کھانونکے کھودنیوالے اور جہازوں کے بنانے والے اور معمار اور گھڑي ساز اپنے آلات اور سامانوں کو عمل میں لاتے ھیں کہ وہ اُسیطور حاصل ھوتے ھیں جسطور سے گھڑي کے سامان ھاتھہ آتے تھے اور اُن چیزوں کے واسطے بطور مذکورہ بالا ھردرجہ پر لگان ادا کیا جاتا ھی اور جو روپیہ کہ لگان کي جدي جدي صورتوں میں دیا گیا وہ گھڑي کي مالیت کا ایک جزو ضعیف ھے یہانتک کہ اگر ھم اُن تمام صورتوں کو شمار کرنا چاھیں تو ایسي ایسي باریک شاخیں نکلیں کہ حساب اُنکا ممکن نہیں اور اُن صورتوں کے علاوہ جو کچھہ روپیہ گھڑي کي قیمت میں باقي رھتا ھی وہ کاریگروں کي اجرت اور اُن سرمایہ والوں کے منافع پر مشتمل ھی جنہوں نے محنت کرنے والوں کو پیشگي اجرت دي اور ان اجرتوں اور منافعوں کا شروع سے حساب کرنا ایسا ھي نفائدہ ھے جیسا کہ لگان کے ادا ھونے کا حال دریافت کرنا عبث ھی غرضکہ جب کسي مصنوعي جنس کي مالیت کا تخمینہ کیا جاتا ھی تو ھم اُس قیمت سے آگے نہیں بڑھتے جو کاریگر اپنے آلات اور مصالح کے واسطے ادا کرتا

---

† کنارڈ صاحب اور طورنس استراذا صاحب اور مکلک صاحب نے گھڑي کو ایسي مثال میں پیش کیا ھی جسکي قیمت صرف محنت سے ھوتي ھی

هے جس میں تمام لگان اور دعیے اور اجرتیں پہلے کي شامل هوتي هیں *

اب هم اُن سببوں کو دریافت کرتے هیں جنسے اُن مصالحوں کي مالیت کاریگر کے پاس آجانے کے بعد بڑہ جاتی هی فرض کیا جاوے کہ گھڑي ساز کا مصالح پانچ هزار روپیہ کا هی اور کارخانہ کے واسطے زمیں اُسنے پانچهزار روپیہ کو خریدي اور مکانوں کي تعمیر میں نو هزار روپئے صرف کئے اور ایک هزار روپیہ کے آلات خریدے اور آلات و مکانات کي شکست و ریخت کي مرمت میں هزار روپیہ سالانہ خرچ پڑے اور دس کاریگر ایسے نوکر رکھے کہ هر شخص کي اوسط تنخواہ سالانہ هزار روپئے هوئے اور شروع کام سے گھڑیوں کے بکنے تک ایک برس کا عرصہ گذرا اور یہہ بھي فرض کیا جاوے کہ وہ دس کاریگر پانچ هزار روپیہ کے مصالح سے ایک برس روز میں پانسو گھڑیاں بناسکیے هیں اور اُس گھڑي ساز کارخانہ دار کو دس روپیہ بقصدي سالانہ منافع پڑتا هے تو اس منافع کے حصول کے واسطے یہہ امر ضرور هی کہ وہ گھڑیاں سترہ هزار پانسو پچاس روپیہ کو فروخت هوویں چنانچہ حساب اُسکا مندرجہ ذیل هی

مالیت مصالح	. . . . . .	پانچهزار روپیہ
اجرت سالانہ کاریگروں کی	. . . . .	دس هزار روپیہ
خرچ مرمت سالانہ	. . . .	ایکهزار روپیہ
		میزان
		سولہ هزار
اِن رقموں اور قیمت مکانات اور زمیں اور آلات پر منافع بابت چھہ مهینے کے بحساب بقصدي دس روپیہ سالانہ	}	ایکهزار پانسو پچاس روپیہ
		میزان کل
		سترہ هزار پانسو پچاس

مراتب مذکورہ بالا سے واضح هے کہ اگرچہ یہہ امر فرض کیا گیا کہ شروع کام سے گھڑیوں کے بکنے تک ایک سال کا عرصہ گذرے گا مگر جہاں ایسا کیا جاتا هے کہ گھڑي کے استحصال کي لاگت چھہ مهینے کے واسطے پیشگي لگائي گئي اسلیئے کہ منجملہ زر پیشگي کے کچھہ روپیہ چھہ مهینے کے واسطے اور کچھہ روپیہ چھہ مهینے سے کم کے واسطے ضرور لگایا هوگا اسلیئے کہ یہہ امر فرض کیا جاوے کہ کاریگر برس دن تک گھڑي کے کام میں مشغول

،ھا اور روز ر ر احرت پائي تو يہہ لازم آتا ھی کہ اُسیے گھڑي کے بکنے سے بوس روز پیشتر پہلے دن کي احرت پائي اور احیر دن کی مزدوري بکنے کے دن حاصل کي نظر بریں فروخت سے پہلے پیشگي لگانے کل روپیہ کي اوسط میعاد چھہ مہینے ھوتے ھیں اسلیئے کہ حساب اوسط کي رو سے حسقدر روپیہ تھوڑے دنوں کي بابت لگا ا گیا اُسیقدر زیادہ دنونکی بابت بھي لگایا گیا *

یہہ بات بھي ظاھر ھوگي کہ ھمیے فرض کیا ھی کہ مصالحوں اور مزمتوں اور احرتوں کي تمام مالیت وصول ھوئي اور مالیت زمیں اور مکانات و آلات کي بابت صرف منافع حاصل ھوا اسلیئے کہ مصالح وغیرہ پر سرمایہ والے کا روپیہ سال بسال حرچ ھوتا ھی مگر مکانات و آلات وغیرہ آیندہ تحصیل مدر، کام آنے کے واسطے باقي رھتے ھیں اور اُن میں جو نقصان اتا ھی اُسکے لیئے ایک ھزار روپئے سالانہ مرمت کے محسوب ھوگئے باقي زمین ضائع ھونے کے قابل نہیں *

مگر ابک تمام لاگت استحصال کي حساب میں نہیں آئي چنانچہ پہلے کچھہ احرت خود کارخانہ دار گھڑي سازکي محنت کے لیئے لگاني چاھیئے جو وہ اپنے کام کي سربراھي میں کرتا ھے اور دوسرے کچھہ منافع اُسکي تعلیم کي بابت قرار پانا چاھیئے اور حبکہ اُسکے علم و عادات جو اُسکے باطني سرمایہ ھیں اور بعد اُسکے باقي برھینگے تو یہہ امر ضروري ھی کہ اُن صفتوں کي مالیت کے وصول ھوجانے کے واسطے کچھہ منافع متوسط شرح سے زیادہ قرار دیا جاوے *

مثلاً اگر یہہ قرار دیا جاوے کہ اُسکي تعلیم میں دس ھزار روپیہ حرچ پڑے اور یہہ روپیہ بذریعہ اوسط منافع پندرہ روپیہ فیصدي سالانہ کے حساب سے وصول ھوسکتا ھی اور اُسکي احرت کا اوسط تین سو روپیہ سالانہ ھي تو گھڑیوں کي قیمت مذکورہ پر ان حسابوں کي بابت اٹھارہ سو روپیئے او زیادہ کرنے چاھیئیں اور علاوہ اُسکے یہہ اٹھارہ سو روپیہ چھہ مہینے کے واسطے پیشگي لگانے پڑتوے روپیہ منافع کے اور بڑھانے سے گھڑیوں کي قیمت اُنیس ھزار چار سو چالیس روپیہ ھوتے ھیں *

واضح ھو کہ اب جو رقم اس میں بڑھائي باقي رھي وہ محصولوں کا حرچ ھی یعني وہ احرت اور منافع جو ایسے لوگوں کو دیا جاتا ھی جو

گھڑي کے سامانوں کي حفظ و حراست کے واسطے مقرر ھیں تا کہ اُنکو اپنے ملک اور بیگانہ ملک کي جبر و تعدي اور مکر و فریب کا صدمہ نہ پہونچے *

غرض کہ گھڑي ساز نے جو قیمت آلات و مصالح اور مکانات کي بابت ادا کي منجملہ اُسکے بڑا جزو وہ محصول ھے جو اِن چیزوں پر پہلے سے پہلے لگ چکا تھا مگر جو محصول بالفعل بجویز طلب ھےوہ وہ ھے جو گھڑي ساز کو اُس سال میں ادا کرنا ضروري ھے جسمیں گھڑیوں کا طیار ہونا فرض کیا گیا *

محصول کا خرچ اس قابل نہیں کہ تقسیم اُسکا کیا جاوے چنانچہ کچھہ باعث تو یہہ ھے کہ انتظام حکومت کا خرچ ایک طرح پر نہیں رھتا اور کچھہ سبب یہہ ھی کہ کوئي قاعدہ کلیہ ایسا نہیں کہ اُسکي روسے محصول کا پرتہ دینےوالوں میں ٹھیک ٹھاک ھوسکے انگلستان میں اُن لوگوں سے عموماً محصول لیا جاتا ھی جو خاص خاص جنسوں کو صرف میں لاتے ھیں یا پیدا کرتے ھیں مثلاً گاڑي رکھنے یا کھیتي کي لگانے اور مئیوں اور شیشہ کے کارخانہ کرنے پر انگلستان میں محصول لگتا ھی فرض کیا جاوے کہ جو دوکان اور آلات گھڑي ساز اپنے صرف میں رکھتا ھی اُنکي بابت پانسو بیس روپئے آتھہ آنہ محصول سالانہ کے حساب سے اُسکو دیني پڑتي ھیں اور اس روپئے کے پیسکي لینے پر نصف سال کا منافع چھبیس روپئے آتھہ آنہ اگر حساب میں شمار کیئے جاویں تاکہ دونو رقموں کا مجموعہ پانسو ساتھہ روپئے ھوویں اور یہہ روپئے بیسول اوبیس ھزار چار سو چالیس روپئے کے ھوکر بیس ھزار روپئے ھوویں تو کل یہہ روپیہ پانسو گھڑیوں کي طیاري کا ھوگا اور فی گھڑي چالیس روپیہ کا پرتہ پڑیگا *

مثال مرقومہ بالا میں رقوم متفرقہ بے سوچے سمجھے قایم کي گئیں لیکن حساب مذکور کا تفصیل وار قایم ھونا آغاز سے انجام تک اسلیئے مناسب سمجھا گیا کہ ایک مثال ان حسابوں کي ظاھر ھوجاوے جنکي روسے ھوکارخانہ دار کو اپنے کام کے نفع اور ضرر کا اندازہ قایم کرنا آسان ھووے اور نیز اس وجہہ سے کہ کن کن صورتوں میں محنت و اجناس اور قدرتي ذریعے یعني لگان اور منافع اجرت استحصال کي ترکیبوں میں ھمیشہ ظھور میں آتي ھیں

پس جب کہ ہم کسی قسم کی جنسوں کی نسبت یہہ بیان کرتے ہیں کہ وہ سب کو یکساں احتبار حاصل ہونے کی حالت میں پیدا ہوئیں یا یوں کہیں کہ وہ بلا اعانت کسی اور مقدومہ قدرتی ذریعہ کے محنت اور احساب کا نتیجہ ہیں اور اُنکی قیمت اجرت اور منافع کے مجموعہ کی برابر ہی جو اُن جنسوں کے استحصال میں صرف ہونا چاہیئے تو ہماری غرض یہہ نہیں ہوتی کہ ایسی جنسیں حقیقت میں موجود ہیں بلکہ یہہ مطلب ہوتا ہی کہ بر تقدیر وجود ایسی جنسوں کی قیمت اُنکی قاعدہ مذکورہ بالا کے مطابق قرار پاوینگی اور جب کہ کسی جنس کا استحصال محنت یا احساب یا دونوں کی وجہہ سے ہوتا ہی تو اُسکو یہہ سمجھنا چاہیئے کہ سب کو یکساں احتبار حاصل ہونے کی صورتمیں پیدا ہوئی اور مول اُسکا اجرت یا منافع یا دونو کی برابر ہوگا جو محنت یا احساب یا دونو کا معاوضہ ہیں *

انحصار تجارت کی تاثیر قیمت پر

جو جنسیں کہ استحصال کی دوسری اور تیسری اور چوتھی صورتوں میں داخل ہیں اُنکی قیمت کا انتظام عام قاعدوں کے ذریعہ سے بہت کم ہوتا ہی دوسری صورت کی جنسوں کی قیمت استحصال کی لاگت سے ایسی حالت میں زیادہ نہیں ہوسکتی کہ انحصار تجارت کے ذریعہ سے اعانت نہ پہونچی مگر منحاصر تجارت کے استحصال کی لاگت کے قریب قریب وہ قیمت پہونچنا چاہتی ہی اور تیسری اور چوتھی صورتوں کی جنسوں کی قیمت کے لیئے کوئی ضروری حد معین نہیں مگر تیسری صورت میں کی جنس کی نسبت جسمیں قدرتی ذریعہ کی وجہہ سے مقدار پیداوار سخت محدود ہوتی ہی چوتھی صورت میں کے جنس کی قیمت جسمیں منحاصر تجارت اپنی پیداوار کو زیادہ بڑھا سکتا ہی استحصال کی لاگت کے قریب قریب اکثر پہونچ جاتی ہے *

لگان۔ جو جنسیں پانچویں صورت میں شامل ہیں اور وہ سب کو غیر مساوی احتبار حاصل ہونے کی حالت میں یا یہہ کہو کہ ایک خاص قسم کی انحصار تجارت میں پیدا ہوتی ہیں اور جنکو سارے لوگ پیدا کرسکتے ہیں لیکن اُنکی پیداوار زائد کی مقدار کی مناسبت

سے خرچ زیادہ ہوتا ہی اُن حصوں کي قسمت ہمیشہ یہہ چاہتي ہی
کہ اُس جزو پیداوار کے استحصال کي لاگت کي برابر ہوجاوے جس
جزو کے استحصال میں باقي حصوں کے استحصال سے نہایت خرچ پرتا
ہی مثلا شہر لندن کي سالانہ رسد رسائي میں پندرہ لاکہہ کوارٹر
گیہوں کي ضرورت پرتي ہی اور منجملہ اسمقدار کے پچاس ہزار کوارٹر
پچیس روپیہ في کوارٹر کے حساب سے بڑي زراعت کے ذریعہ یا فاصلہ
بعید کي آمد کے وسیلہ سے ہاتہہ آسکتے ہیں اور چونکہ لندن والوں کي دولت
اور حاجات ایسي ہیں کہ اُنکي بدولت وہ پندرہ لاکہہ کوارٹر غلہ کي
خریداري کرسکتے ہیں اور اگر غلہ کي آمد و کاشت کا خرچ مبدل نہو
تو یہہ بات ظاہر ہی کہ وہ کل غلہ بشرطیکہ یکساں و برابر ہووے پچیس
روپیہ في کوارٹر کے حساب سے فروخت ہوگا اور اگر اس سے کم قیمت کو
فروخت ہو تو پچاس ہزار کوارٹر مذکورہ بالاکا پیدا ہونا بکلي موقوف
ہوجاویگا اور نتیجہ اُسکا یہہ ہوگا کہ قلت آمد کے باعث سے قیمت بڑہ
جاویگي اور واضح ہو کہ منجملہ پندرہ لاکہہ کوارٹر مذکورہ بالا کے ممکن
ہی کہ پچاس ہزار کوارٹر نہایت زرخیز اراضي کي خفیف زراعت سے
بخرچ پانچ روپیہ في کوارٹر کے پیدا ہوسکیں اور ایک لاکہہ کوارٹر دس روپیہ
في کوارٹر اور دولاکہہ کوارٹر ساڑہے بارہ روپیہ اور دولاکہہ کوارٹر پندرہ روپیہ
کے خرچ سے حاصل ہوویں اور پچاس ہزار کوارٹر پچیس روپیہ في کوارٹر کے
حساب سے ہوں باقي کل غلہ کے استحصال کي لاگت پچیس روپیہ في کوارٹر سے
کم مقدار پر پڑے مگر کل غلہ یعني پندرہ لاکہہ کوارٹر پچیس روپیہ في
کوارٹر کي شرح سے فروخت ہوگا باقي یہہ فرق جو قیمت اور استحصال
کي لاگت میں واقع ہی وہی لگان کہلاتا ہی اور لگان وہ منافع ہی کہ
ایسے قدرتي ذریعہ کے استعمال سے حاصل ہوتا ہی جسپر سب لوگوں کا
اختیار نہیں ہوتا اور اِسي وجہہ سے جو شخص اُس قدرتي ذریعہ کا
مالک ہوتا ہی جسکے ذریعہ سے لگان ملتي ہی وہي لگان لیتا ہی *

مگر منجملہ کل مقدار غلہ مذکورہ بالا کے جس جزو کے پیدا کرنے
میں بہت سا خرچ پڑا وہ بدون اداے زر لگان کے پیدا ہوا اگر غلہ کے
پیدا ہونے اور اُسکو معین کہیت سے بازار تک لانے کا خرچ اس حساب
سے ہووے کہ ہزار روپئے سو کوارٹر کي بابت اور ہزار روپئے سو کوارٹر کي

بابت اور ہزار روپیہ اسی کوارٹر کی بابت اور ہزار روپیہ ستر کوارٹر کی بابت اور ہزار روپیہ ساتھہ کوارٹر کی بابت اور ہزار روپیہ پچاس کوارٹر کی بابت اور ہزار روپیہ چالیس کوارٹر کی بابت اور ہزار روپیہ تینتیس اور ایک تہائی کوارٹر کی بابت خرچ ہو اور تیس روپیہ فی کوارٹر کی شرح سے بازار کا بھاؤ ہووے تو یہہ صاف ظاہر ہی کہ زمیندار کا لگان حسب حساب مندرجہ ذیل ہوگا

اول ہزار روپیہ پر	دس ہزار روپیہ
ہزار روپیہ ثانی پر	ایکہزار سات سو روپیہ
تیسرے ہزار پر	ایکہزار چار سو روپیہ
چوتھے ہزار پر	ایک ہزار سو روپیہ
پانچویں ہزار پر	آتھہ سو روپیہ
چھتے ہزار پر	پانسو روپیہ
ساتویں ہزار پر	دو سو روپیہ

غرض کہ کل پیداوار پر سات ہزار سات سو روپیہ زر لگان کے ہوئے *

یہہ بات واضح ہی کہ کاشتکار آخر پیداوار یعنی تینتیس اور ایک تہائی کوارٹر کی لگان ادا بھی کرسکتا اسلیئے کہ وہ ہزار روپیہ جنکے معاوضہ میں مقدار مذکور فروخت ہوئی الگ استحصال میں صرف ہو جاتے ہیں اور یہہ مقدار آخر جب تک پیدا ہوتی رہیگی کہ خریداروں کو خواہش دولت کے باعث سے ایسی مقدار غلہ کی خرید کی خواہش اور قابلیت باقی رہیگی جسکا حاصل ہونا بدوں پیدا ہوے نہایت لاگت والے جزو آخر کے ممکن و متصور نہیں یہانتک کہ اگر لوگوں کی دولت و حاجت ترقی کرتی رہے تو یہہ بھی ضرور ہوسکتا ہی کہ زیادہ مقدار حصول غلہ کی اور بھی زیادہ لاگت سے ہووے مثلاً صرف بیس کوارٹر غلہ ہزار روپیہ کے صرف سے پیدا کیا جاوے مگر یہہ بھی ظاہر ہی کہ جب مقدار حصول ایسی ہوگی تو فی کوارٹر پچاس روپیہ کی شرح سے قیمت بھی ہوگی اس لیئے کہ یہہ اسی کم سے کم قیمت ہے جس سے آخر حصہ کی لاگت حاصل ہوسکتی ہی اور ظن غالب ہی کہ حصول پیداوار آخر سے پہلے پچاس روپیہ فی کوارٹر سے زیادہ قیمت بڑہ جاویگی * اسلیئے کہ یہہ بات ضرور ہی کہ جب خریداروں کی حاجت اور دولت سے پیداوار

كي زيادہ مانگ هو تو أس وقت سے أس وقت تک كه مقدار حصول میں پیداوار اجر كي وجهه سے بڑهوتري هووے ایک عرصہ درمیاں میں گذریگا اور اجر پیداوار زاید کے حصول سے جسقدر قیمت قایم هوگي أس قدر سے زیادہ قیمت کا جاري رهنا بیچ کے دنوں میں ضروري هی اور اجر پیداوار زاید کے بازار میں آنے سے قیمت میں اپني تخفیف هوگي كه پچاس روپیه في کوارٹر قایم هو جاوینگے کیونکه اسي لاگت کے حساب سے وہ اجر پیداوار پیدا هوگی مگر جب تک خریداروں کي حاجت اور دولت یا کاشتکاري کے خرچ اور غله کے لانے میں تخفیف نهوگي تب تک أس قیمت میں کمي نهیں آسکتي *

یهه مسئله اسقدر روشن هی كه بیاں أسکا تکلف سے هونا ضروري نهیں مگر وہ نهایت زمانه حال کي تحقیقوں میں سے هی چنانچه بهت لوگ انگلستان کے بهي ابتک أسکو تسلیم نهیں کرتے اور باهر کے لوگ أسکو سمجهتے بهي نهیں اگر کسي مصنف سے یہ توقع کیجاوے كه وہ أس سے بخوبي واقفیت رکهتا هو تو أسکے قابل صرف سي صاحب معلوم هوتے هیں جو منجمله علماء انتظام مدن کے تمام یورپ میں معزز و ممتاز اور رکارڈو صاحب کي کتاب کے شارح تهے جو کتاب رکارڈو صاحب نے اصول دولت و محصول کے مقدمه میں تصنیف کي اور فرانسیسي زبان میں أس کا ترجمه هوا سي صاحب نے أسکي شرح لکهي اور وہ هر جگهه رکارڈو صاحب کي دلیلوں کے مقابله میں یهه حقیقت پیش کرکے كه تمام اراضیات مزروعه سے لگان حاصل هوتا هی یهه کهتے هیں كه اس حقیقت کو اسبات سے کچهه علاقه نهیں هی كه اکثر غله بلا لگان بهي پیدا هوتا هے رکارڈو صاحب اپني کتاب میں اس حقیقت کا ابطال کرتے هیں سي صاحب بحسب دستور اپنے اعتراض کو جماتے هیں اور وہ مقام وہ هی جهاں رکارڈو صاحب اپني کتاب کے چوبیسویں باب میں آدم اسمتهه صاحب کي راے پر جو لگان کے مقدمه میں أنهوں نے لگائي مباحثه کرتے هیں چنانچه وہ عبارت نقل کیجاتي هی *

ادم اسمتهه صاحب نے یهه بات اختیار کي تهي كه پیداوار اراضي کا کوئي جزو ایسا هوتا هے كه أسکي مانگ همیشه ایسي رهتي هے كه جو خرچ أسکے قابل برداشت کرنے اور بازار میں لانے پر پڑتا هی مول أسکا خرچ

مذکور سے زیادہ حاصل ہوتا ہی اور وہ کھانیکی چیزوں کو اسکاہی جزو پیداوار اراضی سمجھتے تھے *

چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ ہر زمین سے پیداوار خورش کی مقدار اُس مقدار کی نسبت زیادہ پیدا ہوتی ہی جو اُسکے پیدا کرنے اور بازار میں لانے کی محنت کے عوض کے لیئے اتنی کافی ہوتی ہی کہ محنت اُس سے قایم رہی اور جس سرمایہ سے کہ اُس محنت کی اجرت ادا کیجاتی ہی اُسکا منافع وصول ہونے کے لیئے وہ مقدار مذکورہ کافی سے زیادہ ہوتی ہی اور اسی لیئے زمیندار کے لگان کے واسطے کچھہ نکچھہ حاصل بچتا ہی *

مگر آدم اسمتھہ صاحب اپنی اس راے کی تائید میں بجز اسباب کے کچھہ نہیں کہتے کہ ناروے اور اسکاٹ لینڈ کے اُجڑے جنگلوں میں جہاں ناقص زمینیں ہوتی ہیں کسی قسم کی پیداوار مویشی کی چرائی کے واسطے ہوتی ہی اور بدولت اُسکے دودھہ اور مویشیوں کی تعداد میں اتنی کثرت آجاتی ہی کہ اُس سے چرواہے کی محنت کی اُجرت اور مالک کا منافع مجرا ہو کر زمیندار کو لگان بھی حاصل ہو جاتا ہے مگر اُنکی اِسبات میں ہمکو شک اِسلیئے ہے کہ کیساہی ملک ہو خواہ عمدہ سے عمدہ ہو یا برے سے برا ہو مگر اُسمیں کوئی نہ کوئی زمین ایسی ہوتی ہے کہ پیداوار اُس سے صرف اسقدر حاصل ہو سکتی ہے کہ جو سرمایہ اُسپر لگے وہ اور اُسکا معمولی منافع اُس سے حاصل ہو زیادہ کچھہ نملے چنانچہ یہی حال امریکا کا سب پر روشن ہی مگر باوجود اُسکے کوئی شخص یہہ نہیں کہتا ہی کہ امریکا اور یورپ کے قواعد لگان میں تفاوت ہی لیکن اگر یہہ بات درست ہو کہ اِنگلستان والوں نے بات زراعت میں یہانتک ترقی بہم پہونچائی کہ آج ایسی کوئی زمین وہاں نہیں کہ اُس سے لگان حاصل نہوتا ہو تو البتہ یہہ بھی راست ہی کہ پہلے ایسی زمینیں بھی تھیں جنسے لگان حاصل نہوتا تھا مگر ایسی زمینوں کا ہونا نہونا امر متنازع فیہ میں کچھہ بڑی منزلت نہیں رکھتا کیونکہ اگر گریٹ برٹن میں ایسی زمین پر جس سے صرف سرمایہ اور معمولی منافع کی بازیافت ہو سکتی ہی پرانی ہو یا نئی جو سرمایہ کا اِستعمال ہوتا ہی تو ہماری مراد حاصل ہی اگر کوئی ٹھیکہ دار زمین کا ٹھیکہ سات یا چودہ برس کی میعاد پر

لنوے تو یہہ امر ممکن ھی کہ وہ شخص اُس اراضي پر لاکھہ روپیہ کا سرمایہ یہہ جانکر تجویز کرے کہ پیداوار خام اور غلہ کي قیمت کے ذریعہ سے سرمایہ اپنا وصول کرسکونگا اور لگان بھی ادا کردونگا اور معمولي منافع بھي حاصل کرلونگا مگر وہ شخص ایک لاکھہ دس ھزار روپیہ اُس زمین پر اُسوقت تک نہ لگائیگا جب تک کہ وہ یہہ دریافت نکرلیگا کہ دس ھزار روپیہ کے لگانے سے اسقدر پیداوار ھو سکتي ھی یا نہیں کہ اُسکے پیدا ھونے سے سرمایہ کا معمولي منافع حاصل ھو سکے غرضکہ وہ شخص اپنے اِس منصوبہ میں کہ یہہ رقم زائد سرمایہ کي لگاؤں یا نہ لگاؤں صرف یہہ سوچیگا کہ پیداوار خام کي قیمت اسقدر کافي ھوگي یا نہیں کہ اُس سے اُسکا سرمایہ منافع سمیت مل سکے اِسلیئے کہ یہہ حال اُسکو معلوم ھی کہ لگان زائد دینا نہ پڑیگا اور اضافے منافع پر بھي لگان اُسکا زیادہ نہوگا اِسلیئے کہ اگر زمیندار اُس دس ھزار روپیہ مذکورہ کي وجہہ سے لگان طلب کریگا تو یہہ ٹھیکہدار اُس روپیہ کو نہ لگاویگا کیونکہ اُس روپیہ کے لگانے سے اُسیقدر معمولي نفع اُسکو ھاتھہ آیا جو کسي دوسرے کام میں لگانے سے حاصل ھوتا † *

تحریر مذکورہ بالا کي نسبت سے صاحب یہہ بات لکھتے ھیں کہ آدم اسمتھہ صاحب اِس بات کو نہیں مانتے وہ کہتے ھیں کہ ملک اِسکاٹلینڈ میں بري سي بري زمین کا لگان اُسکے مالک کو ملتا ھی مگر اس کلام پر سے صاحب کو ھم رکارڈو صاحب کي طرف سے یہہ جواب دیتے ھیں کہ رکارڈو صاحب اسي امر کو لکھتے ھیں کہ وہ کچھہ ضروري نہیں اِسلیئے کہ جس زمین کا لگان دس اشرفیاں في ایکڑ دیا جاتا ھی تو ایک جزو اُسکي پیداوار کا ایسا بھي ھوتا ھی کہ اُسکے پیدا کرنے کے حق کي بابت لگان نہیں ادا کیا جاتا *

مگر یہہ بات تسلیم کرني چاھیئے کہ لگان کے باب میں مسئلہ مذکورہ بالا اکثر اوقات ایسی صورت سے بیان کیا گیا کہ اُسکے سبب سے ایسے ویسے

† رکارڈو صاحب کي اس تقریر سے معلوم ھوتا ھی کہ دس ھزار روپیہ زیادہ لگانے سے جو ٹھیکہدار زیادہ پیداوار بلا لگان حاصل کرسکتا ھی گویا وہ ایسي زمین پر حاصل ھوئي جسپر کچھہ لگان نہیں ھی غرضکہ اُنھوں نے اپني خیال میں اُس کلیہ کو توڑ دیا کہ کوئي اراضي مزروعہ ایسے نہیں ھوتے جسپر لگان نتھا حالانکہ یہہ تسلیم مثال سے صاحب کے اُس قول کي تائید کرتي ھی کہ غلہ بلا لگان پیدا ھوتا ھی ،

آدمیوں کي توجهہ کي انتشار کا احتمال اور کم فہموں کي حرف گيري اور آمادگي کا کماں قوي هوتا هے رکارڈو صاحب نے ایجاد اس مسئلہ کي نهیں کي مگر عمدہ طور سے توضیح اُسکي کي اور باقتضاء اُن عیب و هنر کے جو رکارڈو صاحب میں موجود هیں اُنکي عبارتوں میں بہت جگہہ غلطیاں واقع هوئیں وہ صاحب علم منطق سے اتنے ماهر نتھے کہ مضمونوں کو ٹھیک ٹھاک کرتے یا قدر اُنکي سمجھیے اور تحریر میں اسقدر تیز فهمي کو دخل دیا کہ کم فہم اور فہیم دیکھنیوالوں کي معمولي فهمید کے واسطے گنجایش باقي نهیں چھوڑي اور اسقدر راست پسندي اور سادگي اُنمیں تھي کہ وہ یہہ نہ سوچے کہ هماري تحریروں سے دیدہ و دانستہ خلاف مراد سمجھینگے غرضکہ بوجوہ مذکورہ بالا اُنہوں نے ایسي غلطي کي کہ منجملہ اُن بڑے لوگوں کے جو علم و فضل کے بڑے پایہ پر پهونچے یهي مصنف بڑا غلط لکھنیوالا تھا اور باب لگاں میں ایسي بري عبارت لکھي کہ اور جگہہ اُس سے ایسي خطا نهیں هوئي *

رکارڈو صاحب نے یہہ دیکھا کہ جب لوگوں کو پیداوار خام کي خریداري کي خواهش و طاقت زیادہ هوتي هی اور پیداوار زاید کا پیدا هونا بدوں ازدیاد خرچ کے ممکن نهیں تو زرلگاں زیادہ هوجاتا هی اور زراعت کو وسعت هوتي هی چنانچہ اُنکے ذهن میں لگاں کي زیادتي اور زراعت کي وسعت نے ایک اتصال قرار پایا اور اُنہوں نے اُن دونو تصوروں کو بہت جگہہ ایسا ظاهر کیا کہ گویا اُنمیں سبب و مسبب کي نسبت قایم هي یعني وسعت زراعت ازدیاد لگاں کا سبب هی حال آنکہ یہہ امر ظاهر هی کہ وسعت کي بدولت ازدیاد لگاں کے واسطے ایک مانع پیدا هوتا هے رکارڈو صاحب کي یہہ غلطي اسي روش هے کہ کوئي کتاب کا دیکھنے والا جو فکر و غور اعتدال کے درجہہ کا رکھتا هو ایسا هو کہ اُس غلطي کو سمجھے *

رکارڈو صاحب نے اکثر مقام سے اُن لفظوں کو کہ ایسي زمین کا پیدا شدہ غلہ جسپر لگاں نهو اور ایسا پیدا شدہ غلہ جسکا لگاں نہ ادا کیا جاوے ایک هي مراد میں استعمال کیا اور جب کہ اُنکے مخالفوں نے یہہ کلام اُنسے کہا کہ پراني سلطنتوں میں کل اراضي کا لگاں دیا جاتا هی تو اُنہوں نے کبھي کبھي اس کلام کي صحت سے انکار کیا حال آنکہ

اُنکو وہ اپنا مسئلہ ثابت کرنا چاهیئے تھا جو اُنھوں نے اسحاب مندرجہ بالا میں کہا یعنی یہہ کہ ہمارے بات دونوں حالتوں پر صادق رهتي هی خواہ اُسکو کسي ایسے هي چھوٹے ضلع سے منسوب کریں جہاں تمام اراضیات پر بہت لگان لگتا هی خواہ کسي ملک نو اباد سے نسبت دیں جہاں باستثناء لگان استحصال کي لاگت هوتي هو اور آزادي عام هو *

علاوہ امور مذکورہ بالا کے رکارڈو صاحب نے یہہ بھي اکثر لکھا هی کہ لگان کا حصول اُس امر پر موقوف هی کہ مختلف درجوں کي اراضیات بوئي جاویں یا ایک هي سي زمیں پر زیادہ سرمایہ لگایا جاوے اور اُس سرمایہ زاید کا بھي معاوضہ مناسبت سے کم حاصل هوسکے مگر خلاف اُسکے یہہ ظاهر هی کہ اگر کوئي ملک ایسا تصور کیا جاوے کہ وهاں ادمي بہت اور دولت زیادہ هو اور اسکي زمینیں یکساں بہت سي زرخیز هوویں اور اُس سے ایک معین سرمایہ کے خرچ کے معاوضہ میں بہت سي پیداوار حاصل هوسکتي هی اور اگر سرمایہ کم خرچ هو تو اُس سے کچھہ معاوضہ حاصل نہو یا بہت زیادہ خرچ سے بہت زیادہ معاوضہ حاصل هو تو اُس ملک سے بخوبي لگان حاصل هوسکتا هی اگرچہ هر بیگھہ زمیں اور هر حصہ سرمایہ سے بمقدار مساوي پیداوار پیدا هوتي هے *

بیان اُس مسئلہ کے نتیجوں کا کہ جب کارخانوں میں محنت زیادہ صرف کیجاتي هی تو وهاں محنت کا اثر زیادہ هوتا هی اور خلاف اُسکے جہاں زمین پر زیادہ محنت هوتي هی تو وهاں اُسکا اثر اُسکي مناسبت سے کم هوتا هے

واضح هو کہ اب اس مسئلہ کے چند مشہور نتیجوں کا بیان کیا جاویگا کہ کارخانوں میں محنت زاید کا بہت زیادہ اثر هوتا هي اور فن زراعت میں زیادہ محنت کي مناسبت سے ترقي نہیں هوتي اور اس وجہہ سے کارخانوں کي پیداوار مصنوعي کي مقدار زاید بحسب لحاظ اُسکے خرچ مناسبہ کے تخفیف سے حاصل هوتي هی اور زراعت کي پیداوار کي هر مقدار زاید مناسبت سے زیادہ لاگت لگنے پر هاتھہ آتي هی *

پہلا نتیجہ

پیداوار مصنوعی اور پیداوار خام کی زیادہ مانگ کے مختلف اثر

جب کہ لوگوں کی تعداد میں ترقی ہوتی جاتی ہی تو اُس جنس کی قیمت جسکی مالیت اُس پیداوار خام کی مالیت سے مُتعلق ہوتی ہی جس سے وہ طیار ہوتی ہی بڑھنے پر مائل ہوتی ہی اور اُس جنس کی قیمت جسکی مالیت میں اُن شخصوں کی محنت اور احتیاط کے معاوضہ کو زیادہ دخل ہوتا ہی جو اُسکو بناتے ہیں گھٹنے پر باعث ہوتی ہی یہہ امر واضح ہی کہ جو جنسیں موٹی جھوٹی صنعت سے متعلق ہیں وہ پہلے قاعدہ کی تابع ہیں اور جو عمدہ صنعت سے تعلق رکھتی ہیں وہ دوسرے قاعدے کی تابع ہیں چنانچہ پہلی جنسوں کی مثال روٹی اور دوسری جنسوں کی تمثیل فیتہ ہے اور بالفعل انگلستان میں ایک پنسیری نان پاؤ کی اوسط قیمت دس آنہ ہیں جنمیں گیہوں کی قیمت چھہ آنہ آٹھہ پائی قرار دے سکتے ہیں اور باقی میں پیسنی والے اور نان بائی اور خوردہ فروش کے منافع اور محنتانہ کی گنجایش ہوتی ہے اب اگر ایسی اتفاق پڑے کہ اُس ملک کی پیداوار سے روٹی کا مطالبہ دوگنا ہو جاوے تو یہہ بات ظاہر ہی کہ مقدار محنت کی صرف دونی کرنے سے گیہوں کی مقدار حصول دونی نہوگی مگر یہہ بیان ہونا غیر ممکن ہی کہ اتفاق مذکورہ کے پڑنے سے جو دقت کہ پیداوار کی مقدار حصول میں پیش اویگی اُسکے باعث سے گیہوونکی قیمت کسقدر زیادہ ہو جاونگی لیکن فرض کیا جاوے کہ گیہوونکی قیمت دو چند ہوجاویگی تو ایک پنسیری نان پاؤ میں جسقدر گیہوں صرف ہونگے اُسکی قیمت چھہ آنہ آٹھہ پائی کی جگہہ تیرہ آنہ چار پائی ہونگے مگر ساتھہ اسکے وہ محنت بھی بہت موثر ہوگی جو روٹی کے لگانے اور بیچنے میں صرف ہوتی ہی مثلاً کے پیسنے والے اور نان بائی عمدہ عمدہ قسم کے الات اِستعمال میں لاوینگے اور محنت کی زیادہ تقسیم کرینگے اور خوردہ فروش بھی کچھہ تھوڑا سا خرچ بڑھا کر اپنے سودے کو دوگنا کریگا غرضکہ

جہاں تک روئی کی طیاری اور خوردہ فروشی قسمت سے تعلق رکھتی ہی
وہاں تک روئی کی قیمت میں بقدر ایک چہارم کے تخفیف ہوگی یعنی
جہاں اِس کام میں تین آنہ چار پائی خرچ ہوتے تھے وہاں اڑھائی آنہ کا
خرچ پڑیگا اور روئیوں کی مقدار حصول کی زیادتی کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ
ایک پنسیری یا پاؤ کی قیمت دس آنہ کی جگہہ پندرہ آنہ دس پائی
ہونگے *

اب دیکھنا چاہیئے کہ فیتہ کے اِستعمال کے زیادہ رواج کا کیا نتیجہ
حاصل ہوتا ہی واضح ہو کہ آج کل جو فیتہ اور روئی کی قیمت ہی
اُسکے حسابوں ایک پونڈ روئی سے جو مقام لورپول میں ایک روپیہ کو
بکتی ہی فیتہ کا ایک تھان ایک ہزار پچاس روپیہ کی قیمت کا طیار
ہوسکتا ہی اگر فرض کیا جاوے کہ فیتہ کا خرچ دوچند ہووے اور مول
اُس روئی کا جو اُس کے بنانے کے لایق ہووے اُسکی زیادہ مقدار کے حاصل
کرنے کی دقت پڑنیکے سبب سے دو روپیہ پونڈ ہوجاوے تو باوجود اسباب
کے کہ خرچ طیاری فیتہ کا بدستور سابق فرض کیا جاوے مول اُس کا
ایکہزار پچاسویں حصہ کی قدر بڑھیگا یعنی ایک ہزار اکاون روپیہ
ہوجاویگا مگر جب فیتہ کے استعمال کے شوق کا ولولہ ہوگا تو ساتھہ
اُسکے بنانے کی ترکیبوں میں بھی بلا شبہہ ترقی ہوگی یہانتک کہ اگر
اُس ترقی کے سبب سے کل خرچ میں ایک ربع کی تخفیف اندازہ کی
جاوے تو شاید یہہ تخمینہ بھی کم قرار پاوے پس اس تخمینہ کے قرار
پانے سے پیداوار مزید کا یہہ نتیجہ ہوگا کہ فیتہ کا مول ایک ہزار پچاس
روپیہ کی جگہہ سات سو اٹھاسی روپیہ اٹھہ آنہ ہونگے غرضکہ جن صورتوں
میں روئی کی قیمت دوچند کے قریب قریب ہوگی اُنہیں صورتوں میں
فیتہ کی قیمت میں ایک چہارم کی تخفیف ہوگی *

دوسرا نتیجہ

محصول کے مختلف اثر پیداوار مصنوعی اور پیداوار خام کی قیمتوں پر

واضح ہو کہ مسئلہ مرقومہ بالا کا یہہ دوسرا نتیجہ ہی کہ پیداوار
خام اور پیداوار مصنوعی دونو پر محصول لگنے سے دو اثر مختلف

پیدا ہوئے ہیں یعنی مصنوعی حصوں کي قیمت محصول لگنے سے انجام کو زائد ہوجاتي ہی اور وہ زیادتي قیمت کي مقدار محصول سے زیادہ ہوتي ہی مگر یہہ لازم نہیں کہ کبھي کي پیداوار کی قیمت جب تک کہ اُس سے کوئي چیز طیار نکي گئي ہو محصول کے لگنے سے اجر کو زیادہ ہوجاوے بلکہ اگر کبھي زیادہ بھي ہوتي ہےتو وہ مقدار زائد محصول کي مقدار سے کم ہوتي ہی *

محصول کا اثر پیداوار مصنوعي پر

توضیح اسکي آساني سے ہوسکتي ہی چنانچہ اگر فرض کیا جاوے کہ جب سے گھڑیوں کي تجارت شروع ہوئي تو اُسکي قیمت پر فی صدي پچیس روپیہ محصول لگتا ہی توئي وجہہ خیال میں نہیں آتي کہ حالات موجودہ میں خود گھڑي ساز کا منافع یا اُسکے کاریگروں کي اجرت اُن لوگوں کے اوسط منافع اور اجرت سے زیادہ ہی جو اُسطرح کے کام میں لگے لپٹے رہتے ہیں نظر بریں یہہ صاف ظاہر ہی کہ اگر محصول ہمیشہ سے لگتا رہا ہی تو گھڑي کي قیمت اُسکي اصلي قیمت سے بقدر ایک چہارم حصہ کے ہمیشہ زیادہ رہي ہی ورنہ گھڑي سازي کے پیشہ کو کوئي محنتي یا کوئي سرمایہ والا اختیار نکرتا اور یہہ بھي واضح ہے کہ قیمت کي اس زیادتي سے گھڑي کے بکنے میں ہمیشہ کمي یا توقف ہوتا رہا ہوگا اور اسي وجہہ سے گھڑي کے استعمال میں کمي ضرور آئي ہوگي لیکن اگر گھڑیاں کم طیار کیجاتیں تو کمي تعداد کي مناسبت سے استعمال کي لاگت بہت زیادہ لگتي اور قیمت اصلی سے قیمت بھي زیادہ ہوجاتي اور اس زیادتي کا باعث پہلے تو محصول کي مقدار اور دوسرے وہ خرچ زاید ہوتا جو کمي تعداد کي طیاري کے باعث سے لگتا ہے اور یہہ بھي روشن ہے کہ درصورت موقوفي محصول کے گھڑي کي قیمت میں تخفیف واقع ہوتي پہلي وجہہ یہہ کہ محصول موقوف ہو جاتا اور دوسري وجہہ یہہ کہ اُسکے موقوف ہونے سے ترقي پیداوار کے سبب سے بنانے کي ترکیبوں میں ترقي ہوتي اور یہہ بھي واضح ہے کہ اگر محصول اب پہلے پہل مقرر کیا جاوے تو گھڑي کي قیمت زیادہ ہو جاوے گي اور اس زیادتي میں پہلے محصول کي مقدار قائم ہوگي اور دوسرے اُس خرچ

واسد کي مقدار قايم کي جاويگي جو گهريونکي کم مقدار کي بيع اور طياري مين عايد هوگي ورنه جو اوسط منافع باقي تجارتون مين حاصل هوگا وه گهڑي کي تجارت مين بادي برهيگا اور يهه بهي روشن هي که گهڑي کے برتاؤ مين جيسي جيسي تخفيف هوتي جاويگي اُسيطرح مول بهي اُسکا بڑهتا جاويگا چنانچه اگر في سال دس گهڑيان طيار هوويں تو في گهڑي پانچهزار روپيه قيمت هوگي اور اگر ايکهي طيار هو تو مول اُسکا اُن دس گهڑيوں کے مول سے شايد کچهه کم هوگا هان يهه بات راست هے که يهه تمام اثر محصول مقرر يا موقوفي محصول کے ظهور مين نهين آوينگے اسليئے که دونون صورتوں مين ايک ايسا زمانه گذريگا که اُس زمانه مين اس باعث سے که گهڑي کي تجارت مين جو سرمايه لگا هوا هے وه ايک هي ڈهنگ پر قايم رهيگا گهڑي کي مقدار حصول مين کمي بيشي نهوگي اور اس وجهه سے قيمت پر بهي کوئي اثر ظاهر نهوگا اس عرصه ميں منافع اور اجرت اُن لوگوں کي جو گهڑي بنانے مين مصروف رهتے هين خلاف معمولي رواج کے بهت کم يا بهت زياده هوگي اور درجه معمولي پر جب پهونچيگي که درصورت موقوفي محصول کے بهت سے لوگ گهڑي سازي سيکهه سيکهه کر آماده هونگے يا درصورت مقرر محصول کے اُن شخصونکي تعداد مين کافي کمي هوگي جو پيشه مذکوره کي تعليم پاچکے جس سے گهڑيوں کي مقدار حصول مانگ کے مناسب ايسي قيمت پر هو جاوے که سرمايه والوں کا منافع اور محنتيوں کي اجرت جو اُنکي طياري اور فروخت مين مصروف هوں بحساب اوسط ملنے لگے *

محصول کا اثر کهيتي کي پيداوار پر

اگر کهيتي کي پيداوار پر محصول مقرر هووے تو جس طريقے يعني کسي استحصال سے پيداوار مصنوعي پر اُسکا دباؤ هوتا هي اُس طور سے کهيتي کي پيداوار پر کوئي دباؤ نهين پڑتا *

يهه فرض کرو که استعمال سرمايه کے ليئے جو جو طريقے مختلف مقرر هين اُنکے بموجب تقسيم اُسکي مناسب طور سے هووے اور جب که کوئي خاص سبب مخل نهو تو بس کاشتکاري ميں بهي جو سب پيشوں مين سے نهايت پسنديده پيشه هي بہ نسبت اور پيشوں کے سرمايه

کے اوسط حصہ سے تھوڑا نہیں لگا رہتا بطو برس عموماً یہہ بات تسلیم کیجاوے کہ جب تک اراضي کي پیداوار سے کاست کا خرچ وصول ہوتا رہی اور اُس سے زیادہ وصول نہو تب تک سرمایہ کا استعمال اراضي میں ہوتا ھی یا یوں کہو کہ زمین کا قابض جب تک کاشت کئے جاتا ھی کہ پیداوار زاید جو آخر کي محنت کرنیوالوں کي مصروفیت سے حاصل ہوتي ھی اسقدر کافي ہووے کہ اُسکی قیمت رائج الوقت سے محنت کرنیوالوں کي اجرت اور مالک کےپیشگي اجرت دینے کي بابت منافع وصول ہووے غرض کہ محصول کے مقرر ہونے پر پیداوار قابض مذکور کي قسمت بقدر تعداد محصول کے زیادہ ہوگي یا وہ شخص اُس جزو پیداوار کا پیدا کرنا چھوڑ دیگا جسکی استحصال میں بہت سا خرچ ہوتا تھا *

فرض کیا جاوے کہ ایک ٹھیکہ دار کے قبضہ میں قابل زراعت اراضي کے چھہ سو ایکڑ موجود ھیں اور اُس زمین میں زرخیزي کے جدے جدے درجہ پائے جاتے ھیں چنانچہ منجملہ اُنکے سو ایکڑوں میں دس آدمیوں کي سعي و محنت سے فی ایکڑ چھہ کوارٹر گیہوں اور دوسرے سو ایکڑوں میں اُسقدر آدمیوں کي محنت سے فی ایکڑ پانچ کوارٹر اور تیسرے سو ایکڑوں میں فی ایکڑ چار کوارٹر اور چوتھے سو ایکڑوں میں سے فی ایکڑ تین کوارٹر اور پانچویں سو ایکڑوں سے فی ایکڑ دو کوارٹر اور چھٹے سو ایکڑوں سے جو بہت سے ناقص و ناکارہ ھیں فی ایکڑ ایک کوارٹر پیدا ہوتي ھیں اور سالانہ اجرت دس مزدوروں کي بحساب فی کس چار سو روپیہ کے چار ہزار روپئے ہوتے ھیں اور پیداوار کے بکنے سے ایک برس پہلے وہ ٹھیکہ دار اُنکو پیشگي دیتا ھی اور علی ھذالقیاس ایسے پیشوں میں منافع کي شرح اوسط دس روپیہ فیصدي سالانہ ہوتي ھے اگر اِن سب صورتوں میں گیہوں بائیس روپیہ فی کوارٹر کے حساب سے فروخت ہوویں تو جہانتک فی بغر بیس کوارٹر پیدا ہونا ہووے وہانتک ٹھیکہ دار کو محنت لگانیکي گنجائش ہوگي اس لئیے کہ بیس کوارٹر گیہوں کي قیمت چارسو چالیس روپیہ ہونگے منجملہ اُسکے چارسو روپیہ مزدوري اور چالیس منافع کے برآمد ہوسکتے ھیں چنانچہ پہلي چاروں عمدہ قسموں میں جہمیں چالیس آدمیوں کا مصروف ہونا فرض کیا گیا ہر شخص اُسمیں سے بیس کوارٹر غلہ سے زیادہ زیادہ پیدا کرسکتا ھي اور

پانچویں قسم میں جسمیں دس مزدوروں سے کام لیا گیا ھو مزدور بیس کوارٹر غله پیدا کریگا یعني کل دس آدمي دو سو کوارٹر چار هزار چارسو روپیه کے پیدا کرینگے اور چھٹي اخیر قسم کي پیداوار سے جسمیں ایک ادمي صرف دس کوارٹر غله پیدا کریگا گیہوں کے بونے جوتنے کا خرچ بھي ادا نہوگا اب اگر پیداوار خام پر سات روپئے پانچ انه چارپائي فی کوارٹر محصول مقرر کیا جاوے اور قیمت میں کچھه بیشی نه آوے تو یہه بات واضح هی که وه ٹھیکه دار اُس قسم کي اراضي سے کمتر درجه کي زمین پر کاشت نکریگا جس سے دس مزدوروں کي محنت کي بدولت تین سو کوارٹر غله پیدا ہوسکتا هی اور مول اُس غله کا بائیس روپیه فی کوارٹر کے حساب سے چھه هزار چھه سو روپئے هونگے جسمیں سے دوهزار دوسو روپیه محصول میں جاوینگے اور چارهزار چارسو روپئے اجرت اور منافع میں محسوب ہونگے لیکن اس قسم کي زمین کي کاشت وه ضرور کریگا اور اس سے عمده قسم کي کاشت میں بھي زیاده محنت جبتک صرف کریگا که هر ایک زیاده کئي هوئے مزدور کي محنت سے بیس کوارٹر پیدا هوتے هیں اور جب که محصول اسقدر زیاده هووے که زراعت کا باب مسدود هوجاوے تو ٹھیکه دار اپنے مزدوروں کو اُٹھاویگا اور عمده سے عمده زمینوں کو اُفتاده چھوڑیگا مگر ایسا محصول واقع نہیں هوتا اور یہه محصول نہیں بلکه ایک طرح کي سزا هے هم اِسبات سے انکار نہیں کرتے که اخبار اُس عمل کا جو ٹھیکه‌دار کي نسبت فرض کیا گیا اُسکو ضرر پہونچاویگا اور نه هم اُسکا انکار کرتے هیں که ٹھیکه‌دار غله کي قیمت مقدار محصول کے مساوي زیاده کرنیکو ترجیح دیگا جسکے ذریعه سے اپنے سرمایه کے اِستعمال کو جوں کے توں قایم رکھه سکے مگر اِسبات کو هم نہیں مانتے که واجبي محصول کے مقرر هونے سے جب قیمت میں بیشي نه آوے تو وه شخص اپنے کاروبار کو یکقلم چھوڑ بیٹھے گا بطور نظیر کتاب کے دیکھنیوالے غور کریں که زراعت اور صنعت کے حالات میں کسقدر مخالف هی اسلئیے که اگر تھوڑا سا تھوڑا محصول مقرر کیا جاوے تو کارخانه‌دار کو قیمت کے زیاده ہونے پر کام کاج اپنا چھوڑنا پڑیگا خلاصه یہه که جو بہبودي کي صورت کاشتکاروں کے لئیے هوتي هی وه اهل صنعت کے واسطے بڑي قباحت هو جاتي هی یعني زراعت کي صورت میں سرمایه میں تخفیف هوکر جس

قدر باقی رہتا ہی پیداوار اُس سے زیادہ ہوتي ہی اور صنعت کي کلالتمنی
سرمایہ کے نسبت سے پیداوار کم ہوتي ہی *

مگر لوگ ایسا خیال کرتے ہیں کہ کھیتي کے پیداوار کي قیمت میں
کل مقدار محصول تک بیشي ہوتي ہی پس وہ کل محصول خرچ
کرنے والے کے ذمہ عاید ہوتا ہی اور رکارڈو صاحب اور مل صاحب کي
بھي یہي رائے ہی اور اسي وجہہ سے قول اُنکا یہہ ہی کہ یہہ وہ محصول
ہی جو اِنگلستان میں اراضي اور محنت کي پیداوار پر پادري لوگ
امور دین کے واسطے لیتے ہیں محصول دھک کے باعث سے خام پیداوار
کي قیمت میں بقدر مالیت محصول مذکور کے بیشي ہوتي ہی اور
اس بیشي کا اثر اُن تمام لوگوں پر پہونچتا ہی جو پیداوار خام کو خرچ
کرتے ہیں مگر ہماري رائے یہہ ہی کہ خام پیداوار پر محصول لگنے سے
فی الفور قیمت بڑھ جاتي ہی مگر یہہ بڑھوتري محصول کي برابر نہیں
ہوتي ہاں محصول کا اخیر نتیجہ یہہ ہی کہ پیداوار خام کے خرچ اور
استحصال میں کمي آ جاتي ہی مگر اُسکي قیمت پر اثر نہیں ہوتا *

پہلي بات کے اثبات کے لئیے صرف اسقدر ثابت کرنا چاهئیے کہ قیمت
کي بیشي ہو جانے سے جس شی کي نسبت یہہ تسلیم کر چکے کہ
محصول کے متحود بقرر سے ظہور میں آتي ہی جس محصولي کے خرچ
میں کمي آ جاتي ہی اور اِسي وجہہ سے اُس جنس کے استحصال میں
بھي تخفیف پیدا ہوتي ہی اور یہہ ابھي بخوبي ثابت ہو چکا کہ جب
استحصال میں کمي آ جاتي ہی تو جو پیداوار اُسکے بعد پیدا ہوتي ھے
اُسکي استحصال کي لاگت میں بھي تخفیف ہوجاتي ہی اور کھیتي کي
پیداوار کي قیمت اُس جزو پیداوار کے استحصال کي لاگت پر منحصر
ہی جو بڑے خرچ کے ذریعہ سے یعني مساوي ہمسري کي حالت میں
پیدا ہوتا ہی اور ایسي صورت میں ہم جس نتیجہ پر اعتراض
کر رہے ہیں کہ مقدار محصول تک قیمت بڑھ جاتي ہی اُسکے
ثابت ہونے کے واسطے یہہ ضرور ہی کہ قیمت کے بڑھنے سے غلہ کے
خرچ میں کمي نہو اور یہہ بات اُن اِنگلستان والونکي نسبتاً
صحیح ہی جنکي اوقات گذاري اُن مددوں کے بدولت ہوتي ہی
جو مفلسوں کي پرورش کے لئیے ضلع بہ ضلع اکٹھي ہوتي ہیں اور جہاں

کہیں وہ مدد روٹي کي قسمت کے لحاظ سے ہوتي ہی تو وہاں اُنکے خرید
کے ذریعہ یعنے مقدار خرچ قسمت سے تعلق نہیں رکھتے یعني نہ قسمت کے
گھٹنے سے بڑھتي ہی اور نہ قیمت کے بڑھنے سے گھٹتي ہی اور یہي امر اُن
دولتمند شخصوں اور نیز اُنکے متعلقوں کي نسبت جو معزز و ممتاز ہو ہیں
لیکن خلقت کا بہت تھوڑا سا حصہ ہیں راست آتا ہی جنکا صرف روٹي
کا خرچ اَور اخراجات کے نسبت بہت کم ہوتا ہی مگر عوام اِنگلستانیوں
کي نسبت ہرگز صحیح نہیں اور اُن عوام لوگوں میں وہ مستثني جو
امداد مذکورہ بالا سے اعانت نہیں پاتے اور بہت کثرت سے ہیں جنمیں
تمام چھوٹے دوکاندار اور کاشتکار بھي داخل ہیں یہہ لوگ اکثر قسمت پر
نظر کر کے گیہوں خریدا کرتے ہیں یعنے جب ارزاني ہوتي ہی تو اکثر
گلگلے اور سموسے غرض کہ جو مزے کے کھانے ہوتے ہیں خوب پیٹ بھر کر
کھاتے ہیں اور بعد اُسکے رفتہ لوگ اُن چیزوں کو تھوڑي گراني پر چھوڑ
دیتے ہیں یہاں تک کہ اگر تھوڑے دنوں گراني قایم رہے تو گیہوں کي روٹي
چھوڑ کر چھوٹے موٹے اناج کي روٹي کھانے لگتے ہیں چنانچہ شمالي طرف
کے لوگ جئي کے آٹے پر اور جنوبي طرف کے باشندے صرف آلوؤں پر
گذارا کرتے ہیں اسبات پر مفصل گفتگو کرنے کي چنداں ضرورت نہیں
صرف یہہ اصل عام اِستعمال کے لیئے قایم ہو سکتي ہی کہ جب کوئي مانع
موجود نہیں ہوتا تو قسمت کے بڑھنے سے جنس کے خریدنے کي خواہش
اَور لوگوں کا مقدور کم ہوجاتا ہی *

۰ اب ہم اپني اسباتکو ثابت کرتے ہیں کہ پیداوار خام پر محصول لگنے
کا آخر نتیجہ یہہ حاصل ہوتا ہی کہ پیداوار کي قیمت نہیں بڑھتي بلکہ
پیداوار کي مقدار کم ہو جاتي ہی اور ہر شخص اسبات کو تسلیم کریگا
کہ کسي ملک میں پیداوار خام کي قیمت ملک کي مسلسل وسعت یا
زرخیزي پر منحصر نہیں بلکہ در صورت یکساں رہنے اَور تمام حالات کے
اُس ملک کي وسعت یا زرخیزي اُس ملک کے رہنے والوں کي دولت
اور تعداد سے جو مناسبت رکھتي ہی اُسي مناسبت پر قیمت کي کمي
بیشي منحصر ہی چنانچہ ایک بنجر زمین والے ضلع میں جہاں
باشندے بہت تھوڑے ہونگے قسمت ایسي ہی کم ہوگي جیسیکہ ملک
زرخیز میں جہاں باشندوں کي کثرت ہونے بہت سي ہوگي مثلاً

اِسکاٹلینڈ کي نرائي کي زرخیز اراضیات میں قسمت زیادہ ھی اور پولنڈ کي ریتلي زمینوں میں بہت کم ھی اور یہہ تسلیم کرنیکے قابل ھی کہ تمام اُور حالات کے بدستور رہنے کي صورت میں ملک کي آبادي اُس کي زرخیزي اور وسعت کے مناسبت سے ہوتي ھی تو اب زمینونکي کاشت پر محصول دھک یا کسي دوسرے محصول کا آخر اثر ٹھیک ایسا ہوتا ھے کہ گویا اُن محصولوں کے ایک مدت دراز تک جاري رہنے کے باعث سے محصول نہونے کے زمانہ کي نسبت اُس ملک کي وسعت یا زرخیزي اور اُسکے باشندوں کي تعداد اور دولت میں زیادہ کمي اگئي *

محصول دھک

جو وسعت و زرخیزي آج انگلستان میں موجود ھی اگر وہ اس سے زیادہ تر وسیع اور زرخیز ہمیشہ سے ہوتا تو کوئي شخص ایسا تصور نکرتا کہ غلہ کي قیمت رواج حال کي نسبت کم ہوتي بلکہ اُس حالت میں حال کي نسبت غلہ زیادہ ہوتا اور اس غلہ کے کھانے والے بھي بہت سے لوگ ہوتے اور یہہ زیادتي مستقل ہوتي عارضي نہوتي اور ایسا ھي دیوانشائر یا لنکن شائر کے ضلع موجود نہوتي تو انگلستان کي پیداوار اراضي اور باشندوں کي تعداد میں مستقل کمي ہوتي مگر جبکہ ایک دوسرے کي بھي مناسبت رہتي جسکہ اب ھی تو غلہ کي قیمت اُس وقت اب کي قیمت سے زیادہ نہوتي عوض کہ اسي طور پر اگر محصول دھک انگلستان میں ظہور نہ پکڑتا تو غلہ زیادہ ہوتا اور لوگونکي تعداد اور دولت بھي زیادہ ہوتي اور اور تمام حالات بدستور رہتے ہاں یہہ بات درست ھے کہ اگر اس وقت انگلستان میں ایک نیا ضلع مانند دیوانشائر یا لنکن شائر کے زیادہ ایسا قایم ہو جاوے کہ زمین اُسکي زراعت میں في الفور آسکے تو في الحال یہہ ثمرہ ہاتھہ آویگا کہ پیداوار کے حصول میں ترقي ہوگي اور قیمت کو تنزل ہوگا مگر باوجود اُسکے یہہ بات بھي درست ھے کہ اگر ضلع جدید کے زیادہ ہونے پر انگلستانیوں کے رواج اور اصول اور رسم اور عادت میں کسي طرح کا تبدیل تغیر واقع نہو تو کھانے پینے کي چیزوں کي زیادتي کے سبب سے باشندوں کي تعداد میں رفتہ رفتہ بیشي ہوکر وہ

اوراسي يکقلم منا هو جاويگي اور آخرکار ايسے هوجاوينگے جيسے که وه اب ديکهے جاتے هيں مگر فرق اسقدر هوگا که باشندوں کي تعداد ميں بڑي هوجاويگي اور ايسي هي اگر قصاکار محصولات دهک کي صورت پلٹ جاوے اور زراعت کا کام اُن محصولوں کي خرابي سے پاک صاف هو جاوے تو اُسي طرح کے نتيجے حاصل هونگے گويا انگلستان کي اراضي کي زرخيزي يا وسعت ميں ناگاه بيشي واقع هوئي اور اگر لوگوں کي عادت و قواعد ميں کچهه تبديل واقع نهو تو باشندوں کي تعداد ميں بيشي هوکر پيداوار اراضي کي قيمت پهر اُسي درجه کو پهونچيگي جسکه اب هي *

غالب هي که بلاد انگلستان ميں محصولات دهک کي موقوفي کا آخر نتيجه يهه نهوگا که خام پيداوار کي قيمت ميں کمي واقع هووے بلکه يهه هوگا که قيمت اُسکي زياده هوجاويگي اسلئيے که باشندوں کے زياده هونے سے تمام زمينوں کي کاشت هونے لگے گي اور جسقدر لوگوں کي تعداد ميں ترقي هوگي اُسيقدر اراضي کي پيداوار بهي زياده هوگي تو غالباً لوگوں کي دولت بهي بڑهيگي اور جب که ايک ملک کي زمين کي بارآوري اُس کي آبادي کي مناسبت سے بڑهائي جاوے يعني جب که مقدار پيداوار خام اور تعداد باشندگان دريافت هوجاوے تو جسقدر کم زمين سے وه مقدار پيداوار پيدا هوسکے اُسيقدر اولی اور انسب هی اسلئيے که زراعت ميں خواه صنعت ميں استحصال کي لاگت کے بڑے اجزا امدورفت کي وه اخراجات اور تمام بردد اور نقصان اوقات هيں جو سفر ميں هوتے هيں اور تعداد اُن خرچوں کي ملک کي اُس وسعت پر منحصر و موقوف هي جهاں پيداوار کي مقدار معين پيدا هوتي هي جسقدر که انگلستان والوں کي محنت کار برآري کرتے جاوے گي ويسي هي دنيا کي بازار عام ميں اُنکي محنت کي ماليت بڑهتي جاويگي اور نتيجه اُسکا يهه هوگا که تمام اسباب کي قسموں ميں ترقي هوگي اور ساتهه اُسکے پيداوار اراضي کي قيمت بهي بڑهيگي مگر يهه سارے بيان هماري تحرير ميں داخل نهيں اور همکو يهيں واثق هی که محصولات دهک کا اخير نتيجه يهه هی که پيداوار خام کي قيمت ميں تخفيف لازم آتي هی مگر جو کچهه همکو ثابت کرنا تها وه يهه بات هی که ان محصولوں سے پيداوار مذکورکي قيمت زياده نهيں هوتي *

واضح ہو کہ مراتب مذکورہ بالا سے بڑے بڑے کار آمدنی سمجھے نکلتے ہیں چنانچہ اگر کسی ملک میں مصنوعی جنسوں کے استحصال پر محصول مقرر کیا جاوے اور وہ جنسیں اُس ملک میں جس آسانی سے پیدا ہوسکتے ہیں اُسی آسانی سے اُسکے قریب قریب بیگانہ ملکوں میں بھی طیار ہوتی ہوں تو نہایت ضرور ہی کہ اُس بیگانہ ملکوں کی اُس جنس کی آمدنی پر اُسی قدر محصول بلکہ کچھہ زیادہ مقرر کیا جاوے جو اپنے ملک میں مقرر کیا گیا اسلیئے کہ جو محصول اپنے ملک کی جنس پر مقرر کیا گیا اُس سے استحصال کی لاگت میں اول بعینہ محصول زیادتی ہوگی اور دوسرے اُس تھوڑی مقدار کے پیدا کرنے کے زیادہ خرچ سے جسکی مانگ قیمت کی زیادہ ہوجانے کے بعد باقی رہتی ہی استحصال کی لاگت زیادہ ہوجاویگی اب اگر بیگانہ ملک کی آمدنی پر محصول مقرر نکیا جاوے تو اُسی ملک میں استحصال کی لاگت میں اس سبب سے تخفیف ہوگی کہ تہہت سی مقدار مطلوبہ کے پیدا کرنے میں اُسکی مناسبت سے اُس ملک والوں کا خرچ کم ہوگا اپنے ملک کی اُن جنسوں کے پیدا ہونے میں اور اُنکے محصول میں صرف تخفیف ہی نہیں ہوگی بلکہ دونو موقوف ہوجاوینگے اور اصل نتیجہ یہہ ہوگا کہ بجائے نفع کے مفت کی قباحت پیدا ہوگی مگر جب کہ اپنے ملک میں پیداوار اراضی پر محصول مقرر ہوتا ہی اور بیگانہ ملک سے اُسی قسم کی پیداوار ہاتہہ آسکتی ہی مگر بیگانہ ملک کی آمدنی پر بمقابلہ محصول اپنے ملک کے کوئی محصول مقرر نہیں تو صرف یہہ نتیجہ ہوتا ہی کہ اپنے ملک کی پیداوار کے جسقدر جزو پر نہایت زیادہ خرچ پڑتا ہی اُسی قدر کی پیداوار موقوف ہوجاتی ہی یعنی کھیتی کے سرمایہ کا وہ حصہ جو نہایت کم بار اور ہوتا ہی علیحدہ کرلیا جاتا ہی یا وہ صرف ہوجاتا ہی اور پھر دوبارہ قایم نہیں ہوتا اور جو کمی کہ اُس عمل سے ظہور میں آتی ہی اُسکو بیگانہ ملک کی آمدنی سے پورا کیا جاتا ہی مگر زیادہ مانگ کے باعث سے غیر ملک کی لاگت استحصال میں تخفیف ہونے کی بجائے جیسکہ مصنوعی جنسوں کی حالت میں تخفیف ہوتی ہی اُسی طرح لاگت استحصال زیادہ ہوگی جیسے کہ مانگ کی کمی کے سبب سے اپنے ملک کی لاگت استحصال بجائے

زیادہ ہونے کے کم وجاتی ہی اور جبکہ کہ لوگوں کی حالت اُس تبدیل کے موافق نہیں ہوتی اور قیمت پھر اپنی حالت اصلی پر عود نہیں کرتی کبھی کی پیداوار پر قیمت زیادہ ہوتی رہتی ہی مثلاً بلاد انگلستان میں جو بھاری محصول آج تک شیشہ آلات کے بنانے پر لگتا ہی اُسکے مقابلہ میں اگر ملک غیر کے شیشہ آلات کی آمدنی پر محصول مقرر کیا جاتا تو انگلستان کے لوگ آخر کار شیشہ آلات بنانے چھوڑ دیتے یا اگر انگلستان میں بعض بعض شیشہ آلات کے کارخانے محصول سے بری ہوتے اور بعض بعض پر محصول رہتا تو محصولی کارخانے تباہ ہوجاتے مگر کاشت اُن زمینوں کی جنکے محصولات دہک انگلستان میں ادا کئیے جاتے ہیں اُن زمینوں کی حرص پر جن پر وہ محصول نہیں لگتے یا اسکات لنڈ کے بلا محصولی مویشی اور غلہ یا آرلینڈ کے بلا محصولی پیداوار کی آمدنی کے سبب سے چھوڑی نہیں جاتی غرض کہ جو اراضیات انگلستان میں محصولات دہک کے تابع ہیں پیداوار اُسسے حاصل ہوتی جاتی ہی اور زرلگان بھی اُن سے حاصل ہوتا ہی اگرچہ محصول کی گراں باری سے پیداوار میں کمی ہوتی ہی اور اُس سے زیادہ لگان میں کمی آجاتی ہے *

پہلے اس سے کہ محصولات دہک کی بحث ختم کیجاوے یہہ امر مناسب متصور ہوا کہ ایک اور غلطی جو اُن محصولونکی بابت پائی جاتی ہی واضح کیجاوے یعنی عوام کو یہہ بات دلنشیں ہی کہ محصولات دہک لگان کی بنسبت تعداد میں زیادہ بڑھنے پر مائل رکھتے ہیں مگر ہماری رائے میں اُسکے برعکس ہوتا ہے *

واضح ہو کہ محصولات دہک کے واسطے جو حصہ پیداوار میں مخصوص ہی وہ معین ہی اور جو حصہ کہ لگان میں جاتا ہی وہ معین نہیں چنانچہ پیداوار کے دسویں حصہ سے محصول دہک کا کبھی زیادہ نہیں ہوتا حال آنکہ لگان کے واسطے یہہ بات ضرور نہیں کہ وہ پیداوار کا دسواں حصہ ہووے یا بیسواں حصہ ہووے بلکہ یہاں تک ممکن ہی کہ چوتھائی یا تہائی یا آدھا یا آدھے سے زیادہ بھی ہووے حاصل یہہ کہ جہاں لگان کا حصول ممکن نہیں ہوتا وہاں محصول دہک حاصل ہو سکتا ہی مگر جب کسی اراضی سے لگان اور محصول دہک دونوں

حاصل هو سکیے هیں تو اُن دونوں کے بڑهنے کي نوبت میں کتنے مساوات نہیں هوسکتي چنانچه یهه بات بشي لگان کي مثال ذیل سے واضح هوگي *

فرض کیا جاتا هی که ایک ملک دس ضلعوں پر منقسم هی اور یهه دسوں ضلع نمبر ایک سے نمبر دس تک نامزد کئے جاتے هیں اور یهه سب ضلع باهم مساوي المقدار هیں مگر اُن ضلعونکی یهه کیفیت هے که ایک سے دوسرا ضلع درجه بدرجه زرخیزي میں کم هی چنانچه ضلع نمبر ایک میں ایک مقدار خرچ معروض کے ذریعه سے دوسو کوارٹر غله پیدا هوتا هے اور اُسي خرچ معروض سے ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں درجه بدرجه دس دس کوارٹر کے حساب سے غله کم پیدا هوسکتا هی یہاں تک که ضلع نمبر دس میں صرف سو کوارٹر هو سکیے هیں اب سمجھنا چاهیئے که ضلع نمبر ایک سے صرف کاشت کا خرچ اور بیس کوارٹر محصول دهک کے حاصل هوتے هیں اور کچهه لگان حاصل نہیں هوتا اور جبکه غله کا مول اسقدر زیادہ هو جاوے که نمبر دو کی کاشت هو سکے تو نمبر ایک اور دو سے محصول دهک کے واسطے اُنتالیس کوارٹر اور نمبر ایک سے لگان کے لیئے دس کوارٹر حاصل هونگے اور جب نمبر تین زراعت کے قابل هوگا تو نمبر ایک اور دو اور تین کے محصول دهک میں ستاون کوارٹر اور نمبر ایک اور دو کي لگان کے لیئے تیس کوارٹر دیئے جاوینگے اور جب نمبر چار کاشت کے قابل هوگا تو نمبر ایک اور دو اور تین اور چار کے محصول دهک میں چوهتر کوارٹر اور نمبر ایک اور دو اور تین کے لگان کے لیئے ساتهه کوارٹر ادا کیئے جاوینگے اور جب نمبر پانچ کاشت کے قابل هوگا تو نمبر ایک اور دو اور تین اور چار اور پانچ پر محصول دهک کے واسطے نوے کوارٹر اور نمبر ایک اور دو اور تین اور چار پر لگان کے لیئے سو کوارٹر دیئے پڑینگے اب محصول دهک سے لگان زیادہ هوا اور اُسکي آیندہ زیادتي حیرت انگیز هوگي چنانچه جب نمبر چهه بوئے جونے کے قابل هوگا تو محصول دهک ایکسو پانچ کوارٹر اور لگان ڈیڑہ سو کوارٹر هوگا اور جب نمبر سات کي زراعت کي نوبت پهونچے گي تو محصول دهک ایک سو اُنیس کوارٹر اور لگان دو سو دس کوارٹر هوگا اور جب نمبر آٹهه کاشت کے قابل هوگا تو ایکسو بتیس کوارٹر دهک اور دو سو اسي کوارٹر

لگان ہوگا اور جب نمبر نو کاشت کے قابل ہوگا تو محصول دھک ایکسو چوالیس کوارٹر اور لگان میں سو ساٹھہ کوارٹر لگے گا اور جب نمبر دس کاشت کیا جاویگا تو محصول دھک ایکسو پچیس کوارٹر اور لگان چار سو پچاس کوارٹر ہوگا اور اگر بجاے اسی نئی زمینوں کی زراعت فرض کرنے کے جنکی زرخیزی درجہ بدرجہ کم ہووے یہہ تصور کیا جاوے کہ ایک ہی زمین میں زیادہ سرمایہ لگایا جاوے جسکی پیداوار درجہ بدرجہ سرمایہ زاید کی مناسبت سے گھٹتی جاوے تو یہی نتیجہ ظاہر ہوگا ہاں یہہ ہماری غرض نہیں ہی کہ جو کچھہ ہمنے فرض کیا ہی ویساہی حقیقت میں ہوتا ہے بلکہ غرض یہہ ہے کہ ہماری فرض کی ہوئی باتوں سے وہ طریقہ ظاہر ہوتا ہی جسپر واقعات وقوع میں آتے ہیں اور حالات مرقومہ بالا سے یہہ امر واضح ہوتا ہی کہ درصورت نہونے موانع کے نسبتی لگان اور نسبتی محصول میں کیا مناسبت قایم رہتی ہی مگر یہہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ علاوہ اُس حالت کے کہ تمام اضلاع مذکورہ جو ایک دوسرے کے بعد بونی جانی فرض کئے مساوی المقدار ہوویں اور سرمایہ مساوی المقدار ہر مرتبہ استعمال میں آوے اور کسی حال میں قرینہ کے ساتھہ درجہ بدرجہ واقعات مذکورہ ظہور میں نہ آوینگے چنانچہ اگر منجملہ اور ضلعوں کے کسی ضلع سے ضلع نمبر دس کا دس حصہ بڑا ہووے اور اُس میں دس گنا سرمایہ صرف ہووے تو تمام پیداوار قابل محصول میں اس ضلع کے ذریعہ سے بجاے سوکوارٹر کے ایکہزار کوارٹر زیادہ ہوگی اور محصول دھک ایک سو چوالیس کوارٹر کے بجاے دو سو چوالیس کوارٹر ہو جاویگا اور زرلگان تین سو ساٹھہ کوارٹر سے چار سو پچاس کوارٹر ہوینگے بطوریکہ ایسی صورت میں محصول دھک زرلگان سے زیادہ بڑھیگا یہہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ محصول دھک اور زرلگان میں ایک ہی وقت میں بیشی نہیں ہوتی اسلیئے کہ جب اراضی پیداوار زاید پیدا کرنے کے لیئے کاشت کی جاتی ہی اُس سے پہلے ہی غایت درجہ کا لگان قایم ہوجاتا ہی اور اُس وقت میں مانگ کی گرم بازاری ہوتی ہی اور پیداوار مزید سے اثر مخالف مانگ پر نہیں پہونچتا مگر بعد پیدا ہونے پیداوار زاید کے محصول دھک کی مقدار زیادہ ہو جاتی ہی اور اسی وجہہ سے یہہ دستور ہی کہ جب لگان میں

چند ے تحقیق آبادی ھی تو محصول دھک میں زیادتی ھوتی ھی
اور شاید یہی وجہہ منجملہ اُن وجوہ کے ھی کہ عوام‌الناس کی راے میں
لگان کے زیادہ ہونے کی میلان کی نسبت محصول دھک کا میلان زیادہ ہونے
پر بیش از بیش ھی اور علاوہ اسکے یہہ وجہہ بھی عوام کو مغشوش خاطر
ھی کہ سیکڑوں برس سے بلاد انگلستان میں اراضی کی تقسیم در تقسیم
ہوتی آئی ھی اور برخلاف اسکے محصول دھک میں باستثناء اُسکے تھوڑے
جزو کے جو پادریوں کے سوا اور لوگونکا مملوک اور مقبوض ھے تقسیم
واقع نہیں ہوئی چنانچہ ایک معین وقف کا قابض و متصرف اُسقدر
اراضی سے محصولات دھک آج کل حاصل کرتا ھی جس سے تین سو
برس پہلے اُسکا مورث حاصل کرتا تھا لیکن تین سو برس پہلے وہی زمین
ایک یا دو شخصوں کے قبض و تصرف میں ہوگی اور اب وہ زمین دس
یا بیس شخصوں میں منقسم ہوگئی پس یہہ امر ممکن ھی کہ صرف
ایک زمیندار کی اوسط آمدنی کی نسبت جسقدر آمدنی اُس وقف کے
قابض قدیم کی بھی قابض حال کی آمدنی اُس سے زیادہ ھی مگر اس
علاقہ کے زمینداروں کی آمدنی کے مجموعہ کے مقابلہ میں قابض حال کی
آمدنی بہت کم ھی خلاصہ کلام یہہ کہ یہہ بات بطور یک عام مسئلہ کے
ھی اور ھمکو اُسکی صحت میں کچھہ شک و شبہہ نہیں کہ جس ملک
میں ترقی روز افزوں ہوتی ھی اُس میں مقدار محصول دھک کی اُس
زمین کے ترقی پانے والے لگان کی نسبت جس سے وہ محصول حاصل
ہوتا ھی کم ترقی کریگی *

بوجوہ مذکورہ بالا یہہ امر واضح ھی کہ نو آباد یا کم آباد ملکوں میں
جہاں اراضی کی کثرت اور کھیتی کے سرمایہ کی قلت کے باعث سے زرلگان
قریب العدم ہوتا ھی تمام اراضیات سے بجز محصول دھک کے کوئی
ذریعہ ایسا نہیں جس سے پادریوں کی پرورش ہوسکے چنانچہ یہی باعث
تھا کہ جب بنی اسرائیل نئی نئی بستیوں میں بسے تو وہ محصول اُنکے
لیئے تجویز ہوا اور اسی وجہہ سے ڈینش اور سکسن دونوں قوموں نے جو
انگریزوں کے مورث اعلی ھیں وہی محصول اختیار کیئے تھے اور ملک کینیڈا
واقع امریکہ میں جہاں عیسائی لوگ نئے جاکر بسے اخراجات دین کے
واسطے جو زمینیں وقف کی گئیں اُسسے مطلب حاصل نہوا ھماری راے

میں متحصول دینے کا مقرر ہونا مناسب وقت تھا اگرچہ وہ دستور مملکت کے خلاف ہونا جو زمینیں کہ وقف کے ارادے سے دي گئیں وہ اُن زمینوں کے درمیان میں جنپر حوب تردد ہونا ھی خراب و افتادہ پڑي ھیں اور اُنکے باعث سے آدمي کي ترقي موقوف رھي اور لوگوں کے اسے جانے میں ھرج واقع ہوتي اور پاس پڑوس کے لوگوں کي دولت و سامان میں نقصان آیا ھاں یہہ امر ممکن ھی کہ پانسو برس بعد اُن زمینوں سے بہت سا ذخیرہ حاصل ھو *

لگان اور منافع اور اجرت کي مقداروں میں کیا مناسبت ھی

واضح ھو کہ مراتب مذکورہ بالا میں اُن بڑے تین گروھوں کا بیان ھو چکا جن میں پیداوار کي تقسیم ہوتي ھی اور وہ عام قاعدے بھی مذکور ھو چکے جنکي رو سے اقسام پیداوار کي مالیت مقرر ھوتي ھی اب یہاں اُن عام قاعدوں کا کیا جانا ھی جنکي رو سے یہہ بات معلوم ھوتي ھی کہ زمیندار اور سرمایہ والے اور محنتي لوگ اپنا اپنا حصہ کس کس مناسبت سے تقسیم عام میں حاصل کرتے ھیں یعني لگان اور منافع اور اُجرت کي مقداریں باھم کیا مناسبت رکھتي ھیں *

اِصطلاحات

واضح ھو کہ ھمیں اُن مقررہ اصطلاحوں کی پیروي کي جنکي رو سے زمیندار اور سرمایہ والے اور محنتي لوگوں کي قسموں پر تمام اِنسانوں کي تقسیم اور لگان اور اُجرت اور منافع کي قسموں پر کل زر متحاصل کي تفریق ھوتي ھی اور لگان کي ھم یہہ تعریف کر چکے ھیں کہ وہ زر متحاصل ھی جو قدرت یا اِتفاق کے ذریعہ سے خود بخود حاصل ھوتا ھی اور اُجرت کي یہہ تعریف ھی کہ وہ محنت کي جزا ھی اور منافع اجتناب کا ثمرہ ھی واضح ھو کہ بادي‌النظر میں یہہ تقسیمیں صفائی معلوم ھوتي ھیں مگر جب غور سے نظر کیجاتي ھی تو وہ تقسیمیں ایسي باھم مختلط ھیں کہ ھزار مشکل سے ایسي ترتیب اُنکي کر سکتے ھیں کہ

بعض حالتوں میں بے ربط اور اکثر وقتوں میں بے اصل نہو مگر یاد رکھنا چاهئیے کہ لگان کا معاملہ واقعات کی نسبت زبان کے ساتھہ زیادہ علاقہ رکھتا هی چنانچہ صحیح اور با ربط اصطلاحیں مقرر کرنے سے اگر هم حافظہ کے امداد و اعانت کر سکیں تو همارا مطلب پورا پورا حاصل هوجاویگا *

هم اُس مضمون پر دوبارہ توجهہ کرکے جسپر پہلے اِشارہ کر چکے هیں گفتگو شروع کرتے هیں یعنی اکثر اوقات انفصال اس امر کا دشوار معلوم هوتا هی کہ والں آدمی کو لگان کہنا چاهئیے یا نہیں چنانچہ جب کسی کاشتکار هوشیار کو ایک معین میعاد کے لئے زمین ٹهیکہ پر دیجائے تو ایسا اِتفاق اکثر هوتا هی کہ اُس کاشتکار کے باعث سے زمین مذکور کو درستی اور ترقی نصیب هو جاتی هی اور اسی وجهہ سے بعد انقضاے میعاد ٹهیکہ کے پہلے زمانہ کی نسبت زمیندار کو لگان زیادہ حاصل هو سکتا هی مثلاً جس دلدل کی زمین سے ایک روپیہ فی ایکر سالانہ حاصل هوتا تھا بعد اُسکے جب حال اُسکا بدلا گیا یعنی زراعت کے قابل یا چرائی کے لائق هوئی یہاں تک کہ فی ایکڑ دس روپیہ سالانہ کی لیاقت حاصل هوگئی تو اس محاصل زائد کو لگان کہنا چاهئیے یا منافع واضح هو کہ یہہ بیشی محاصل کی بذریعہ زائد کے سبب سے جو اراضی کو بالاستقلال عارض هوئی ظهور میں ائی اور زمیندار اس بیشی کو بغیر سہی کسی تکلیف کے حاصل کریگا غرضکہ اس بیشی محاصل اور لگان سابق کی صورت میں کچھہ تمیز نہیں هو سکتی اور برخلاف اُسکے بیشی مذکور کاشتکار کے احسان کے سبب سے وقوع میں آئی اِسلیئے کہ اُسنے غرض بعید یعنی ترقی اراضی کے واسطے وہ محنت لگائی جسکو سامان عیش و نشاط حال کے مہیا کرنے میں صرف کر سکتا تھا چنانچہ اگر خود زمیندار اُس زمین کو اپنی کاشت میں لاتا اور اُسکی درستی اور ترقی مستقل کے لیئے وہ محنت صرف کرتا تو اُس ترقی سے جو محاصل زائد حاصل هوتا وہ صریح منافع کہلاتا بنظر بریں کمال اقتضائے مصلحت یہہ معلوم هوتا هی کہ جب کاشتکار کے ترقی دینے سے محاصل زائد پیدا هوتا هی تو وہ بھی نفع کے نام سے پکارا جاوے اسلیئے کہ حقیقت میں ایسی ترقی کے سامان اُسی طور پر سرمایہ کے نام سے نامزد هوتے هیں جسطرح کہ جہاز اور کپڑے کے کارخانہ سرمایہ میں داخل هیں مگر یہہ

سوال ہو سکتا ہی کہ ترقی کا سامان کس شخص کا سرمایہ ہی جواب
اُسکا یہہ ہی کہ وہ سامان پٹہ داری کے زمانہ میں کاشتکار کا سرمایہ تھا
اور بعد انقضاے میعاد پٹہ کے زمیندار کا سرمایہ ہوگیا اِسلیئے کہ ترقي
مذکورہ کے سامانوں کو زمیندار نے اُس وسیلہ سے خرید کیا کہ اُس نے
پٹہ داري کے دنوں میں لگان کے زیادہ نکرنے کا عہد کیا تھا *

ہاں یہہ استفسار اب ہم سے ہوسکتا ہی کہ ہر ضلع میں جہاں
زراعت تخریبي ہوتي ہی جس جس ترقیکے ذریعہ سے اراضي کي مالیت
کو ترقي نصیب ہوئي کیا اُن سامانوں کا نام سرمایہ ہونا چاهیئے اور نام
اُن سامانوں کا همیشہ کے لیئے یہي چلا جاوے ضلع لنکنشائر میں زمینداري
کے جس علاقہ کي زمینوں کو رومیوں نے سمندر سے نکالکر ٹھیک ٹھاک
کیا اُس علاقہ کے مالک کو جو کاشتکار محاصل دیتے ہیں کیا اُس محاصل
کو لگان کہیے کے بجاے اُس سرمایہ کا منافع کہنا نچاهیئے جو اراضي
مذکورہ کي در آمد پر پندرہسو برس گذرے خرچ ہوا تھا جواب اس سوال
کا یہہ ہے کہ لگان اور منافع کا فرق و تفاوت تمام مفید کاموں کي غرض سے
اُسوقت زایل ہوجاتا ہے کہ وہ سرمایہ جسکي بدولت محاصل حاصل ہوتا
ہی ایسے شخص کي ملکیت میں ہیہ یا وراثت کے ذریعہ سے اوے جسکے
اجتناب اور سعي و کوشش سے وہ سرمایہ حاصل ہواہو چنانچہ جہاز
بنانیکے کارخانہ یا مال اوتارنیکي جگہہ یا گہاٹ سے یا نہر سے جو محاصل
حاصل ہوتا ہی وہ انکے بنانے والے کي نسبت منافع کہا جاتا ہی اس
لیئے کہ جو اجتناب اُسنے سرمایہ کے برتنے میں استحصال کي مراد سے
اختیار کیا اور عیش و عشرت کے سامانوں میں اُسکو صرف نکیا تو وہ
محاصل عوض اُس اجتناب کا ہی مگر اُس شخص کے وارث کي نسبت
وہ محاصل سب صورتوں سے لگان اسلیئے ہوجاتا ہی کہ وہ اُسکو خوبي
قسمت سے بلا تردد ہاتھہ ایا ہاں یہہ کہا جاسکتا ہی کہ وارث کے واسطے
بھي وہ محاصل اُسکے اجتناب کا بدلا ہی اس لیئے کہ اُسنے جہاز بنانیکے
کارخانہ وغیرہ کو بیع نہیں کیا اور اُسکي قیمت کو عیش و نشاط کے
سامانوں میں نہوتا مگر یہہ بات ہر قسم کي ملکیت قابل انتقال سے
منسوب ہوسکتي ہی اسلیئے کہ ہر قسم کي جنست فروخت ہوسکتي ہے
اورمول اُسکا صرف کیا جاسکتا ہی غرض کہ جو بناد ترتیب کي اجر

مدں مرار دیگئي اگر وہ قایم رھی تو حسکو تمام علماے انتظام مدن نے لگان قرار دیا اُسکو منافع بھي کہنا چاھئیے *

علاوہ امر مذکورہ بالا کے یہہ امر بھي واضح ھو کہ ایسے کام بہت کم ھیں جنمیں حسابي یا تعلیمي بڑي بڑي قوتیں لگانے سے بہت سا معاوضہ حاصل ہوتا ھو اور استعداد سے ھرکام بطور معمول اور کمال آساني سے ھوسکتا ھی بطور تمثیل اکثر ایسا پایا جاتا ھی کہ جس جنس کو کوئي اول درجہ کا کاریگر طیار کرتا ھے یا جس خدمت کو وہ ادا کرتا ھی مول اُسکا اوسط درجہ کي قیمت سے زیادہ ھوتا ھی مگر اُسمیں اوسط درجہ کي محنت سے محنت کم لگتي ھی مثلاً جیسے کہ سروالٹراسکات صاحب ایک مہینہ کے عرصہ میں تین گھنٹہ دن کي محنت سے ایک پوری کتاب تصنیف کرسکتے تھے اور اُس کتاب کے لکھنے سے پانچہزار یا دس ہزار روپئے حاصل کرسکتے تھے باقی اور کوئي مصنف اُسطور پر محنت کرنے سے تین مہینے میں ایک جلد کتاب کمال دقت و دشواري سے تصنیف کریگا اور ہزار دشواري سے پانسو روپئے مول اس کتاب کا ھوگا *

بہت سا معاوضہ جو ایسي محنت کرنیوالے کو حاصل ھوتاھے جسنے بڑي استعدادوں کي امداد واعانت سے کام انجام کیا اُسکو لگان کہنا چاھئیے یا اجرت واضح ھو کہ معاوضہ مذکورہ قوت خداداد سے حاصل ھوتا ھے اسلئیے وہ لگان معلوم ھوتا ھی مگر جوکہ شرط اُس کے حصول کي محنت بھي ھی اس لئیے وہ اجرت معلوم ھوتا ھی غرض کہ یکساں محنت سے لگان بھي کہہ سکتے ھیں جو محنتي حاصل کرتا ھی اور اجرت بھي کہہ سکتے ھیں جو مالک قدرتي ذریعہ کا پاتا ھی مگر جو کہ اُس معاوضہ میں سے بعد مجرا ھونے اوسط اجرت کے کچھہ باقي بچتا ھی تو وہ فاضل قدرت کي بخشش ھی اس لئیے اسکو لگان کے نام سے پکارنا نہایت مناسب سمجھا اسي وجہہ سے ھم اتفاقي منافع کو بھي صحیح طور سے لگان کہہ سکتے ھیں یعني وہ فاضل منافع جو سرمایہ کے استعمال سے بعد مجرا دینے تمام اخراجات اور ترددات کے سرمایہ والے کو حاصل ھوتا ھی چنانچہ اسیطرح منافع شروع جنگ ناگہاني سے اُن لوگوں کو ناگاہ حاصل ھوجاتا ھی جنکے پاس لڑائي کے سامان آمادہ رھتے ھیں یا جب کوئي شخص

شاہی خاندان کا استعمال کرے تو وہ منافع اُن لوگوں کے ہاتھہ آتاہی جنکے
پاس کالے کپڑے طیار رہتے ہیں اگر کوئی کہان کھودنے والا ایگلسی جزیرہ
کا تانبی کی کہان میں چاندی کی کہان پالیوے تو اُسکے ذریعہ سے جو
متحاصل زاید اُسکو ہاتھہ آوے وہ بھی منافع اتفاقی میں داخل ہی اگرچہ
یہہ ضرور ہی کہ اس چاندی کا حصول بھی احتساب اور محنت کے
ذریعہ سے ہوگا مگر اُس احتساب اور محنت کا بدلا مساوی‌المقدار وہ پاتا
ہوتا اور جو چاندی سے زیادہ قیمت ملیگی وہ قدرت کی بخشش کہلاویگی
اور اسی وجہہ سے وہ متحاصل لگان سمجھا جاویگا *

اُجرت اور منافع میں زیادہ فرق قایم کرنا مراتب مذکورہ بالا سے بہت
دشوار ہی اسلیئے کہ ایسی حالتیں بہت کم ہیں کہ اُنمیں سرمایہ کو
خرچ سے محفوظ رکھیں اور بلا اہتمام یا تبدیل کے سرمایہ کی مالیت
ترقی پاوے اور احتمال ہی کہ اُنھی حالتوں کے مثال میں شراب اور لکڑے
داخل ہیں مگر شراب کے حوض اور لکڑی کے جنگل کی چوکیداری میں
اگر بکقلم غفلت برتی جاوے تو اُنمیں بھی خرابی آجاتی ہی غرض کہ
معمولی قاعدہ یہہ تہرا کہ سرمایہ وہ وسیلہ ہی کہ اگر اُس سے نفع حاصل
کرنا منظور ہووے تو اِستعمال اُسکا ضروری و لابدی ہوتا ہی اور جو
شخص اِستعمال کا اہتمام کرتا ہی تو اُسکو یہہ بات لازم ہی کہ محنت
کرے اور مشقت اُٹھاوے یعنی کسیقدر یہہ بات اُسکو لازم ہی کہ اپنی
سستی کو دفع کرے اور شوق کے کاموں کو چھوڑے اور طرح طرح کی تکلیفیں
رہنے سہنے کی اور موسم کی اور اُن شخصوں کے فراق کی اُٹھاوے جنکے ساتھہ
اُسکا میل جول ضروری ہووے اور اکثر اوقات ایسی باتوں کو بھی قبول کرے
جو اُسکے منصب و مرتبہ کے شایاں نہیں اور جس حالتمیں استعمال
مادی سرمایہ کے لیئے محنت کی ضرورت پڑتی ہی تو یہہ سمجھا جاتا
ہی کہ اِستعمال سرمایہ غیر مادی کے واسطے بھی محنت ضروری ہوتی
ہی جسمیں خصوصاً علم اور اچھی عادات اور حسن اعمال اور فہم
و فراست اور نیکنامی داخل ہیں اور یہہ ایسا سرمایہ ہی کہ مادی
سرمایہ کی نسبت اُسکے ضبط و تحصیل میں بڑا خرچ پڑتا ہی اور اُسکا
متحاصل بھی زیادہ ملتا ہی لیکن جو کہ اُس کا انتقال واقع نہیں ہوسکتا
یعنی ایک آدمی کی لیاقت دوسرے آدمی کو نہیں ملتی اِسلیئے جب

تک اُسکا قابض خود محنت مشقت نہیں کرتا تب تک اُس سے کچھہ حاصل نہیں ہوتا *

پس اب منفعت مذکورہ کے معاوضہ کو اُجرت کہنا چاہئیے یا منافع اُسکے خاص اُس جزء کو اُجرت پکارنا چاہئیے جو غیر سرمایہ‌دار محنتی کی مقدار محنت اور تکلیف کا کافی معاوضہ ہوتا ہی اور جبکہ سرمایہ والے کی بڑی قدرتی استعدادوں یا اتفاقات متعددہ کے باعث اوسط معاوضہ سے زاید حاصل ہووے تو وہ فاضل منافع حسب امور مذکورہ بالا لگان کہلاتا ہی لیکن جس محاصل کی بابت گفتگو در پیش ہی وہ وہ ہی جو سرمایہ کے اِستعمال سے بعد مجرا دیئے سرمایہ کے معمولی سود کے جو سرمایہ والوں کے احتیاب کا معاوضہ ہوتا ہی اور بعد وضع اُس معمولی اُجرت کے جو اُسکی محنت کا معاوضہ ہوتا ہی اور نیز بعد منہائی غیر معمولی فائدہ کے جو اِتفاق سے حاصل ہوتا ہی ہاتھہ آتا ہی *

واضح ہو کہ یہہ مقدمہ مذکورہ چند مثالوں سے واضح ہوگا چنانچہ کمال کوشش سے چند مثالیں ایسی پائی گئیں جن میں سرمایہ والے کی محنت کا معاوضہ اُسکی اور آمدنیوں میں مخلوط نہیں ہوتا بلکہ ایک رقم علحدہ قایم رہتی ہی جیسے ہنڈوی کی دوکان چنانچہ اِس پیشہ والے کا یہہ کام ہے کہ ہنڈی کی میعاد پوری ہونے سے پہلے وہ شخص اُسکا روپیہ ادا کرتا ہی اور متصلہ اُس روپیہ کے کچھہ سود بٹے کے نام سے بشرح مقررہ فی صدی سالانہ کے ہنڈی کی بابت کاٹ لیتا ہی اور اُس کے دنوں میں جب روپیہ کا بازار اعتدال پر ہوتا ہی تو شرح بٹے کی فی صدی چار روپیہ سالانہ سے تین روپئیے تک بدلتی رہتی ہی اور کبھی اڑھائی روپیہ تک بھی گھٹ جاتی ہی بادی‌النظر میں ایسے پیشہ کا وجود ایک اچنبے کی بات اِسلیئے معلوم ہوتی ہی کہ جو کہوں اور منفعت زاید کا معاوضہ تو در کنار رہا جو روپیہ اُسمیں دیا جاتا ہی اُس سے اِتنا بھی منافع حاصل نہیں ہوتا جتنا کہ سرکار میں جمع کرنے سے حاصل ہوسکتا ہی اور حقیقت یہہ ہی کہ وہ پیشہ ایساہی ہی کہ اگر روپیہ اپنا اُسمیں لگانا پڑے تو کوئی شخص اُسکو قبول نکریگا *

جس بڑے شہر میں تجارت جاری رہتی ہی تو وہاں کے سوداگروں کے پاس تھوڑی مدت کے واسطے بہت بہت سا روپیہ موجود رہتا

ھی چنانچہ انگلستان میں کوئی علاقہ بیع یا رھن ہوتا ھی جب تک
اھل قانون کی معرفت بکمدل اُس معاملہ کی بہیں ہوتی تب تک رھن
و قیمت کا روپیہ مہاجن کی کوتھی میں جمع رھتا ھی اور وہ روپیہ کسی
معاملہ دیرپا میں لگایا نہیں جاتا ہاں ایسا ہوتا ھی کہ ایک‌ایک دن کی
میعاد اور ایک ایک ھفتہ کی میعاد پر قرض دیا جا سکتا ھی اور حقیقت
یہہ ھی کہ اس روپئے کے بیکار پڑے رھنے سے بہانب قلیل سود پر قرض
دینا بعاینہ عمدہ بات ھی حاصل یہہ کہ ہندوی والے کا یہہ کام ہوتا ھی
کہ اُس روپیہ کو ھفتہ ھفتہ کی میعاد بلکہ کبھی کبھی روز روز کی میعاد پر
سود معین کی شرح سے قرض لیتا ھے اور اُسی روپیہ کو ایک یا دو
دو یا تین تین مہینے کی میعاد پر بشرح سود زائد قرض دیتا ھی مثلاً
دو روپیہ فیصدی کے سود سے روپیہ لیا اور تین روپیہ کی شرح سے قرض دیا *

یہہ امر ظاہر ھے کہ اس اوکھے کام میں بہت سی معلومات اور نہایت
ہوشیاری چاھیئے چنانچہ صراف مذکور کو یہہ لازم ھے کہ اکثر بڑے بڑے
سوداگروںکے حالات سے واقفیت رکھے تاکہ اُن لوگوں کے ہنڈی پرچہ کی بیکار
و لکھت کی قدر و منزلت سے آگاہ رھے اور دوام تجسس و تفتیش سے
معلومات اپنی تازہ رکھے اور رموز اور اشارات سے نتیجے نکالے اور کام انجام دینے
کے واسطے ایسی ہوشیاری درکار ھے کہ روپیہ کی آمدنی ایسے ایسے وقتوں پر
ہونی چاھیئے کہ دوسروں کا روپیہ عین اقرار پر ادا کرے یہہ معلومات اور
وہ فہم و فراست اور خوش معاملگی جس سے وہ اُن معلومات کو کام میں
لاتا ھی اُسکا غیر مادی یا ذاتی سرمایہ گنی جاتی ھیں مگر باوجود اِسکے
مادی سرمایہ کا بھی اُسکے پاس موجود ہونا ضروری ھے اور موجود ہونے
سے یہہ غرض نہیں کہ وہ روپیہ اُس پیشہ میں لگاوے اِسلیئے کہ کوئی
شخص ایسے کام میں روپیہ اپنا نہیں لگاتا بلکہ اس واسطے چاھیئے کہ
لوگوں میں اعتبار اُسکا قایم رھی اور جو سود وہ صراف دیتا ھی وہ ایسا
تھوڑا ہوتا ھے کہ اُسکی داد بیداد کرے میں کچھہ بھی جوکھوں ہووے تو
کوئی شخص اُسکو روپیہ قرض نہ دیگا بطریں صراف مذکور کے واسطے یہہ
بندقہ نہایت عمدہ ھے کہ اُسکی یہہ شہرت قایم رھے کہ وہ بڑا سرمایہ والا
ھے تاکہ جب کبھی اُسکی معمولی آمدنی میں کوئی خلل ناگہانی پڑے
تو اپنے سرمایہ سے لوگوںکا قرضہ ادا کرے اور اُسکو یہہ امر ضرور چاھیئے

کہ وہ اپنے سرمایہ کو ضایع نکرے بلکہ اُس سے بطریق مذکور کام لے اور حاصل منافع سالانہ کو اپنے خرچ میں لاوے علاوہ اسکے جو ساکھہ اُسکی اس سرمایہ سے ہوتي ہی وہ علحدہ فائدہ ہی *

فرض کیا جاوے کہ ایک ہندي والے کا سرمایہ دس لاکھہ روپئے ہیں جو اُسنے بحساب فی صدي چار روپیہ سود پر قرض دے رکھے ہیں اور اُس کو اس قدر کافي علم اور عایت ہو شیاري اور کمال نیک نامي کار و بار اور دولت مندي کے مقدمہ میں حاصل ہی کہ ایک سال میں بمقدار اوسط کے حساب سے چالیس لاکھہ روپیہ فی صدي دو روپیہ سود پر لے سکتا ہی اور اُس روپیہ کو دس روپیہ فی صدي کے حساب سے قرض دے سکتا ہی اور جب کہ اُسکو اس کام میں چالیس ہزار روپیہ سالانہ حاصل ہوگا تو یہہ روپیہ اجرت ہی یا منافع ہی *

علی ہذالقیاس انگلستان میں جس سرمایہ کے استعمال سے سرمایہ والے کو دس روپیہ فی صدي حاصل ہوسکتے ہیں تو ایسا اتفاق اکثر ہوتا ہے کہ وہ شخص اُس سرمایہ کو جزیرہ جمئیکا یا کلکتہ میں کسي کام میں لگا تاہی اور پندرہ بیس روپیہ فی صدي حاصل کرتا ہے اگر سرمایہ والا اپنے پانچ لاکھہ روپیہ لیکر جزیرہ جمئیکا میں جاوے اور وہاں کي آب وہوا اور غیر شخصوں کي صحبت گوارا کرے اور اُسکو یہہ معاوضہ ملے کہ اُسکي آمدنی پچاس ہزار روپیہ سالانہ سے زاید ہوکر پچھتر ہزار روپیہ کو پہونچے تو یہہ پچیس ہزار روپیہ زائد اُسکي اجرت ہیں یا منافع ہیں *

ہاں اسمیں کچھہ شک شبہہ نہیں کہ منجملہ ان پچیس ہزار روپیہ زاید کے جس جزو کے ذریعہ سے کسي نے سرمایہ والے کي اُسي قسم کي خدمت خریدی جاوے تو اُسکو اجرت تصور کرنا چاہئے مگر اس خدمت کي عادت سے عائت اجرت پانچ ہزار روپیہ فی سال ہوسکتے ہیں باقي بیس ہزار روپیہ کو ہم صحیح طور سے اجرت کہہ سکتے ہیں جسکو پانچ لاکھہ روپیہ کا قابض پاسکتا ہی اور منافع بھي قرار دے سکتے ہیں جسکو وہ شخص پاسکتا ہی جو جزیرہ جمئیکا میں محنت کرنے پر راضي ہی *

آدم اسمتھہ صاحب کي راے میں وہ روپیہ منافع میں داخل ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ شاید یہہ خیال ہوتا ہی کہ سرمایوں کا منافع ایک قسم

خاص کی محنت یعنی اہتمام کے محنت کی اجرت کا نام ہی مگر حقیقت یہہ ہی کہ منافع ایک شے مستقل ہی جسکا انتظام اصول جداگانہ کے ذریعہ سے ہوتا ہی اور اہتمام کی قسمت کی مقدار یا سعی یا ہوشیاری کے ساتھہ منافع کو کچھہ علاقہ نہیں چنانچہ مستعمل سرمایہ کی مالیت پر منافع کا حصر ہوتا ہی یعنی منافع کی کمی بیشی بقدر کمی بیشی سرمایہ کی ہوتی ہی اگر دو کارخانہ داروں کی نسبت یہہ فرض کیا جاوے کہ منجملہ اُنکے ایک آدمی دس ہزار روپئے کا سرمایہ اور دوسرا ستر ہزار روپئے کا سرمایہ ایک ایسی جگہہ استعمال کرتا ہی کہ وہاں فیصدی دس روپئے کے حساب سے کارخانوں کے سرمایہ کا معمولی منافع پڑتا ہی تو پہلے شخص کو ہزار روپیہ سالانہ اور دوسرے شخص کو سات ہزار دس سو روپیہ سالانہ منافع کی امید ہوگی مگر اُن دو دوں شخصوں کے اہتمام کی محنت قریب قریب بلکہ یکساں ہوگی اور بہت سے بڑے بڑے کارخانوں میں ایسی قسموں کی محنتیں کسی بڑے متصدی کے سپرد رہتی ہیں اور جو اجرت اُس متصدی کی ہوتی ہی وہی محنت اہتمام اور سربراہی کی واجبی قیمت سمجھی جاتی ہی اگرچہ بعضے اس اجرت کی صرف متصدی کی محنت و ہوشیاری کے لحاظ سے نہیں بلکہ اُسکے اعتبار اور دیانت کے لحاظ سے بھی ہوتی ہی مگر کبھی وہ اجرت اُس سرمایہ سے کوئی معین نسبت نہیں رکھتی جسکا وہ اہتمام کرتا ہے اگرچہ سرمایہ والا تمام محنت سے پاک صاف ہوجاتا ہی پھر بھی یہہ امید اُسکو ہوتی ہی کہ منافع اُسکا مقدار سرمایہ سے ایک حساب معین کے ساتھہ مناسبت رکھے انتہی *

واضح ہو کہ ہمیں بڑے تامل کے بعد ترتیب مذکورہ بالا کو قرین مصلحت سمجھہ کر قرار دینا یعنی صرف محنت کے معاوضہ کو اجرت کہنا چاہئیے اور جو منفعتیں کہ محنت سے تعلق رکھتی ہیں وہ مفہوم محنت میں داخل ہیں مگر وہ منافع زاید جو منتظم اپنے سرمایہ کے استعمال سے پاتا ہی اجرت سے خارج ہی اور وجوہ اس ترتیب کی آدم اسمتھہ صاحب نے اسباب مذکورہ بالا میں کمال لیاقت سے تحریر فرمائی ہیں *

اب ذکر اُس تمثیل کا پھر کیا جاتا ہی جس میں یہہ فرض کیا گیا کہ سرمایہ والا پانچ لاکھہ روپئے لیکر حریر جنیئیکا میں گیا تو وہاں اُسکو

پچیس هزار روپئے سالانہ کے حساب سے متحاصل زاید حاصل ہوا یعنی یہہ امر ظاهر هی کہ اگر کوئي دوسرا سرمایہ والا دس لاکھہ روپئے لیجاوے تو در صورت قیام جمیع حالات مذکورہ کے پچاس هزار روپئے زاید اُسکو هاتھہ اوینگے اور اس حصول کے واسطے یہہ امر ضروري نہیں کہ دوسرے شخص کو پہلے شخص کي نسبت زیادہ محنت پڑیگي بلکہ حقیقت میں کم محنت ہوگي اور یہہ انتظام بہتر معلوم ہوتا هی کہ محض محنت کے معاوضہ کا نام اجرت اور محض احتیاط کے معاوضہ کا نام سود رکھا جاوے اور مجموعہ اجرت اور سود کے واسطے جو احتیاط و محنت کا معاوضہ ہوتا هی منافع نام قرار دیا جاوے اور ترتیب مذکور سے یہہ لازم آتا هی کہ سرمایہ والے دو قسموں پر منقسم کئے جاویں ایک وہ لوگ جو بیکار بیتھے رہتے هیں اور دوسرے وہ لوگ جو کام کاج میں پھنسے رہتے هیں چنانچہ پہلے لوگوں کو سود اور دوسرے لوگوں کو منافع ملتا هی *

مگر معمولي اصطلاحوں اور ترتیب مقررہ کے ترک کرنے سے جو دقتیں پیش آتي هیں وہ ایسي بڑي ہوتي هیں کہ اگرچہ تمام امور زیادہ تر صحیح ہو جاویں مگر اُس تصحیح سے اُن دقتوں کا کافي عوض نہیں ہوتا بطور بڑیں هم اُس تمام متحاصل کو مفہوم منافع میں داخل کرتے هیں جو سرمایہ کے استعمال سے بعد مجرا دینے اُن اتفاقي فائدوں کے جو لگان کے نام سے نامي ہوئے اور وضع کرنے اُس کافي روپئے کے جو سرمایہ والے کو بشرط محنت اجرت کے طریقہ سے هاتھہ لگتا هی حاصل ہوتا هی مگر ایک بات میں ادم اسمتھہ صاحب سے مخالفت کرني پڑتي هی اسلئیے کہ اگرچہ ادم اسمتھہ صاحب یہہ کہتے هیں کہ کسي ملک کے رہنے والے جو مفید علم و لیاقت رکھتے هیں وہ تمام اوصاف اُنکے اُس ملک کي دولت میں داخل هیں اور وہ اوصاف اُن شخصوں کے موصوفوں میں بطور قائم سرمایہ کے ہوتے هیں مگر جو متحاصل اُس سرمایہ سے حاصل ہوتا هی آدم اسمتھہ صاحب اُسکو عموماً اُجرت کہتے هیں چنانچہ پہلي کتاب کے دسویں باب میں وہ لکھتے هیں کہ سرمایہ کے مختلف استعمالوں سے جن معمولي شرحوں سے منافع حاصل ہوتی هیں وہ مختلف محنتوں کي اُجرتوں کي شرحوں کي

بہ نسبت زیادہ ترقی ہوئی ہیں چنانچہ جو فرق و تفاوت عام
مزدور اور وکیل یا نامی طبیب کی اُجرتوں میں پایا جاتا ہی وہ دو
مختلف تجارتوں کے معمولی منافع کے فرق و تفاوت کی نسبت بہت
زیادہ ہی انتہی *

ہماری اصطلاح اور صاحب ممدوح کی اصطلاح میں بشرطیکہ حاصل
سرمایہ اُنکی اصطلاح میں منافع کہلاوے منجملہ اُس کمائی کے جسکو
قانونی یا طبیب لوگ کماتے ہیں نہایت جزو قلیل اُجرت کے نام سے
نامزد ہو سکتا ہی اِسلیئے کہ منجملہ اُنکے جو پیشہ والا چالیس ہزار روپئے
سالانہ کے حاصل کرنیکے واسطے کوئی منصب کرتا ہی تو اُس منصب کی
اُجرت چار سو روپئے فی سال کافی ہو سکتی اور منجملہ اُنتالیس ہزار
چھہ سو روپئے باقی کے تیس ہزار روپئے جو بڑی عمدہ لیاقت یا خوش
قسمتی کا نتیجہ ہی بنام لگان قرار پاسکتے ہیں اور باقی اُس شخص کے
سرمایہ کا نفع ہی اور اس سرمایہ میں وہ علم و عادات اور جسی اعمال
اور فہم و فراست شامل ہیں جو اُسکو پہلے بہت سے خرچ و محنت کے
ذریعہ سے حاصل ہوئی تھیں اور نیز وہ توسل اور نیکنامی اُسمیں داخل
ہی جسکو اُسنے شروع کار میں حصول اُجرت قلیل کی حالت میں
حاصل کیا تھا *

رائے مذکورہ بالا کے مطابق یہہ بات لازم آتی ہی کہ جب لوگوں کی
حالت میں ترقی ہوگی تو وہ متحاصل جو منافع ہوتا ہی اجرت سے
بہت زیادہ ہوتا جاویگا اس لئیے کہ بالسمجھہ جوں جوں شایستگی اور
تربیت کو ترقی ہوگی ہر شخص ایسی تعلیم پاویگا کہ اُس سے اُسکی
قوت کاسبہ ترقی پاتی جاویگی چنانچہ جسقدر کام صرف کوشش
جسمانی سے کئیے جاتے ہیں اُسمیں سے اکثر جانوروں اور کلوں سے ہوسکتے
ہیں اور جس کام میں قوائے نفسانی کی ضرورت ہوتی ہی وہ کام حسب
ترقی قوائے مذکورہ کے جو صغر سنی میں زیادہ معمول طور سے ہوگی
نہایت عمدہ ہوا کریگا گاہ گاہ اسبات کی شکایت سنی جاتی ہی کہ شہر
لندن اور اُسکے قرب و جوار میں ایرلینڈ کے نا تربیت یافتہ لوگوں نے
انگریزوں سے چھوٹے چھوٹے کام چھین لئیے ہیں مگر شکایت مذکورہ کے
سننے سے ہمکو اسلیئے خوشی حاصل ہوتی ہی کہ یہہ امر اُس سے ظاہر

سرمایہ کو بہم پہنچا سکیے ہیں اور اگر اِنگلستان کے اُس حصہ میں جو دریاے ترینٹ کے شمال میں واقع ہی ایرلینڈ کے مغربی باشندوں کے دس لاکھ خاندان آباد کردیئے جاویں دو لنک شائر اور یارک شائر بہت تھوڑے عرصہ میں † کانات کی مانند ہو جاویں ایرلینڈ والوں کے مادی سرمایہ کے نہونے سے مفلس ہونے کی اصلی وجہہ یہہ ہی کہ وہ لوگ علم و دانش اور حسن عادات کے سرمایہ کے محتاج ہیں یعنی اُنکو حسن عادات اور علم و دانش کی تربیت نہیں ہوئی جب تک کہ آیرلینڈ والے نا تربیت یافتہ رہیں اور اُنکی جہالت اور ظلم و تعدی سے لوگوں کے جان و مال کی حفاظت نہوسکے اور سرمایہ جمع اور مروج نہو تب تک وہ قانونی تدبیریں جو اِن خرابیوں کے علاج کے واسطے کیجاتی ہیں بالکل بے اثر ہونگی مگر بیشک کوئی مستقل نتیجہ نہی ہوگا بلکہ ممکن یہہ ہی کہ وہ اور زیادہ باعث خرابیوں کی ہوں علم کو لوگ ایک قوت کہتے ہیں اور حقیقت میں وہ ایک بڑی دولت ہی چنانچہ ایشیاے کوچک اور شام اور مصر اور شمالی حصہ افریقہ میں پہلے نہایت کثرت سے دولت تھی اور اب وہ نہایت مفلس ہیں اِسکا باعث یہی ہی کہ وہ ملک اب ایسے لوگوں کے ہاتھہ میں آگئے ہیں جو دولت کے غیر مادی ذریعے یعنی علم و دانش جیسے مادی ذریعے یعنی مال و دولت کو قایم و محفوظ کرسکیں کافی وافی نہیں رکھیے اسی بات میں آدم اسمتھہ صاحب فرماتے ہیں کچھہ معلوم ہی کہ یورپ نے امریکہ کے نو آبادِ بستیوں کی جاہ و حشمت پیدا کرنے میں کسطرح مدد کی ہی اُسنے صرف ایکھی طریقہ سے بہت سی استعانت کی ہی یعنی تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے ان لوگوں کو بڑی جاہ و حشمت حاصل کرنے اور ایسی بڑی سلطنت کی بنیاد ڈالنے کے قابل کر دیا اب سواے اُسکے دنیا کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہی جسکی تدبیر مملکت سے ایسے لوگ آراستہ ہوسکیں یا کبھی ہوئے ہوں وہ تمام نو آباد بستیاں یورپ کی اِحسانات کی مرہوں منت ہیں کہ اُنکے اولوالعزم اور مستعد بانیوں نے یورپ سے تعلیم و تربیت اور عالی حوصلگی حاصل

---

† کانات ایرلینڈ کا ایک مغربی ضلع ہی جو اس زمانہ میں بھی نہایت ناتربیت یافتہ اور محتاج ہی ۔

هوتا هی که انگریزوں کو ایسی پوری تعلیم ملتی هی که وه عمده کاموں
کے لایق هوتے هیں اگر انگریز بهی آیرلینڈ والوں کی طرح جاهل رهتے تو
جو انگریز آج کل دستکاری کے ذریعه سے تیس روپئے فی هفته کماتا هی وه
پهر توڑتا اور مٹی ڈهوتا اور فی یوم ایک روپیه پاتا اور فی الحال
انگریزوں کی شایستگی اور تربیت اُورونکی نسبت نهایت عمده معلوم
هوتی هی مگر جهانتک شایستگی اور تربیت انسانی سے خیال میں
آسکتی هی یا جهاں تک امید اُسکی معقول طور سے هوسکتی هی وهاں
تک نهیں پهونچی مگر انگریزوں کے حسن اخلاق اور فهم و فراست کا
سرمایه مادی سرمایه سے صرف علو مرتبه میں بهت زاید نهیں بلکه بار اوری
میں بهی بهت زاید هی چنانچه تعداد اُن لوگوں کی جو صرف اُجرت
پاتے هیں کل باشندوں کی چوتهائی بهی نهیں اور ان تهوڑے لوگوں کی
اجرتوں کی بهی بهت سی مقدار اس سبب سے ملتی هی که استحصال
تعلیم یافته کی لیاقت کے سرمایه سے امداد اور هدایت انکو پهونچتی هے
اور باوجودیکه لفظ لگان کے معنی نهایت وسیع قرار دئیے گئے مگر بهی لگان
کے پانے والے چوتهائی سے بهی بهت تهوڑے هیں اور مقدار لگان کا
حصر اُجرت کی مانند اُس علم پر خاص هوتا هی جسکے ذریعه سے
قدرت کی بخششوں کا اهتمام اور اِستعمال کیا جاتا هی خلاصه یهه هی که
انگریزوں کے کل محاصل کا بڑا حصه منافع هی اور منجمله اس منافع کے
مادی سرمایه کا سود ایک تهائی بهی نهیں هوتا اور باقی سب سرمایه
ذاتی یعنی تعلیم کا نتیجه هوتا هی *

کسی ملک کی دولت آب و هوا اور زمین پر منحصر نهیں اِسلیئے که
یهه تمام اسباب عارضی هیں اور نه تحصیل کے مادی سرمایوں کے اجتماع
پر موقوف هی بلکه اسی مادی سرمایه یعنی تعلیم کی مقدار وسعت پر
موقوف هی چنانچه ایرلینڈ کی آب و هوا اور زمین اور موقع کو اِنگلستان
کی آب و هوا اور زمین اور موقع سے بهتر بتاتے هیں اور فی الحقیقت ایرلینڈ
کی آب وهوا وغیره اِنگلستان کی آب و هوا وغیره سے گهٹکر نهیں هی
آیرلینڈ میں سبب کمی مادی سرمایه کے لوگ افلاس کا هونا قایم کرتے
هیں لیکن اگر اُسمیں بجاے وهاں کے باشندوں کے اِنگلستان کے شمالی
حصه کے سو هزار باشندوں کو بسایا جاوے تو وه بهت جلد اُس مادی

کي تهي اور اس احسان سے اُن مين کي بڑي بڑي اباد بستياں بهي خالي نهين *

بيان اُن سببوں کا جن پر لگان کي کمي بيشي موقوف هي

هم پہلے بيان کرچکے که لگان وہ محاصل هي جو قدرت کے ذريعه سے يا کسي امر اتفاقي کے وسيله سے خود بخود حاصل هوتا هي يا وہ قيمت هي جو کسي مخصوصه قدرتي ذريعه کي امداد و اعانت کے معاوضه مين ادا کي جاتي هي اور علاوہ اُسکے يوں بهي معني اُسکے بيان هوسکتے هين که وہ وہ پيداوار زايد هي جو کسي مخصوصه قدرتي ذريعه کے استعمال سے حاصل هووے يا وہ تعداد هي جس سے کسي مخصوصه قدرتي ذريعه کي پيداوار کي قيمت پيداوار کي لاگت سے زيادہ هوجاتي هي *

اراضيات کي لگان کي ترقي اور جاصيت کي تشريح و توضيح کا يهه دستور هي که ايسي اراضيات مختلف‌الصوري فرض کيجاوين که وہ رفته رفته کاشت مين آوين چنانچه بعوض ايک هي معين محنت اور سرمايه کے پہلے نمبر کي زمين سے سو کوارٹر اور نمبر دو سي نوے کوارٹر اور تين سے اسي کوارٹر اور نمبر چار سے ستر اور نمبر پانچ سے ساتهه کوارٹر اور علي‌هذالقياس پيداوار هووے پس جب تک که نهايت زرخيز زمينوں کا کوئي حصه مقبوض نهين هوتا تو صرف نمبر اول کي زمين بوئي جاتي هي اور کوئي شخص اسکا لگان نهين ديتا اور دوسرے نمبر کي کاشت کي ضرورت سے پہلے نمبر ايک کا مقبوض هونا ضروري هي جسکے ذريعه سے نه نسبت اُس مقدار پيداوار کے جو بدون اُسکي کاشت کے حاصل هو زيادہ پيداوار هوتي هي اسلئيے اُسکا مالک يعني زميندار اُس مدد کا معاوضه جو دس کوارٹر هين يعني ايکسو نوے کوارٹر کا تفاوت هے حاصل کرتا هي اور اگر وہ زميندار آپ کاشتکار هوتا تو اُسکو وہ آپ هي پيدا کرليتا والا اُس پيداوار معاوضه کو جسکو لگان کہتے هين اُس شخص سے حاصل کرتا هي جو حسب اجارت اُس کے کاشت اُسکي کرتا هي اور نمبر سوم کي کاشت کي ضرورت سے نمبر ايک کا لگان دس کوارٹر سے بيس کوارٹر هو جاتا

چاهیئے اور نمبر دوم کي رسمین جو لگان نہیں دیتے تھے اب دس کواٹر لگان کا اُس سے حاصل ہونا ضروری ہی اور علی هذالقیاس جب تک یہہ نوبت پہونچی کہ محنت و سرمایہ صرف سدہ سے صرف اتنا معاوضہ حاصل ہووے کہ وہ محنتي کي اوقات گذاري اور سرمایہ والے کے اوسط منافع کے لیئے کافي وافي ہو ے ایسا هي ہوتا رهیگا اور یہہ وہ عادت هی کہ وهاں تک کاشت کو قصداً پہونچایا جا سکتا هی اور اُس سے آگے کاشت ممکن نہیں *

اس لیئے یہہ بات ظاهر هی کہ لگان کي تعداد اِن دو سببوں پر موقوف هی اول اُس قدرتي ذریعہ کي مسلسل بارآوري پر جس سے لگان حاصل ہوتا هی دوسرے ذریعۂ مذکورہ کي اضافي بارآوري یعني اُس مقدار کي نسبت پر جسکي بدولت اُسکي بارآوري اُن ذریعوں کی بارآوري سے زاید ہو جو عموما هاد ہ اسکیے هیں اگر قدرتي ذریعوں کي مقدار حصول غیر محدود یا امداد اُنکي مسدود ہو جاوے تو هر صورت میں لگان باقي رهیگا لگان قدرتي ذریعوں کي امداد کي مالیت هوتي هی اور بدل اور چیزوں کي جیسو اُنکي مالیت کا کچھہ تو اُنکے افادہ پر اور کچھہ اُنکي مقدار حصول کي محدودیت پر موقوف هي ارر منجملہ اُن سببوں کے صرف ایک سبب کے لحاظ سے بہت سي غلطیاں واقع ہوئي هیں *

فرانسیسي علماے انتظام نے یہہ سمجھا کہ پیداوار اُن اراضیات زرخیز کي جو منجملہ قدرتي ذریعوں کے ایک بڑا ذریعہ هے ایسي قسمت پر رکھي هی جو اُسکے خرچ کاشت سے زیادہ هوتي هی اور اسي زیادتي کو مخرج دولت تصور کیا اور باقي سب جنسوں کو صرف ایساهي سمجھا کہ وہ اُن محنتوں کے ثمرے هیں جو اُنکے حاصل کرنے میں صرف هوتي هیں اور اسی لیئے اُنکو یقین ہوا کہ لوگ اُس لگان کي تعداد و مناسبت سے دولتمند ہوتے هیں جو اُس قوم کي زمینوں کے مالکوں کو وصول ہوتا هے اور نتیجہ یہہ نکالا کہ پیداوار دولتمندي کا اُسقدر ذریعہ هی جسقدر کہ وہ لگان کے پیدا کرنے میں ممدو معاون هی *

اگر اُن کو یہہ بات دریافت هوتي کہ دولت کا رکن افراط پیداوار هے اور لگانیوں کي زیادتي اور پیداوار کي افراط و کثرت میں تخالف هے یا یہہ بات اُنکو یاد آتي کہ اُنکي راے کے موافق ایسے لوگ جو هو زراعت

کے ماهر اور نهایت حعاکش هوں اور نهت وسیع اور زرخیز خطه میں آباد هونے کے سبب سے لگان کے نام سے بھي اشنا نهوں باوجود نهت سي امدنی اور پیداوار کے محتاج تهریں گی تو اُس مسئله کو هرگز قایم نکرے *

اسحاب مفصله ذیل میں رکارڈو صاحب ایسي غلطي میں پڑے که وہ اس غلطي کے مخصص مخالف هی چنانچه وہ لکهتے هیں که جسقدر اُن باندوں کي نسبت اپنے کانوں پڑتي هی جو اور تمام بارآورذریعوں کي نسبت زیادہ تر زمین سے حاصل هوتی هیں یعنے اُس سے وہ زیادہ مقدار پیداوار کي ملتي هی جسکو لگان کہتے هیں اور کسي سے کا ذکر اسقدر اپنے سبے میں نهیں ایامگر جب زمین افراط سے اور کمال زرخیز اور بار آور هوتي هی تو اُس سے لگان حاصل نهیں هوتا اور جب که اُسکي قوتیں زایل هوجاتي هیں اور نهت سي محنت سے پیداوار کم پیدا هوتي هی تو اُسوقت سے اصل پیداوار ازاصناف زیادہ زرخیز کے ایک حصه کو بطور لگان الگ کیا جاتا هی اور یهه امر عجیب هی که زمین کے اُس وصف کو جو اُن قدرتي ذریعوں کی مقابله میں جنکي بدولت کارخانے چلتے هیں ایک نقصان متصور هوسکتا هی زمین کي سبقت کا باعث سمجھتے هیں اگر هوا اور پانی اور مهتاب کی لچک اور خصوص هوا کا دباؤ باوصاف کثرت موصوف هوتے اور هر وصف افراط متوسط پر هوتا اور وہ سب وصف قبض و تصرف میں هوتے اور اُن وصفوں سے سلسله وار کام لیا جاتا تو زمین کي مانند اُسیسے بهي لگان وصول هوتا اور جسقدر که بڑے بڑے وصف استعمال کیئے جاتے اُسقدر مول ان جنسوں کا جنکے بنانے میں وہ وصف استعمال میں آتے اسلیئے زیادہ هوجاتا که جسقدر محنت هوتي اُسقدر پیداوار نهوتي غرض که آدمي نهایت عرق ریزي سے زیادہ کام کرتا اور قدرت کم کام دیتي تو زمین اپني کم بارآوري سے عزیز بوهتے *

پس وہ پیداوار زاید جو زمین سے بصورت لگان حاصل هوتي هی اگر فائدہ سمجھي جاوے تو یهه امر خواهش کے قابل هی که جو کلیں هرسال مییں نئي طیار کیجاویں وہ پرانی کلوں کي نسبت کم مفیدهوں جس سے اُنکے بنائے هوئے اسبابوں کي مالیت بلکه تمام کلوں کے طیار کیئے

هوئے اسامیوں کي حالت بالنسبہہ زیادہ هوجاویگي اور جن لوگوں کے
پاس اچھي بار آور کلدن هوگي اُنکو لگان وصول هوگا حاصل یہہ کہ قدرتي
محنت کي قسمت مایں وجہہ ادا نکي جاوے گي کہ وہ بہت سا کام
دیتي هی بلکہ اسوجہہ سے ادا کیجاوے گي کہ بہت تہوڑا کام اُس سے برامد
هوتاهے اور جسقدر کہ قدرت اپني عنایتوں میں تنگي برتنگي اُسقدر اپنے کام
کي قسمت بڑهاویگي اور جہاں کہیں وہ بہت فیاضي کرتي هی وهاں وہ
اپني اعانت مفت کرتي هی انتہی *

معلوم هوتا هی کہ رکارڈو صاحب یہہ بات بہول گئے کہ جس صفت
کے سبب سے زمیں لگان پیدا کرنیکے قابل هوتي هی یعني وہ قوت ذاتي
کہ جسقدر لوگ اُسکي کاشت کے واسطے ضروري چاهیئیں اُن سے زیادہ لوگوں
کي معیشت پیدا کرے ایک ایسا فائدہ هی کہ بدوں اُسکے لگان متصور
نہیں هوسکتا جسقدر کسي معیں ضلع کي ابادي میں ترقي هوتي جاتي
هی اُسقدر اُس ضلع کي اراضي کي پیداوار زاید جو اُسکے بونے والوں کے
انتظام معیشت کے بعد باقي رهتي هی همیشہ زور اوروں ترقي کي جانب
مایل هوتي هی اور وجہہ اُسکي یہہ هی کہ فن کاشتکاري اور سرمایہ کي
ترقي سے زمیں کي زرخیزي بڑهتي جاتي هے یا یہہ وجہہ هے کہ کاشتکاري
کي تعداد کي نسبت پیداوار کے کم هونے سے غریب لوگ اُس قلیل پیداوار
سے راضي هوجاتے هیں یا دونوں وجہوں کا مجموعہ امر مذکورہ بالا کا
باعث هی مختصلہ اُن دو سببوں لگان کے ایک سبب بہلائي هی اور دوسرا
سبب برائي هی چنانچہ یہہ بہلائي کي بات هی کہ تمام انگلستان میں
ایسے دس لاکہہ ایکڑ موجود هیں کہ اوسط محنت کے ذریعہ سے چالیس
بشل اناج کے فی ایکڑ پیدا هوسکتے هیں اور یہہ برائي کي بات هے کہ اُس
ملک میں ایسے دس لاکہہ ایکڑوں سے کوئي ایکڑ زیادہ نہیں اور ایسي هي
یہہ بات کہ جو کچھہ ایک کاشتکار اپني محنت سے پیدا کرتا هی اوسط
مقدار اُسکي اُس قدر سے بہت زیادہ هو کہ ایک کسان کے کنبہ کے واسطے
ضروري هو بہلائي گني جاتي هی اور یہہ امر کہ تمام زرخیز زمینوں کي
وسعت اور سرمایوں کي تعداد آبادي کے حسابوں ایسي کافي وافي نہیں
کہ جو کچھہ وہ کسان اپني محنت سے کماتا هی اپنے فائدے اور اپنے
خویش و اقارب کے فائدوں میں بواسطہ یا بلاواسطہ خرچ کوسکے برائي

سمجھی جاتی ہے لگان پیدا کرنے کے واسطے بھلائی اور برائی دونوں کاھونا ضروری و لابدی ہی چنانچہ بھلائی کے باعث سے لگان طلب کیا جاتا ہی اور برائی کے سبب سے کاشتکار اُسکو ادا کرتا ہی *

معلوم ہوتا ہی کہ رکارڈو صاحب نے اپنے الفاظ کو برائی کی جانب متوجہ کیا مگر برائی کے نہ بڑھنے بلکہ اُسکے کم ہو جانے پر بھی لگان بڑہ سکتا ہی جسسے کہ اگر کوئی مالک جائداد اپنی خواہش کے موافق پیداوار کو تگنا کرسکے جس سے اُسکے لگان کو پہلے کی نسبت بہت سا بڑھائے تو کیا لگان کی ترقی کا باعث امداد قدرت کی قلت ہوگی بلکہ یہہ بات کہی جاوے گی کہ باعث اُسکا بہ نسبت اُسکے باقی ملک کی اراضی کی کم بارآور ہی اور یہہ بات تسلیم کے قابل ہی کہ اگر ہم تمام ملک کی زمینوں کی بارآور قوتوں کو دفعتاً تگنا کرسکیں اور آبادی کی صورت وہی باقی رہی تو لگان بہت کم ہو جاویگا اور اُن تھوڑے لوگوں کے سوا جنکی اوقات لگان سے بسر ہوتی ہی باقی سب لوگ ترقی پاوینگے ہاں اگر ہماری آبادی بھی تگنی ہو جاوے تو لگان بہت بڑہ جاویگا اور زمینداروں کی حالت درست ہو جاویگی اور کوئی گروہ خراب ہوگا بلکہ حقیقت میں اور گروہوں کی حالت بھی ترقی پاونگی اسلئیے کہ کثرت آبادی سے محنت کی تقسیم زیادہ ہوگی اور ملکوں کا آنا جانا آسان ہو جاویگا اور ان دونوں باتوں کے باعث سے کارخانوں کی چیزیں ارزاں ہو جاوینگی اور ترقی پاوینگی اور اگر آبادی تگنے ہونے کی جگہہ دوگنی ہو جاوے تو ملک کی حالت اور بھی عمدہ ہو جاویگی اگرچہ لگان کی ترقی اُس قدر تھوڑی جو آبادی کے تگنے ہو جانے پر ہوتی مگر پھر بھی بہت ہوگی علاوہ اُسکے کچی پیداوار اور کارخانوں کی چیزیں پہلے زمانہ کی نسبت کمال افراط سے ہونگی واضح ہو کہ جو کچھہ بیان کیا گیا وہی ایک سو تیس برس گذشتہ میں بلاد انگلستان میں واقع ہوا چنانچہ اٹھارویں صدی کے آغاز سے انگلستان کی آبادی دوچند کے قریب قریب اور زمین کی پیداوار سہ چند بلکہ چار چند ہوگئی اور لگان ان دونوں چیزوں سے بھی زیادہ بڑھا مگر ترقی انکان کے ساتھہ اُجرت کی بھی باستثناء شراب وغیرہ چند چیزوں کے جنپر خاص خاص محصول لگتی ہیں بلحاظ تمام چیزوں کے جنکو مزدور لوگ اپنے خرچ میں لاتے ہیں ترقی ہوئی چنانچہ محنتی

لوگ اپنے معمولی محنت سے اب زیادہ اناج پاتے ھیں اور مستعملہ کارخانوں کی چیزوں کے بہانت معدد معدد چیزوں میں سے پہلے کی نسبت پانچ گنی زیادہ حاصل کرسکتے ھیں کیا اب یہہ انصاف سے کہا جا سکتا ھی کہ لگانوں کی ترقی کا یہہ سبب ہوا کہ قدرت نے کام کم دیا اور امداد قدرت کی قسمت اسلیئے بڑہ گئی کہ وہ اپنی عنایتوں میں زیادہ دست کش ہوئی ھاں یہہ بات راست ھی کہ اگر پیداوار زمین کی نسبت نکمی ہونے کی جگہہ سو گنی ہوجاتی تو لگان نہ بڑھتا اور یہہ بات بھی ایسی ہی راست ھی کہ اگر نکمی ہوسکتی جگہہ وہ پیداوار اپنی حالت پر قایم ہوتی تو بھی لگان نہ بڑھتا حاصل یہہ کہ قدرت کی محنت کی قسمت وصول ہونے کے لیئے جو شرط ضروری ھی وہ نہول رکارڈو صاحب کے یہہ نہیں کہ امداد اسکی تھوڑی ہو بلکہ یہہ ہے کہ امداد اُسکی بیحد و حساب نہو جاوے *

چونکہ آدمی کے ذریعہ سے لگان حاصل نہیں ہوتا بلکہ قدرت کے ذریعہ سے ھاتھہ آتا ھی تو اُسکی تعداد لگان لینیوالونکی رضا و خوشی اور سعی و محنت پر منحصر نہیں زمین یا اور کسی قدرتی ذریعہ کا مالک جسکے برتنے کے واسطے لگان دینے پر لوگ راضی ہوتے ھیں وہ تعداد لگان کی حاصل کرتا ھی جو آپس کے حرص و حسد سے اُسکے دینے پر مجبور ہوتے ھیں اور اسلیئے کہ لگان خالص نفع ھی لگان پانے والا بڑی سے بڑی تعداد کو قبول کرتا ھی جو پیش کیجاتی ھی اور لگان کی تعداد نہ اُن لوگوں کی سعی و محنت پر منحصر ھی جو لگان کو ادا کرتے ھیں متعوضہ قدرتی ذریعوں کی خدمات کی قیمت، وہ شخص ادا کرتا ھی جو اُن خدمتوں کا استعمال چاھتا ھی اسلیئے کہ لینے دینے والے دونوں آدمی اسباب سے واقف ہوتے ہیں کہ اگر ایک آدمی ٹھیکہ پر نہ لیگا تو دوسرا آدمی لے لیگا اور اسی وجہہ سے لگان کی تعداد کسی عام قاعدہ کے تابع نہیں اور کوئی حد اُسکی مقرر نہیں چنانچہ کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ ہو سکتا ھی بلکہ اُس مقدار پر منحصر ھی کہ جس مقدار سے قدرت نے بعض بعض ذریعوں کو خاص خاص قوت پیداوار عنایت کی اور اُن ذریعوں کی اُس تعداد پر منحصر ھی جو اُن لوگوں کی تعداد و دولت کے مقابلہ میں ہو جو اُن ذریعوں کے لگان لینے کے قابلیت رکھتے

ہیں اور اُسپر راضی ہیں نیویارک کے پاس بیروس کی زمیں اب دس ہزار روپئے فی ایکڑ بکتی ہی جو صدی گذشتہ میں دو روپیہ دو آنہ چار پائی فی ایکڑ بکتی تھی *

منافع اور اُجرتوں کی کمی و بیشی کے سببوں کا بیان

واضح ہو کہ اُجرتیں اور منافعے اکثر باتوں میں لحاظ سے مختلف ہیں چنانچہ وہ دونوں نہایت کم اور نہایت زیادہ ہو سکتے ہیں اور نہایت کم اِس سبب سے ہوتے ہیں کہ ہر ایک اُنمیں سے ایک برتن اور جانکاہی کا نتیجہ ہوتا ہی بیان اسبات کا نہایت دشوار ہی کہ منافع کا ادنی سے ادنی درجہ کیا ہی مگر یہہ امر صاف واضح ہی کہ ہر سرمایہ والا اپنے سرمایہ کے استعمال عوض اور اُسکے حظ بالفعل میں اُٹھانے سے بچنے کے عوض میں ایسے معاوضہ کا مستحق ہوتا ہی کہ وہ اسقدر قلیل سے کچھہ زیادہ ہووے جو نہایت کم سے کم قیاس میں اسکے اور اُجرت کا ادنی سا ادنی درجہ ہمیشہ کے لیئے وہ تعداد قایم ہوسکتی ہی جو محنتی لوگوں کی اوقات گذاری کے قابل ضرور ہووے اور اسلیئے کہ نرخ اُجرت کا بہت کچھہ مزدوروں کی تعداد اور نرخ منافع کی تعداد سرمایہ پر منحصر ہی تو بڑی بڑی اُجرتیں اور بڑے بڑے منافع اپنے کمی کو آپ ہی پیدا کرلیتے ہیں چنانچہ بڑی بڑی اُجرتیں آبادی کی ترقی سے جو کثرت مزدوروں کے باعث ہوتی ہی اور بڑے بڑے منافع سرمایہ کی ترقیوں سے آپ سے آپ گھٹ جاتے ہیں اِس کتاب کے کسی اگلے حصہ میں واضح ہوگا کہ اگر تعداد اُس سرمایہ کی جو اُجرتوں کے ادا کرنے میں صرف کیا جاتا ہی ترقی کرتی ہی اور مزدوروں کی تعداد بدستور باقی رہتی ہی تو منافع کم ہو جاتا ہی اور اگر مزدوروں کی تعداد بڑھتی ہی اور سرمایہ کی تعداد اور قسمت کی پیداواری ویسی ہی قایم رہتی ہی تو اُجرتیں کم ہو جاتی ہیں اور اگر برابر کی نسبت سے دونوں بڑہ جاتی ہیں تو دونوں کم ہونے پر مائل ہوتی ہیں اِسلیئے کہ وہ دونوں پہلے زمانہ کی نسبت اُن قدرتی ذریعوں کی قوت سے بڑی مناسبت رکھینگے جنکی خدمتوں کی حاجت اُنکو ضرور ہوتی ہی اگرچہ اُجرت اور منافع کے

نہایت اعلیٰ درجہ کا قایم کرنا سہل و آسان نہیں مگر باوجود اسکے یہہ بات عموماً قرار دے سکیے ہیں کہ کسی ملک میں فیصدی پچاس روپیہ سالانہ منافع بشرح اوسط بہت دنوں تک جاری نہیں رہا اور کہیں ایسی شرح سے اُجرت جاری نہیں رہی جس سے محنتی کو اسقدر روپیہ ملے کہ وہ اُسکے کنبے کی پرورش سے دہ چندہ زیادہ ہووے *

آدم اسمتھہ صاحب نے یہہ بات قرار دی ہی کہ محنتوں اور سرمایوں کے متعلقہ اِستعمالوں کے نقصان و فائدے ایک ہی مقام پر یا تو بالکل مساوی ہوتی ہیں یا برابری پر ہمیشہ مائل ہوتے ہیں جسکہ اگر کوئی پیشہ کسی مقام میں باقی پیشوں کی نسبت بحسب ظاہر زیادہ مفید یا کم مفید ہو تو جسقدر آدمی ایک پیشہ میں زیادہ ہوجاوینگے اُسیقدر دوسرا پیشہ چھوڑ بیٹھینگے اور اُس پیشہ کے فائدے جو زیادہ مفید و باقی ہی باقی پیشوں کے فائدوں کی برابر ہو جاوینگے اور یہہ بات ایسے لوگوں میں واقع ہوتی ہی جہاں کاروبار قدرتی قاعدہ پر ہوتے ہیں یعنے جہاں ایسی آزادی ہوتی ہی کہ ہر فرد بشر جو مناسب سمجھے اُس پیشہ کو اختیار کرے اور جب کبھی تبدیل اُسکی چاہے تو اُسکو بدل بھی سکے غرضکہ وہاں ہر فرد بشر کی طبیعت مفید پیشہ کی جستجو اور مضر پیشہ سے گریز پر راغب ہوتی ہی *

آدم اسمتھہ صاحبکی یہہ رائیں راست درست ہیں اور علاوہ اُنکے یہہ بات بھی واضح ہی کہ جب موانع موجود نہوں تو ہر آدمی کی یہہ خواہش طبعی کہ اپنی عقل اور جسمی قوتوں اور پوری استعدادوںکے صرف کرنیکے واسطے زیادہ مفید کاروبار کا موقع حاصل کرے جس سے ایک آدمی ایک مقام سے دوسرے مقام پر جانکو آمادہ ہوتا ہی اُسکو ایک گانو سے دوسرے گانو بلکہ ایک ملک سے دوسرے ملک کو لیجاتی ہی چنانچہ مطالب تجارت کی نظر سے دنیا کے تمام اطراف ایک بہت بڑا پڑوس ہی اور جن سببوں کے ذریعہ سے لندن اور یورپول کی تجارتوں کے منافع برابر ہو جاتے ہیں اونہیں سببوں کی بدولت لندن اور کلکتہ کی تجارتوں کے فائدے مساوی ہو جاتے ہیں مگر جب کہ ہم مفصلوار نظر کرتے ہیں تو ہم اُن لوگوں کے اختلاف معاوضہ سے حیران ہوتے ہیں جو بحسب ظاہر برابر محنت اُٹھاتے ہیں اور سرمایہ کے خرچ کرنے سے برابر پرہیز کرتے ہیں

چنانچہ ایک جنرل کو ایک سپاهي کي آدهي مشقتوں سے بهي کم اُٹهاني پڑتي هیں اور تنخواہ اُسکي سپاهي کي تنخواہ سے سوگني هوتي هی اور ایسے هي وکیل لاکهہ ڈیڑ لاکهہ روپیہ سال کماتے هیں اور نقل نویس هزار محنت اور دشواري سے هزار روپیہ سالانہ پیدا کرتے هیں اور هم دیکهتے هیں کہ سرکاري خزانچي کے بلوں کا خریدنے والا یہہ حق حاصل کرنے پر بہت سا روپیہ خرچ کرتا هی کہ سرکاري کاموں میں وہ تین روپیہ سیکڑہ سالانہ پر سرمایہ لگاوے حالانکہ اگر دوکاندار فی سیکڑہ دس روپیہ سے کم پیدا کرے تو یہہ سمجهتا هی کہ معمول کمائي نہیں هوئي اور جب کہ هم دیکهتے هیں کہ لندن کا ساهوکار فی سیکڑہ سات روپیہ پر راضي هی تو شریک اُسکا جو کلکتہ میں لین دین کرتا هي پندرہ روپیہ سیکڑہ چاهتا هی *

بیان اُن صورتوں کا جنکے ذریعہ سے یہہ دریافت هووے کہ مقام معین اور وقت معین میں اجرت اور منافع کي شرح اوسط کیا هوتي هے

واضح هو کہ اختلاف مذکورہ بالا کسیقدر اصلي هیں اور کسقدر ظاهري هیں اصلي اختلافوں کا باعث کسقدر وہ اثر هی جو تحصیل کے مختلف ذریعوں کے آپسمیں ایک کا دوسرے پر هوتا هی مثلاً منافع کي شرح کا اثر تعداد اجرت پر اور تعداد اجرت کي تاثیر منافع کي شرح پر اور کسقدر سبب اُنکا اُن نقصانوں کي سختي هی جو مزدور اور سرمایہ والے کو اجتناب و محنت کے علاوہ عارض هوتے هیں اور کسقدر وہ دشواري هی جو محنت و سرمایہ دونوں کے ایک کام سے دوسرے کام کیطرف منتقل هونے میں پیش آتي هی اور یہہ ایک ایسي دشواري هی کہ وہ کچهہ قدرتي طرح طرح اور کچهہ انسانوں کي عادات و قواعد سے پیدا هوتي هی اور یہہ بات یاد رهے کہ بعض اُن سببوں کے اثر کا جو ایک هي ملک میں محنت اور سرمایہ کے مختلف استعمالوں میں اجرت اور منافع کي

اوسط شرحوں پر موثر ہوتا ہی آگے آویگا اور اس بحث کے واسطے یہہ بات فرض و تسلیم کرکے کہ اجرت اور منافع کی دلال ولال اوسط شرح ہی اُن سببوں کی توضیح و تشریح میں کوشش کرینگے جنکے ذریعہ سے اوسط شرحیں قایم ہوتی ہیں یعنی اُن حالات کا بیان کرینگے جنسے یہہ بات طے ہوتی ہی کہ وقت و مقام معین میں اجرت و منافع کی اوسط شرح کیا ہوتی ہی ہم پہلے بیان کرچکے کہ اس علم میں اصول متعلقہ کا آپس میں منحصر ہونا منجملہ مشکلات اس علم کے ایک بڑی مشکل ہی اور یہہ اصول متعلقہ کا آپسمیں منحصر ہونا اجرتوں اور منافع کے مسایل میں ایسا بڑا ہی کہ سامی بیان اُن سببوں کا جو اجرت سے علاقہ رکھتے ہیں بدوں اسکے ممکن نہیں کہ جو سبب منافع سے متعلق ہیں بیان اُنکا کیا جاوے مگر حتی الامکان ہم اُنکو مخلوط نہونے دینگے اور واضح ہو کہ اجرت کے مقدمہ سے بحث اس لیئے شروع کرتے ہیں کہ وہ مضمون بہت کچھہ علیحدہ بیان ہو سکنے کے قابل ہی *

بیان اسباب کا کہ اجرت کے ساتھہ جب الفاظ گران اور ارزان استعمال کیئے جاتے ہیں تو اُنکے کیامعنے سمجھے جاتے ہیں

ہم بیان کرچکے کہ اجرت وہ معاوضہ ہی جو محنتی آدمی کو جسمانی اور نفسانی استعدادوں کے استعمال کے عوض میں حاصل ہوتا ہی معاوضہ مذکورہ کی کم و بیشی کی حیثیت سے اجرتوں کو گران یا ارزان کہا جاتا ہی اور تین مختلف پیمانوں سے وہ کمی و بیشی اندازہ کیجاتی ہی پس گران اور ارزان اجرتوں کا استعمال تین معنوں میں کیا جاتا ہے *

اول یہہ کہ اجرتوں کو گران یا ارزان بحسب تعداد اُن روپئے کے کہا جاتا ہی جو مزدور ایک وقت معین میں کماتا ہے اور اس مقاسمت میں لحاظ و پاس اُن جنسوں کا نہیں کیا جاتا جو اُس روپیہ سے خرید کیجاتی ہیں چنانچہ جب ہم یہہ بات کہتے ہیں کہ بلاد انگلستان میں

هنري هفتم کی عہد سلطنت سے اجرت زیادہ هوگئی تو یهي مناسبت مراد هوتي هی اسلئیے که مزدور لوگ آج کل بارہ آنه سے ایک روپیه تک في یوم کماتے هیں اور اُس زمانه میں دس آنه في یوم کماتے تھے *

دوسرے یہه که اجرتوں کي گراني اور ارزاني بلحاظ اُن جنسوں کي مقدار اور قسم کے هوتي هی جو محنتي کو اجرت میں ملتی هیں اور روپیه پر وهاں نظر نہیں هوتي چنانچه جب یہه کہتی هیں که انگلستان میں هنري هفتم کی عہد سلطنت سے اجرت کم هوگئي تو یهي مناسبت غرض هوتي هی اسواسطی که جب مزدور فی یوم گیہوں کے دو پک † کماتا تھا اور اب صرف ایک پک کماتا هی *

تیسرے یہه که گراني اور ارزاني اُنکي بلحاظ اُس مقدار اور حصه کے هوتي هی جو مزدور کو اُسکي محنت کي پیداوار سے حاصل هوتا هی اور اُس پیداوار کي کل تعداد پر نظر نہیں هوتي *

پہلے معنی عام پسند هیں یانی دوسرے معنی وہ هیں جسکو آدم اسمتھ صاحب نے اختیار کیا اور تیسرے معنے وہ هیں جسکو رکارڈو صاحب نے رواج دیا اور اُنکی اکثر پیرووں نے بھي وهي رائے رکھی مگر همارے نزدیک یہه معنی نہایت بڑے هیں اور رکارڈو صاحب کي اُن اوکھي اصطلاحوں میں سے معلوم هوتے هیں جنکو اُنہوں نے اس علم میں رایج کیا چنانچه یہه معنے اُن جمعیتوں سے جو محنتي لوگوں کے حالات سے نہایت علاقه رکھتی هیں هماری توجہه کو روک رکھتي هیں گو هم اجرت کے مضمون هي پر بحث و تکرار کرتے هوں کیونکه اسباب کے دریافت کے لئیے که مزدور کي اجرت گراں هی یا ارزاں همکو بجاے یہه تحقیق کرنے کے که اُسکو بڑي اجرت ملتي هی یا اچھي یا اُسکي پرورش اچھي هوتي هی یا بري یہه دریافت کرنا پڑتا هی که جو کچھه وہ طیار کرتا هی اُسمیں سے کیا حصه اُسکو ملتا هی چار یا پانچ سال گذشته کے درمیان میں بہت سے هاتھه کے بنے والے دو هفته کي محنت سے ایک تانا طیار کرنے کي عوض میں جسکو سوملیئه والے نے چار روپیه دو آنه آٹھه پائي کو فروخت

---

† ایک پک چار بسل کا هوتا هے اور بسل ایک پیمانه غله کا هے جو ۲۱۵۰٫۴۲ مکعب انچہه کا هوتا هی جس میں آٹھه گالن گیہوں کے آتے هیں اور ایک گالن برابر آٹھه پونڈ یعني چار سیر کے هوتا هی *

کیا چار روپیہ دو آنہ حاصل کئیے اور ایک کوئلہ والا اپنے نوکروں کو دس روپیہ فی ہفتہ دیتا ہی اور اُن لوگوں سے پچیس روپیہ لیتا ہی جو اُسکے نوکروں کی خدمتیں خرید کرتے ہیں مگر رکارڈو صاحب کے معنوں کے موافق جولاہی کی اجرت جو فی ہفتہ دو روپیہ ایک آنہ ہوتے ہیں کوئلہ والے کے نوکروں کی اجرت سے جو فی ہفتہ دس روپیہ ہیں بہت زیادہ ہوئی اسلیئے کہ وہ جولاہا پیداوار محنت کی قیمت سے ننانوہ حصہ اور کوئلہ والے کے نوکر پیداوار کے حساب سے اسی حصہ پاتے ہیں*

اگر بالفرض اس اعتراض سے یہہ معنے پاک بھی ہوتے اور وہ بات جسپر یہہ معنی توجہہ کو متوجہہ کرتے ہیں نہایت ضعف ہونے کی جگہہ بڑے بھاری ہوتے تو بھی وہ معنی اسلیئے دشوار ہوتے کہ جو مؤلف استعمال اُنکا کرتا تو اُسکے مضمون کو مختلف اور تاریک کردیتے یہہ بات غیر ممکن ہی کہ مروج اصطلاحوں کے ہم نئے معنے قرار دینیکے بعد کبھی نہ کبھی اصلی معنوں کیطرف لغزش نکریں اور جب کہ رکارڈو صاحب یہہ فرماتے ہیں کہ باستثناء بڑی اجرت کے کوئی شی منافع میں تبدیل پیدا نہیں کرتی اور جس شی سے محنت کی اجرت کو بڑی ہوتی ہی وہ سرمایہ کے منافع کو کم کرتی ہی اور گراں اجرت اُن لوگوں کی اصلی منفعت میں سے کچھہ نہ کچھہ کم کرتی ہی جو مزدوروں کو کام پر لگاتے ہیں اور اسی سبب سے وہ اُنکے نقصان کا باعث ہوتی ہی اور جسقدر کہ محنت کی اجرت کم ہوتی جاتی ہے اُسقدر منافعوں کو ترقی ہوتی جاتی ہی تو مراد اُن کی گراں اجرت سے بڑی تعداد نہیں بلکہ بڑی مناسبت ہی مگر جب کہ وہ اُس ترقیکا بیان کرتے ہیں جو گرانی اجرت سے آبادی کو نصیب ہوتی ہی تو گراں اجرت سے مراد اُنکی بڑی تعداد ہی اور اُن کے تابعوں اور مخالفوں نے گراں اور ارزاں کے لفظوں سے یہہ سمجھہ لیا کہ رکارڈو صاحب نے تعداد و مقدار اُس سے مراد رکھی اور مراد اُنکی مناسبت نہیں اور اُس کا یہہ نتیجہ ہوا کہ رکارڈو صاحب کی بڑی کتاب کے مشہور ہونے سے لوگوں میں یہہ بات پھیل گئی کہ گراں اجرت اور گراں منافع وقت واحد میں مجتمع نہیں ہوسکتے چنانچہ جو ایک میں سے کم ہوجاتا ہی وہ دوسرے میں بڑہ جاتا ہی مگر یہہ واضح رہے کہ ایک اصلی مثال کےدینے سے اگر اس رائے کے امتحان پر کچھہ بھی کوشش کی جاوے تو اُسکی بیہودگی

واضح هوجاوے گي معمولي قياس يهه هي كه سرمايه والا اپنے مزدوروں كي اجرت بحساب اوسط ايک برس پيشگي لگاتا هي اور جس جنس كو مزدور اُسكے پيدا كرتے هيں اُسكے مول كا دسواں حصه وضع لگان كے بعد حاصل كرتا هي مگر هم اسطرف مائل هيں كه بلاد انگلستان ميں منافع كي اوسط شرح اُس سے زيادہ اور پيشگي روپئے لگانيكا اوسط زمانه اُس سے تهوڑا هي مقام منچستر ميں بعد تحقيقات ايسے معاملوں كے يهه عام راے دريافت هوئي كه كارخانه والا ايک سال اپنے سرمايه كو بحساب اوسط دو دفعه پلٹتا هي اور هر دفعه ميں پانچ روپيه فيصدي كے حساب سے منافع حاصل كرتا هي اور دوكاندار ايكسال ميں اپنے سرمايه كو بحساب اوسط چار بار پلٹتا هي اور هر بار ميں ساڑے تين روپيه فيصدي منافع كماتا هي اور ان باتوں كي روسے محنتي كا حصه معمولي تخمينه كي نسبت بلاشبهه زيادہ هوگا مگر هم اس معمولي تخمينه كو صحيح سمجهتے هيں اور يهه تسليم كرتے هيں كه وضع لگان كے بعد مزدور آدمي اُس جنس كي قيمت ميں سے نو دسويں حصے پاتا هي جسكو وہ اپني محنت سے پيدا كرتا هي ان صورتوں ميں اجرت كي تعداد ميں في همهه ايک دسويں حصه كے بڑہ جانے يعني دس كے گيارہ هوجانے سے تمام منافع باين شرط كه وہ سرمايه والے كے حصه ميں سے وضع كيا جاوے بالكل باقي نهيں رهيگا اور اگر پهر اُجرت كے ايک پانچويں حصه كي ترقي يعني في همهه دس كے بارہ هوجاويں تو سرمايه والے كو اتنا نقصان پهنچيگا كه وہ اُسكے پهلے منافعوں كي تعداد كي برابر هوگا اور اجرت كے ايک دسواں حصه كم هوجانے سے منافع دوگنا اور پانچواں حصه كم هوجانے سے تگنا هوجاويگا هم سب جانتے هيں كه اجرت كي تعداد ميں دسويں يا پانچويں حصه بلكه اس سے زيادہ كي تبديلياں اكثر هوتي رهتي هيں مگر باوصف اسكے كوئي شخص ايسا نهيں كه يهه بات اُسنے سني هو كه منافع پر مذكورہ بالا تاثير اُنكي هوئي هو *

مگر تبسر بهي سب عالموں اور عاملوں نے اس مسئله كو تسليم كيا چنانچه اُس † كميٹي نے جو كاريگروں اور كلوں كي تحقيقات كے ليئے

† يهه انتخاب اُس كميٹي كي پهلي رپورٹ كا هي جو اُسنے پارليمنٹ كے اجلاس سنه ۱۸۲۴ ع ميں بهيجي *

مقرر ہوئي تھی فرانسس پلس صاحب سے یہہ بات دریافت کي کہ ترقي اجرت کے باعث سے کیا کارخانہدار اپنے اسبابوں کي قیمتیں نہیں بڑھاتے صاحب ممدوح نے یہہ جواب ارشاد کیا کہ مجھکو یقین واثق ہی کہ علم انتظام کا کوئي مسئلہ اس مسئلہ سے زیادہ مسلم نہیں یعني جو کچھہ اجرتوں میں زیادتي ہوتي ہی وہ منافعوں سے لیجاتي ہے انتہی *

پلس صاحب نے استعمال اس مسئلہ کا کیا ایسے وقت میں کیا کہ اُنکے مزدوروں نے عام مصیبت میں زیادہ اجرت طلب کي اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کمیتي نے بھی اس مسئلہ کو ایسا ہي سمجھا اور اس لیئے کہ یہہ مقدمہ بڑے پایہ کا ہی تو ہم اس کمیتي کي دوسري رپورٹ سے جو اُسنے پارلیمنٹ کے اجلاس سنہ ۱۸۲۵ ع میں بھیجي کچھہ خلاصہ نقل کرتے ہیں بیان اُسکا یہہ ہے *

کہ جن مشہور شخصوں نے پچاس برس گذشتہ میں اُن اصولوں کو ایک علم بنایا جو تجارت اور صنعت کے کاموں سے علاقہ رکھتے ہیں وہ لوگ اثبات کو واقعات و دلائل سے ثابت کرتے ہیں کہ ارزاں اجرت کي تاثیر سے اُس جنس کي قیمت میں کمي نہیں ہوتي جسپر استعمال اُس اُجرت کا ہوا بلکہ جہاں کہیں اُجرت اَرزاں ہوتي ہی وہاں منافعوں کا نرخ اوسط بڑہ جاتا ہی رکارڈو صاحبؒ کي مشہور کتاب کا جو اصول اِنتظام پر مشتمل ہی ایک بڑا حصہ اسي اصل کے شرح و بیان سے معمور ہی اور مکلک صاحب اپني گواهي مفصلہ ذیل میں جسپر پارلیمنٹ کي خاص توجہہ درکار ہی توضیح اس اصل محکم کي کمال لیاقت سے کرتے ہیں *

مکلک صاحب سے یہہ سوال ہوا (سوال) کہ جنسونکي قیمتوں پر اُجرتوں کي کمي بیشي کا جو اثر ہوتا ہے اُسپر آپ نے بھي توجہہ فرمائي یا نہیں (جواب) ہاں میں نے توجہہ کي ہی (سوال) اپ کی راے میں یہہ بات درست ہی کہ جب اجرتیں بڑہ جاتي ہیں تو اُنکے موافق جنسوں کي قیمت بھي بڑہ جاتي ہی (جواب) میں یہہ خیال نہیں کرتا کہ اجرتوں کے بڑہ جانے سے جنسوں کي قیمت پر کسي طرح کا اثر ہوتا ہی اور بالفرض اگر ہوتا بھي ہی تو بہت ضعیف ہوتا ہی (سوال) فرض کیا چاہیے کہ ملک فرانس میں انگلستان کي نسبت اجرتیں قلیل ہیں پھر

کیا آپ کي راے یہہ هی کہ فرانسیسي لوگ اررانی اجرت کے باعث سے بیگانہ ملکوں کي تجارتوں میں انگریزوں کي نسبت زیادہ فائدہ اوٹھاوینگے (جواب) میري راے نہیں کہ وہ لوگ اررانی اجرت کے سبب سے انگریزوں کي نسبت زیادہ منفعت اوتھاوینگے بلکہ میري راے یہہ هی کہ جسسے اجرت کي ارزاني سے انگلستان میں محنت کي پیداوار کي تقسیم هوگي اُسکي نسبت فرانس میں بہت مختلف هوگي چنانچہ فرانس میں محنتي لوگ محنت کي پیداوار سے کم حصہ پاوینگے اور سرمایہ لگانے والوں کو زیادہ هاتھہ آویگا (سوال) جب کہ فرانسیسي کارخانہ دار انگریزي کارخانہ دار کي نسبت مزدوروںکو تھوڑي مزدوري پر بہم پہنچاتا هی تو کیا وہ کارخانہدار انگریزي کارخانہدار کي نسبت، تمام اسباب کو کم قیمت پر فروخت کریگا (جواب) اسلیئے کہ اسباب تجارت کي قیمت صرف منافع اور محنت سے مرکب هوتي هی اور فرانسیسي کارخانہ دار انگریزي کارخانہ دار کي نسبت مزدوروں کو تھوڑي مزدوري پر لگاتا هی تو ارزاني اجرت کا صرف اتنا اثر هوگا کہ اُسکو بڑا فائدہ حاصل هوگا مگر یہہ امر هرگز نہوگا کہ وہ کارخانہ دار اپنے مال کو کم قیمت پر فروخت کرے ملک فرانس میں ارزاني اجرت کے باعث سے جو هر محنت کے کام میں واقع هوتي هی بڑي شرح سے منافع هاتھہ آتا هے (سوال) انگلستان اور فرانس کي اجرتوں کے مقابلہ سے آپ کیا نتیجہ نکالتے هیں (جواب) میرا نتیجہ یہہ هی کہ اگر یہہ بات درست هی کہ بلاد انگلستان میں ملک فرانس کي نسبت اجرت زیادہ هی تو تاثیر اُسکي صرف اس قدر هوگي کہ انگلستاني سرمایوں کے منافع فرانسیسي سرمایوں کے منافع سے تھوڑے هونگے مگر دونوں جگہہ کي جنسوں کي قیمتوں پر کچھہ تاثیر اُسکي نہوگي (سوال) جب کہ آپ یہہ فرماتے هیں کہ اجرت کے سبب سے جنسوں کي قیمتوں میں کمي بیشي نہیں آتي تو پھر وہ کیا چیز هی جسکے باعث سے قیمتوں میں کمي بیشي آجاتي هی۔ (جواب) وہ شے مقدار محنت کي کمي بیشي هی جو کسي جنس کي تحصیل کے واسطے صرف کیجاتي هی (سوال) جب کہ فرض کیا جاوے کہ انگلستان سے فرانس میں کلیں بہیجي جاویں تو باوجود اِسکے بھي آپ کي یہہ راے هی کہ انگریزوں کو

وهي فائدے هاتهہ آويں جو في الحال حاصل هوے هيں (جواب)
هاں وهي فائدے حاصل رهيں گی اس لیئے کہ کلوں کے جانے سے انگلستان
کي اجرتیں کم نہوں گي اور فرانس کي اجرتیں زیادہ نہوجاویں گي اور
نظر بریں همکو وهي فائدے حاصل رهیں گے جو آج کل همکو حاصل هیں
(سوال) کمیٹي سے آپ بیان کریں کہ کس وجهہ سے اپ کي یهہ رائے
مقرر هوئي کہ جب فرانسیسي کارخانہ دار کو انگریزي کارخانہ دار کي
نسبت بہت منافع حاصل هوتے هیں تو فرانسیسي کارخانہ دار انگریزي
کارخانہ دار کي نسبت مال اپنا کم قیمت پر کیوں فروخت نکریگا (جواب)
وجهہ اُسکي یهہ هی کہ اگر وہ شخص انگریزوں کي نسبت اسباب اپنا
ارزاں فروخت کرے تو صرف اسطرح یهہ بات قبول کرسکتا هی کہ جس
طرح اور فرانسیسي سرمایہ والے اپنے سرمایوں پر فائدہ اوٹهاتے هیں وہ
شخص کارخانہ دار اُنکي نسبت اپنے سرمایہ پر کم فائدہ لینے پر راضي هووے
یهہ بات سمجهہ سے خارج هی کہ عام فہم آدمي اس قاعدہ پر عمل کرے
کہ وہ اپنے بهائي بندوں کي نسبت کم نرخ پر فروخت کرے (سوال)
کیا اپکے بیان سے کمیٹي یهہ بات سمجهے کہ فرانسیسي کارخانہ دار اگرچہ
انگریزي کارخانہ دار کي نسبت اپنے مزدوروں کو آدهي اجرت دیتا هی
مگر جو کہ وہ اجرت فرانسیسي اور کارخانہ داروں کي اجرت کي برابر
هی جس سے منافع اُسکا عام فرانسیسي کارخانہ داروں کے فائدوں کي
برابر هے تو اس سبب سے وہ کارخانہ دار اسباب پر راضي نہوگا کہ انگریزي
سوداگروں سے مال اپنا ارزاں فروخت کرنے سے اپنے منافع کي شرح فرانس کے
اوسط منافع کي شرح سے کم کرے (جواب) میري عرض ٹهیک ٹهیک
یهي هی اور حقیقت یهہ هی کہ اسمیں کچهہ شک شبهہ نہیں
اور کسي طرح کا فرق و تفاوت نہیں عرض کہ فرانسیسي کارخانہ دار
انگریزي کارخانہ دار کي نسبت اسباب اپنا جب تک سستا نہ
بیچے گا کہ وہ باقي فرانسیسي کارخانہ داروں سے کم منافع لینا قبول
نکرے اور یهہ بات اُن حالات سے ثابت کرسکتا هوں جو انگلستان
میں روز روز واقع هوتے هیں اسلیئے کہ کسي زرخیز زمین کا کوئي
مالک ایسا نہ پاؤگے کہ وہ اپني پیداوار کو فروخت کرڈالنے کے لیئے منعام
مبارک لین میں اُسکو اُس نرخ رایج سے کم پر فروخت کرے جس نرخ

فروخ سے تمام انگلستان میں ناکارہ سے نادارہ زمین کا کاشتکار یا مالک
فروخت کرتا ھی (سوال) اگر فرانسیسی کارخانہ دار اسباب اپنا کم
قیمت پر فروخت کرے تو انگریزوں کي نسبت مال اُسکا کیا زیادہ فروخت
ھوگا (جواب) ھاں یہہ امر تسلیم کیا کہ مال اُسکا بہت سا فروخت
ھووے مگر جسقدر زیادہ فروخت ھوگا اُسیقدر نقصان زیادہ ھوگا انتہی *

واضح ھو کہ نقل اس عبارت کي ھمنے اس نظر سے نہیں کي کہ مکلک
صاحب کي راے ظاھر ھووے بلکہ اس نظر سے کي ھی کہ کمتي کي
راے واضح ھو جاوے مکلک صاحب کي مراد اصلي گراں ارزاں اُجرت
سے کمي بیشي اُجرت کي نہیں بلکہ مراد اُنکي اُس سے مناسبت کي
کمي بیشي ھی چنانچہ ثبوت اس بات کا اُن کي گواھي کے ملاحظہ سے
واضح ھوا ھوگا مگر معلوم ایسا ھوتا ھی کہ کمتي نے یہہ سمجھا کہ مراد
اُنکي کمي بیشي اُجرت کي ھی *

براڈورے صاحب نے پہلے بیاں کیا کہ ملک فرانس میں روز مرہ کي
اُجرت اُس اُجرت کے نصف کے قریب قریب ھی جو اُنگلستان میں
مزدوروں کو دیجاتي ھی چنانچہ براڈورے صاحب سے کمتي نے پوچھا
(سوال) کہ آپ نے کس وجہہ سے یہہ تصور کیا کہ ارزاني اجرت کے سبب
سے فرانسیسي کارخانہ‌داروں کو انگریزي کارخانہ‌داروں کي نسبت بڑا فائدہ
ھوتا ھی (جواب) میري سمجھہ میں یہہ بات آتي ھی کہ جب
فرانسیسي کارخانہ‌دار کاتنے والے کو في پونڈ روئي کي کتائي پر دو آنہ اور
انگریزي کارخانہ‌دار اُسکو چار آنہ مزدوري دیتے ھیں تو یہہ امر بخوبي
ظاھر ھی کہ دو آنہ في پونڈ کا فائدہ فرانسیسیوں کو ھوتا ھی (سوال) کیا
آپکي یہہ مراد ھی کہ فرانسیسي لوگ ارزاني اجرت کے سبب سے انگریز
لوگوں کي نسبت اسباب اپنا ارزاں فروخت کرینگے (جواب) ھاں
في پونڈ دو آنہ ارزاں فروخت کرسکتے ھیں (سوال) کیا مراد آپکي
یہہ ھی کہ اجرت کي شرح کي مناسبت سے مول اُسي شی کا جسپر وہ
اجرت خرچ ھوتي ھی گراں یا ارزاں ھوگا (جواب) ھاں میں یہي
سمجھتا ھوں کہ لاگت کي مناسبت سے اُس شی کي قیمت کم و بیش
ھوگي چنانچہ اگر لاگت زیادہ ھوگي تو گراں بیچینگے اور اگر لاگت کم
ھوگي تو ارزاں فروخت کرینگے (سوال) جس تقریر کي رو سے آپ یہہ

تصور فرماتے هیں که اررانی اجرت سے اُنکو فائدہ هوگا کیا حاصل اُسکا یهي هے که اررانی اجرت کے باعث سے وہ لوگ اپني جنس کو اُس حال کي نسبت ارزاں سمجھینگے که وہ گراں اجرت دینے پر فروخت کرتے (جواب) هاں اصل یہہ هی که لاگت میں محنت مقدم جزو هوتا هی (سوال) کیا آپ یہہ سمجھتے هیں که اگر زیادہ لاگت کي مناسبت پر قیمت نہ بڑھے تو بنانے والے کا نقصان هوتا هی (جواب) هاں میں یهي سمجھتا هوں (سوال) اگر قیمت زیادہ هوگي تو کیا مالک کا منافع کم هوجاویگا (جواب) وہ ضرور کم هو جاوے گا اور کمي اُسکي مالک کو ضرور فاحش هی (سوال) † کیا فرانسیسي لوگ اُس نقصان کو جو اجرت کي تبدیلي سے هوگا اُٹھا سکینگے (جواب) اگر نقصان اُٹھانا اُنکو منظور هوگا تو بلاشبہہ وہ نقصان اُٹھا سکینگے (سوال) کیا منافع اسقدر کم نہیں هوسکتا که آخرکار یک قلم معدوم هو جاوے (جواب) امکان اس امر کا کمال آسانی سے تصور کرتا هوں انتہی *

ملاحظ اسي گواهي کے مکلک صاحب کا اظہار لیا تھا جسکا اعار اسطرح پر هوا تھا (سوال) جو گواهي که اس کمیٹي کے روبرو دي گئي اُسکو آپ نے ملاحظہ کیا یا نہیں (جواب) هاں کچھہ تھوڑا سا اُسکو پڑھا (سوال) آپ نے وہ حصہ پڑھا جسمیں براڈورے صاحب یہہ فرماتے هیں که فرانسیسي کارخانہ‌دار اررانی اجرت کے باعث سے انگریزي کارخانہ‌داروں

---

† یہہ سوال اوپر کے سوالوں کے سلسلہ سے علحدہ معلوم هوتا هی براڈورے صاحب کي معقول اور صاف گواهي کو اگر نظر انصاف دیکھا جاوے تو یہہ کہا جا سکتا هی که وہ هرگز اس عام غلطي میں نہیں پڑے که اجرتوں کا گراں هونا ایک ملک کے حق میں نقصان کا باعث هوتا هی کیونکہ اُنھوں نے یہہ بات تسلیم کرکے اپني تقریر شروع کي که انگریزي کلوں اور انگریزي مہتمموں کي مدد سے فرانسیسي کاتنے والوں کي محنت ایسي هي بارآور هوسکتي هے جیسیکہ انگریزي کاتنے والوں کي اُس صورت میں اگر اُنکي اجرتیں انگریزوں کي اجرتوں سے نصف رهیں تو براڈوری صاحب نے خیال کیا که فرانسیسي کارخانہ دار انگریزي کارخانہ دار سے کم قیمت پر فروخت کریگا ملاحظ امکان اسباب کے اگرچہ غالباً اسکا هونا دشوار هی براڈوری صاحب کي راے نہایت صحیح اور درست هی لیکن سوالوں کي طور سے معلوم هوتا هی که کمیٹي نے اس راے کو پسند نہیں کیا *

سے فائدہ مدن زیادہ رہتے ھیں (جواب) ھاں میںنے اُس حصہ کو پڑھا بعد اُسکے جب اُسسے یہہ سوال کیا گیا کہ جو ان اجرت کی شرح کی کمی بیشی کا جنسوں کی قیمت پر ھوتا ھی اُسپر بھی آپ نے توجہہ فرمائی تو وہ جواب اُنھوں نے عنایت کیا جو اُنکی گواھی مذکورہ بالا میں مذکور ھوا *

واضح ھو کہ بعد اس چھان بین کے اگر کمیتی نے مکلک صاحب کی مراد ارزانی اور گرانی اجرت سے تعداد کی قلت و کثرت سمجھی بلکہ قسمت مدن زیادہ یا کم اُسکی مناسبت تصور کی تو اُنکی اور براڈورے صاحب کی گواھی مدن کوئی بات نہیں کہ اُسکے ذریعہ سے مطابقت اُنکی تصور کیجاوے *

مگر اصل یہہ ھی کہ یہہ تمام انتشار اسباب سے پیدا ھوا کہ گراں اور ارزاں اجرت کے دو معنی مراد لیئے گئے جیسے کہ اوپر مذکور ھوئے اگر وکارتو صاحب لفظ گراں اور ارزاں کو زیادہ اور کم مناسبت میں مستعمل کرتے تو یہہ پریشانی پیدا ہوتی *

ھاں یہہ دو معنی گراں اور ارزاں اجرت کے یعنی ایک یہہ معنے جو روپئے کی نسبت سے لیئے جاتے ھیں اور دوسرے وہ جو اُس جنس کی مناسبت سے اعتبار کیئے جاتے ھیں جو مزدور کو اجرت کی حیثیت سے دیجاتی ھی نہایت عمدہ ھیں اور اُسمیں کسطرح کی دقت نہیں مگر شرط اُسکی یہہ ھی کہ ھم ایک ھی وقت اور ایک ھی مقام کی اجرت کی شرح پر لحاظ کریں اس لیئے کہ اس صورت میں دونوں سے ایک ھی بات مراد ھوتی ھی چنانچہ جب مزدور ایک وقت اور ایک مقام میں بہت سی اجرت پاتا ھی تو یہہ امر ضرور ھی کہ وہ بہت سی جنس اُس سے حاصل کرے مگر جب مختلف مقاموں یا مختلف زمانوں کا اعتبار کریں تو گراں اور ارزاں اجرت سے مختلف مختلف معنی مستفاد ھوتے ھیں اسلیئے کہ اُس حالت مدن اُن لفظوں سے زیادہ یا کم روپیہ یا زیادہ یا کم جنس سمجھتے ھیں اُن اختلافوں سے جو مختلف زمانوں میں زر اجرت کی تعداد میں واقع ھوئے کوئی بات علاوہ اس بات کے معلوم نہیں ھوتی کہ اُن وقتوں میں سونے چاندی کی کثرت تھی یا قلت تھی اور یہہ ایسی باتیں ھیں کہ بہتسی کار آمدنی نہیں ھاں ایک زمانہ

میں مختلف مقاموں کے زر اجرت کی تعداد کے اختلافوں کا علم اسلیئے زیادہ مفید ہوتا ہی کہ اُن اختلافوں کی معلومات سے مختلف ملکوں کی محنتوں کی مختلف حالت جو دنیا کے عام بازاروں میں معمول و رائج ہوتی ہیں بخوبی دریافت ہو جاتی ہیں مگر باوجود اسکے ایسے اختلافوں کے معلوم ہونے سے بھی ایسے مرادت حاصل نہیں ہوتے جنکی رو سے کسی ملک کے محنتی لوگوں کی مستقل حالت دریافت ہوسکے اور اُن اختلافوں سے وہ ادھوری باتیں حاصل ہوتی ہیں جنکے ذریعہ سے دو ملکوں کے محنتی لوگوں کی حالت کا مقابلہ بخوبی نہیں ہوسکتا جن باتوں کے ذریعہ سے کسی وقت اور مقام کے محنتیوں کی حالت اصلی یا اُنکی باہم نسبت رکھنے والی حالت مختلف زمانوں یامختلف مکانوں کی ٹھیک ٹھیک دریافت کرسکتے ہیں وہ باتیں صرف اُس قدر اور اُس قسم کی جنسیں ہیں جو محنتیوں کو بوجہہ اجرت ملتی ہیں یا اُس قدر اور اُس قسم کی جنسیں جو اُس روپیہ سے خرید ہوسکتے ہوں جو روپیہ اُنکو اجرت میں ملے اور جو کہ تحریر آیندہ کا مقدم مقصود محنتی کی اصلی یا اضافی حالت کا دریافت کرنا ہی تو اس لیئے لفظ اجرت کے استعمال سے روپیہ مراد نہوگا بلکہ وہ جنسیں مراد ہونگی جو محنتی کو حاصل ہوتی ہیں اور جسقدر کہ اُن جنسوں کی مقدار میں کمی یا بیشی یا اُنکی قسموں میں ترقی و تنزل ہوگا اُس سے صاف اجرت کی کمی بیشی سمجھی جاویگی *

یہہ بات واضح ہی کہ محنتی کی حالت اُس روپیہ پر منحصر نہیں ہوتی جو اُسکو کسی وقت میں حاصل ہوتا ہی بلکہ اُس آمدنی کی اوسط تعداد پر موقوف ہوتی ہی جو اُسکو ایک معین عرصہ میں مثلاً ہفتہ یا ماہ یا سالبھر کی ہاتھہ آتی ہی اور جسقدر زیادہ مدت لیکر حساب کیا جاوے اُسقدر نتیجہ زیادہ صحیح اور درست ہوتا ہی اور اُسمیں کچھہ شک شبہہ نہیں کہ بہ نسبت روز مرہ کی اُجرتوں کے ہفتہوار اُجرتیں اور ماہواری اُجرتوں کی نسبت سالانہ اُجرتیں زیادہ تر مساوی ہوتی ہیں اگر ہم وہ تعداد معلوم کرسکیں جو کسی شخص کو پانچ یا دس یا بیس برس میں حاصل ہووے تو اِس اَمر کی نسبت کہ اُسکی ایک سال کی اُجرت پر اتفاق اپنا منحصر کریں محنتی کی

حالت بہت زیادہ صحیح معلوم کرسکینگے مگر بڑے دراز عرصوں کی اُجرتوں کے دریافت کرنے میں یہاں تک دقت پیش اتی ہی کہ صرف ایک برس کی اُجرت کی چھان بین ہو جانی نہایت غنیمت ہوتی ہی چنانچہ ایک برس کے عرصہ میں وہ اُجرتیں اجاتی ہیں جو اکثر ولایتوں میں گرمی اور سردی میں مختلف ہوتی ہیں اور برس میں وہ زمانہ بھی داخل گنا جاتا ہی جسمیں بڑے پایہ کی نباتی پیداواریں معتدل ملکوں میں پک جاتی ہیں اور اسی سبب سے علماء اِنتظام نے برس دن کو وہ اوسط زمانہ قرار دیا جسکے واسطے سرمایہ پیشگی لگایا جاتا ہی *

ہمکو یہہ بات بیان کرنی چاهئیے کہ اهل و عیال رکھنے والے محنتی کی اُجرت میں اُسکی جورو اور نابالغ بچوں کی محنتوں کو بھی ہم داخل سمجھتے ہیں کیونکہ اگر وہ محنتیں اُسکی محنت میں داخل نکیجاویں تو مختلف ملکوں یا مختلف پیشوں کے محنتوں کے اصلی حالات کا تخمینہ ٹھیک ٹھاک نہوگا اُن کاموں میں جو سختی موسم کے سبب سے مکانوں کے اندر کئیے جاتے ہیں اور اُس کل کے ذریعہ سے جو قوت بہم پہنچاتی ہی اور صرف کارروائی کے طریق پر چلنے میں آدمی کے اعانت کی محتاج ہوتی ہی ایک عورت یا نابالغ لڑکی کی محنت جوان آدمی کی محنت کی برابر ہوتی ہی چنانچہ چودہ برس کی لڑکی کپڑہ بننے کی کل کا اِنتظام اسی طرح کرسکتی ہی جسطرح باپ اُسکا کرسکتا ہی مگر جس اوکھے کام میں گرمی سردی اُٹھانے یا نہایت زور کرنے کا کام پڑتا ہی تو جورو لڑکیوں بلکہ لڑکوں سے بھی انصرام اُسکا جب تک کہ وہ ایسی عمر کو پہنچیں کہ وہ باپ کو چھوڑ کر علاحدہ ہوجاویں پورا نہیں ہوسکتا میںچسٹر کے جولاهوں اور کاتنے والوں کے جورو بچوں کی کمائیاں جو اُن کی کمائیوں سے زیادہ یا اُنکی برابر ہوتی ہیں اور هالی کمیروں یا بڑھئی اور کوئلہ کھودنے والوں کے جورو بچوں کی کمائیاں اکثر خفیف ہوتی ہیں چنانچہ جولاہے اور کاتنے والے فی هفتہ ساڑے ساتھہ روپیہ اور معہ اپنے جورو بچوں کے فی هفتہ بیس روپیہ کماتے ہیں اور کمیرے اور بڑھئی وغیرہ بھی فی هفتہ ساڑے ساتھہ روپئے اور معہ اپنے جورو بچوں کے کل ساڑے آٹھہ یا نو روپیہ کماتے ہیں *

مگر باوصف اسکے یہہ بات بھي تسلیم کرني چاهئیے کہ کاریگر اس پورے روپیہ سے جو مملوک اُسکا معلوم ہوتا ہی پورا پورا فائدہ اِسلیئے اُٹھا نہیں سکتا کہ جب گھر والے اُسکے گھر بار کا کام کاج نہیں کر سکیں تو کام کا کام اُس روپئے کا ایک حصہ ایسي چیزوں کي خرید میں صرف ہوگا جو خود گھر میں طیار ہوسکتیں تھیں اگر جورو اُسکي محنت کے لیئے نہ جاتي علاوہ اُسکے بچوں کے حق میں زیادہ برائي ہوتي ہی اِسلیئے کہ چھوٹے بچے ماں کے التفات و توجہہ سے محروم رہتے ہیں اور نہایت تکلیف پاتے ہیں اور بڑے بچے قید و محنت کی رنج و تعب سے لڑکوں کے کھیل کود سے محروم اور مذهبي اور اخلاقي اور عقلي معلموں کي کمي سے جو نہایت ضروري و ابدي ہیں ناقص اور ادھورہ رہ جاتے ہیں اور اُنھیں برائیوں کي اصلاح کے واسطے ایسے مدرسہ مقرر ہوئے جو † نکشنبہ کے مدرسوں کے نام سے مشہور ہیں اور ایسے قاعدے تجویز ہوئے جنمیں بچوں کي محنت کے لیئے گھنٹے ٹھہرائے گئے مگر جب کبھی جورو بچوں کي محنتیں فروخت کیجاویںگي تو کسي نہ کسي قدر وہ برائیاں موجود ہوں گي اگرچہ وہ تمام برائیاں علم انتظام سے علاقہ نہیں رکھتیں مگر ایسي باتوں کي جانچ تول میں جو محنتیوں کي بھلائي سے تعلق رکھتي ہیں اُنسے کوتاهي کرني مناسب نہیں *

اجرت کي تعداد اور محنت کي قیمت کے فرق کا بیان

اسباب اجرت کے بیان سے پہلے وہ پچھلے باب جسپر پڑھنے والوں کا التفات چاهتے ہیں وہ فرق و تفاوت ہی جو تعداد اجرت اور محنت کي قیمت میں پایا جاتا ہی یعني وہ تفاوت جو ایک معین عرصہ کي

† اِنگلستان میں محنتیوں کے بال بچوں کي تعلیم کے واسطے جو اپنے ماں باپ کے ساتھہ محنت کرتے ہیں ایسے مدرسہ مقرر ہوئے ہیں کہ اُنمیں صرف اِتوار کے دن پڑھایا جاتا ہی غرض اِس سے یہہ ہی کہ غریبوں کے بچے اور دنوں میں جبکہ کارخانہ کھلے ہوں مزدوري کریں اور اِتوار کے دن کہ سارے کارخانہ بند ہوتے ہیں کچھہ پڑھیں لکھیں

مزدوری اور اُس قیمت کے درمیان میں واقع ہے جو کسی کام کی مقدار معین پوری کرنے کے لیئے ادا کیجاتی ہی *

اگر صرف مرد محنتی ہوتے اور ہرمرد برابر محنت کرتا اور برس دن میں ہمیشہ یکساں محنت اُٹھاتا تو یہہ دونوں باتیں یعنی تعداد اجرت اور قیمت اجرت برابر ہوتیں جیسے کہ اگر ہر آدمی ہر سال میں تین سو دن اور ہر روز دس گھنٹے کام کرتا تو ہر آدمی کی سالانہ اجرت کا تین ہزارواں حصہ ایک گھنٹے کی محنت کی قیمت ہوتا مگر منجملہ ان باتوں کے کوئی بات درست نہیں چنانچہ ایک گھنٹے کی سالانہ اجرت میں جیسے کہ اوپر مذکور ہوا اکثر جورو بچوں کی محنتوں کا ثمرہ بھی داخل ہوتا ہی اور ایسی چیزیں بہت کم ہیں جو اپسمیں اسقدر عمر برابر ہوں جسقدر کہ ہر برس میں کام کرنے کے دنوں کی تعداد یا دنوں میں محنت کے گھنٹوں کی تعداد یا اُن گھنٹوں میں محنت کی مقدار غیر مطابق ہوتی ہی *

اُن ملکوں میں جہاں پروتستنت مذہب والے عیسائی بستے ہیں سال میں تعطیل کے دن جو مقرر ہیں وہ پچاس ساٹھہ کے بیچ بیچ ہیں اور اکثر کیتھلک مذہب والے عیسائیوں کے ملکوں میں وہ دن تعطیل کے سو سے زیادہ زیادہ ہوتے ہیں اور سنا ہی کہ ہندوؤں میں تعطیل آدھی سال کے قریب قریب ہوتی ہی لیکن یہہ تعطیل بعض بعض لوگوں کے ساتھہ مخصوص ہی اسلیئے کہ ملاحوں اور سپاہیوں اور خدمتگاروں کی محنتوں کے لیئے کوئی دن تعطیل کا مقرر نہیں ہوتا *

علاوہ اُسکے زمین کے شمالی اور جنوبی خطوط عرض میں گھر سے باہر محنت کرنیکے گھنٹے سورج کے قیام تک مقرر ہوتے ہیں اور تمام ولایتوں میں موسم کے لحاظ پر محنت منحصر ہوتی ہی اور جب کہ مزدور آدمی مکان کے اندر کام کرتا ہی تو سال بھر میں روزمرہ کی محنت کے گھنٹے برابر ہوسکتے ہیں اور باللحاظ قدرتی سببوں کے روز کی محنت کے گھنٹے مختلف ملکوں میں اور ایک ہی ملک کے مختلف کاموں میں مختلف ہوتے ہیں چنانچہ روز مرہ محنت کے گھنٹے فرانس میں انگلستان کی نسبت زیادہ اور انگلستان میں ہندستان کی نسبت زیادہ ہیں اور مقام منچستر میں ہمیشہ بارہ گھنٹے اور برمنگہم میں

کل دس گھنٹے کام کرتے هیں اور لندن کا دوکاندار آٹھہ دو گھنٹے سے زیادہ کام نہیں کرتا *

اور مختلف مختلف ملکوں کے ایک معین عرصہ کي محنتوں میں اس سے زیادہ اختلاف پایا جاتا هی اور وہ محنتیں معاملہ کے قابل نہیں هوتیں چنانچہ جو محنتیں کہ دردري اور کہاں کا کہود نے والا یا ایک دوکاندار اور لوہے کا ڈھالنے والا کرتا هی اُنکا کوئي عام اندازہ نہیں هوسکتا اور جو محنت کہ ایک قسم کي هوتي هی وہ مقدار اور بارآوري میں اکثر اوقات مختلف هوسکتي هی چنانچہ منجملہ اُن گواهوں کے جنکے اظہار اُس کمیتي نے قلمبند کئے تھے جو سنہ ۱۸۲۴ ع میں پارلیمنٹ نے کاریگروں اور کلوں کي تحقیق کے لیئے مقرر کي تھي بہت سے ایسے انگریزي کاریگر تھے کہ اُنہوں نے ملک فرانس میں محنت کي تھي اور وہ گواہ انگریزي محنتي کے معاملہ میں فرانسیسي محنتي کو نہایت کاهل اور ناکارہ بتاتے هیں چنانچہ منجملہ اُن گواهوں کے ایک آدم ینگ صاحب نے ملک فرانس کے شہر ایلسس میں بہت بڑے کارخانہ میں دوبرس تک کام کیا اور جب کہ کمیتي نے اُسسے پوچھا (سوال) فرانس کے کاتنے والوں کو ایسا جفاکش پایا جیسے کہ انگلستان کے کاتنے والے هیں (جواب) انگلستاني کاتنے والا فرانسیسي کاتنے والے کي نسبت دوگنا کام کرتا هی چنانچہ فرانسیسي کاتنے والے چار بجے رات سے اُٹھتے هیں اور رات کو دس بجے تک کام کرتے هیں اور همارے کاتنے والے چھہ گھنٹوں میں اتنا کام کرسکتے هیں کہ وہ دس گھنٹوں میں اُسکو پورا کرتے هیں (سوال) تمہارے تحت میں کسي فرانسیسي نے کام کیا یا نہیں (جواب) آٹھہ فرانسیسیوں نے في یوم † دو فرانک پر همارے تلے کام کیا (سوال) تمکو کیا یومیہ ملتا تھا (جواب) بارہ فرانک ملتے تھے (سوال) اگر فرض کیا جاوے کہ تمہارے تلے آٹھہ انگریز اُون وغیرہ کے صاف کرنے والے کام کرتے تو تم کسقدر کام کرتے (جواب) ایک انگریزي آدمي کي امداد و اعانت سے میں اُسقدر کام کرتا جسقدر آٹھہ فرانسیسیوں کي مدد رساني سے کرتا تھا بلکہ زیادہ کرتا اور حقیقت یہہ هي کہ جو

---

† فرانک ایک فرانسیسي سکہ چاندي کا هے جو برابر آٹھہ آنہ آٹھہ پائي کے هوتا هی *

فرانسیسی کام کرتے هیں وہ کام نہیں کہلاتا بلکہ وہ کام کو دیکھتے هیں اور یہہ بات چاهتے هیں کہ وہ کام آپ سے پورا هوجاوے (سوال) پارچے کو فرانسیسی لوگ انگریزوں کی نسبت زیادہ لاگت سے بناتے هیں (جواب) هاں زیادہ لاگت سے طیار کرتے هیں اگرچہ مزدور اُنکو انگلستان کی نسبت تھوڑی اُجرت پر بہم پہونچتے هیں انتہیٰ *

اِڈون رور صاحب کی مفصلہ ذیل گواهی جو سنہ ۱۸۳۳ ع میں کارخانوں کی تحقیقات پر ادا کی گئی زیادہ زمانہ حال کی گواهی هی اور گواہ کی تجربہ کاری کے باعث سے اُسکے عمدہ هونے میں کوئی شک شبہہ نہیں (سوال) جو کچھہ آپ نے ملاحظہ فرمایا اُسکی روسے پوچھا جاتا هی کہ فرانس کی نسبت انگلستان میں اجرت کم هی یا زیادہ (جواب) اگر میں کسی کارخانہ کی دوکان انگلستان میں کروں تو مجھکو یہہ امر دیکھنا هوگا کہ کارخانہ کے کاریگروں کو اُس کام کے لیئے جسکو وہ طیار کرتے هیں کسقدر دینا مناسب هی اور اگر وهی دوکان فرانس میں کروں تو اُسقدر کام کی طیاری میں دوگنے آدمی رکھنے پڑینگے هاں یہہ بات صحیح هے کہ وهاں فی آدمی کی اجرت کم هی مگر میں نے بچشم خود مشاهدہ کیا کہ جو ایک کام انگلستان میں طیار کیا جاتا هے اُسی کام کے واسطے ملک فرانس میں کاریگروں کے لیئے دوگنی بڑی عمارت اور دوگنے منشی متحاسب اور دوگنے سربراہکار اور دوگنے آلات درکار هوتے هیں اور اُسی سبب سے کارخانہدار کو لازم هوتا هی کہ تمام خرچوں پر دوچند سود لگاوے اور وهاں کے کاریگر یہاں کے کاریگروں کی نسبت کام کے زور سے پریشان رهتے هیں عرض کہ مجھکو بخوبی دریافت هی کہ جسقدر کام کے واسطے یہاں آدمی چاهئیں وهاں اُسقدر کام کے لیئے دوچند آدمی درکار هوتے هیں مگر روپئے کے حساب سے اجرتیں اُنکی کم هوتی هیں (سوال) کیا آپ اُنکی اجرتوں کو یہانکی اجرتوں سے حقیقت میں زیادہ سمجھتے هیں (جواب) هاں ایساهی سمجھتا هوں اسلیئے کہ جسقدر وہ کام کرتے هیں اُسکی مناسبت سے بڑی اجرت پاتے هیں اور اُس قدر اجرت اُسقدر کام کی یہاں نہیں ملتی (سوال) فرانسیسی کاریگروں کو کاریگری کی حیثیت سے آپ کیا سمجھتے هیں (جواب) یہہ بات میرے تصور میں منقوش نہیں کہ وہ لوگ اپنے کام میں

ایسے مستعد ہیں جیسے کہ انگریز لوگ مستعد ہیں چنانچہ اکثر اوقات اُنکو ایک کام کو کرتے دیکھا اگر وہ کام پہلے وار اُنکی مرضی موافق نہو تو وہ خائف ہو جاتے ہیں اور کندھے ہلاتے رہ جاتے ہیں اور لاچار اُس کام کو چھوڑ بیٹھتے ہیں بخلاف انگریزی کاریگروں کے کہ وہ آزمائے چلے جاتے ہیں اور جسقدر جلد کہ فرانسیسی لوگ اُس اوکھے کام سے پہلوتہی کرتے ہیں اُسقدر انگریزی کاریگر کنارہکش نہیں ہوتے بڑھئی کی اجرت وہاں پینتیس || سُو سے چالیس سُو تک ہی اور باوصف اُسکے کام اُسکا انگریزی بڑھئی کے مقابلہ میں ناقص و ناکارہ ہوتا ہی اور سنگتراش کی مزدوری تین فرانک سے چار فرانک تک مقرر ہی جیسے کہ انگریزی سنگتراش عمدہ عمدہ سادیں ڈالتے ہیں وہ ایسا کام بہت کم کرتے ہیں اور وقت کی یہہ صورت ہی کہ دو انگریزی سنگتراش ایک وقت معین میں تین فرانسیسی سنگتراشوں سے زیادہ کام کرتے ہیں (سوال) کسی ایسی محنت کا حال آپ کو دریافت ہے جو انگلستان کی نسبت ملک فرانس میں کم لاگت کو ہاتھہ آتی ہی مگر شرط یہہ ہے کہ قسم اور وصف کا بھی لحاظ رہی (جواب) مجھکو کوئی محنت ایسی معلوم نہیں اور اگر ہو تو شاید درزی اور موچی کی محنت ہو مگر مجھکو یقین اُنکا اِس لیئے نہیں کہ فرانس میں انگلستان کی نسبت لباس گراں آتا ہی مگر جوتیاں سستی ہیں اور شاید وجہہ اُسکی یہہ ہی کہ چمڑا وہاں محصولی نہیں انتہیٰ *

* بلکہ ایک ہی ملک اور ایک ہی قسم کے کاموں میں ایسی ہی بے اعتدالیاں ظہور میں آتی ہیں چنانچہ ہر کوئی جانتا ہی کہ محنتی جسقدر محنت کرتا ہی کام بتانے والے محبسی کو اُسکی نسبت زیادہ جد و جہد کرنی پڑتی ہی اور آزاد محبسی محتاج مزدور سے اور محتاج مزدور قیدی سے زیادہ محنت اُٹھاتا ہی *

** پس یہہ بات صاف واضح ہی کہ اجرت کی شرح محنت کی قیمت کی نسبت یکساں ہوتے پر اسلیئے کم مائل ہی کہ ایک تو محنت کی قیمت دوسرے خود خلقت کی تعداد کی تعدیلوں سے کمی بیشی واقع ہوتی ہے *

|| سُو یا سی کا فرانسیسی سکہ ہے جو برابر چار پائی کے ہوتا ہی اور پینتیس سُو کے گیارہ آنہ آٹھہ پائی ہوتے ہیں *

انگلستان میں محنت کي سالانه اوسط اجرت ایرلینڈ کي اجرت سے تگني هی مگر چوں که ملک ایرلینڈ کا مزدور انگلستان کے مزدور کے کام کي تہائي کام کرتا هی تو دونوں ملکوں میں محنت کي قیمت قریب برابر کے هو جاتي هی اگرچه کام بتانیوالا محنتي مزدور کے نسبت انگلستان میں بہت زیاده کماتا هی اور اس لیئے که اُسکے ملازم رکھنے میں فائده مقصود هی تو اُسکي محنت کي قیمت گراں نہیں هوتي هاں یهه حال هوسکتا هی که محنت کي قیمت هر جگهه اور هر وقت میں برابر هوتي هی اور بشرطیکه کوئي مانع مزاحم نهو اور تمام آدمي اپنے اپنے فائدوں کو بخوبي سمجھیں اور اُن فائدوں کي پیروي کریں اور ایک جگهه سے دوسري جگهه تک اور ایک کام سے دوسرے کام میں محنت و سرمایه کي لوت پوت کرنے میں مشکلیں پیش نه آویں تو ایک وقت واحد میں محنت کي قیمت هر جگهه برابر هوگي مگر ان مشکلوں کے باعث ایک هي وقت اور ایک هي مقام میں محنت کي قیمت بدل جاتي هی اور اجرت کي تعداد اور محنت کي قیمت غرضکه دونوں میں مختلف وقتوں اور مختلف مقاموں میں انہیں سببوں کي بدولت تبدیلیاں واقع نہیں هوتیں بلکه اور سببوں کي جہت سے بھي واقع هوتي هیں جن پر کسي جگهه اس کتاب میں بحث کیجاویگي *

ان تبدیلیوں کا محنتي اور محنتي کے رکھنے والوں پر بہت مختلف اثر هوتا هی چنانچه نوکر رکھنے والا محنت کي قیمت کو گھتائے رکھنا چاهتا هی مگر جبکه محنت کي قیمت برابر رهتي هی اورایک معین لاگت سے ایک کام کي معین مقدار حاصل کرتا هی تو اُسکي حالت نہیں بدلتي مثلاً اگر کوئي کاشتکار ایک کھیت کي کمائي کھودائي ایک سو بیس روپئے سے کرا سکے تو اُسکے نزدیک اسبات میں کچھه فرق نہوگا خواه وه اُس روپئے کو تین قوي مزدوروں کو حواله کرے یا چار معمولي مزدوروں کو دیے اگرچه تین آدمي چار آدمیوں کي نسبت زیاده اُجرت پاوینگے مگر اُنکیه نسبت سے کام بھي زیاده کرینگے اِسلیئے اُنکي محنت ایسي ارزاں هوگي جیسے چار آدمیوں کي محنت ارزاں هوتي هی اور اگر یهه تینوں آدمي پچیس روپئے فی آدمي کے حساب لینا اُسوقت قبول کریں که وه چار آدمي فی آدمي تیس روپئے کے حساب سے مقرر هوویں تو اس صورت

میں اگرچہ تس آدمیوں کی اُجرتیں زیادہ ہونگی مگر جو کام وہ کرینگے قیمت میں سستا ہوگا *

یہہ بات درست ہی کہ جن سببوں کی بدولت اُجرت کی تعداد بڑہ جاتی ہی وہی اسباب منافعوں کو بھی ترقی دیتے ہیں چنانچہ اگر زیادہ محنت سے ایک آدمی دو آدمیوں کا کام کرے تو اُجرت کی تعداد اور منافعوں کی شرح دونوں ترقی پاوینگے مگر منافعوں کی شرح کچھہ اُجرت کی ترقی کے باعث سے ترقی نہ پکڑیگی بلکہ باعث اُسکا یہہ ہوگا کہ محنت زاید کی مقدار حصول کی قیمت کم ہو گئی یا یہہ کہیں کہ زیادتی محنت کے باعث سے وہ عرصہ کم ہو گیا جسکے واسطے اُس قیمت کا پیشگی دینا ضرور ہوتا تھا یا وہ پہلی محنت زیادہ بارآور ہو گئی جسکی مثالیں اڈم سمتہ صاحب نے بیان فرمائیں برخلاف اُسکے مزدور آدمی اُجرت کی تعداد سے غرضمند ہوتا ہے چنانچہ جب مزدور کی مزدوری مقرر ہوتی ہی تو بلا شبہہ مقصود اُسکا یہہ ہوتا ہی کہ اُسکی محنت کی قیمت زیادہ ہووے اِسلیئے کہ اُسکے کام کی قیمت کی ترقی پر مقدار اُس محنت کی منحصر ہی جو اُس سے لیجاتی ہی لیکن اگر اُسکی اُجرت کی تعداد تھوڑی ہووے تو وہ مزدور اُسکی مناسبت سے غریب محتاج ہوگا اور اگر زیادہ ہووے تو بقدر اُسکے دولتمند ہوگا گو اُسکی محنتوں کا معاوضہ کچھہ ہی ہووے پہلی صورت یعنی قلت اُجرت کی تقدیر پر اُسکو فرصت ہاتھہ آویگی مگر مفلسی بھی ہوگی اور دوسری صورت میں محنت زیادہ رہنگی مگر دولت کی افراط ہوگی اور یہاں مذکور سے یہہ غرض نہیں کہ ایسا فرق کے متفاوت سختی اور متواتر محنتوں کی برائیوں اور کسب فرصت کے فائدوں پر نظر کیجاوے مگر جیسکہ اِسبات کے شروع میں بیان کر چکے کہ علم اِنتظام کو اسایش کے مقدمہ سے کچھہ علاقہ نہیں بلکہ تحصیل دولت سے سروکار ہی تو ہم طالب علم کے سمجھنے بوجھنے کے واسطے طرح طرح کے واقعہ بیان کرتے ہیں یہہ کام اپنا نہیں کہ مینوں کی ہدایت کے واسطے قانون ایجاد کریں واضح ہو کہ اُن عام قانونوں کے بیان سے جنکی رو سے دولت کی تحصیل اور تقسیم عمل میں آتی یہہ کام اپنے ذمہ ہم نہیں لیتے کہ جن ذریعوں سے دولت بڑہ سکتی ہی اُنکی تعمیل و اِجرا کی ہدایت کریں اور لوگوں کو اُسپر آمادہ کریں یا ہم یہہ بھی کہیں

کہ لوگ اُنکو جائز سمجھیں بلکہ ہم یہہ بھي نہیں کہتے کہ دولت کوئي فائدہ
ھی مگر حقیقت یہہ ھی کہ دولت اور آسایش منفک نہیں ھوتي
چنانچہ جب قدرت نے اِنسان پر محنت کي ضرورت کو قائم کیا تو اس
خیال سے کہ آدمي محنت سے نہ بھاگے سستي اور بیکاري میں سراسر
تکلیفیں بھردیں اور اُس محنت کے ساتھہ اُسکے صلہ کي توقع کمال
مضبوطي سے قائم کي غریب اور ادھوري اُجرت پانیوالا ایرلینڈ کا محنتي
یا اُس سے بھي زیادہ غریب اور کم محنتي وحشي ادمي جسقدر کہ
سخت کام کرنیوالے انگریزي کاریگر سے آمدني میں کم ھی اُسیقدر آرام
و اسایش میں کمتر ھی انگریز کي محنت بعض وقتوں میں بہت سي
ھو سکتي ھی چنانچہ اُسکي یہہ آرزو کہ اپني حالت کو درست کروں
کبھي کبھي ایسي مشقتوں کي طرف بلا اختیار مائل کرتي ھی کہ اُس سے
بیماري پیدا ھووے اور اُجرت کي ترقي اُس بیماري کا اچھا معاوضہ نہیں
مگر عام و شائع ہونا اِنسانات کا انگلستانیوں کے حال کے زمانہ زندگي کو
سابق سے اور نیز اور ملکوں کے لوگوں کے زمانہ حال کي زندگي سے مقابلہ
کرنے پر ثابت کرسکتے ھیں اور یہہ بات عموماً تسلیم کیجاتي ھی کہ
پچاس برسوں گذشتہ کے درمیان میں انگریزوں کي محنت میں بڑي
ترقي ھوئي اور اب وہي لوگ اِس دنیا میں نہایت کڑا کام کرنیوالے ھیں
مگر ان پچاس برسوں میں اُنکي حیات کا اوسط زمانہ ھمیشہ بڑھتا رہا
اور اب بھي بڑھوتري پر معلوم ہوتا ھی اور باوصف اسبات کے کہ اکثر پیشہ
اُنکے نہایت مضر ھیں اور دھویں اور بھاپ کے مارے اور علی الخصوص
خاک سے ھوا ایسي خراب ھو جاتي ھے کہ دھویں اور بھاپ سے بھي زیادہ
مضر پڑتي ھی جہاں ھمہ اُنہر گھنٹے کام کرتے ھیں اور ایک گروہ ھونے کي
حیثیت سے اُن ھلکي محنت والے باشندوں کي نسبت جو معتدل ملکوں
میں بسیے ھیں زیادہ طول حیات کا مزا اُٹھاتے ھیں *

چنانچہ رکمین صاحب نے انگلستان اور ویلز میں سالانہ موتوں
کي اوسط تعداد اُنسچاس لوگوں میں صرف ایک آدمي کي موت قرار دي
یعني اُنسچاس آدمیوں میں ایک آدمي برس دن میں مرتا ھی اور اُس
تخمینات کي رو سے جو سنہ ۱۸۳۴ ع میں پرورش غربا کے کمشنروں
کي معرفت بلاد امریکا اور یورپ کے محتسبوں کے حال احوال کي نسبت

عمل میں آئی تھی یہہ امر دریافت ہوا کہ صرف ناروے اور ناسس پریسر ہی ایسے ملک ہیں کہ اُنمیں لوگ اتنے کم مرتے ہیں جتنے کہ انگلستان میں کم مرتے ہیں چنانچہ ناروے میں منجملہ چوں آدمیوں کے اور ناسس پریسر میں منجملہ پچاس ادمیوں کے کل ایک ادمی مرتا ہی باقی تمام اُن ملکوں کے نقشے سے جنہوں نے اپنے اپنے نقشے روانہ کئیے یہہ امر واضح ہوا کہ وہ لوگ انگریزوں کی نسبت کہیں دوچند اور سوائے سے زیادہ زیادہ مرتے ہیں *

واضح ہو کہ بعد بیان اُس فرق کے جو تعداد اجرت اور محنت کی قسمت میں واقع ہی ہم تمام محنتی کنبوں کے لوگوں کو تعداد اور محنت میں برابر سمجھینگے اور جب کہ یہہ مساوات فرض کیجاویگی تو محنت کی قسمت اور اجرت کی تعداد میں کچھہ فرق باقی نرہیگا اور اگر رہیگا تو صرف اتنا رہیگا کہ محنت کی قسمت سے ہر خاص کام کا معاوضہ اور اجرت کی تعداد سے بہت سے معاوضوں کا مجموعہ جو سال کے اخیر پر اکہٹے ہو جاتے ہیں مراد ہوگا پہر صرف جواب اس سوال کا باقی رہیگا کہ وہ کیا باعث ہیں جنکے سبب سے کسی معین ملک اور کسی معین زمانہ میں اُن جنسوں کی مقدار اور وصف قرار پاتے ہیں جنکو ایک محنتی کنبہ برس دن میں حاصل کرتا ہی *

بیان اُس قریب سبب کا جسکے ذریعہ سے اجرت کی شرح قرار پاتی ہے

واضح ہو کہ شرح اجرت کے تقرر کا قریب سبب صاف یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جن جنسوں کو ہر محنتی کنبہ برس دن میں پیدا کرتا ہے اُنکی مقداروں اور وصفوں کا انحصار اُن جنسوں کی مقداروں اور وصفوں پر چاہئیے جو اُسی برس میں محنتی لوگوں کے برتاؤ کے واسطے بحسب اُن کے کنبوں کی تعداد کے کنایتاً یا صراحتاً مخصوص اور مقرر ہوویں اور واضح رہی کہ محنتی کنبوں میں وہ سب لوگ داخل ہیں جو اپنی معاش کے واسطے اپنی ہی محنت پر بہروسہ رکہتے ہیں یا یوں بیان کریں

که اُن جنسوں کي مقداروں اور وصفوں کا حصر اُس روپئے کي کمي و بيشي پر مناسب هی جو مزدوروں کي پرورش کیواسطے بحسب اُنکي تعداد کے مجتمع هووے *

گفتگو اُن سات رایوں پر جو اس مسئله سے مخالف هیں

واضح هو که یهه مسئله اب ایسا واضح هی که اگر علم انتظام کا کوئي نیا علم هوتا توهم اُس کو بلا بحث و تکرار کے راست درست سمجھتے مگر همکو ایسي کتاب کے پڑھنے والوں کو اس سے واقف کرنا مناسب هی که یهه مسئله ایسي رایوں کے مخالف هی جنمیں سے بعضي رائیں تو اُن لوگوں کي تعداد کے سبب سے اور بعضي اُن لوگوں کي سند کے لحاظ سے جو اُن رایوں کي حمایت کرتے هیں همارے انصاف کے قابل هیں *

اول همارا مسئله اس مسئله کے مخالف هی که ایک ملک کے محنتیوں کي تعداد کو جو مناسبت اُس ملک کے سرمایه سے هوتي هی اسپر اجرت کي شرح بالکل منحصر هوتي هی اس لفظ سرمایه کے اسقدر کثرت سے معني لئیے گئے هیں که اُس کثرت کے باعث سے اس مسئله کي اصل مراد بیان کرني مشکل هی لیکن اس اصطلاح کے کوئي معني ایسے همکو معلوم نهیں جس میں بهت سي ایسي چیزیں داخل نهوں جو محنتیوں کے استعمال میں نه آتي هوں اور اگر همارا مسئله صحیح هو تو ایسي چیزوں کي کمي یا بیشي سے اجرت کي شرح پر کوئي اثر نهیں هوسکتا چنانچه اگر کسي ملک میں تمام ملک کا تتي کا شبشه کل کے دن ضایع هوجاوے تو اس سے صرف اُنهیں لوگوں کو نقصان هوگا جنکے پاس شبشه تها یا جو اُسکي خواهش رکھتے تھے اور مزدور اِن لوگوں میں شامل نهیں هیں اور اگر تمام ملک کے کم قیمت تماکو کا ذخیره آدھا گھٹ جاوے تو فوراً اُسکا نتیجه یهه هوگا که اجرت میں کمي هوگي اور یهه کمي کچھه روپیه کے لحاظ سے نهوگي بلکه اُن جنسوں کے اعتبار سے هوگي جو محنتیوں کے خرچ میں آتي هیں هرچند که مزدور کو اجرت پیشتر ملیگي مگر تماکو کم ملیگا اور اگر وه تماکو میں کمي نکرے تو اُسکو اپنے خرچ کي اور چیزوں میں پہلے کي نسبت کمي کرني پڑیگي اب اگر اس

ملک میں غیر ملک کا کوئي سوداگر ابریشم اور ریشمیں کپڑے اور مینے اور ھیرے کا جہار بھرکر لاوے تو البتہ سرمایہ اس ملک کا بڑھیگا اور جو لوگ اِن چیزوں کا استعمال کرتے ھیں اُنکا حظ زیادہ ھوگا مگر محنتیوں کا حظ جنکو اُن کا استعمال کرنے والا نہ کہنا چاھیئے کچھہ بڑھیگا شاید بطور نتیجہ یا کنایہ کے کچھہ بڑھجاوے یعني اگر اجرت کو ترقي ھوگي تو اُسوقت اور اسطرح سے ھوگي کہ ابریشم کا کپڑا طیار کرکے کسي اور ملک کو بھیجا جاوے اور وھاں سے محنتیوں کے خرچ کي جنسیں لائي جاویں یعني اس سے پہلے ھرگز نہوگي اجرت کي یہہ ترقي اُس سرمایہ کي زیادتي سے کچھہ نہوگي جو اُس ملک میں ریشم کي صورت میں ھوئي تھي بلکہ محنتیوں کے خرچ کي جنسوں میں اُس سرمایہ کي صورت پلٹنے سے ھوگي *

•

دوسرے وہ مسئلہ اس مسئلہ سے مخالف ھی کہ اجرت کي شرح اُس مناسبت پر منحصر ھی جو محنتیوں کي تعداد کو اُن لوگوں کي آمدني سے ھوتي ھی جنمیں سے محنتي نہي ھیں ھمنے جو اوپر آخر مثال ھیروں اور مینوں کي دي ھي اُس سے ظاھر ھی کہ ھیروں وغیرہ کي نئي آمدني سے اُن لوگوں کي آمدني بڑھجاویگي جو اُنکا استعمال کرتے ھیں مگر جو کہ اجرت اُن چیزوں پر نہیں لگتي اسلیئے اجرت کي حالت کچھہ نہیں بدلیے ایسي مثالیں البتہ بہت سے ھیں کہ لوگوں کے اس قسم کے محاصل بڑھنے سے محنتیوں کي اجرت میں باوجود انکي تعداد نہ بڑھنے کے کمي ہوے مثلاً فرض کیا جاوے کہ آیرلینڈ کي بڑي تجارت انگلستان میں غلہ کي ھی اور ھر دو سو ایکڑ زمیں پر دس خاندان محنت کرنے میں مصروف رھتے ھیں اور وہ نصف قطعہ زمیں سے جس محنت سے اپنے خرچ کے واسطے پیداوار حاصل کرتے ھیں اُسي محنت کے ساتھہ نصف باقي سے لندن کي تجارت کے لیئے غلہ پیدا کرتے ھیں اِن صورتونمیں اگر انگلستان میں بجاے غلہ کے مویشیوں اور گوشت کي مانگ ھو جاوے تو ضرور ھی کہ وہ ایرلینڈ والے اُن زمینوں کو قابل کاشت ھونے کے بجاے چرائي کے قابل کردیں اب ھر دوسو ایکڑوں کے واسطے دس خاندانوں کے بجاے دو خاندان کافي ھونگے ایک یا دو یا خاندانوں کے لیئے غلہ پیدا کریگا، اور ایک مویشیوں کو چرائیگا اس سے زمینداروں اور کاشتکاروں کا محاصل

نرہ جاویگا اب اگر وہ اپنی آمدنیوں کو اپنے ہی ملک کے کاموںمیں نہ لگاویں
اور انگلستانی اسباب خریدیں تو ایرلینڈ کے محنتیوں کی محنت کا
بہت سا حصہ بیکار رہجاوے گا اور زمین کے اُس بہت سے حصہ سے جس
میں ایرلینڈ کے محنتیوں کے خرچ کی جنسیں پیدا ہوتی تھیں انگلستان
کے محنتیوں کی پرورش کا سامان بہم پہونچیگا اور ایرلینڈ کے محنتیوں
کے خرچ کے روپیہ کا ذخیرہ باوجود ترقی پانے کاشتکاروں اور زمینداروں کے
محاصل کے گھٹ جاویگا *

تیسرے وہ ہمارا مسئلہ اس مشہور راے کے خلاف ہی کہ زمیندار
اور رہن رکھنے والوں اور زرنقد جمع رکھنے والے مالداروں اور غیرمالدار اور خرچ
کرنیوالوں کا ترک ریاست کرنا ایسے ملک کے محنتیوں کے حق میں جہاں سے
خامپیداوار غیر ملکوں میں بہیں جاتی مضر ہوتا ہی مگر واضح ہو کہ ایسی
ترک ریاست سے اُس ملک کی اجرت کا گھٹ جانا ممکن ہی جہاںسے
خامپیداوار غیر ملکوں کو جاتی ہی چنانچہ اگر ایرلینڈ کا زمیندار اپنی
جائداد پر رہی تو اُسکو اپنے کار و بار میں ایسی آدمیوں کی خدمتوں
کی ضرورت ہوتی ہی جو اُسی ملک کے رہنےوالی ہوں یعنی باغبان اور
قزول اور خدمتگار نوکر رکھیگا اور اگر وہ ایک مکان بناوے تو وہ وہیں کے
رہنے والے معمار اور مزدور اور بڑھیوں کو کام پر لگاوے گا یہہ ممکن ہے کہ وہ
اپنے اثاث البیت میں سے کچھہ تھوڑا سا غیر ملک سے بھی منگا لیوے
مگر کثرت سے اپنے ہی وطن یا اُسکے پاس پڑوس سے خرید کریگا ظاہر ہے
کہ اُسکی زمین کا ایک حصہ یعنی کچھہ لگان ان سب لوگوں کے خور و
پوش اور امن و اسایش کے واسطے اور نیز اُن لوگوں کے لئے جو یہہ سب
خوراک اور پوشاک اور امن کے سامان طیار کرتے ہیں خرچ ہوگا اب اگر
وہ زمیندار انگلستان کو چلاجاوے تو اُسکی ان سب حاجتوں کو انگریز
انجام دینگے اور وہ زمین اور سرمایہ جو ایرلینڈ کے محنتیوں کی پرورش
میں خرچ ہوتا تھا اُن مویشیوں اور غلہ کے خرید نے میں لگے گا جو
انگلستان میں اُسکے محنتیوں کی پرورش کے لیئی آنا چاہیئی پس اُن
تمام جنسوں کی مقدار جو ایرلینڈ کے محنتیوں کے خرچ سے مخصوص
ہونگی گھٹ جاوے گی اور اُن جنسوں کی مقدار جو انگلستان کے
محنتیوں کے خرچ سے خصوصیت رکھتی ہونگی بڑہ جاویگی جس کا یہہ

نتیجہ ہوگا کہ ایرلینڈ میں اخرچ گھٹتے گي اور انگلستان میں بڑھینگي *

یہہ سب باتیں زمیندار کي کل آمدني سے متعلق نہیں کیونکہ وہ زمیندار ایرلینڈ میں رہنے کي حالت میں غیر ملکوں کے بہت سي جنسیں مثل چاء اور شراب اور شکر اور اور ایسي چیزیں جو ایرلینڈ میں نہیں ہوتیں خرید کرتا ہوگا اور اُنکي قیمت کے عوض میں انگلستان کو غلہ اور مویشي بھیجتا ہوگا علاوہ اِسکے وہ ایرلینڈ میں ہونے کي حالت میں کچھہ حصہ اپنے لگان کا اور بھي ایسے کاموں میں خرچ کرتا ہوگا جنسے وہاں کے محنتیوں کو کچھہ فائدہ نہو مثل ہرنوں کي چراگاہوں اور چمن اور گھوڑوں اور شکاري کتوں کي پرورش میں اب اُسکے چلے جانے کے بعد اُسکي چراگاہ کي زمین پر کاشت کیجاوے گي اور اُس سے غلہ پیدا ہوگا جسمیں سے کچھہ تو محنتیوں کے خرچ میں آویگا اور کچھہ باہر بھیجا جاویگا اور جس حصہء زمین سے اُسکي سواري کے گھوڑے پرورش پاتے تھے اُس سے اُن گھوڑوں کي پرورش ہوگي جو غیر ملکوںکو بھیجے جاوینگے اِن تبدیلیوں میں سے پہلي تبدیلي تو بہت بہتر ہوگي اور دوسري میں کچھہ قباحت نہوگي اور یہہ بات بھي نہولنے کے قابل نہیں کہ ایرلینڈ اور انگلستان کي آمد و شد میں سواریوں کي ارزاني کے سبب سے ایرلینڈ کے بہت سے خدمتگار وغیرہ کا اُسکے ہمراہ انگلستان میں چلا آنا ممکن ہي اس صورت میں دونوں ملکوں کي اخرچ میں کچھہ فرق نہ آویگا کیونکہ ایرلینڈ میں محنتیوں کي پرورش کے روپیہ کا ذخیرہ اور محنتیوں کي تعداد برابر کم ہو جاویگي اور انگلستان میں محنتیوں کي پرورش کے روپیہ کا ذخیرہ اور محنتیوں کي تعداد دونوں برابر بڑہ جاوینگي *

ایرلینڈ کے زمینداروں کے ترک ریاست کے معروضہ اثروں کو جو مُفتنیوں پر ہوئے ان سب بڑي بڑي مبہاثیوں کے بعد جو ہمنے کیں ہم مغلک صاحب کي راے کے ساتھہ اتفاق کرکے نہایت ضعیف اور بےحقیقت نہیں سمجھتے اور اس عام راے میں شریک ہونے سے باز نہیں رہ سکتے کہ ایرلینڈ کے زمینداروں کا ایرلینڈ میں واپس آنا اگرچہ انگلستان کے اقبال کو جبکہ ہم اسکي تمام سلطنت کا لحاظ کریں کچھہ ضرر نہیں پہونچاویگا مگر اسمیں کچھہ شک نہیں کہ وہ ایرلینڈ کے حق میں مفید ہوگا گو اسقدر نہو جیسا کہ مبالغہ کیا جاتا ہي *

اُس کمیٹي کے روبرو جو ایرلینڈ کي حالت پر جمع هوئے تھے اور اُسنے اپنے چوتھي رپورٹ پارلیمنٹ کے اجلاس سنه ۱۸۲۵ع میں گذراني مکلک صاحب کا اظہار هوا تھا جب اُسسے کمیٹي نے یہه سوال کیا تھا که ایرلینڈ سے بہت سي مویشیاں باهر بھیجے جایا کرتے هیں اور بہت بڑا حصه لگانکا اُسي طرح ادا کیا جاتا هی تو کیا لگان ادا کرنے کا یہه طریق غریبوں کي بھلائي کا نه نسبت اُسکے کم ممد و معاون نہوگا که وه محنت کے کام میں بہت مصروف رهیے (جواب) زمیندار کے وطن میں چلے جانے سے جب تک لگان ادا کرنے کا طریقه تبدیل نہو کوئي امر نہیں هوسکتا (سوال) ایرلینڈ کے زمیندار کے موجود نہونے کي حالت میں جو کسیقدر لگان اُس کے پاس بھیجا جاتا تھا اب اُس حصه لگان کے ایرلینڈ میں خرچ هونے سے کیا وهاں کے لوگوں کو فائده نہوگا (جواب) نہیں هوگا میں نہیں خیال کرسکتا که اُس ملک کو کچھه بھي فائده پہونچیگا فرض کیا جاوے که تم اگر ایک مالیت کو ایرلینڈ کي جنسوں کے عوض میں خرچ نکروگے تو اُسکے برعکس انگریزي جنسوں کے بدلے میں خرچ کروگے یعنے مویشیاں انگلستان کو بھیجي جاوینگي یا وه ایرلینڈ میں هی رهینگي اگر وه بھیجي جاوینگي تو زمیندار اُنکا عوض مساوي انگریزي جنسوں سے حاصل کریگا اور جو نه بھیجي جاوینگي تو وه اُنکا عوض مساوي ایرلینڈ کي جنسوں سے پاویگا پس دونوں صورتوں میں زمیندار مویشیوں کي مالیت پر اوقات گذاري کرتا هی خواه وه ایرلینڈ میں رهی خواه انگلستان میں ایرلینڈ کے واسطے اُسقدر هي جنسیں باقي رهینگي جسقدر که پہلے تھیں انتهی *

اس تقریر کا منشاء یہه معلوم هوتا هی که زمیندار ایرلینڈ میں رهنے کي حالت میں تمام مویشیوں کو جنکي وه پرورش کرتا هی نگل جاتا هے کیونکه بدون اسباب کے یہه خیال کرنے کي کوئي وجهه معلوم نہیں هوتي که مویشي خواه وهیں رهیں خواه باهر جاویں ایرلینڈ کے لوگوں کي پرورش کي جنسیں بدستور قایم رهتے هیں *

جبکه ایک ملک سے خام پیداوارین باهر کو نہیں جاتي هیں تو وهاں زمینداروں وغیره کے ترک ریاست کے نتیجے برعکس هوتے هیں جن لوگوں کے محاصل ایسے ملک سے حاصل هوتے هیں جب تک وه اپنے محاصل وطن میں خرچ نه کرلیویں باهر صرف نہیں کرسکتے *

چنانچہ لیسسٹرشائر کا زمیندار جبتک اپنی جائداد پر رہے تو وہ اپنی زمین کے کسی حصہ یا لگان کو ایسے لوگوں کی پرورش میں لگاتا ہی جو اُن جنسوں کو پیدا کرتے اور وہ خدمتیں پوری کرتے ہیں جنکا سرانجام ہونا اور خرچ ہونا اُسی جگہہ پر ضرور ہی اب اگر وہ لندن کو چلا جاوے تو اُسکو لندن والوں کی خدمتوں کی حاجت ہوگی اور زمین کی وہ پیداوار اور سرمایہ جو لیسسٹرشائر کے محنتیوں کی پرورش میں خرچ ہوتا تھا لندن کے محنتیوں کی پرورش میں صرف ہوگا مگر غالب یہہ ہی کہ لیسسٹرشائر کے محنتی بھی اُسکے ہمراہ چلے جاوینگے اور اِس صورت میں لیسسٹرشائر اور لندن کی اُجرت میں کچھہ تبدیلی نہوگی البتہ اگر وہ اُسکے ساتھہ نجاوینگے تو ایک ملک کی اُجرت میں ترقی ہوگی اور دوسرے کے اُجرت میں کمی آویگی پس جبتک دونوں مقاموں میں ترقی و تنزل اُجرت کا تدارک بخوبی ہو جاویگا یعنے محنتیوں کی تعداد اور اُنکی پرورش کے روپیہ کا ذخیرہ یکساں رہیگا تو انکھی وقت میں اُسیقدر اُجرت اُسیقدر محنتیوں میں تقسیم ہوگی جسقدر کہ پہلے ہوتی تھی اگرچہ کل تعداد اُجرت اور کل تعداد محنتیوں میں پہلی سی مناسبت نرہیگی *

اب اگر وہ زمیندار پیرس کو چلا جاوے تو ضرور اُجرت کی نئی تقسیم ہوگی فرانس میں جو اِنگلستان کی نسبت خام پیداوار کی قیمت کم ہی اور ان دونوں ملکوں کی عادات اور زبان کا فرق مزدوروں کو نقل مکان کرنے سے مانع ہی اس سبب سے نہ محنتی اُس زمیندار کے ساتھہ جاسکتے ہیں نہ اُسکی زمینوں کی پیداوار جاسکتی ہی اِسلیئے اُسکو فرانس کے ہی محنتیوں سے کام لینا پڑیگا اور اپنی لگان کو کسی ایسی جنس سے بدلنا پڑیگا جسکی غیر ملک میں تجارت ہوسکتی ہو جسکے ذریعہ سے وہ لگان اُسکے پاس فرانس میں پہونچ سکے فرض کرو کہ وہ زمیندار اپنی لگان کو روپیہ کی صورت میں منگاوے تو بشرط اِسبات کے کہ محنتیوں کے خرچ کی جنسیں بدستور رہیں انگریزی محنتیوں کو کچھہ نقصان نہوگا اور روپیہ کے باہر جانے سے اُنکی حالت میں فرق نہ آئیگا کیونکہ روپیہ کچھہ اُنکے کھانیکے چیز نہیں ہی لیکن جب تک کہ وہ زمیندار مفت کا نقصان گوارا نکریگا اپنی لگان کو روپیہ کے صورت میں حاصل نہیں کرسکیگا کیونکہ لندن اور پیرس کے درمیان میں اس مبادلہ

کی شرح لگان کے حق میں زیادہ مفید ہی بجز ایسے دو ملکوں کے
جنمیں سے ایک میں کھانیں ہوں اور دوسرے میں نہوں ہر ایک دو ملکوں
میں یہہ شرح ایسی تعداد سے بہت کم تجاوز کرتی ہی جو ایک ملک
سے دوسرے ملک تک چاندی سونا بھیجنے کے خرچ کو کافی ہو پس
انگلستان سے روپیہ مصنوعی چیزوں کی صورت میں فرانس کو جواہ ایسے
مقام کو جو فرانس سے تجارت کرتا ہو بھیجا جاویگا اور یہہ مصنوعی
چیزیں بیشک زمیندار کے لگان کے مبادلہ میں حاصل ہونگی اور اُسکا
لگان انلوگوں کی پرورش کے کام میں آنے کے واسطے برمنگھیم اور
شفیلڈ اور مینچسٹر میں سے کسی نہ کسی مقام کو بھیجا جاویگا جو لوگ
مصنوعی چیزیں طیار کیا کرتے ہیں اور وہاںسے وہ چیزیں غیر ملک میں
جاکر زمیندار کی کار براری کیواسطے فروخت ہونگی الغرض جو انگلستان
کا رئیس غیر ملک میں رہتا ہی اُسکا محاصل اسطرح خرچ ہوتا ہی
کہ گویا وہ اپنے وطن میں ہی رہتا ہی اور بجز کپڑے اور لوہے کے برتنوں
اور چھری کانٹوں کے استعمال کے اور کچھہ خرچ نہیں رکھتا اور بجاے
باغباں اور خدمتگار اور دربی وغیرہ کے نوکر رکھنے کے گویا اُسنے چھری
کانٹے قینچی چاقو وغیرہ بنانے والوں کو نوکر رکھہ لیا اِن دونوں صورتوں میں
اُسکی آمدنی محنتیوں کے کام میں آتی ہی گو وہ محنتی آپس میں
مختلف ہیں اور جبکہ ہر صورت میں محنتیوں کی پرورش کے ذخیرہ
اور اُنکی تعداد میں کچھہ تبدیلی نہیں آتی تو محنت کی اُجرت میں
کچھہ فرق نہیں آسکتا *

مگر حقیقت میں محنتیوں کی پرورش کا ذخیرہ اپنی مقدار میں زیادتی
پکڑیگا اور اوصاف میں بھی بہتر ہوجاویگا مقدار میں بڑھنے کی یہہ صورت
ہی کہ جو زمین گیہوں گھوڑوں اور خرگوش اور تیتروں کی پرورش کے کام
میں رہتی تھی اب وہ آدمیوں کی پوشاک اور خوراک پیدا کرنے کے کام
میں آویگی اور بہتر اسلیئے ہو جاویگا کہ مصنوعی چیزوں کے کثرت سے
طیار ہونے سے تقسیم محنت زیادہ ہوگی اور اچھی اچھی بہت سی کلوں
کا استعمال ہونے لگیگا اور اور تمام ترقیاں ظہور میں اوینگی جو مصنوعی
چیزوں کے کثرت سے طیار ہونے سے ہوتی ہیں *

ہم ترک ریاست کا بڑا نتیجہ صرف ایک بیان کرتے ہیں بعض

انگریز رئیس غیر ملک میں رہنے سے اپنے ملک کے اکثر محصولوں سے محفوظ رہتا ہی اور یہہ اکثر محفوظ رہنا اسلیئے کہا کہ اگر اُسکی زمینیں جائدادیں وغیرہ اُسکے اصلی وطن میں ہوتی ہیں تو اُنپر کسیقدر محصول اُسکو دینا پڑتا ہی اور وہ مصنوعی چیزوں کے کچّے مصالحوں پر بھی کسیقدر محصول ادا کرتا ہی اگر آمدنی یا اُن چیزوں پر جو غیر ملک کو جاتی ہیں محصول لگانا مصلحت سمجھا جاتا تو وہ رئیس نہ نسبت سابق کے بہت زیادہ محصول ادا کرنے پر مجبور ہوتا مگر از روے این انتظام کے جو اب اِنگلستان میں ہی بہت سا حصہ محصول کا اُن پیداواروں سے لیا جاتا ہی جو اُسی ملک میں خرچ ہونے کے واسطے پیدا کی جاتی ہیں تو وہ رئیس اِنگلستان کی گورنمنٹ کے مدد کرنے کے بجاے فرانس یا اٹلی کی گورنمنٹ کی استعانت کریگا شاید یہہ نقصان اُن سب فائدوں کی برابر ہی جو ہمنے بیان کیئے اور اُس گروہ کے لوگوں کو جو صرف مصنوعی چیزیں باہر بھیجتے ہیں اُنمیں سے تجربادار لوگوں کا غیر ملکوں میں رہنا نہ مفلس کرتا ہی نہ مالدار *

ہمکو اپنی کتاب کے پڑھنے والوں کو اِس موقع پر پھر یاد دلانا مناسب ہے کہ علم انتظام مدن کی بحث میں خوشنصیبی یا مفلسی پر توجہہ کرنا ہمارا مقصود نہیں ہی مگر ترک ریاست کے اخلاقی اثروں سے ایسے مصنّف کو جو خلقت کی آسایش یا تکلیف کی تحقیق کرتا ہو درگذر کرنی نہیں چاہیئے لیکن علم انتظام کے عالم کو اُس سے کچھہ علاقہ نہیں اور اُس سے علاقہ نرکھنے سے ہمکو اس سبب سے کچھہ افسوس نہیں ہی کہ وہ مضمون ہی ایسا ہی جس سے حسب دلخواہ نتیجے حاصل کرنے نہایت مشکل ہیں البتہ اخلاقی بحث ایک وجہہ سے پیچیدہ نہیں ہے کہ اُس میں مصنوعی چیزوں اور خام پیداوار کے غیر ملکوں میں بھیجے جانے اور زمیندار وغیرہ کے اپنے ملک میں رہنے یا باہر رہنے سے کچھکو نہیں بحث ہی اگر یہہ امر اخلاق کے رو سے بہتر کا رہنا مفید ہو تو اُسکا اپنی جائداد پر رہنا ہوگا کیونکہ اُس جائداد میں رہنے والے لوگوں کو اُس مقام سے جہاں وہ ترک ریاست کرکے رہونے کچھہ غرض نہیں مگر آدم اسمتھہ صاحب زمینداروں کے اپنی جائداد پر رہنے کو اخلاق کی رو سے مفید سمجھتے تھے چنانچہ وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ جس شہر

میں درباری لوگ رہتے ہیں وہاں کے چھوٹی اُمت کے لوگ بد چلن اور مفلس ہوجاتے ہیں اکثر ایسا ہوتا ہی کہ ایک قصبہ کے باشندے مصنوعی چیزوں کے بنانے میں بہت ترقی کرنے کے بعد اگر اُنمیں کوئی امر کسر آ رہے تو سست اور کاہل ہوجاتے ہیں انبھی اور مکلک صاحب جنکے مشاہدہ پر نہایت صداقت اور ہوشیاری کا بھروسہ ہی بچشم خود دیدہ بیاں کرتے ہیں کہ اِسکاتلینڈ میں بہت سی خاندانیں ایسی ہیں جنکے مالک باہر رہتے ہیں اور اُنکا نہایت عمدہ اِنتظام ہوتا ہی ہاں ترک ریاست یا ریاست کا مفید یا مضر ہونا خاص خاص شخصوں کے اخلاق و عادات پر منحصر ہی ہم یہہ یقین کرنے پر مائل ہیں کہ نہایت زیادہ دولتمند لوگوں کا رہنا اُنکے پاس پڑوس کے لوگوں کے حق میں مضر اور متوسط دولت رکھنے والوں کا رہنا اُنکے ہمسایوں کے حق میں مفید ہوتا ہی ایک بڑے عملہ کے مختلف درجوں کے لوگوں کی فضول خرچیاں اور عیاشیاں آپس کے بغض و حسد کے نہایت مفسد ہونے اور قباحتوں کے مدرج ہیں چنانچہ دیوانخانہ اور طویلہ پاس پڑوس کے شریفوں کو ضرر پہونچاتا ہی اور اُنکے چوکیدار اور خدمتگاروں کا مکان اُنسے ادنے قسم کے لوگوں کو نقصان دیتا ہی مگر ایسی متوسطہ آمدنی رکھنیوالے خاندانوں کی حالت جو پانچ ہزار روپیہ شالانہ سے بیس ہزار روپیہ سالانہ تک ہو ہمارے نزدیک اخلاقی اور عقلی بھلائیاں پیدا کرنے اور اپنے ہمسایوں میں پھیلانے کے لیئے نہایت مفید ہی اس میں کچھہ شک نہیں کہ ایک شریف نیک چلن خاندان اپنے قرب وجوار کے لوگوں کے باہمی تعصب دور کرنے اور جھگڑے چکانے اور کوششوں پر ترغیب دینے اور اُنکے چلن کی تہذیب کرنے سے اپنے ہمسایوںکی خصلتیں درست کرنیکا ایک نہایت موثر وسیلہ ہی اِنگلستان کی یہہ کمال خوش نصیبی ہی کہ اُسکے ہر ضلع میں ایک ایسا ہی رئیس رہتا ہی جو اپنی دولت اور تعلیم کے سبب سے اُن تمام مفید باتوں کے انجام دینے کے لائق ہی یہہ سب کام انجام دینا کچھہ مناسبت یا مصلحت سے نہیں ہی بلکہ وہ اُسکا کام اور اُسپر فرض ہی چنانچہ اِنگلستان میں پادریوں کے کئی ہزار خاندانوں کے بسنے ہونے سے جنمیں ہر ایک خاندان اپنے اپنے ضلع کی تربیت اور تہذیب کا مرکز ہی ایسا بڑا فائدہ حاصل ہی کہ ہم اُسکے ایک مدت سے مروج ہونے کے

سبب سے ایسے عادي هوگئے هیں که اُسکي عظمت اور قدر بخوبي تمام معلوم نهیں هوتي *

مگر هم جانتے هیں که ترک ریاست کے اخلاقي اثروں پر بهي مبالغه کیا گیا هی جو لوگ اُن باره هزار جائدادوں کي شکایت کرتے هیں جنهوں نے ترک ریاست کي هی وه یهه بات بهول گئے که اگر اُن جائدادوں میں سے نصف بلکه چوتهائي بهي واپس آ جاویں تو وه شهروں هي میں آکر آباد هونگے جهاں اُنکي کسي قسم کي عظمت اور شوکت کچهه قائم نکریگي بلکه جاتي رهیگي پس بارتهه امبرلینڈ یا دیواں شائر کے ڈهماں کو اس سے کیا غرض که اُسکا زمیندار لنڈن یا چلٹنهم یا روم میں رهی اور اگر زمیندار اپني جائدادوں پر رهیں بهي تو اُنمیں سے کیتے ایسے هونگے جو اپني جاه و حشمت کو معقد طور سے کام میں لاوینگے اور کتنے اُنمیں سے لومڑي کا شکار یا عام شکار کهیلنے والے هونگے اور ایسے نوکر جمع رکهینگے جنکي بد چلني اُنکي نیک رویگي سے کچهه زیاده هوگي پس اس خیال سے زیاده کوئي بات بیڈهنگي اور نامعقول نهیں هی که ایسے سببوں کا نتیجه صرف بهلائي هي هووے جیسے برائي بهي اُسیطرح پیدا هوسکتي هو *

ترک ریاست کے وه اثر جو علم اِنتظام مدن سے متعلق هیں اور بهي زیاده عموماً غلط سمجهے گئے هیں همکو اِسبات سے تعجب هوتا هی که ایسے صاف مسئلوں کو جنپر گفتگو هو رهي هے بعض شخصوں نے باوجود اِسبات کے که اُنکي دلایل کو لاجواب جانتے هیں خوشي سے قبول نهیں کیا اور بعضوں نے بے دیکهے بهالے ایک مبهم اور عجیب بات خیال کر کے اُسپر فکر اور غور کرنے سے هاتهه کهینچا *

غالباً اُس غلط فهمي کي بڑي وجهه یهه معلوم هوتي هی که ترک ریاست کے اخلاقي اثروں کو اُسکے اُن اثروں سے مخلوط کردیا هی جو علم اِنتظام مدن سے متعلق هیں علم اِنتظام مدن کے بهت سے مصنف اور پڑهنے والے یهه بات یاد نهیں رکهتے که گو کیسي هي صاف دلیل اِسبات کي هو که بعض رئیسوں کي ترک ریاست سے باقي لوگوں کي بهبودي اخلاقي اور آسایش کم هوجاتي هی اُن تقریروں کا کوئي جواب نهیں هوسکتي جسمیں صرف یهه ثابت کرنا منظور هوتا هی که اُس سے اُنکي دولت میں کمي نهیں آتي [illegible]

علاوہ اسکے ایک اور مقدم مخرج اس غلطي کا یہہ هی کہ زمیندار جب اپني جائداد پر رهتا هی تو محنتیوں کا فائدہ بہیئت مجموعي اور نقصان منتشر هوتا هی اور زمیندار کے باهر رهنے کي صورت میں نقصان بہیئت مجموعي اور فائدہ منتشر هوتا هی چنانچہ جب زمیندار ترک ریاست کرتا هی تو هم اُس قصبہ کے خاص خاص پیشہ وروں کي طرف انگلي اُٹھا سکتے هیں کہ اس اور اُس کا روزگار اور نوکري جاتي رهی اور اس سبب سے هزار ها کارخانہ داروں میں جو یہہ نوکري اور نوکري پھیل جاتي هی اُسکي کیفیت دریافت نہیں هو سکتي اور جبکہ وہ واپس آتا هی تو اُسکا تیس بیس هزار روپیہ سالانہ کا ایک محدود مقام میں خرچ هوتا وهاں کے باشندوں کو دولت اور تقویت خاطر بخشتا هی اب جو اس خرچ کي کمي برمنگھیم اور مینچسٹر اور لنڈن میں آویگي اُسکو هم گو کیسا هي کچھہ ثابت کرسکیں مگر وہ کچھہ بھي نظر نہ اویگي اُس زمیندار کے هموطن اپنے نقصان اور نفع کا مدار اُسي خرچ پر سمجھتے هیں اور جس قدر اُنکي غرضیں اُس خرچ سے علاقہ رکھتي هیں اُسیقدر وہ اُسکا شکر و شکایت کرتے هیں مگر بحساب اوسط چالیس کروڑ سے کچھہ زیادہ کا مال جو سالانہ باهر کو بھیجا جاتا هی اُس میں بیس تیس هزار روپیہ سالانہ کے بڑھنے گھٹنے سے کسي کارخانہ دار کو کچھہ بھي معلوم نہیں هوتا اور اگر کسي کو معلوم بھي هو تو وہ اُسکو کسي شخص کي بیرون یا یارک شائر کي ریاست یا ترک ریاست پر محمول نکریگا یہانتک کہ وہ اُس شخص کے عدم وجود سے بھي واقف نہوگا پس اب اگر اُن صریح اور صاف اثروں کے مقابلہ میں ایسے نتیجے جو بڑي پیچیدہ دلیلوں سے نکالے گئے هوں پیش کئے جاویں تو یہہ بات معلوم هوني کچھہ مشکل نہیں کہ اُن میں سے پڑھي اور بے پڑھی لوگوں کي طبیعتوں پر کسکا اثر زیادہ هوگا *

اور اکثر آدمي ترک ریاست کا نقصان اس خیال سے بھي قبول نہیں کرتے کہ وہ سمجھتے هیں کہ همیشہ کا روپیہ جو مصنوعي چیزوں کي صورت میں بھیجا جاتا هی اُسکا کوئي عوض پھر نہیں آتا اُسکا جانا ایسا هي هی جیسے کسي غیر سلطنت کو محصول دینا یا اُن چیزوں کو سمندر میں غرق کردیا بیشک یہہ خیال اُنکا صحیح هی اور

اسپر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا مگر یہہ بات سمجھنی چاہیئے کہ جو کچھہ غیر بارآور خرچ ہوتا ہی اُسکا ضایع جانا بعیر حاصل ہوئے کسی معاوضہ کے اس لفظ غیر باراور سے ہی ظاہر ہی ریاست یا ترک ریاست کی حالت میں جو فرق ہی وہ صرف یہہ ہی کہ زمیندار اپنی جائداد پر موجود ہونے کی صورت میں اُسکو اپنے وطن میں ضایع کرتا ہی اور ترک ریاست میں باہر رہ کر ضایع کرتا ہے اور ہر جانب میں اُن چیزوں کے پیدا کرنے والوں کی خدمتوں کو خرید کرلیتا ہی جنکو وہ کچھہ اُنکے فائدہ کے واسطے خرچ نہیں کرتا بلکہ اپنے حظ و لطف کے واسطے خرچ کرتا ہی چنانچہ وہ وطن میں رہتا ہی تو کرسی پر برش اور جوتوں کے صاف کرنے اور سر لگانے پر نوکر رکھتا ہی اور تنخواہ دیتا ہی اور یہہ چیزیں ایسی ہیں کہ گھتنے بھر بعد پھر ویسی ہی ہو جاتی ہیں اور جب وہ باہر رہتا ہے تو وہ اُسیقدر روپیہ سوٹوں اور چھتریوں کے طیار ہونے کے واسطے لگاتا ہی جو باہر جاکر بدون اسبات کے کہ اُنکے کاریگروں کو پھر اُسکے کچھہ فائدہ حاصل ہو اُسطرح خرچ میں آجاتی ہیں اور وہ چیزیں حقیقت میں اُس روپیہ کے عوض میں فروخت ہوتی ہیں جو روپیہ باہر کے اُن خدمتگاروں کی اجرت میں خرچ کیا جاتا ہی جو اُسکی جوتیاں صاف کرتے ہیں جنکو اُسکے ترک ریاست نکرنے پر اُسکے وطن کا خدمتگار صاف کرتا اور بوتلوںکے کاگ نکالتے ہیں الحاصل غیر بارآور خرچ کرنے والوں کی آمدنی کسطرح سے حاصل ہو اور کسی طرح سے خرچ ہو بمنزلہ خراج کے ہوتی ہی اور یہہ اُنکی خوشی پر منحصر ہے کہ وہ اُسکو اپنے ملک میں خرچ کریں خواہ کہیں باہر خرچ کریں ہم خوب جانتے ہیں کہ یہہ امر کسی طرح ممکن نہیں کہ کوئی شخص ایک نان ختائی کھابھی لے اور رکھہ بھی چھوڑے یا اُس ختائی کو بیچ بھی ڈالی اور آپ بھی رکھے *

اس مطلب کو بعضی نامور مہم مقرروں نے اس خیال سے غلط سمجھا کہ ترک ریاست کی حالت میں زمیندار کے پاس اُسکی آمدنی ایسی تجارت کی طور سے پہنچی جاتی ہی جسکے معاوضہ بہت چیزیں حاصل ہوتے ہیں اور اُس زمیندار کی آمدنی کے خرچ سے اُنہیں لوگوں کو فائدہ ہوتا ہی بمقابل جو زمیندار ترک ریاست کرکے جا رہا ہی یہہ

ہمنے مانا کہ نقصان ہوتا ہی مگر وہ نقصان اُسی زمیندار کو ہوتا ہی جو ترک ریاست کرتا ہی چنانچہ اُسکا لگان وصول ہوتی ہي فوراً اُن مصنوعي جنسوں کے خریدنے میں صرف ہوتا ہی جو اُسکے فائدہ کے واسطے بطریق روپیہ بھیجي جاتي ہیں پس وہ لگان انگریزي کارخانہ دار کي اُسي تجارت کي استعانت میں خرچ ہوتا ہے جسکے معاوضہ اور گراں اجرتیں بہت جلد جلد حاصل ہوتي ہیں اور اگر اُس بڑے سرمایہ کا بھي لحاظ کیا جاوے جو روز روز اُس تجارت میں لگیا رہتا ہے تو بڑے بڑے منافع بھي وصول ہوتے ہیں العرض وہ زمیندار اپني آمدني کے وہ تمام فائدے انگلستان کو پہونچاتا ہی جو غیر نا آور خرچ کرنے والوں سے پہونچنے ممکن ہیں یعني اجرتیں اور منافع انگلستان کو اُسي تھوڑے سے عرصہ میں حاصل ہوجاتے ہیں جتنمیں وہ آمدني اُس زمیندار کو وصول ہوتي ہی باقي وہ نفع اور نقصان جو اُس روپیہ کے پہونچنے یا بعد اُسکے ہوتاہی اُس سے ہمکو کچھہ سروکار نہیں وہ اُس زمیندار کي ذات سے متعلق ہی چنانچہ اگر وہ اپني سکونت کے لیئے کوئي خراب مقام پسند کرے تو اُسکي آمدني کے دنو میں زیادہ خرچ سے پہونچنے یا وہاں ناکارہ جنسوں اور خدمتونکا زیادہ مول ادا کرنے سے نقصان اُسکا ہوگا اور اگر وہ عمدہ مقام پسند کرے تو جلد جلد کار روائیوں سے جو اُسکي آمدني پر ہونگي اُسکي آمدني اُس مقدار سے زیادہ ہوجاتي ممکن ہی جتني کہ وطن میں تھي اور اب اُسکو وہ زیادہ پسندیدہ طریقہ سے خرچ کریگا لیکن ان سب امور سے انگلستان کو کچھہ غرض نہیں *

اس مطلب پر صحیح رایوں کے بہت دیر دنو میں ظاہر ہونے کا آخر سبب یہہ ہی کہ بڑے دولتمند اور صاحب حشمت لوگوں کو وہ رائیں ناگوار گذرتي ہیں چنانچہ زمینداروں اور وظیفہ داروں اور مرتہنوں اور زرکثر رکھنے والوں کي خوشامد اور خوش کرنے کي اس بات کے ظاہر کرنے سے زیادہ کوئي بات نہیں کہ تمہاري ریاست تمہارے ہموطنوں کے حق میں نہایت مفید ہی اور برخلاف اُسکے اُنکي حقارت اور ناراضي کي اس سے بڑھکر کوئي بات نہیں کہ تمہارا رہنا خواہ ولایت خواہ لندن خواہ پیرس میں عرض کہیں رہو برابر ہی جو لوگ اس بات سے بخوبي واقف ہیں کہ علمي امور میں بھي ہماري رائے میں ہماري غرضوں

کو کیسا کچھہ دخل ہوتا ہی اسباب سے متعصب ہونگے کہ ایسے مسئلہ سے لوگوں کو کیوں تعصب ہے جو اہل علم کو اس بات کے خیال کرنے سے باز رکھتا ہی کہ وہ دولتمند لوگ اپنی ریاست کی وجہہ سے اپنے ملک کے مربی ہیں *

یہہ ظاہر ہی کہ ہمنے صرف اس ایک ہی مطلب کی بحث پر بہت سا وقت کھویا مگر پھر اسکے کوئی غلطی نہیں مٹ سکتی کہ اُسکے پھیلنے اور عام ہونے کے اسباب کی چھان بین کیجاوے خصوصاً یہہ غلطیاں ایسی ہیں کہ ہر جلسہ میں اُنکا چرچا ہی بلکہ ایسے لوگوں سے بھی ہم سنتے ہیں جنکی رائیں علم انتظام مدن میں اکثر معتبر ہیں ایسی غلطیوں کو البتہ یہہ کہا جاسکتا ہی کہ وہ کچھہ مضر نہیں مگر حقیقت میں کوئی غلطی قباحت سے خالی نہیں ہوتی اور جبکہ ہماری عادتوں ہی میں ایسی خرابی ہی کہ اُسکا تبدیل ہونا حقیقت میں ضروری ہی جس سے ہماری توجہہ ترک ریاست کے اصلی سببوں سے گمراہ ہی تو ایسی حالت میں اُس گمراہی کے اصلی اور قابل علاج سبب بھی نظر نہیں آسکتے *

چوتھے ہمارا یہہ مسئلہ کہ اجرت کی شرح محنتیوں کی پرورش کے اُس ذخیرہ کی موجودگی پر منحصر ہی جو اُنکی تعداد کی مناسبت سے ہو اس مسئلہ کے مطابق نہیں کہ اجرت کی شرح کلوں کے رواج پانے سے کم ہوسکتی ہی ہم اسکو بجز دوحالتوں کے اور کسطرح نہیں مانتے *

اُن دوحالتوں میں سے جنمیں کلوں کے رواج سے اجرت کی شرح کم ہوسکتی ہی اول یہہ ہی کہ وہ محنت جو محنتیوں کے کار آمدنی جنسوں کے پیدا کرنے میں خرچ کیجاتی کلوں کے بنانے میں صرف کی جاوے دوسرے یہہ کہ کل کے خرچ میں وہ جنس جو محنتیوں کے خرچ کی نہیں اس مناسبت سے آتی ہیں کہ وہ اُسقدر پیدا نہیں کرتی جتنی خرچ کرتی ہی *

پہلی حالت پر ریکارڈو صاحب نے اپنی کتاب کے اُس باب میں بیان کیا ہی جسمیں کلوں پر گفتگو کی ہی اور اُسکو اسقدر مفصل لکھا ہی کہ بجاے نقل کرنے کے اسمقام پر کچھہ اصطلاحیں بدلکر ہم انتخاب اسکا لکھتے ہیں چنانچہ وہ فرض کرتے ہیں کہ ایک سرمایہ والا محنتیوں کی

کارآمدی حصوں کے کارخانہ دار کا کام کرتا ھی یا مختصر یہہ کہیں کہ اجرتوں کے کارخانہ دار کا کام کرتا ھی اور سرمایہ والی کی عادت ھی کہ وہ ھرسال اسقدر سرمایہ سے کام شروع کرتا ھی جو چھبیس محنتیوں کی اجرت کے واسطے کافی ھو اور اُس سے بیس محنتیوں سے کل چھبیس کی اجرتیں پیدا کرواتا ھی اور باقی چھہ محنتیوں سے خاص اپنے استعمال کی چیزیں پیدا کرواتا ھی اب وہ فرض کرتے ھیں کہ اُن محنتیوں میں سے جتنے اجرت پیدا کراتا تھا دس آدمیوں سے ایک کل بنوائی جس کل کی مرمت اور چلانے میں سات محنتیوں کے لگانے سے سال بھر میں تیرہ آدمیوں کی اجرت پیدا ھوگی اس سال کے اخر میں سرمایہ والے کی حالت بدستور رھیگی اسلیئے کہ اُسنے دس محنتیوں سے تو حسب دستور تیرہ آدمیوں کی اجرت پیدا کروائی اور باقی دس سے بجائے اس اجرت کے کل بنوالی پس کل کی قیمت برابر تیرہ آدمیوں کی اجرت کے ھی اب سرمایہ والے کی حالت آیندہ بھی غیر متبدل رھیگی یعنے دس محنتی تو حسب معمول تیرہ آدمیوں کی اجرت پیدا کرینگے اور سات محنتی اُس کل کے ذریعہ سے تیرہ آدمیوں کی اجرت پیدا کرینگے اور باقی چھہ محنتی خاص سرمایہ والے کے استعمال کی چیزیں پیدا کرینگے مگر ھمکو یہہ معلوم ھوچکا ھی کہ جس برس میں کل طیار ھوئی تھی چھبیس آدمیوں کی اجرت پیدا ھونے کے بجائے کل تیرہ آدمیوں کی اجرت دس آدمیوں نے پیدا کی تھی اور دس آدمی کل بنانے میں مصروف رھے تھے اس سبب سے محنتیوں کی پرورش کے ذخیرہ میں کمی آئی اور اجرت کا کم ھونا لازم آیا پس یہہ بات یاد رکھنی لازم ھی کہ جس باعث سے اجرت میں کمی آئی وہ سالانہ پیداوار کی کمی تھی بیس آدمی تو چھبیس آدمیونکی اجرت پیدا کرتے تھے اور کل صرف تیرہ آدمیوں کی اجرت پیدا کرتی ھی اسبات میں عام غلطی لوگوں کی یہہ ھی کہ اس نقصان کو کل کے اصلی سبب یعنی اُسکے بنے کی لاگت میں نہیں سمجھتے بلکہ اُس نقصان کا سبب کل کی قوت بارآور کو جانتے ھیں مگر یہہ قیاس حد سے زیادہ غلط ھے کیونکہ کل کی قوت بارآور ایسی ھی کہ اُسکی لاگت کی برائی کا تدارک کرسکتی ھی اگر اُس کل سے بجائے تیرہ آدمیوں کی اجرت کے تیس آدمیوں کی اجرت پیدا ھوسکتی تو

اُسکے جاری ہونے سے محنتیوں کی پرورش کا ذخیرہ گھٹنے کے بجائے زیادہ ہوتا اور اگر وہ بعد لاگت کے میسر اسی یا سرمایہ والا اپنے سرمایہ میں سے بچانے کے بدلے اپنے منافع میں سے اُسکو بنایا یا ایک سال میں دس آدمیوں سے بنوانے کے بجائے دو برس میں یا سال پانچ آدمی اُسمیں سے لگاکر بنوایا جو خاص اُسکے استعمال کی جنسیں پیدا کرتے ہیں تب بھی یہی نتیجہ ہوتا پس ہر حالت میں جسقدر زیادہ پیداوار ہوتی اُسی قدر محنتیوں کی پرورش کا ذخیرہ بڑھجاتا اور ہماری مسئلہ کے بموجب اجرتیں بڑھجاتیں اگرچہ ہمنے اس ممکن برائی کو کلوں کے مباحثہ میں بطور ایک جز کے بیان کرنا مناسب سمجھا لیکن ہم از روے عمل کے اسکی کچھہ بھی قدر نہیں کرتے چنانچہ ہمکو کسطرح نہیں نہیں کہ تمام تاریخ میں کوئی ایک مثال بھی ایسی نکلے جس سے عذر دیے روح کلوں کے استعمال سے کچھہ بھی پیداوار کا گھٹجانا ثابت ہو کسیقدر کلوں کی طیاری کی لاگت کے سبب سے جسکا بڑا حصہ مناعوں یا لگان میں سے لیا ہو اور کسیقدر اُس بڑی مناسبت کے سبب سے جو کلوں کی قوت بارآوری کو اُسکی طیاری کی لاگت سے ہوتی ہی اُنکے استعمال سے پیداوار کو ہمیشہ ترقی ہوتی ہی چنانچہ اُون کاتنے کی کل کے رواج پانے سے پہلے اُون کا سالانہ خرچ انگلستان میں بارہ لاکھہ پونڈ کا تھا اور اب چوبیس کرور پونڈ کا خرچ ہی اور چھاپہ کی کل کے ایجاد ہونے سے پہلے ایک معین مدت میں جسقدر کتابیں طیار ہوئی ہونگی اب غالباً اُسسے کسیقدر زیادہ ایک دن میں طیار ہوتی ہیں اسلیئے ریکارڈو صاحب کا یہہ مسئلہ کہ کلوں کے استعمال سے ملک کی موٹی چھوٹی چیزوں کی پیداوار گھٹ جاتی ہی غلط ہی اُنکی مثال بطورِ فرضی ہے جسکی حقیقت اور بیان کی گئی کسطرح درست نہیں ہوتا ٭

دوسری حالت مذکورۂ بالا جو ہمنے مستثنیٰ کی ہی کہ کلوں میں محنتیوں کے خرچ کی جنسیں نہ نسبت پیدا ہونے کے زیادہ خرچ ہو جاتی ہیں گھوڑوں اور اور کام دینے والے مویشیوں سے متعلق ہی جنکو ہم جاندار کلیں کہہ سکتے ہیں ہم فرض کرتے ہیں کہ ایک کاشتکار اپنے کھیت کیار کے کام میں بیس محنتیوں کو لگاتا ہی جو سال بھر میں اپنے اور چھہ اور محنتیوں کے خرچ کی جنسیں پیدا کرتے ہیں اور وہ چھہ محنتی

اُس کاشتکار کے خرچ کی جنس پیدا کرتے ہیں اب اگر پانچ گھوڑے جنکا خرچ آٹھہ مختنیوں کی برابر ہو دس مختنیوں کی برابر جنس پیدا کرسکیں تو وہ کسان اُن گھوڑوں سے کام لیگا جس سے یہہ فائدہ اُسکو ہوگا کہ پہلے جو چھہ مختنی اُسکے دائمی خرچ کی جنس پیدا کرتے تھے وہ اب آٹھہ ہو جاوینگے لیکن گھوڑوں کی خوراک وضع کرنے کے بعد مختنیوں کی پرورش کے ذخیرہ میں اسقدر کمی آویگی کہ چھبیس آدمیوں کی اجرت کے بجائے اٹھارہ مختنیوں کی اُجرت رہ جاویگی ہم اِس بات سے اِنکار نہیں کرتے کہ ایسے حالات واقع نہوں اور اُن حالات سے برائی اور بدبختی جو ہونی ممکن ہی ظاہر نہو فی الواقع ایرلینڈ میں ایسے ہی حالات واقع ہوئے اور وہی اُس ملک کی بہت سی تباہی کا باعث ٹھہرے کسی قوم کی ترقی کے زمانوں میں سے کسی زمانہ کے قدرتی شریک یہہ حالات بھی ہوتے ہیں لوگوں کی آبادی کے شروع میں زمینداروں کا مرتبہ اور سلامتی اُن کے متوسلوں کی تعداد پر موقوف ہوتی ہی اور اُن متوسلوں کی تعداد کے بڑھانے کا طریقہ یہہ ہوتا ہی کہ اُس زمیندار کے باغ اور احاطہ اور مکان کے علاوہ جو اُسکے پاس پڑوس کی زمین ہوتی ہے وہ زمیندار اُسکو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کرکے ایک ایک حصہ ایک ایک کسھہ کو دیتا ہے جسپر وہ کسھہ کاشت کرتا ہے اور اُسکی پیداوار اُسکی بسراوقات کے واسطے کافی ہوتی ہے اور ایسے کاشتکار بہت تھوڑی لگان ادا کرسکتے ہیں مگر بہت سی برکت حاصل ہونے کے سبب اور اُس زمیندار کے بالکل متوسل ہونے کے باعث سے اُس کے دنوں میں وہ کاشتکار اُسکے ہر طرح کاروبار میں رہتے اور ہمراہ رکاب جلو میں دوڑتے ہیں اور اُس ملک کے لوگوں میں اُنکے سبب سے اُس زمیندار کی جاہ و حشمت ہوتی ہے اور خانہ جنگی یا صف آرائی میں اُسپر اپنی جانیں قربان کرنے کو موجود ہوتے ہیں چنانچہ لوکیل والے کیمرون صاحب کے ساتھہ جنکی زمینوں کا سالانہ لگان پانچہزار سے کچھہ زیادہ نہ تھا سنہ ۱۷۴۵ ع کی بغاوت میں آٹھہ سو آدمی اُنکے کاشتکاروں میں سے مسلح چڑھے تھے لیکن قومیت کی ترقی کی حالت میں دولت ہی ذریعہ شہرت اور حشمت کا ٹھہرتی ہی اسلیئے زمیندار متوسلوں کے بہم پہونچانے پر زیادہ لگان کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں اس سبب سے کاشت کا ایسا طریقہ برتنا لازم ہی جس سے پیداوار ہی کثرت سے حاصل ہو

بلکہ بعد منہائی اُسکے اخراجات کے جو باقی رہی وہ بہت سا ہو پس اس مطلب کے واسطے مثلاً پانسو ایکڑ کا قطعہ زمین کا جس سے پچاس کسنوں کی پرورش کے لایق پیدا ہوتا تھا ایک کھیت بنالیا جاتا ہی اور اُس سے دس کسنوں اور دس گھوڑوں کی محنت سے صرف تین کسنوں کی پرورش کے قابل پیداوار حاصل ہوتی ہے مگر جس زمانہ میں یہہ تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں وہ زمانہ لوگوں کی خوش قسمتی سے اُنکی حالت کی بڑی ترقی کا زمانہ ہوتا ہی چنانچہ تھوڑے دن گذرنے کے بعد اس زیادتی محنت اور اُس ہنر کے باعث سے جس سے وہ محنت کی جاتی ہی بعد وضع کرنے نئے خرچوں کی پیداوار میں ترقی ہوتی ہے اب محنتیوں کی پرورش کے ذخیرہ کو دو مختلف سببوں سے ترقی ہوتی ہی ایک اس سبب سے کہ انسانوں کی محنت حیوانوں کی مدد سے زیادہ کارگر ہوجاتی ہی دوسرے اُس نتیجہ سے جو انسانوں کے بجاے حیوانوں کے کام پر لگانے سے پیدا ہوتا ہی الغرض اس تبدیل کے نتیجے ہمیشہ مفید ہوتے ہیں مگر وہ تبدیلی بذات خود مصیبت کا باعث ہوتی ہی *

لیکن اُن دونوں مستثنے حالتوں کے سوا جنمیں سے ایک کے صرف ایسے اثر پیدا ہوتے ہیں جو تھوڑے ہی سے دنوں تک رہیں اور دوسری حالت اگرچہ ظاہرا ممکن الوقوع ہی مگر حقیقت میں کبھی پیش نہیں آتی بخوبی ظاہر ہی کہ کلوں کے استعمال سے اجرت کی شرح یا تو بڑہ جاتی ہی یا بدستور رہتی ہی *

چنانچہ جب کل کا استعمال ایسی جنسوں کے طیار کرنے میں کیا جاتا ہی جو بواسطہ یا بلاواسطہ محنتیوں کے خرچ کی نہیں ہوتیں تو اجرتوں کی عام شرح میں کوئی تبدیلی نہیں آتی اسوقت پر عام شرح ہم اس سبب سے کہتے ہیں کہ اُسی کل کے استعمال سے بعض خاص کاموں کی اجرتوں میں کمی بھی آجاتی ہی مگر یہہ ایسی کمی ہوتی ہی کہ اور دوسرے کاموں میں اُسی کے ساتھہ اُسیقدر زیادتی ہونے سے اُسکا تدارک ہوجاتا ہی برمنگہیم میں ہمنے کاگ نکالنے کے پیچوں کے بنانے کا ایک ایسا پیچ دیکھا جو اُستہہ محنتیوں کا کام دیتا تھا ایک آدمی ایک حلقہ دار تار کے اُسقدر کاگ نکالنے کے پیچ اُس پیچ کے ذریعہ

سے بنا لیتا تھا حتی کہ پہلے آلات سے اُسقدر عرصہ میں ساتھ آدمی بناتے تھے کاگ نکالنے کے پیچوں کا خرچ جو محدود ہوتا ہی یعنی کم ہوتا ہی تو یہہ بات غالب ہی کہ کاگ نکالنے کے پیچوں کی اسقدر مانگ بڑھجاوے جس سے وہ تمام آدمی جو اُنکے بنانے میں مصروف رہتے تھے اسقدر اُنکی قوت کے بارآور ہو جانے کے بعد بھی اُنہیں کے بنانے پر لگے رہیں اس سبب سے کاگ نکالنے کے پیچ بنانے والے تھوڑے سے محنتی بیکار ہوگئے ہونگے اور اجرت کی شرح غالباً کم ہوگئی ہوگی۔ لیکن تمام محنتیوں کی تعداد اور اُنکی پرورش کے ذخیرہ میں جو کوئی تبدیلی نہیں آئی تو اُس کمی کا کسی اور موقع پر ترقی ہونے سے ضرور عوض ہوگیا ہوگا جسکو ہم اُسکے اس قریب سبب سے دریافت کرسکتے ہیں کہ اُن پیچوں کی قیمت میں کمی آنے کے سبب سے اُنکے خریداروں کے پاس محنت کے خریدنے کے واسطے اُس سے زیادہ جمع باقی رہی ہوگی جسقدر کہ اُس حالت میں رہتی جبکہ وہ اُن پیچوں کو پہلی قیمت سے خرید کرتے *

لیکن اگر کلوں کا استعمال کسی ایسی جنس کے پیدا کرنے میں کیا جاوے جس سے محنتیوں کی پرورش ہوتی ہو تو اجرت کی عام شرح بڑھجاویگی اور اُسمیں کمی کا نہ آنا وجوہات مذکورہ سے صاف ظاہر ہی چنانچہ اگر وہ جنس بہت کثرت سے طیار ہو اور جسقدر وہ زیادہ ہو اُسیقدر اُسکی مانگ نہ بڑھی تو تھوڑے محنتی جو اُسکے طیار کرنے میں مصروف رہتے تھے بیکار ہو جاوینگے مگر یہہ کمی ایسی ہوگی کہ محنتیوں کی پرورش کے ذخیرہ میں کمی نہ آنیکے سبب سے کسی اور کام میں ترقی ہونے سے پوری ہو جاویگی بلکہ اُس جنس کی مقدار کے بڑھجانے کے سبب سے جسکی پیداوار کو اب ترقی ہوئی محنتیوں کی پرورش کا ذخیرہ زیادہ ہو جاویگا اس لیئے بلحاظ اُس جنس کے اجرت کی عام شرح یا یوں کہیں کہ محنتیوں کی کارآمدنی جنسوں کی کل مقدار کلوں کے رواج پانے سے بڑھجاویگی اور علاوہ اُس بڑھی ہوئی جنس کے باقی اور جنسوں کی نسبت اپنی حالت پر رہیگی *

کاگ نکالنے کے پیچ بنانے کے پیچ کی مثال جو اُوپر دی گئی کلوں کے نتیجوں کے لیئے ایسی بری ہی کہ اُس سے زیادہ خیال میں نہیں آسکتی کیونکہ یہہ خیال کیا جاتا ہی کہ اُس جنس کا استعمال اسقدر نہیں کہ

اُسکي مانگ اس ترقي یافتہ قوت پیداوار کا مقابلہ کرسکے اسلیئے اُسکي تمام محنتیوں کي تعداد کم ہو جاتی ہی مگر حقیقت میں ایسا بہت کم واقع ہوتا ہی چنانچہ ایک جنس کے طیار ہونے کي آسانی کا عام اثر یہہ ہوتا ہی کہ اُس جنس کے خرچ کو اُسقدر سے زیادہ بڑھاوے جس میں یہ نسبت سابق کے زیادہ محنتی لگے رہیں *

چنانچہ ہماري کتاب کے پڑھنے والوں کو معلوم ہوگا کہ ہم کپڑے اور چھاپہ کي کلوں کے اثروں کو بیان کر چکے ہیں اُمیں سے ہر ایک پیشہ میں اُنکي کلوں کے ایجاد ہونے سے پہلے کي نسبت غالباً دس گنے محنتي اب مصروف ہونگے پس ایسي معمولي حالتوں میں کلوں کے فائدوں کے کھرے پن پر حرفی دقتوں کي کھنڈل سے بھي کچھہ بٹا نہیں لگتا *

جن لوگوں پر عام مسئلوں کے نتیجوں کا تھوڑا اثر ہوتا ہی شاید اُنپر کسي خاص تجربہ کي گواہي کا پورا اثر ہووے اِسلیئے ہم اپني تقریر کو اُن اُجرتوں کے نقشوں کے دیباچہ کے خلاصہ مفصلہ ذیل سے تقویت دینگے جنکو ڈول صاحب نے اُسوقت میں جبکہ وہ کارخانوں کي تحقیقات کے کمشنر مقرر ہوئے تھے مرتب کیا تھا *

"وہ خلاصہ یہہ ہی کہ جبتک کپڑہ کے طیاري کو وسعت ہوتي رہیگي تب تک بالغ خواہ نابالغ محنتیونکا یہہ خیال کہ بڑي تار اور کلوں کے ایجاد ہونے سے اُنکي اُجرت میں کمي آویگي بے بنیاد ہی اور اُن لوگوں کا یہہ قول ہی اور بارہا اُنہوں نے مجھہ سے کہا کہ بہ نسبت سابق کے اب ہمکو کم اُجرت پر زیادہ کام کرنا پڑتا ہی منچسٹر اور سالفورڈ کے اُس اخبار کا کوئي پرچہ جو وہاں کے کارخانہ کے محنتیوں نے جاري کر رکھا ہے اور بلاناغہ روز چھپتا ہی میں نے ایسا نہیں دیکھا جسمیں اس قسم کي باتیں نہیں چھپتیں چنانچہ ۱۱ جنوري سنہ ۱۸۳۲ع کے پرچہ میں مندرج ہی کہ اب بہ نسبت سابق کے ملوت کاتنے والے کو اُجرت کے دسویں حصے کي کمي کے ساتھہ دوگنا کام کرنا پڑتا ہی *"

"اور حقیقت اُسکي یہہ ہی کہ سنہ ۱۸۰۳ع میں کاتنے والے کو یارن کپڑہ کے لیئے ایسے سوت کي کتائي پر جسکي فی پونڈ دو سو اینٹھن اُسوقت کي اوسط تار اور قوت رکھنے والي کل پر طیار ہوں فی پونڈ چار روپیہ چار آنہ ملتے تھے اُسوقت میں جو اوسط قوت اُس کل کي تھي اُسکو معلوم نہیں

لیکن سنه ۱۸۲۹ع میں کاتنے والے کو ایسی کل کے ذریعہ سے جسکی قوت بارآور بیس سو بارہ پونڈ سوت کاتنے کی تھی اُسی قسم کا سوت کاتنے پر فی پونڈ دو روپیہ آٹھہ پائی ملتا تھا اور سنه ۱۸۳۱ع سے اب تک ایسی کل کے ذریعہ سے جسکی قوت بارآور چھہ سو اڑتالیس پونڈ سوت کاتنے کی ہی اُسی قسم کا سوت کاتنے پر فی پونڈ ایک روپیہ تین آنہ چار پائی سے لیکر ایک روپیہ پانچ آنہ آٹھہ پائی تک ملتے ہیں یہہ منچسٹر کے نرخ کا حساب ہی *

پس سنه ۱۸۲۹ع میں جسقدر وقت میں کاتنے والا بیس سو بارہ پونڈ سوت یارن کپڑہ کا کاتتا تھا اُسقدر عرصہ میں اب چھہ سو اڑتالیس پونڈ اُسی طرح کا سوت کات لیتا ہی اور جب دو روپیہ آٹھہ پائی فی پونڈ کے حساب سے اجرت ملتی تھی اور اب بحساب ایک روپیہ تین آنہ آٹھہ پائی فی پونڈ کے اجرت ملتی ہی لیکن بیس سو بارہ پونڈ کی اجرت دو روپیہ آٹھہ پائی فی پونڈ کے حساب سے چھہ سو ستائیس روپیہ ہوتے ہیں اور چھہ سو اڑتالیس پونڈ کی اجرت ایک روپیہ تین آنہ آٹھہ پائی فی پونڈ کے حساب سے سات سو تراسی روپیہ ہوتے ہیں اسلیئے اب کاتنے والے کو اُسیقدر محنت پر سنه ۱۸۲۹ع کی نسبت ایکسو چھپالیس روپیہ زیادہ ملتے ہیں یہہ بات ہرطرح صحیح ہے کہ محنتی نہ بنسبت سنه ۱۸۲۹ع کے اب کم اجرت پر زیادہ کام کرتا ہی مگر جس حالت میں کہ ہمکو یہہ ثابت کرنا منظور ہی کہ کیا اب اجرتیں پہلے کی نسبت کم ہیں تو اُس سے کچھہ مطلب نہیں اس بات سے اپنی غرض یہہ ہی کہ کاتنے والا جو کچھہ اب کماتا ہی وہ دس برس پہلے کی نسبت اُسیقدر محنت بلکہ اُس سے کچھہ کم اور اُس سے تھوڑے وقت میں کماتا ہی اور اُسکی کمائی کی ترقی کا باعث کلوں کی ترقیاں ہیں اور ان ترقیوں کی سبب سے محنتی کی کمائی میں اور بھی ترقی ہوگی اور بہ نسبت سابق کی اصلی شرح کے ترقی شرح سے بہت زیادہ محنتی فائدہ اُٹھاوینگے مگر شرط یہہ ہی کہ روئی کے کارخانوں کی اُسیقدر ترقی میں تیس برس آیندہ کو تیس برس گذشتہ کی طرح کوئی سبب مخل نہو اور روئی کے کارخانہ کی شاخوں میں سے کسی ترواج کی کل میں ترقی ہونے سے اور شاخوں میں بھی اجرت کی شرح کی ترقی ہوگی کیونکہ محنت کی

مانگ اُس ترقي یافتہ کل کي طرح اوروں میں بھي زیادہ ہو جاونگي غرض مدعي یہہ ھی کہ روئی کے کارخانہ میں سے کسي شاخ کي کل میں کسي طرح کي ترقي ہونے کا اب تک یہہ اثر ہوا ھی کہ محنتي ایک خالص تعداد روپیہ کي نہ نسبت اُس حالت کے جبکہ ترقي اُس کل کي نہوتي زیادہ کماتا ھی *

اجرت کي شرح پر کلوں کے اثر کي نسبت محنتیوں کي غلط فہمي اُنکے کام چھوڑ بیٹھنے اور اور دنگے فساد کا باعث اور کارخانہ داروں کي شکایت اور فریاد کرنے کا سبب ھی اور مجھکو یہہ افسوس ھی کہ اس سے زیادہ اُن لوگوں کے سمجھانے کا موقع ہاتھہ نہ آیا *

میں محنتیوں کے اسباب پر مطمئن ہو جانے کو نہایت ضروري سمجھتا ہوں کہ کلوں کي ترقیاں اُس روپیہ کي تعداد بڑھانے پر مائل ہیں جو معمولي گھنٹوں کي محنت پر حاصل کرتے ہیں جو لوگ اس جمعیت پر تکرار کرتے ہیں اُنکو یہہ تو قبول کرلینا ضرور لازم ہوگا کہ مینے کاتنے والوں کي نسبت اس حقیقت کو مذکورہ بالا مثالوں سے بخوبي ثابت کردیا اور جبکہ اُنکو یہہ ماننا پڑیگا کہ کاتنے کي کلوں میں ترقي ہونے سے نو عمر آدمیوں کي تازہ اور زاید محنتوں کي مانگ بڑھیگي تو یہہ بھي اُنکو تسلیم کرنا ضرور ہوگا کہ اُن نوجوانوں کي محنت کي اُجرتوں میں بھي ترقي ہوگي اور یہہ بھي اسطرح اُنکو قبول کرنا پڑیگا کہ جنسوں کي طیاري کے اثروں سے جو اُنکي قیمت بازار میں کم ہوگي تو اُنکا خرچ بھي زیادہ ہوگا اور اُن جنسوں کے زیادہ خرچ کے باعث سے روئي کاتنے کے متعلق کاموں میں زیادہ محنتیوں کي ضرورت ہوگي اس سبب سے کپڑے کے تمام کارخانہ میں پہلے کي نسبت اجرت اچھي ہو جاویگي اگر ان باتوں میں سوچ فکر کرکے محنتي نئي کلوں سے مونہہ نہ پھیریں اور اس خیال باطل سے کہ کلوں کي ترقي ہماري اجرتوں کے لیئے مضر ھی محنت کے گھنٹوں کے کم کرانے پر سازش نکریں اور اُن لوگوں کي بات پر کان نہ دھریں جو اُنکو یہہ بہکاتے ہیں کہ آٹھہ گھنٹے محنت کرنے پر بارہ گھنٹے کي اجرت لو جیسا کہ آجکل بہکا رکھا ھی تو میرا مطلب حاصل ہو جاوے *

روئي کے کارخانوں میں محنت کرنے والے اکثر شریف اور هوشیار سمجھہ بوجھہ کے اچھے هیں اِسلیئے مجھکو یقین هی کہ اگر انکو یہہ بات بخوبي سمجھائي جاوے اور اُن کے دلوں پر نقش کردیجاوے کہ کلوں کي ترقي سے اُن کي محنت کي اجرت کی اصلي شرح ترقي پاتي هی اور اُس ترقي یافتہ شرح کي سبب سے بہت زیادہ ادمي کام پر لگتے هیں تو وہ ضرور بہت خوشي سے اچھي طرح جي لگا کر کام کرینگے جیسا کہ شیخ سعدي نے کہا هی مصرعہ کہ مزدور خوشدل کند کار بیش*

پانچویں ایک اور غلطي مذکورہ غلطي کے قریب قریب جو اُسي عادت سے پیدا هوتي هی جس سے وہ پہلي غلطي پیدا هوتي هی یعني اس عادت سے کہ جزوي اور خفیف باتوں پر توجہہ کیجاوے اور مستقل اور عام امور پر نظر نڈالي جاوے اور جو برائي بہیئت مجموعي معلوم هو اُسکا لحاظ کیا جاوے اور بھلائي کو جو منتشر هو نہ دیکھا جاوے وہ عام غلطي یہہ خیال کرنا هی کہ غیر ملکي جنسوں کے اپنے ملک میں انے دینے سے اجرت کي عام شرح گھٹ جاتي هی حقیقت میں ایک نئے بازار کا کھلنا ایک نئي کل کے رواج سے بالکل مشابہ هوتا هی اور اُسمیں اور نئي کل میں صرف ایسا فرق ہوتا هی کہ اُسکے بنانے یا قایم رکھنے میں کچھہ لاگت نہیں لگتي اگر غیر مُلکي جنس کو محنتي اپنے صرف میں نہیں لاتے تو اُس جنس کے آنے سے اُنکي اُجرت میں کوئي تبدیلي نہیں آتي اگر وہ اسکو خرچ کرتے هیں تو اُنکي اُجرت کي عام شرح بڑہ جاتي هی مثلاً اگر وہ † قانون جنکي رو سے راین گوتھوپ کي شراب اِنگلستان میں کثرت سے آتي هی اور فرانس کي شراب نہیں آنے پاتي هے منسوخ هوجاویں تو بہت سے محنتي اُن جنسوں کے پیدا کرنے میں مصروف هو جاوینگے جو فرانس کے خرچ کے قابل هونگي اور اُن جنسوں کے پیدا کرنے کي طرف بہت تھوڑے محنتي توجہہ کرینگے جو راین گوتھوپ کے خرچ کے لایق هیں جسکا نتیجہ یہہ هوگا کہ ایک تجارت میں کسقدر اُجرت کم هو جاویگي اور دوسري میں ترقي پاویگي لیکن صریح فائدہ شراب پینے والوں کو هوگا جو معمولي خرچ سے زیادہ یا بہتر شراب حاصل کرینگے اور اگر فرانس کے ریشم کا محصول معاف هو جاوے تو

† یہہ قانون منسوخ هوگئے

بہت تھوڑے محنتی بلا واسطہ ریشم پیدا کرنے میں مصروف ہونگے اور بہت سے محنتی کپڑے اور چھری قینچی وغیرہ بنانے سے جنکے بدلے ریشم حاصل ہوگا بواسطہ ریشم پیدا کرینگے پس آخرکار ریشمی کپڑہ بننے والوں کو فائدہ ہوگا اور محنتی لوگ نہ ریشمی کپڑا پہنتے ہیں نہ شراب پیتے ہیں اسلیئے اُجرت کی عام شرح غیر متبدل رہیگی اور اگر وہ قانون جو غلہ اور شکر کے زیادہ فائدہ سے میسر آنیکے مانع ہیں منسوخ ہو جاویں تو محنتیوں کے پرورش کے ذخیرہ کا وہ حصہ جسمیں غلہ اور شکر شامل ہیں بڑہ جاویگا اور عام شرح اُجرت کی بلحاظ اُن دونوں جنسوں کے جو خوراک کی بہت بڑی چیزیں ہیں بہت بڑہ جاویگی *

چوتھے جس مسئلہ کی توضیح میں ہم کوشش کر رہے ہیں وہ اس عام راے کے خلاف ہی کہ زمینداروں اور سرمایہ والوں کا غیر بارآور خرچ محنتیوں کے حق میں اِسلیئے مفید ہوتا ہی کہ اُس سے اُنکو روزگار میسر آتا ہی چنانچہ سلی صاحب کہتے ہیں کہ کاشتکاری چرائی کے اوپر صرف اسی وجہہ سے کچھہ قابل ترجیح کے نہیں کہ اُس سے جو ذخیرہ حاصل ہوتا ہی وہ زندگی کے واسطے زیادہ کام آتا ہی بلکہ اُسکی یہہ وجہہ بھی ہی کہ کاشتکاری میں بہت سے زیادہ ہاتھاں مصروف رہتے ہیں واضح ہو کہ یہہ سلی صاحب کا قول اُس باطل عام رائے کی دوسری صورت ہی یہہ ہمیے مانا کہ زیادہ غذا کا پیدا ہونا بیشک فائدہ ہی مگر اُس میں زیادہ محنت کا درکار ہونا کیا فائدہ اگر یہہ بھی ایک فائدہ ٹھہرے تو زمین کی بارآوری ایک نقصان ٹھہریگی اگر صرف مصروفیت ہی مطلوب ہو تو ہمکو ہل اور بیلچوں سے کنارہ کرنا چاہیئے کیونکہ ایک روڈ زمین کے انگلیوں سے کھودنے میں نہ نسبت ایک ایکڑ زمین کے ہل سے کھودنے کے بہت سی مصروفیت حاصل ہوگی جو لوگ اِسراف کی پیچ کرتے ہیں کہ غیر بارآور خرچ مصروفیت بہم پہونچانے کے سبب سے بھلائی پیدا کرنا ہی یہہ بھول جاتے ہیں کہ محنتی جن چیزوں کی حاجت رکھتے ہیں وہ مصروفیت نہیں ہی بلکہ وہ خوراک پوشاک اور مکان اور ایندھن غرض کہ معاش و ارام کے تمام سامان ہیں مشقت اور محنت اور سردی گرمی سہنے کو مختصر طور سے ہم مصروفیت کہتے ہیں اس لفظ کا استعمال کبھی کبھی اُس خوراک پر بھی ہوتا ہے جو محنت

مشقت کرنے سے حاصل ہوتی ہی ایک محنتی جو شکایت کرتا ہی کہ مجھکو کام نہیں ملتا وہ اپنے حسب دلخواہ بلا تعرض کام کرسکتا ہی اگر ایک پہاڑ کے دامن میں سے پتھر اُٹھا اُٹھا کر پہاڑ کی چوٹی پر لیجانا چاہے لیکن جس شی کی اُسکو حاجت ہی وہ اُس قسم کا کام ہی جس کے ذریعہ سے اجرت اور روپیہ حاصل ہو اور اگر بغیر کام کیئے روپیہ اُسکو حاصل ہو تو نہایت خوش ہووے مشقت اور تھکنا سردی گرمی سہنا فی نفسہ برائیاں ہیں ایک معنی مقدار معاش و آرام کے حاصل کرنے میں جسقدر کم اسکی حاجت ہو یا یوں کہیں کہ جسقدر آسانی سے معاش و آرام حاصل ہوں اُسقدر محنتیوں کی حالت بلکہ سب لوگوں کی حالت تمام حالات کے یکساں رہنے میں بہتر ہوگی ایک نو آباد بستی کی دولت و حشمت کا کیا باعث ہوتا ہی ظاہر ہی کہ وہاں معاش کی گرانی نہیں بلکہ ارزانی ہوتی ہی اور خوراک اور مکان اور ایندھن کے حاصل کرنے میں آسانی ہوتی ہی اب غور کرنا چاہیئے کہ اس آسانی کی ترقی خرچ غیر بارآور سے کیونکر ہوسکتی ہی یعنی جس ذخیرہ میں سے سب کی پرورش ہوتی ہی اُسکے ایک جز کے ضائع ہوجانے سے کیونکر ترقی ممکن ہی اگر اعلی درجہ کے لوگ صدی گذشتہ کی رسموں کو پھر زندہ کرکے کرتیوں پر سنہری فیتوں اور پھمک لگاویں تو البتہ اُنکو اُسکا لطف و حظ معلوم ہوگا مگر کمتر درجہ کے آدمیوں کو اُس سے کیا حاصل ہوگا جن لوگوں کی رائے پر ہم گفتگو کر رہے ہیں وہ یہہ جواب دیتے ہیں کہ کمتر درجہ کے لوگوں کو فیتوں وغیرہ بنانے میں مصروف ہونے سے فائدہ ہوگا یہہ سچ ہی کہ ایک کرتی پر پچاس روپیہ خرچ ہونے کے بجائے پانسو پچاس روپیہ خرچ ہونے لگینگے لیکن اب پانسو روپیہ کیا ہو جاتے ہیں یہہ نہیں کہہسکتے کہ کرتی پر لگنے سے وہ پانسو روپیہ موجود نہیں رہے اگر ایک زمیندار جسکی ایک لاکھہ روپیہ سالانہ آمدنی ہو وہ اپنی آمدنی غیر بارآور طور سے خرچ کرے تو وہ اُسکو اُن لوگوں کو دیگا جو اُسکے مکانات اور زمینوں کی آرایش کرتے ہیں اور اُسکے طویلہ اور سواری کے زیب و زینت اور پوشاک وغیرہ کے ساماں بہم پہونچاتے ہیں اب ہم فرض کریں کہ وہ زمیندار خرچ غیر بارآور سے دستکش ہوکر صرف ضروریات پر اکتفا کرے اور اُن ضروریات کو بھی اپنے ہی قوت بازو سے

پیدا کرے تو نتیجہ اُسکا یہہ ہوگا کہ جن لوگوں میں اُسکے دس لاکھہ روپیہ
خرچ ہوتے تھے وہ گویا اپنے مصروف رکھنے والے کو ہاتھہ سے کھوبیٹھے وہ
معترض اس سے آگے اور کچھہ نہیں دیکھتے لیکن دیکھنا چاہئیے کہ وہ
زمیندار جسکے ہاتھہ میں ایک لاکھہ روپیہ اب بھی آویگا اُس روپیہ کو کیا
کریگا کوئی یہہ خیال نکریگا کہ وہ اُس روپیہ کو صندوق میں بند کر رکھیگا
یا اپنے باغ کی زمین میں دبا کر رکھیگا العرض وہ روپیہ جسطرح سے ہو
خواہ بارآور طور سے خواہ غیر بارآور طور سے خرچ ضرور ہوگا اگر وہ خود
صرف کرے تو اب ہمارے فرض کرنے کے بموجب بارآور طور سے خرچ کریگا
اور وہ تمام ذخیرہ جو اور لوگوں کی پرورش سے متعلق ہی ہر سال بڑھیگا
اور اگر وہ خود خرچ نکرے تو وہ حصّوں کی طرح سے کسی اور شخص
کو قرض دیگا اور وہ شخص اُسکو بارآور یا غیر بارآور طور سے خرچ کریگا
شاید وہ شخص اس روپیہ سے انگلستان کا سرکاری † ہنڈ خرید کرے لیکن
وہ روپیہ اُس ہنڈ کے بیچنے والے کے ہاتھہ میں جاکر کیا ہوجاویگا شاید وہ
فرانس میں اراضیات کی زمینداری خریدے مگر اُس کی قیمت فرانس
کو کسطرح پہنچیگا ضرور ہی کہ وہ مصنوعی جنسوں کی صورت میں
پہنچیگا جیسا کہ اُوپر معلوم ہوچکا ہی الحاصل ہر شخص اپنی آمدنی
کو کسی نکسی طرح خرچ کرتا ہی اور جسقدر کہ وہ اپنی ذات پر کم
خرچ کرتا ہی اُسقدر اور لوگوں کے واسطے زیادہ رہتی ہی *

ساتویں آخر مسئلہ جو ہمارے مسئلہ کے برعکس ہی وہ رکارڈو
صاحب کی مفصلہ ذیل تقریر سے واضح ہوتا ہی *

وہ فرماتے ہیں کہ جسطرح پر تمام ملک کی خالص آمدنی خرچ
ہوتی ہی اُس سے محنتیوں کی کچھہ تھوڑی غرض متعلق نہیں ہوتی
اگرچہ ہر حالت میں وہ اُنہیں لوگوں کے لطف و ادب کے واسطے خرچ
ہوگی جو اُسکے مستحق ہیں *

اگر کوئی خیال کا زمیندار یا سرمایہ والا اپنی آمدنی کو قدیم زمانہ کے
تعلقہ‌داروں کی طرح بہت سے خدمتگاروں کی پرورش میں صرف کرے تو
بہ نسبت اُس صورت کے کہ وہ عمدہ پوشاک وغیرہ میں خرچ کرنا بہت
سے محنتیوں کی مصروفیت کا باعث ہوگا *

---

† سرکاری ہنڈ عموماً سرکاری نوٹ بولا جاتا ہی اور یہہ وہ کاغذ ہوتا ہی جو لوگ
اپنا روپیہ خزانہ سرکاری میں ایک سود معین پر جمع کرکے کاغذ حاصل کرتے ہیں

دونوں حالتوں میں † خالص آمدنی اور کل آمدنی یکساں رهیگی لیکن خالص آمدنی مختلف جنسوں کی خرید میں خرچ هوگی اگر میری آمدنی ایک لاکھہ روپیہ کی هو تو خواہ میں اُسکو عمدہ پوشاکوں اور خانہداری کے قیمتی اسبابوں میں صرف کروں خواہ اُسیقدر اور اُسی قسم کی خوراک اور سادی پوشاکوں میں خرچ کروں دونوں صورتوں میں محنتیوں کی بارآور محنت کو مقدار مساوی مصروف کر سکونگا اب اگر میں پہلی قسم کی اشیاء میں روپیہ خرچ کرونگا تو آیندہ اُنکی محنت کو مصروف نکر سکونگا اور اُن سب اشیاء کا انجام یہہ هوگا کہ اُن عمدہ پوشاکوں اور قیمتی اسبابوں کا لطف اُٹھاؤنگا اور اگر میں اپنی آمدنی سے غلہ اور سادی پوشاک خرید کرونگا اور پھر خدمتگار وغیرہ نوکر رکھونگا تو جسقدر آدمیوں کی محنت کے بدلے وہ غلہ اور پوشاکیں دونگا اُسیقدر آدمی محنتیوں کی پہلی مانگ پر زیادہ هونگے اور اس زیادتی کا باعث یہہ هوگا کہ میں نے اپنی آمدنی کو اسطرح خرچ کرنا پسند کیا پس جو کہ محنتی محنت کی مانگ سے غرض رکھتے هیں اِسلیئے اُنکی دلی خواهش یہہ هوتی هی کہ لوگ اپنی آمدنی اخراجات ضروری کے سوا عیاشی میں صرف نکریں تاکہ جو کچھہ روپیہ عیاشی سے بچے وہ خدمتگاروں یعنے اُن محنتیوں کو ملے *

اسطرح سے جس ملک میں جنگ و جدال کا هنگامہ برپا هوتا هی اور اُس ملک کو بہت سی فوج اور جہازوں کے بیڑے قائم رکھنے کی ضرورت هوتی هی تو وہ نہ بنسبت اُسوقت کے جبکہ لڑائی ختم هو جاتی هی اور اُسکے اخراجات بند هوجاتے هیں بہت سے آدمیوں کو مصروف رکھتا هی *

چنانچہ اگر لڑائی کے دنوں میں مجھہ سے پانچ هزار روپیہ بطور اُس محصول کے جو سپاهیوں اور ملاحوں کے خرچ میں لگتا هی طلب کیا جاوے تو میں اپنی آمدنی کے اُس جزو کو بجز چوکی کپڑے کتابوں وغیرہ اسبابوں کے خریدنے میں صرف کروں غرضکہ ان دونوں صورتوں میں کسی

† خالص آمدنی سے وہ آمدنی مراد هی جو کسی پیداوار کے حاصل کرنے کے سبب خرچ منہا کرکے اُس پیداوار میں سے باقی رهتی هی اور کل آمدنی وہ هوتی هی جسمیں خرچ وغیرہ سب شامل هوتے هیں

صورت میں وہ روپیہ صرف کیا جاوے محنتیوں کی محنت اُسکے حاصل کرسکنے لئیے بمقدار مساوی مصروف ہوگی کیونکہ سپاہیوں اور ملاحوں کی خوراک اور پوشاک پیدا کرنے میں اُسقدر محنت درکار ہوگی جسقدر کہ زیادہ عیاشی کی چیزوں کے پیدا کرنے کے لئیے درکار ہوتی لڑائی میں سپاہیوں اور ملاحوں کی زیادہ مانگ ہوتی ہی اور جس لڑائی کے اخراجات ملکی سرمایہ سے نہیں بلکہ ملک کی آمدنی سے ہوتی ہیں تو وہ لڑائی آبادی کی ترقی کے حق میں مفید ہوتی ہی *

لڑائی کے ختم ہوجانے پر وہ سرکاری آمدنی کا جزو جو سپاہیوں وغیرہ کے خرچ میں لگتا تھا محصولیوں کو ملیگا اور میں اُسکو مثل چوکی اور شراب وغیرہ عیاشی کی چیزوں میں خرچ کرونگا تو جن لوگوں کی پرورش پہلے اُس سرکاری آمدنی کے جزو سے ہوتی تھی اور وہ لوگ لڑائی کے سبب سے پیدا ہو گئے تھے محصول رہ جاوینگے اور باقی آبادی پر اُنکے اثر سے اور آبادی کے ساتھہ مصروفیت میں اُن لوگوں کے ہمسری کرنے سے اُجرت کی شرح میں کمی آویگی اور محنتیوں کی حالت خراب ہو جاویگی انتہیٰ *

واضح ہو کہ رکارڈو صاحب یہہ سمجھے ہیں کہ محنتیوں کے حق میں جنسوں کے پیدا کرنے کی نسبت خدمتوں میں مصروف رہنا زیادہ مفید ہی یعنے کرسیوں کے پیچھے کھڑا ہونا کرسیوں کے بنانے سے اُن لوگوں کے حق میں بہت بہتر ہی اور سپاہی اور ملاح ہونا کاریگر ہونے سے اچھا ہی اب جو یہہ بات ظاہر ہی کہ خدمتوں کے اِستعمال کی جنسوں کے ذخیرہ میں ایک کاریگر کے ملاح یا پیادہ خواہ سپاہی ہوجانے سے ترقی نہیں ہوتی تو سمجھہ لینا چاہئیے کہ رکارڈو صاحب کی یہہ راے غلط ہی یا ہمارا مسئلہ صحیح نہیں ہی *

معلوم ایسا ہوتا ہی کہ رکارڈو صاحب نے اپنے نتیجے اس خیال سے نکالے ہیں کہ سپاہیوں اور ملاحوں کی خدمتوں کی اُجرتیں جنسوں میں ادا کیجاتی ہیں اور کاریگروں کی اُجرتیں روپیہ سے دیجاتی ہیں ہاں یہہ بات وہ سچ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جسکی آمدنی ایک لاکھہ روپیہ کی ہو اپنی آمدنی کو اپنے ذاتی اِستعمال کی چیزوں کے خریدنے میں خرچ کرے تو اُسکے پاس اُن چیزوں کے خریدنے کے بعد محنتیوں کی

آیندہ پرورش کے واسطے ذخیرہ باقی نہیں رہیگا اگر وہ ایسی جنسیں خرید کرے جنکو خدمتگاروں کی خدمتوں کے عوض میں دے سکے تو اُسکے پاس خدمتگاروں کی پرورش کا ایک نیا ذخیرہ ہو جاتا ہی اس سے رکارڈو صاحب نے یہہ خیال کیا کہ وہ زمیندار اپنی آمدنی کو اس دوسری صورت میں دو بار خرچ کرسکیگا اور اُسیقدر آدمیوں کی دوبارہ پرورش کرسکیگا جسقدر آدمیوں کی اُسنے پہلے بار کی تھی لیکن اُنکو یہہ نہ سوجھا کہ زمیندار اپنے نوکروں کے واسطے جنسیں خریدنے سے صرف وہ کام کرتا ہی جو وہ خود اپنے واسطے اُس سے بہتر کرسکتے اور اپنی آمدنی کو دو بار خرچ کرنے کے بدلے وہ اُنکی آمدنی کے خرچ کرنے کا کام اپنے ذمہ لیتا ہی اُنہوں نے یہہ نہیں جانا کہ وہ زمیندار اپنے نوکروں کی خوراک اور پوشاک خریدنے میں جو کچھہ لگاتا ہی وہ اُس روپیہ میں سے کم ہو جاتا ہی جو وہ اُن نوکروں کو دیتا اور اُس سے وہ خود اپنی خوراک اور پوشاک خرید کرتے اور اگر وہ اپنے نوکروں کی خدمتوں کے عوض میں نقد روپیہ دیتا تب بھی اُنکی پرورش اُسی خوبی کے ساتھہ ہوتی جسطرح کہ جنس خرید کر دینے کی مفروضہ حالت میں ہوتی ظاہر ہے کہ کوئی شخص اسباب پر اصرار نکریگا کہ اگر انگلستان میں ہندوستان کے طور پر نوکروں کی تنخواہ میں جنسیں ملاکرتیں تو محنت کی مانگ کم ہوجاتی یا جیسا کہ کم تربیت یافتہ ملکوں میں دستور ہی کہ محنتیوں کی اسواسطے پرورش کیجاتی ہی کہ باریک کپڑہ وغیرہ جو کچھہ درکار ہو جنکو ہم بازار سے خرید کرتے ہیں مالدار لوگ اُنسے اپنے مکان پر طیار کراویں انگلستان میں بھی رواج ہوتا تو محنت کی مانگ بڑہ جاتی اور اس سے بھی کم اسباب پر اصرار ہوسکتا ہی کہ اُن محنتیوں کو جنسیں پیدا کرنے کے بدلے ساتھہ پھرنے یا دروازہ پر پہرہ دینے کے واسطے نوکر رکھا جاتا تو اس تبدیلی سے محنتیوں کی زیادہ مانگ ہوجاتی اور آبادی کو ترقی ہوتی*

رکارڈو صاحب کی اس رائے سے کہ لوگوں کی آمدنی نہ بنسبت جنسیں پیدا کرنے کے خدمتیں اداکرنے کے عوض میں خرچ ہونے سے محنتیوں کو بہت فائدہ ہی ہم اسقدر نا اتفاقی کرتے ہیں کہ ہم محنتیوں کی غرض کو بالکل اُنکی رائے کے مخالف سمجھتے ہیں اول تو

محنتي اپني امدني کا انتظام اپنے مالک کي نسبت بہت اچھي طرح
کرسکتا هی چنانچہ اگر ایک خدمتگار کو وہ سب روپیہ نقد مل سکے جو
اُسکا مالک اُسکي پرورش میں اُسکي خدمت کي عوض خرچ کرتا هی
تو اُس روپیہ کو اپنے هاتهہ سے خرچ کرنے میں اُسکو زیادہ لطف حاصل
هوگا گو وہ هاتهہ میں آتي هی خرچ کرڈالے دوسرے جو آمدني خدمتوں
کي عوض میں خرچ هوتي هے وہ عموماً ایسي چیزوں کے بدلے دیجاتي هے
جو موجود هوتي هی فنا هوجاتي هیں اور جو آمدني جنسوں کے خریدنے
میں خرچ هوتي اُسکے ایسے نتیجے باقي رهتے هیں کہ اُن جنسوں کا
اول خریدار اپنا کام نکال چکتا هی تو دوسروں کے کام میں آنے کے قابل
هوتي هیں چنانچہ انگلستان میں اکثر کم رتبہ لوگ ایسي پوشاکیں پہنتے
هیں جو حقیقت میں اُنسے عالي مرتبہ لوگوں کے واسطے طیار کي گئیں
تهیں غریبوں کے اچهے اچهے مکانوں میں اکثر ایسي ایسي میزیں اور
چوکیاں دیکھي جاتي هیں جو هرگز اُن لوگوں کے واسطے نہیں بنائي گئی
تهیں اگر انگلستان میں پچهلے پچاس برس میں پائدار چیزوں کي
نسبت سواري کے جلوس کي چیزوں پر زیادہ روپیہ خرچ کیا جاتا تو
محنتیوں کي اسایش اور کام کي چیزیں جو اب میسر آتي هیں هرگز
نہ ملتیں اور تیسرے جو آمدني جنسوں پر لگائي جاتي هی اُس سے
مادي اور غیر مادي سرمایہ دونوں پیدا هوتي هیں اور جو آمدني خدمتوں
پر خرچ هوتي هی اُس سے وہ دونوں پیدا نہیں هوتے خدمتگاري کے کام
ایسي آساني سے سیکهہ لیئے جاتے هیں کہ هم خدمتگار کو هنرمند
محنتي مشکل سے کہہ سکیے هیں خدمتگار کي جمع پونجي بہت تهوڑي
هوتي هے اور اُس سے بہت فائدہ اُٹهانا نہایت دشوار هوتا هی لیکن کاریگر
ایسا پیشہ سیکهتا هی جس میں هر سال اُسکے هنر کو ترقي هوتي هی اور
ایسے ایسے جوڑ بند اور § کیمیا گري کي ترکیبیں سیکهتا هی جو بیحد و
غایت ترقي پاسکتي هیں جس میں ایک هے ایجاد هونے سے اُسکا موجد
دولتمند هوسکتا هی اور تمام ضلع بلکہ تمام ملک میں دولت پهیل سکتي
هی ایک محنتي کاریگر اپني آمدني کا ایک بڑا حصہ بچاکر کسی

§ کیمیا اُس علم کو کہتے هیں جس سے خواص اور مزاج اشیاء مفردہ اور مرکبہ
کے معلوم هوتي هی اور کئي مفردوں کو ترکیب دیکر مرکب بنا سکتے هیں اور ایک
مرکب کے اجزا جدا کرکے اُسکے مفردات کو معلوم کرسکتے هیں *

ایسے کام میں لگاسکتا هی جس سے بڑا فائدہ حاصل هو چنانچه وہ کاریگر اپنی آمدني کي بچت سے ایک چھوٹاسا ذخیرہ اوزاروں اور مصالحوں کا خرید کرتا هی اور اُس ذخیرہ کے هر حصه کو اُس هوشیاري اور چالاکي سے جسکا چھوٹی سے ذخیرہ پر استعمال هوسکتا هی بار آور کردیتا هی انگریزوں کے اب جو بڑے بڑے دولتمند اور معزز خاندان نهایت عمدہ ایجادوں کے موجد هیں اُن میں بعض کے آباو اجداد عام کاریگر تھے اور انگلستان کے اندر زمانه حال میں کونسا خدمتگار عام نفع پهونچانے والا بلکه خود بهي دولتمند هوا غرض که تاریخ اور تجربه سے معلوم هوتا هے که جن ملکوں میں بهت سا روپیه خدمتوں کي خرید میں خرچ هوتا هے وہ ملک مفلس هوتے هیں اور جن ملکوں میں جنسوں کے خریدنے میں بهت سا روپیه خرچ هوتا هی وہ ملک مالدار هوتے هیں *

رکارڈو صاحب کي رائے لڑائي کے نتیجوں کي نسبت اور بهي زیادہ غلط هی اول تو اُسپر وہ سب اعتراض بهي وارد هوتے هیں جو همنے اُنکي اُس رائے پر کیئے هیں جو اُنهوں نے ادنے خدمتگاروں کے باب میں ظاهر کي هی چنانچه جسقدر آمدني سپاهیوں اور ملاحوں کي پرورش میں لگتي هے اُسیقدر آمدني سے کم سے کم اُتنے هي کاریگر اور خدمتگاروںکي پرورش هوگي گو وہ آمدني غیر بارآور طریقه سے خرچ کیجاوے جو حصه اُس آمدني کا کاریگروں کي پرورش میں لگا هوگا وہ نهایت مفید طور سے مستعمل رهیگا جیسا که هم اوپر ثابت کرچکے هیں سپاهیوں اور ملاحوں کي جیسا که رکارڈو صاحب کا خیال هی کچهه زیادہ مانگ نهیں هوتي بلکه بجاے ایک پهلي مانگ کے یهه دوسري مانگ قایم هو جاتي هی لیکن اُس آمدني کا بڑا حصه بارآور طور سے صرف هوسکتا اگر محبسین کو بجاے اسکے که اُن سے شهروں کي فصیلوں کے باهر کے مکانات تڑواکر ایسے مقام بنوائیں جیسے شهر کي حفاظت هو اور دریاے شور کے کنارہ کے جنگلوں کو کٹواکر جنگي جهازوں کے بیڑوں کے واسطے بندرگاہ بنوائیں اور اکثر محبسي بندرگاهوں کي مرطوب آب و هوا اور سمندر کي گرمي سردي سے مریں اور اُن محبسوں کو جهازوں پر چڑهائیں اور فصیلوں پر قواعد کرائیں ایسے کاموں میں مصروف کیا جاتا جن کاموں سے اُنکي پرورش کے

ذخیرہ کي هرسال ترقي هوتي الحاصل لڑائي هر قسم کے لوگوں کے حق
مضر اور خراب هوتي هی مگر محنتیوں کے گروہ کے حق میں جستدر
مضر هوتي هے اسقدر کسیکے لیئے نهیں هوتي *

بیان اُن سببوں کا جنپر محنتیوں کي پرورش کے ذخیرہ کي کمي بیشي منحصر هوتي هے

واضح هو کہ اب هم وہ بڑي غلطیاں جو همارے اس مسئلہ کے مخالف
نهیں بیان کرچکے کہ جن جنسوں کو هر محنتي کسیہ برس دن میں
پیدا کرتا هے اُنکي مقدار اور وضعوں کا انحصار ان جنسوں کي مقداروں
اور وضعوں پر چاهیئے جو اُسي برس میں محنتي لوگوں کے برتاؤ کے
واسطے بحسب اُنکے کنبوں کي تعداد کے کنایتاً یا صراحتاً مخصوص اور
مقرر هوویں یا یوں بیان کریں کہ اُن جنسوں کي مقداروں اور وضعوں کا
حصر اُس ذخیرہ کي کمي و بیشي پر مناسب هی جو مزدوروں کي
پرورش کے واسطے بحسب اُنکي تعداد کے مجتمع هووے *

اب یہہ سوال هی کہ ذخیرہ مذکورہ بالا کي کمي بیشي کس بات پر
موقوف هی جواب اُسکا یہہ هی کہ اول اُس محنت کي بارآوري پر
جس سے صراحتاً یا کنایتاً وہ جنسیں پیدا هوتی هیں جو مزدوروں کے برتاؤ
میں آتي هیں اور دوسرے اُن جنسوں کے صراحتاً یا کنایتاً پیدا کرنیوالوں
کي اُس تعداد پر جو تمام محنتي کنبوں کي مناسبت سے هووے اُس
ذخیرہ کي کمي بیشي کا حصر هی پس اگر هم یہہ بات دریافت کرني
چاهیں کہ ایسے دو محلوں کے محنتیوں کي اجرت جنمیں چوبیس
چوبیس خاندان محنتیوں کے هوں کس مناسبت سے هی تو همکو انهیں
دونوں باتوں کي تحقیقات ضرور هوگي چنانچہ اگر تحقیقات سے یہہ بات
دریافت هووے کہ ایک محلہ میں اتهارہ خاندان اور دوسرے محلہ
میں کل بارہ خاندان چوبیس چوبیس خاندانوں کي پرورش کے واسطے
جنسوں کے پیدا کرنے میں مشغول هیں تو بحسب غرض اسباب کے کہ
دونوں محلوں کے خاندانوں کي محنت کي بارآوري برابر هی یہہ نتیجہ

ھاتھہ آتا ھی کہ ایک محلہ کي اجرت دوسرے محلہ کي اجرت کي نسبت ایک چوتھائي زیادہ ھوگي اور اگر یہہ بات ثابت ھوجاوے کہ دوسرے محلہ کي محنت کي باراوري پہلے محلہ کي نسبت نصف کي قدر زیادہ ھی تو یہہ سمجھنا چاھیئے کہ دونو محلوں کی مقدار اجرت برابر ھوگي *

بیان اُن سببوں کا جو محنت کي بارآوري پر اثر کرتے ھیں

واضح ھو کہ پہلے پہل اُس محنت کي بارآوري پر اثر کرنے والی سببوں پر غور کرتاتي ھی جو محنتیوں کے استعمال کي جنسوں کے صراحتاً یا کنایتاً پیداکرنے پر کرتاتي ھے اور یہہ بات بھي یاد رھے کہ ھم لفظ کتا ماً کا بلحاظ اُس کل ذخیرہ کے نہیں کہتے جس سے تمام دنیا کے محنتیوں کي معیشت بہم پہنچتي ھی بلکہ اُس خاص ذخیرہ کے لحاظ سے استعمال کرتے ھیں جس سے کسي ملک خاص کے محنتیوں کي حاجت رفع ھوتي ھی کیونکہ اگر تمام دنیا ایک گروہ تصور کیا جاوے تو یہہ امر واضح ھی کہ اُس گروہ کے محنتیوں کي پرورش کا ذخیرہ ایسي جنسوں کے زیادہ پیدا ھونے سے جو اُنکے استعمال میں نہیں آتیں مثل قیطوں یا مورتوں کے نہیں بڑھ سکتا *

لیکن کسي ملک خاص کے محنتیوں کي پرورش کے ذخیرہ کا اکثر اُس آساني پر زیادہتر حصر ھوسکتا ھی اور ھی جس آساني سے وہ اُن چیزوں کو پیدا کرسکتے ھیں جوبذریعہ مبادلہ کرنیکے ذریعہ ھونے کے اُنکے اور کسي کام کي نہیں ھوتیں مثلاً چاے اور تماکو اور شکر جو انگلستان کے محنتیوں کے خاص برتاؤ کي چیزیں ھیں خصوصاً ایسي جنسوں کے معاوضہ میں حاصل ھوتي ھیں جو انگلستان سے باھر جاتي ھیں اور انگلستانیوں کي آب و ھوا۔اور عادتوں کے موافق نہیں مگر جس بڑي آساني سے انگریز اُن چیزوں کو پیدا کرلیتے ھیں جو انگلستان سے باھر جاتي ھیں اُس آساني کے سبب سے انگلستان کے محنتي چاے اور شکر کو تماکو کو بشرطیکہ قانوني مزاحمت نہوتي اُس محنت کي نسبت جو خاص اُس ملک والوں کو جہاں چاے شکر وغیرہ پیدا ھوتي ھی پیشتر

آپي هی تهوڑي محنت سے حاصل کرے اور محنتي کو اسباب سے کچهه غرض نهیں که اُسکا حورد ي علۃ انگلستان کي زمین میں پیدا هوا یا پولینڈ میں زمانہ حال کے هل کے ذریعہ سے صراحتاً پیدا هوا یا کنایتاً کپڑہ بننے کي کل کے ذریعہ سے پیدا هوا *

غرض که یہه امر ملاحظہ طلب هی که منجملہ ان دونوں سببوں کے پہلا سبب یعني محنت کي بارآوري کس بات پر منحصر هے *

جواب اُسکا یہه هی که اول محنت کي بارآوري کسقدر محنتي کے اوصاف جسماني اور نفساني اور اخلاقي یعني اُسکي محنت و مشقت اور هنرمندي اور جسم اور دماغ کي قوت پر موقوف هی اور یہه تمام امور ایسے سببوں پر موقوف هیں که منجملہ اُنکے اکثر اسباب ایسے محوي سمجھے نہیں گئے اور بعض بعض ایسے پیچیدہ هیں که مختصر بیان اُنکا نہایت دشوار هی یا اچھي طرح سمجھه میں آنا اُنکا بدون ایسے مضمونوں کي بحث کے متصور نہیں جو علم انتظام سے متعلق نہ هیں مگر اُسکے خاص منشاء میں داخل نہیں البتہ محنت اور هنرمندي وغیرہ بہت کچهه آدمیوں کي نسل اور ملک کی آب و هوا اور علاوہ اُس کے تربیت اور مذهب اور طرز گورنمنٹ پر منحصر هوتي هیں مگر هم صرف ایک سبب کو جو پیچیدہ نہیں هی اور باستثنائے کوئٹلٹ صاحب اور سرآئیونائنس صاحب کے اور کسي مصنف نے بچشم غور اُسکا ملاحظہ نہیں کیا بیاں کرینگے واضح هو که وہ سبب محنتیوں کي اوسط عمر کا زمانہ هی اور یہه امر کسقدر ایک ملک کے اوسط زمانہ عمر اور کسیقدر اُس حساب پر منحصر هی جس حساب سے اُس ملک کي آبادي ترقي پاتي هی چنانچہ انگلستان میں اوسط عمر کا زمانہ چوالیس برس کے قریب قریب خیال کیا جاتا هی اور بہت سے ملکوں میں وہ زمانہ پینتیس برس تک بھي نہیں پہونچتا اور بعض بعض ملکوں میں پچیس برس تک بھي نہیں اور بعض بعض ملکوں میں جو پچیسویں برس آبادي دوگني هوجاتي هے اور جس حساب سے که انگلستان میں اب آبادي بڑھتي جاتي هی اوسي حساب سے پچاس برس میں دوچند هوجاوے گي اور واضح هو که بلاد یورپ کي آبادي کا دوچند هوجانا ایکسو برس میں خیال کیا جاتا هی *

اب اگر دو ملکوں کي تعداد آبادي اور وہ حساب جس سے اُسمیں ترقي ہوتي ہی معلوم ہوجاوے تو اُس ملک میں جوانوں کي زیادہ تعداد ہوگي جسمیں اوسط عمر کا زمانہ زیادہ ہوگا اور اگر عمر کي درازي معلوم ہو جاوے تو اُس ملک میں آبادي سے جوانوں کو زیادہ مناسبت ہوگي جسمیں آبادي کي ترقي آہستہ آہستہ ہوگي اور اسی سبب سے عمر کي درازي اور آبادي کا ایک ڈھنگ پر رہنا یا اہستہ آہستہ ترقي کرنا محنت کي بارآوري کے لیئے مفید ہی *

دوسرے اگر محنتي کي جسماني اور نفساني اور اخلاقي صفتیں معلوم ہو جاویں تو محنت کي بارآوري کسي ملک میں کسیقدر اُن قدرتي ذریعوں پر منحصر ہوگي جن سے اُس محنت کو امداد و اعانت پہنچتي ہی یعني اُس ملک کي آب و ہوا اور قسم اراضي اور موقع اور آبادي کي مناسبت سے اُسکي وسعت پر محنت کي بارآوري موقوف ہوگي *

بعضے ایسے ملک ہیں کہ قدرت نے اُن میں انسان کي حیات قائم رکھنے کا ذریعہ نہیں بخشا اور بعضے ایسے ملک ہیں کہ اُنمیں دولت کا ذریعہ نہیں رکھا چنانچہ کسیطرح کي کوشش کیجاوے مگر کوئي گروہ آدمیوں کا جزیرہ ملول یا افریقہ کے بیابان میں مدت تک زندہ نہیں رہ سکتا اور جزیرہ گرینلنڈ یا نوارامبلا میں عیش و عشرت سے بسر نہیں کرسکتا قدرت دولت کے دینے سے انکار تو کرسکتي ہی مگر دولت دے نہیں سکتي چنانچہ دُنیا میں جو نہایت عمدہ ضلع ہیں وہ دولت کے لحاظ سے سب سے زیادہ تنگدست ہیں باوجود اسباب کے کہ جاندار اور بیجان منجرج دولت کے کمال افراط سے افریقہ اور امریکہ اور ایشیا کے بڑے حصوں کے رہنوالوں کے سامھنے جا بجا پھیلے پڑے ہیں مگر وہ نفساني اور اخلاقي اوصاف سے محروم ہیں جنکے ذریعہ سے دولت کي ناکامل اشیاء کي تکمیل کیجاتي ہی چنانچہ جزیرہ انگلستان کے باشندے بھي جزیرہ کوانگو کے باشندوں کي نسبت زیادہ دولتمند معلوم ہوتے ہیں اگرچہ کسي ملک خاص کے فائدے اُس ملک کي بارآوري محنت کے لیئے کافي باعث نہیں ہوتے مگر پھر بھي بارآوري محنت پر وہ اپنا کچھہ اثر کرتي ہیں اِسلیئے اُنسے غفلت نہیں چاہیئے کیونکہ اُنکے سبب سے ترسب یافتہ قوموں کي نئي بستیاں ایسي جلد دولتمند ہوگئیں کہ اُسکي کوئي نظیر دکھائي نہیں آتي *

دوسرے یہہ کہ محنت کی بارآوری اجناس یعنی استعمال سرمایہ کی اُس مقدار پر منحصر ہوتی ہی جس مقدار سے کہ اجناس اُسکے ساتھہ کیا جاتا ہی *

ثانی ہم استعمال سرمایہ کے فائدوں کا بیان جو استعمال آلات اور تقسیم محنت ہیں اوپر کرچکے ہیں اور اب اپنی کتاب کے پڑھنے والوں کو صرف اسقدر یاد دلانا ضرور ہی کہ منجملہ اُن تمام ذریعوں کے جو محنت کی بارآوری کے سبب ہوتے ہیں سرمایہ کا استعمال نہایت موثر سبب ہی اگر بالفرض آلات اور تقسیم محنت نہوتی تو انسان ایک ایسا حیوان ہوتا کہ اور جنگلی حیوانوں کی نسبت بہت کم حظ اُٹھاتا بلکہ اپنی پرورش بھی نکرسکتا *

چوتھے وہ اخیر سبب جو بارآوری محنت پر موثر ہوتا ہی گورنمنٹ کی مداخلت یا عدم مداخلت ہی *

چنانچہ گورنمنٹ کا بڑا کام یہہ ہی کہ ملکی اور غیر ملکی ظلم و تعدی اور مکر و فریب سے لوگوں کی حفاظت کرے مگر شامت اعمال سے گورنمنٹوں نے صرف امن و امان ہی کو نہیں بلکہ دولت رسانی کو بھی فرض اپنا سمجھا ہی یعنے یہی نہیں کہ اپنی رعایا کو اس قابل کریں کہ وہ امن و امان میں مال و دولت کی تحصیل کرکے اُسکا حظ اُٹھاویں بلکہ یہہ سکھانا کہ وہ کیا کیا چیزیں پیدا کریں اور کس طور پر اُنکو کام میں لاویں اور اپنے کار و بار کے اہتمام کس طور پر کیا کریں اور ان سب باتوں کی تعمیل رعایا سے جبراً کرانا بھی اپنے ذمہ فرض سمجھا ہی زیادہ تر بد قسمتی یہہ ہی کہ گورنمنٹوں نے جسقدر جہل و حماقت سے یہہ کام فرض اپنا سمجھا اُسقدر جہل و نادانی سے اُسکے انجام دینے کا ارادہ کیا کسقدر اُس تدبیر کے ذریعے سے جسکو تدبیر تجارت کہتے ہیں اور وہ یہہ بات تعلیم کرتی ہی کہ دولت سے صرف سونا اور چاندی مراد ہی اور ترقی اُسکی جنسوں کے باہر جانے سے ہوتی ہی جنکے معاوضہ میں روپیہ باہر سے آوے اور کسقدر اس گمراہی سے کہ جب تجارت کسی شخص یا کسی جماعت پر منحصر ہو جاتی ہی اور عوام لوگ اُس سے روکے جاتے ہیں تو نقصان کو کیسا ہی بڑا ہو پراگندہ ہونے سے معلوم نہیں

هونا اور فائدہ گو کیسا هي تهوڑا سا هو مگر اکهتا هونے سے ظاهر معلوم پڑتا هی تجارت کے مدبروں کا ایک مدت سے یہہ بڑا قاعدہ قرار پایا هی کہ بلا واسطہ محصول کے درپے هوں اور بواسطہ تحصیل پر التفات نکریں اور اُن فائدوں کي شرکت سے انکار کریں جو قدرت نے اور ملکوں کو عنایت کیئے هیں اور اپنے ملک کے اُن فائدوں میں جو قدرت نے بخشے هیں اور ملکوں کو شریک کریں اور اپنی رعایا کي محنت کو اُن طریقوں سے جبراً قهراً پهیرکر جنمیں اُسکو فائدے حاصل هوتے هوں اُن طریقوں میں ڈالیں جو اُسکي آب و هوا اور عادات اور اقسام زمین کے مناسب نهوں *

واضح هو کہ اسباب مذکورہ بالا کے ذریعہ سے چند روز گذرے کہ تربیت یافتہ دنیا میں اس عام کي ایک عجب صورت پیش آئي جسکے ساتهہ عام مصیبت بهي تهي یعني † لڑائي کے زمانہ میں بہت بڑا حصہ جنوبي یورپ کا ایک بہت بڑي سلطنت بن گیا اور ایک هي بادشاہ ڈینمرک سے لیکر روم تک حاکم هوگیا اور وہ صدها پرمٹ کي چوکیاں اور تحصیلداریاں جو پہاڑوں اور سمندروں سے زیادہ تجارتوں کي سدراہ تهیں یکقلم برخاست کیں نپولین تدبیر تجارت مذکورہ بالا میں نہایت مستغرق تها اور اُسکے طریقوں سے واضح هوتا هی کہ خیالات اُسکے محض اندها ڈهونڈني کے تعصب پر مبني تهے اور بلحاظ اُس تدبیر تجارت کے اُسکو یہہ یقین تها کہ ازادانہ تجارت جود مختار سلطنتوں میں ایسي هوتي هی جیسے چند شخصوں میں قمار بازي هوتي هے اس وجهہ سے ضرور هے کہ ایک نہ ایک فریق نقصان اُٹهاتا هی یعني وہ فریق جسکو زمعداد حساب کے بعد باقي رقم نقد دیني پڑتي هی ٹوٹے میں رهتا هی اور ملک فرانس اور ملک اٹلي جو جدے جدے بادشاهوں کے تحت حکومت تهي تو یہہ اُسنے یقین کیا هوگا کہ اگر ان دونوں ملکوں کے باشندوں کو آپسمیں تجارت کرنے کي اجازت دیجاویگي تو بلاشبهہ ایک نہ ایک کو نقصان هوگا مگر اُس تدبیر تجارت کے اندهے بانیوں کو یہہ جرات نہوئي کہ ایک هي سلطنت کے اضلاع متصلہ کے باشندے جو باهم تجارت کرتے هیں اُسپر بهي یہہ اعتراض کرتے چنانچہ جبکہ نپولین نے ملجئم اور فرانس کو زیر حکومت

---

† اس لڑائي سے نپولین اول شہنشاہ فرانس کي لڑائي مراد هی جسکے خلاف پورا تمام یورپ نے اتفاق کیا تها اور یہہ لڑائي سنہ ۱۸۱۲ع میں ختم هوئي تهي

کیا تو دونوں ملکوں کو بیع و شرا کی اجازت عطا فرمائی مگر آسٹریا اور فرانس کو تجارت کی رخصت ندی اور دھی اُسکا یک لخت اس امر سے خالی رہا کہ مبادلوں کے فائدے اسباب پر موقوف نہیں کہ بایع اور مشتری ایکھی بادشاہ کی رعایا یا جدے جدے بادشاہ کے تحت حکومت ہوویں اس بادشاہ کی دھی تجویزیں اُن غلطیوں کی نظیریں ہیں جو آج کل بہت سی جاری ساری ھیں اور آخر وہ تجویزیں اُسکی مستحکم عام سمجھ کے مقابلہ میں معاملات میں ایک نہایت خفیف اختلاف کے ظہور میں آنے سے مٹ گئیں اگرچہ اُن حقیقتوں میں جنپر ہم گفتگو کر رہے ھیں کوئی تبدیلی واقع نہوئی *

جب کہ لڑائی ختم ہوچکی تو نپولین کی بادشاہت ٹوٹ پھوٹ کر کئی خود مختار بادشاہتیں ہوگئیں اور ہر بادشاہ جدید نے اُن قیدوں کو اپنی سلطنت میں قایم کیا جنکو نپولین بادشاہ کی زور و قوت نے توڑا تھا افسران پرمٹ اور رہگذرباں اپنے ملک کی آمدنیکے بڑھانے اور اپنے ہمسایوں کی ترقیات کو روکنے کے لیئے ایسے ہی موثر ذریعہ معلوم ہوئے جیسکہ لڑائی کے دنوں میں جہاز اور فوجیں تھیں چنانچہ فرانس کی جنسیں جو اٹلی اور بلجیم میں تجارت کی راہ سے گئی تھیں اور بلجیم اور اٹلی کی جنسیں فرانس میں گئی تھیں روک دی گئیں امریکا والوں نے خاص خاص جنسوں پر جو غیر ملک سے آویں یا غیر ملک کو جاویں محصول مقرر کئیے اور انگلستان والوں نے غلہ کی نسبت قانون جاری کئیے غرض کہ تدبیر تجارت میں اشیاء مطلوبہ کی ممانعت کا پھر دستور قایم ہوا چنانچہ روسیوں نے جنکے ملک میں غلہ بہت پیدا ہوتا ہی بیگانہ ملکوں کے کارخانہ کی مصنوعی چیزوں کی اپنے ملک میں آنے سے ممانعت کی اور انگلستان والوں نے جنکے ملک میں مصنوعی چیزیں بہت سی بہم پہونچتی ھیں اپنے ملک میں غلہ کے آنے کی ممانعت کی *

ہماری رائے میں روسیونکا طریقہ عمل کی روسے انگلستان والونکی نسبت زیادہ قابل انکار اور شرارت خیز تھا روسی قدیم رسم تجارت پر انگلستان والوں کی نسبت کمال ہمت اور اصرار سے قایم رہی ھیں اور حقیقت یہہ ہے کہ سارے تغیرات اُس ملک میں ایسے ہوئے کہ ہر تغیر کے ساتھہ امتناع تجارت اور محصول پرمٹ زیادہ ہوا لیکن اصول کی روسے خام پیداوار

کے اپنے ملک میں نہ آنے دینے پر جو اعتراض وارد ہوتے ہیں وہ اُن اعتراضوں سے نہایت قوي اور مضبوط ہیں جو مصنوعي چیزوں کي ممانعت پر عاید ہوتے ہیں اول یہہ کہ ناظنار اور کسقدر طیار جنسیں محنتي کي ضروریات میں کام آتي ہیں پس عمدہ عمدہ اشیاء طیار شدہ کی اپنے ملک میں آنے پر کچھہ ہي قیدیں لگائي جاویں اُنکا محنتي ادمي پر کچھہ اثر نہیں پہونچتا مگر جو قانون خام پیداوار کے اپنے ملک میں انے کي ممانعت میں جاري ہوتے ہیں وہ خاص محنتیوں کے حق میں نہایت مضر ہوتے ہیں اور حقیقت یہہ ہے کہ مقصود اُنکا اُس نرخے دھیرہ کا گھتانا ہی جس سے محنتیوں کي پرورش ہوتي ہی دوسرے جب کاشتکار ملک بیگانہ ملکوں کي مصنوعي چیزوں کي ممانعت کرتا ہے تو خام پیداوار کي کسي قدر قیمت گھت جانے کي جہت سے جو اُسکے باہر جانے کي ممانعت کے باعث سے ضرور گھتیگي محنتي نقصان کا معاوضہ پالیتا ہی اور برخلاف اُسکے اگر کارخانہ دار ملک خام پیداوار کے آنے کي ممانعت کرتا ہی تو تمام جنسوں کي قیمت سوائے محنت کي قیمت کی ترقي کي طرف مائل کرتي ہی اور محنتي آدمي ہر شی ضروري کے حاصل کرنے میں جو اُسکو درکار ہوتي ہی نہایت دشواري اُتھاتا ہی مگر یہہ امر زیادہ تر تصریح طلب ہے چنانچہ ہم ثابت کرچکے ہیں کہ جسقدر خام پیداوار کي مقدار زاید پیدا کیجاویگي اُسکي نسبت سے زیادہ خرچ اُسپر پڑیگا مصنوعي چیزوں کي اپنے ملک میں آنے دینی کي ممانعت کرنا گویا اپنے ملک سے خام پیداوار کے باہر جانے دینے کي ممانعت کرنا ہی ورنہ خام پیداوار کے عوض میں مصنوعي چیزیں لیجاتیں اب مبادلہ نکرنے کي حالت میں تھوري سے خام پیداوار کي حاجت ہوتي ہی اسلیئے وہ کم پیدا کیجاتي ہی اور اُسکي پیداوار میں صرف بھي کم ہوتا ہی اور محنت جو کپڑے اور مصنوعي چیزوں کي طیاري میں صرف ہوتي ہی پھل اُسکا کم ہوتا ہی مگر جو محنت خام پیداوار کے پیدا کرنے میں صرف کیجاتي ہی پھل اُسکا زیادہ ہوتا ہی پس خام پیداوار کي قیمت گھت جاتي ہی اور محنتي آدمي کا کھانے پینے کي چیزوں میں جو صرف کم پڑتا ہی تو کسیقدر اُس نقصان کا معاوضہ ہو جاتا ہی جو اور چیزوں کي گراني سے اُسکو ہوتا ہی مگر بہت سي برائي زمینداروں کے

حق میں ہوتي هی اور برخلاف اُسکے جسقدر زیادہ مقدار مصنوعي چیزوں کي طیار کیجاوے اُسیقدر اس مقدار کي نسبت سے اُسکے طیاري کا خرچ کم پڑتا هی اور جسقدر که مصنوعي چیزوں کي مقدار حصول کو ترقي ہوتي جاتي هی اُسیقدر زیادہ عمدہ کلیں رواج پاتي جاتي هیں اور محنت کي تقسیم زیادہ ہوتي جاتي هی اور جسطرح سے مصنوعي چیزوں کي اپنے ملک میں آنے کي ممانعت گویا خام پیداوار کا باہر بھیجنے دینا هی اسیطرح سے خام پیداوار کے اپنے ملک میں آنے پر قیدیں لگانا حقیقت میں مصنوعي جنسوں کے باہر بھیجنے پر قیدیں لگانا هی اب اس حالت میں جو مصنوعي جنسوں کي کم ضرورت ہوتي هی تو وہ طیار بھي کم کیجاتي ہیں اور جو کچھہ که طیار ہوتي هیں اُنکي طیاري میں اُنکي مقدار کي نسبت سے اُسي زیادہ محنت صرف ہوتي هی جو اُنکي بہت سے مقدار کے طیار ہونے میں صرف نہوتي اور اپنے ملک میں پہلے کے نسبت خام پیداوار زیادہ پیدا کرنا ضروري ہوتا هے اور اس مقدار زاید کے پیدا کرنے میں بھي اُسکي مناسبت سے زیادہ لاگت لگتي هی حاصل یہہ که ایک قسم کي جنسوں کي قیمت تو اِسلیئے زیادہ ہوجاتي هی که اُنکے زیادہ پیدا کرنیکي ضرورت ہوتي هی اور دوسري قسم کا مول اِسلیئے زیادہ ہو جاتا هی که کم پیدا ہونا اُنکا ضروري ہوتا هی اور ہر طرح سے محنت کي بارآوري کم ہو جاتي هی ان صورتوں میں صرف زمیندار ضرر سے محفوظ رہتا هی *

مگر گورنمنٹ کي مداخلت کا ضروري نتیجه یہه برائي ہوتي هی که کسیقدر محنت نامناسب کاموں میں صرف ہونے لگتي هی گورنمنٹ کے کار و بار بلا وصول ہونے عام محاصل کے انجام نہیں پاسکتي اور بڑي رقم محاصل کي بغیر محصول لگانے کے حاصل نہیں ہوسکتي اور محصول سے بچنے کے لیئے محنتي لوگ اپنے اصلي طریقوں سے انحراف کرتے هیں اور جن محصولوں پر یہه اعتراض کم وارد ہوسکتا هی اُنمیں سے ایک تو اراضي کا لگان هی مگر ثمرہ اُسکا یہه هی که لوگ اراضي کي کاشت پر سرمایه صرف نکریں اور دوسرے منافع پر کا محصول هی مگر وہ سرمایه کے باہر جانے کا باعث ہوتا هی اور تیسري آمدني کا محصول هی جسکا نتیجه یہه ہوتا هی که وہ سال اکھٹے ہونیکا مانع ہوتا هی چونکے اجرت کي

محصول جسکا پھل یہہ ہوتا ھی کہ اُجرت کی عوض میں بجاے نقد ملنے کے جنس ملنے کا زیادہ رواج ہو جاتا ھی اور محصی لوگ ایسی چیزوں کے حاصل کرنے سے باز رہتے ہیں جو دیر تک قائم رہیں اور محصی نہ رہ سکیں اسباب سے عوض اُسکی یہہ ہوتی ھی کہ اُسکو افلاس کا بہانہ ہاتھہ لگے اور جنکہ خاص خاص چیزوں پر محصول لگتا ھی تو اُس سے بچنے کے لئیے کم محصول رکھنے والی اور سستی سستی چیزیں قائم کیجاتی ہیں چنانچہ بیر اور مالت شراب کا محصول اُنکے بجاے سپرٹس شراب کے استعمال کرنے سے اور چاء اور بن کا محصول اُنکی جگہہ علہ بریاں کے کام میں لانے سے بیر سے ٹالا جاتا ھی عرصکہ ہر ایسا محصول بھی جس سے لوگ اپنی چالاکی اور تدبیر سے بچ رہتے ہیں مضرت سے خالی نہیں ہوتا چنانچہ مکان میں کھڑکی رکھنے کے محصول سے بچنے کے لئیے کھڑکی بند کرنے سے سارے گھر کی ہوا اور روشنی بند ہو جانی ممکن ھی مگر محصول سرکاری کا اُس سے کچھہ اضافہ نہیں ہوتا نہایت اور بڑی مضرت اُن محصولوں سے ہوتی ھی جو محنت کے ذریعوں اور پیشوں پر لگائے جاتے ہیں چنانچہ جب تک نمک کا محصول قائم رہا تب تک کار زراعت میں نمک کا استعمال نہایت کم ہوا اشتہاروں کے محصول سے اشیاء کے بیچنے والے اور لینے والے اس بات سے بیخبر رہتے تھے کہ کسکو حاجت ھی اور کون شخص اُنکو بہم پہنچا سکتا ھی شراب اور شیشہ اور چمڑے کے محصول سے اُنکی طیاری میں انگلستان صرف اپنے اصلی بزرگی سے محروم نہیں رہا بلکہ یورپ کے اُن ملکوں سے جنمیں مصنوعی جنسوں کی طیاری کی ترقی ہوئی بہت پیچھے رہ گیا کارخانہ داروں کو چنگی کا محصول ادا کرنے میں کوئی فریب اور دھوکا نہ دے سکنے کے لئیے صدہا ایسے قواعد اور قیود کا پابند کیا گیا ھی جو بسبب محنت؟ اور لوازمات کے بخوبی کام میں لانیکے مخالف اور ترقیوں کے مانع ہیں اور ترقی کے لئیے تبدیلی لازم بھی اب ایسی ترکیب میں جو قانوں سے مقرر ھی ذرا سی بھی تبدیلی کرنے سے کارخانہ دار پارلیمنٹ کے قانون کے جال میں پھنستا جاتا ھی *

یہہ بات عموماً خیال کیجاتی ھی کہ ہر وقت آدمی محصول کا شاکی ھی مگر وہ اُس مصیبت اور خرابی سے بہت کم واقف ھی جو

محصول سے کماحقہ اُسپر عاید ہوتي ہی اور یہہ بات چند مثالوں سے
ثابت ہوسکتي ہی مگر ہم اُنمیں سے صرف ایک مثال منتخب کرتے ہیں
چنانچہ اکثر لوگ اسباب سے واقف ہیں کہ لاھی طیار کرنے کے جو عام
جوؤں کي نسبت جو حیوانوں کے کام آتے ہیں بہت زیادہ قیمت رکھتے
ہیں اور اسباب میں بھي کسی کو شک شبہہ نہیں کہ نیز شراب کا مول
اسي وجہہ سے زیادہ ہوتا ہے مگر غالباً اُن دس ہزار آدمیوں میں سے جنکے
صرف میں وہ شراب آتي ہی کسي شخص کو یہہ خیال نہیں آتا کہ اس
شراب کي اسقدر قیمت کا باعث محصول ہی مگر حقیقت یہہ ہی کہ
چنگي کے قانونوں میں جو قاعدے کہ لاھی کي طیاري کے لئے مقرر کئے
گئے ہیں اگر اُن قاعدوں کے موافق لاھی کے لایق جو نہیں سمجھے جاتے
اور قاعدہ مندرجہ قانون مذکور میں کوئی تبدیلي کیجاوے تو اُن جوؤں کا
بہت عمدہ لاھی طیار ہوسکتا ہی اُن قاعدوں کا دباؤ ایسا ہی کہ کوئي اُن
جوؤں کا لاھی نہیں بنا سکتا پس قانون کے سبب سے بہت سے عمدہ جو
کام نہیں آتے اور علی‌ہذالقیاس کمال آساني سے یہہ بات بھي خیال
کیجاسکتي ہی کہ اگر ہل جوتنے اور زمین کے کمانے اور تخم ریزي اور
کاشت کے وقت اور طریقے بھي قانون کي روسے قرار دیئے جاتے تو ایک
بڑا حصہ اراضي کا جسمیں اب پیداوار ہوتي ہی بیکار اور ویران
پڑا رہتا *

اگر کوئي ملک اپنے گورنمنٹ یا اور سلطنتوں کي زیادہ سعایي
اور حماقت سے بہت سا محاصل ادا کرنے پر مجبور کیا جاوے تو اُس
ملک کي رعایا محصول کے صریح اثروں کي نسبت بالکنایت اثروں سے
زیادہ مضرت اوٹھاویگي یعني اُنکو محصول ادا کرنے سے اسقدر نقصان
نہیں پہونچتا جسقدر کہ اُنکي تحصیل کے طریقوں پر قیدیں لگنے سے
پہونچتا ہی *

پس جن سببوں سے اُس محنت کي بارآوري دریافت ہوتي ہی جو
محنتوں کے استعمال کي جنسوں کے صراحتاً یا کنایتاً پیدا کرنے میں
صرف ہوتي ہی چار سبب معلوم ہوتے ہیں پہلے محنتي کي ذاتي
خصلت اور جسماني اور نفساني اور اخلاقي اوصاف دوسرے وہ مقدار
اسباب کي جو قدرتي ذریعوں سے اُسکے ہاتھہ آوے تیسرے وہ مقدار

امداد کي جو سرمايه سے بهم پهنچتي هے چوتهے وه مقدار ارادے کي جو اسکو محنت کرنے میں حاصل هوتي هے *

بیان اُن سببوں کا جو محنت کو اُن جنسوں کي پيداوار سے باز رکهتي هين جو محنتي کنبوں کے برتاؤ میں آتي هين

واضح هو که وه اسباب تين هيں ايک لگان دوسرے محصول تيسرے منافع اگر تمام محنتي ايسي چيزوں کي پيداوار ميں صراحتاً يا کنايتاً مصروف هوتے جو خاص اُنکے برتاؤ ميں آتي هيں تو اجرت کي شرح بالکل بارآوري محنت پر منحصر هوتي مگر ظاهر هے که يهه ممکن نهيں هوسکتا که محنتي لوگ هي تمام ملک کے قدرتي ذريعوں اور سرمايوں کے خود مالک نهوں لیکن ايسي حالت وه وحشيانه زندگي هے جسميں امتياز مراتب اور تقسيم محنت نهو اور ايسي حالت هے جسميں بعض اوقات چند وحشي خاندان متفرق پائے گئے اور اُسميں اُن صورتوں ميں سے کوئي صورت ظهور ميں نهيں آتي جنکے سبب دريافت کرنيکا کام انتظام مدن سے علاقه رکهتا هے واضح هو که تربيت يافته لوگوں ميں ايک بڑا حصه محنت کا اُن چيزوں کے پيدا کرنے ميں صرف هوتا هے جنکے برتنے ميں محنتيوں کا حصه نهيں هوتا اور اسلئيے تربيت يافته لوگوں ميں محنتيوں کي پرورش کے ذخيره کي قلت و کثرت محنت کي بار آوري پر هي منحصر نهيں بلکه محنتيوں کے استعمال کي چيزوں کے پيدا کرنے والوں کي ايسي تعداد پر بهي منحصر هے جو تمام محنتي کنبوں کي تعداد کي مناسبت سے هو *

يهه امر صاف واضح هے که جو محنت محنتيوں کي پرورش کے ذخيره کے بهم پهونچانے ميں لگتي وه اُس ميں صرف نهونے کي حالت ميں تين کاموں ميں لگتي هے اول اُن جنسوں کے پيدا کرنے ميں جو قدرتي ذريعوں کے مالکوں کے استعمال ميں آتي هيں اور دوسرے اُن جنسوں کے پيدا کرنے

میں جو گورنمنٹ کے استعمال میں آتی ہیں تیسرے اُن جنسوں کے پیدا کرنے میں جو سرمایہ کے مالکوں کے برتاؤ میں آتی ہیں یا مختصر یوں کہا جاوے اگرچہ اسطرح کہنا بالکل صحیح نہوگا کہ محنت اجرتوں کے پیدا کرنے میں صرف ہوئے کی بجاے لگان محصول اور منافع کے پیدا کرنے میں صرف کیجاوے *

اول لگان کا بیان

ہم ابھی بیان کرچکے کہ زر لگان کسقدر اُس قدرتی ذریعہ کی بارآوری پر منحصر ہی جسکی اعانت کے واسطے وہ ادا کیا جاتا ہی اب سمجھنا چاہئیے کہ اُس قدرتی ذریعہ کی بار آور قوت میں ترقی آنے سے لگان میں ترقی آتی ہی اور اجرت کی کمی ظہور میں نہیں آتی *

چنانچہ وہ ترقیاں جو پچھلے ایک سو برس میں زراعت کے بن میں ہوئیں اُنہوں سے اسکاٹلینڈ کی نشیب کے حصہ کے زمینیں بڑی بارآور ہوگئیں اور اسی وجہہ سے لگان کی مقدار بہت بڑہ گئی اور ترقی لگان کے ساتہہ اجرت کی ترقی بھی ہوئی اگر چہ برابر نہوئی آدم اسمتہہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ جس ‡ زمانہ میں میں نے کتاب تصنیف کی تو اُنہوں محنتی کی عام اجرت فی یوم پانچ آنہ چار پائی یا فی ہفتہ دو روپیہ تھے اور فی زمانہ یہہ حال ہی کہ فی ہفتہ چار روپیہ سے بھی زیادہ زیادہ ہے اور یہہ ایسی رقم ہی کہ اُس سے خام پیداوار بقدر ایک ثلث کی اور طیار شدہ جنسیں نگنی یا چوگنی پہلی اجرتوں کی نسبت سے زیادہ خریدی جاسکتی ہیں اگرچہ اسکاٹلینڈ کی نشیب کی زمینوںکا لگان نگیے سے زیادہ ہوگیا اور اُس شے کا ایک بڑا حصہ جو محنتی پیدا کرتا ہی زمیندار کے فائدہ کے واسطے پیدا کیا جاتا ہی مگر تمام پیداوار کی مستقل ترقی سے اس ظاہری نقصان کا معم‌البدل ہو جاتا ہی فرض کیا جاوے کہ بیس بشل پیدا کرنے کی جگہہ جنس سے دس بشل زمیندار لیتا تھا اور دو بشل سرمایہ والا اور آٹہہ بشل محنتی پاتا تھا اب محنتی آدمی پچیس بشل پیدا کرتا ہی جنس سے بارہ بشل آپ لیتا ہی اور تین سرمایہ والا اور دس زمیندار پاتا ہی *

‡ واضح ہو کہ یہہ زمانہ وہ تھا جسمیں سنہ ۱۷۷۵ ع سے انگلستان والے اور امریکہ والے انگریزوں میں لڑائی ہوئی اور قریب سات برس کے لڑائی رہکر آخر امریکہ والے انگریز اپنے مربیوں یعنے انگلستان والوں کی اطاعت سے آزاد ہوگئے *

حاصل یہہ کہ اگر کسي ملک میں بڑا حصہ محنتیونکا اُس ملک کے قدرتي ذریعونکے مالکوں کے استعمال کي چیزوں کے پیدا کرنے میں مصروف کیا جاوے تو یہہ بات ضرور نہیں کہ محنتیوں کي پرورش کے ذخیرہ میں کمي واقع هووے کیونکہ ایسے محنتیوں کا هونا بسبب بڑے بارآور قدرتي ذریعوں کے سمجھا جاتا هی اور وہ لوگ اپني معاش اُس ذخیرہ عام سے حاصل نہیں کرتے جو اُن بارآور قدرتي ذریعوں کے نہونے کي حالت میں بھي اُس ملک میں هوتا بلکہ اُس اضافہ سے حاصل کرتے هیں جو قدرتي ذریعوں کي زیادہ بارآوري سے اُس ذخیرہ میں هوتا هی *

جب کہ هم یہہ بات کہتے هیں کہ محنتي کو لگان سے کچھہ سروکار نہیں اُس سے وہ لگان سمجھنا چاهئیے جو قدرتي ذریعوں کي بڑي بارآوري سے حاصل هوتا هی اور وہ لگان خیال نہ کرنا چاهئیے جو ترقي آبادي کي وجہہ سے زیادہ هوتا هی هم پہلے بیان کرچکے کہ اگر موانع موجود نہوں تو وجہہ معیشت آبادي سے زیادہ مناسبت کے ساتھہ ترقي کریگي مگر یہہ امر بھي ممکن هے جیسا اُسي جگہہ بیان کیا گیا هے بلکہ عقاید باطل اور بدعملي کي جہت سے غالب هی کہ ایک ملک کے باشندوں کي تعداد اسطرح بڑہ جاوے کہ خام پیداوار کے حاصل کرنے کے صریح یا غیر صریح ذریعوں کي ترقي اُسکے موافق نہو ایسي صورت میں لگان بڑہ جاویگا اور وہ محنت جو آبادي کے بدستور قایم رهنے میں محنتیوں کے استعمال کي جنسوں کے پیدا کرنے میں صرف کیجاتي اب اُن جنسوں کے پیدا کرنے میں صرف هوگي جو زمیندار کے برتاؤ میں آتي هیں البتہ اسطرح بڑہ جانا لگان کا عوام کے حق میں مضر هوگا اور یہہ بات بھي یاد رکھني چاهئیے کہ هر ملک کي گورنمنٹ اسباب کي تجویز کسي قدر اپنے اختیار میں رکھتي هی کہ مختلف گروہ اُسکي رعایا کے کس کس نسبت سے محصولات سرکاري ادا کریں چنانچہ بعض بعض گورنمنٹوں نے حتے الامکان جد و جہد کي کہ محنتي لوگ محصولات سرکاري سے آزاد رهیں اور جہانتک ممکن هو وہ بوجھہ زمینداروں پر ڈالا جاوے اور بعضي گورنمنٹوں نے ایسے کاموں کے مصارف کا بوجھہ زمینداروں پر ڈالا جنکا فائدہ صرف اُنهیں کي ذات پر منحصر نہیں جیسے قایم کرنا یا برقرار رکھنا سڑکوں اور پلوں کا اور ترتیب عقلي اور تہذیب اخلاق اور تعلیم مذهب کا بہم پہنچانا اور بیماروں

کے واسطے خیراتي اسپتالوں کا مقرر کرنا بلکہ بدرست مسکینوں کي پرورش
کرنا اور بعضي گورنمنٹوں نے برعکس اسکے زمینداروں کي مراعات سے مصارف
سرکاري کا بار محنتي لوگوں پر اور اکثر گورنمنٹوں نے مذکورہ بالا طرزوں میں
سے ہر طریقہ کو مختلف موقعوں پر یا اپنے مصارف کے مختلف حصوں
کے لحاظ سے اختیار کیا غرضکہ ہر ایسے قاعدہ سے یہہ بات لازم ہوتي ہی
کہ اُن محنتیوں کي تعداد جو زمینداروں کی فائدے کے کاموں میں
مصروف رہتے ہیں اُن محنتیوں کي تعداد کے مقابلہ میں گھٹ جاوے یا
بڑہ جاوے جو محنتیوں کے فائدہ کے کاموں میں مصروف ہوں *

ایک اور مانع جو محنتیوں کے دونوں فریق مذکورہ بالا کي مناسب
تعدادوں میں رخنہ اندازي کرتا ہی گورنمنٹ کي طرف سے ایسے لگان کے
قایم کرنے کا ارادہ ہی جو قدرت کي بخشش کو بجبر و اکراہ محدود کرنے
سے ممکن ہوتا ہی مثلاً اگر انگلستان میں ایرلینڈ کے غلہ کي ممانعت
بدستور قایم رہتي تو انگریزي زمینداروں کي آمدني ضرور بڑہ جاتي اور
اسیطرح اگر صرف ایک ہي کارخانہ کے کوئلہ کے جلانے کي اجازت ہووے
تو اُس کارخانہ کے مالک کي آمدني شاہزادوں کي سي آمدني ہو جاوے ،
مگر ایسے انحصار تجارت سے جو آمدني ہو وہ لگان نہیں بلکہ ظلم اور
لوٹ کھسوٹ ہی *

دوسرے محصول کا بیان

واضح کہ وہ دوسرا مطلب جسکي طرف محصولوں کے استعمال کي جنسوں
کے پیدا کرنے سے پہیر کر محنت لگائي جاتي ہی سرکاري مصارف کا بہم
پہنچانا ہے یہہ بات واضح ہے کہ جسقدر محنت غیر ضروري محکموں کے
قایم رکھنے کےلیئے صرف ہوتي ہے اور جسقدر زاید محنت جو ضروري محکموں
کے قایم رکھنےکے واسطے فضول خرچي سے صرف ہوتي ہی وہ تمام لوگوں کي
آمدني میں منہا ہو جاتي ہے اور اس سے بہي زیادہ مضر ایسے کاموں میں
محنت کا خرچ ہونا ہی جو محض لغو و بیفائدہ ہي نہیں بلکہ حقیقت
میں شر و فساد کے باعث ہیں جیسے بتخانوں کي رعایت اور پوجاریوں
کي پرورش کرنا جس سے عقاید اور اخلاق عوام کے خراب ہو جاتے ہیں
اور ایسے ہي قایم رکھنا اُن بحري بري فوجوں کا جنسے ایسے ملکوں اور
صنعتوں کي تجارت کو غارت اور تباہ کیا جاوے جنکو قدرت نے تو باہمي فائدے

پہونچانے کے قابل کہاں ہی مگر اُنکے حاکموں کی حماقت یا شرارت سے باہمی
برائی پہونچانے کے باعث ہو جاتی ہیں اور ایسی روکاوٹوں اور بندشوں کا
قائم کرنا جنکے ذریعہ سے قوموں میں تجارت کی سد اور مخالفت کو اصلی
دشمنی کی طرح کام میں لاویں اگرچہ غیر ضروری محصول کو ناقابل الزام
کاموں میں خرچ کیا جاوے تسپر بھی وہ محصول فریب اور غارت گری
ہی اور حقیقت یہہ ہی کہ نام اُس شی کا رکھنا جسکے بیچنے اُسکے
حصول کے ذریعوں سے بھی زیادہ مضر ہوں نہایت دشوار ہی یعنی ایسے
شی کا نام رکھنا جو غارت اور زیادہ سمانے کو زیادتی مصرف کا وسیلہ
بناتی ہی مشکل ہی *

بادی النظر میں یہہ امر ظاہر ہوتا ہی کہ صرف اس مضر اور لغو
اور بےفائدہ خرچ کوہی وہ منہائی سمجھنا چاہیئے جو اخرجات میں سے
کہاتی ہی کیونکہ جو محنت گورنمنٹ کے واجب اور جائز مطلبوں میں
خرچ کیجاتی ہی اُس سے محنتیوں کو اُسیقدر فائدہ متصور ہی جسقدر
کہ اُنکو اپنے استعمال کی چیزوںکے صراحتاً پیدا کرنےپر محنت کرنے سے ہوتا
ہی گورنمنٹ کا بڑا مطلب رعایا کی حفاظت ہی اور یہہ حفاظت تمام
برکتوں میں سے ایک بڑی برکت ہی اور ایسی کچھہ ہی کہ بغیر سب کے
باتفاق سعی کرنے کے بہت کم حاصل ہوسکتی ہی جو مصنف اسباب پر
اصرار کرتے ہیں کہ جو کچھہ محصول کے ذریعہ سے حاصل کیا جاتا ہی وہ
ملک کی آمدنی سے کم ہو جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اُنہوں نے یہہ نتیجہ
اس خیال سے نکالا ہی کہ گورنمنٹ کا مقصود مثبت امر نہیں بلکہ منفی
اثر پہنچانا ہی یعنے بھلائی پہونچانا نہیں بلکہ برائی کی روک تہام
کرنا ہی اس لیئے اُن مصنفوں نے یہہ تھیک تصور کیا کہ جو کچھہ اِس
طرح صرف کیا جاتا ہی وہ رعایا کی خالص آمدنی میں سے کم ہوجاتا
ہی مگر باوجود اسکے یہہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ہر شخص کے
اخراجات کے بڑے بڑے مقصدوں میں سے صرف برائی کی روک تھام بھی
ایک بہت بڑا مقصد ہوتا ہی چنانچہ ہم مکانات اسواسطے نہیں بناتے
کہ کمروں کی گھری ہوئی ہوا میں سانس لینا ہمکو پسند ہی بلکہ اُسلیئے
بناتے ہیں کہ اُنکی دیواروں اور چھتوں سے موسم کی گرمی سردی سے پناہ
ہو جاتی ہی اور اسیے ہی دوائیاں خوشی کے واسطے نہیں خریدتے بلکہ

رفع بیماری کے لئے خرید کرتے ہیں مگر کسی شخص نے احمک یہہ
خیال کیا کہ دواؤں کی خریداری اور مکانوں کے کرایہ میں جو کچھہ
صرف ہوتا ہی وہ اُسکی آمدنی سے منہا ہوتا یعنی گھٹ جاتا ہی کسی
† فرینڈلی سوسئیتی کے ممبر اگر آپسکے چندہ سے بیماری میں کام آنے کے
واسطے کچھہ روپیہ اکھتا کریں تو اُس چندہ کی امداد کو اپنی اخرج کی
منہائی نہیں سمجھیے بلکہ ایک طرحکا خرچ سمجھیے ہیں ہاں اب یہہ
پوچھا جاتا ہی کہ اُن ذریعوں کے واسطے جنسی اپنے ملک اور غیر ملک
کے جبر و تعدی اور مکر و فریب سے لوگوں کی حفاظت ہوتی ہی جو
ہر ایک شخص کچھہ مدد دیتا ہی اُس میں اور فرینڈلی سوسئیتی کے
چندہ میں کس بات کا تفاوت ہی اگر ہی تو یہہ فرق البتہ ہی کہ وہ
برائیاں یعنے غیر ملک اور اپنے ملک کے جبر و تعدی اور مکر و فریب نہ
نسبت بیماریکے زیادہ سخت اور کثیرالوقوع ہیں اور فرداً فرداً کوشش کرنے سے
دفع ہونا اُنکا مشکل ہی ہاں یہہ بات سچ ہی کہ اگر لوگوں کی حفاظت
کے بندوبست میں نہایت کم خرچ پڑتا ہی تو محنتیوں کی پرورش
کا ذخیرہ ترقی پاتا ہی مگر یہہ کلام ہمارے اُس قول کی صرف ایک نظیر
ہی جسکو ہمنے ابھی بیان کیا یعنی یہہ کہ محنتی کی پرورش کے ذخیرہ
کی کمی بیشی محنت کی بارآوری پر موقوف ہی اگر جہازوںکے تھوڑیسے
بیڑے اور نہایت کم فوج اور تھوڑیسے منتظمین امن و امان کے قایم رکھنے
کے واسطے کافی وافی ہوویں یعنی اگر حفاظت کرنے کی محنت زیادہ
بارآور ہو جاوے تو اور تمام حالات کے یکساں رہنیکی حالت میں محنتیوں
کی جماعتیں ویسا ہی زیادہ فائدہ اُٹھاوینگی جیسا کہ تھوڑے سے کاشتکار یا
تھوڑے سے کاریگر صراحتاً و کنایتاً اُسیقدر غلہ پیدا کرکے فائدہ اُٹھاتے جسقدر بہت
سے لوگ پیدا کرتے ہیں یعنے محنت غلہ پیدا کرنے میں بارآور ہوجاتے *

جب کہ یہہ باتیں تسلیم کیجاویں جو ہمنے بیان کیں تو یہہ بات
بھی جو ہم پہلے کہہ چکے ہیں درست ہی کہ محنتی لوگوں کو صرف
سرکاری محاصل کی مقدار اور اُسکے خرچ کے طریق اور اسباب سے کہ اُس
محاصل کے ادا ہونے سے بارآوری پر کسقدر اثر ہوتا ہی تعلق نہیں بلکہ

---

† یعنی دوستانہ اتفاق رکھنا بہت سے آدمیوں کا اپنی بھلائی کے کاموں کی
تدبیریں سوچنی اور کرنے کے واسطے

اُس طرز سے بھي اُنکو عرض هوتي هی جس طرز سے سرکاري مطالبہ کا بار لوگوں پر ڈالا جاوے اگر شراب کا محصول موقوف کیا جاوے اور اُسقدر محصول کم قیمت تماکو پر اضافہ کیا جاوے تو محنتي لوگ جو اُسي تماکو کو صرف کرتے هیں اُنکو اُجرت کے اُسیقدر حصہ سے تماکو کم بہم پہونچیگا جسقدر سے وہ پہلے خرید کرتے تھے اور زمیندار اور سرمایہ والے جو بالتخصیص شراب کے خرچ کرنیوالے هیں وہ اپنے زر لگان اور منافع کے اُسقدر حصہ سے زیادہ شراب حاصل کرینگے جسقدر سے وہ پہلے کم پاتے تھے اس صورت میں انگریزوں کے محصلوں کي بارآوري اور کارخانوں کي مصنوعي چیزوں کا باهر جانا هرگز کم نہوگا بلکہ انگریزوں کي باهر جانے والي جنسوں کي قسم میں بھي تبدلي آنے کي ضرورت نہوگي مگر صرف مبادلوں میں تبدیل واقع هوگي یعني شراب زیادہ اور تماکو کم باهر سے لایا جاویگا اور اس صورت میں محنتي لوگ اهلی سرمایہ اور زمینداروں کے واسطے پہلے زمانہ کي نسبت شراب کے پیدا کرنے میں زیادہ اور تماکو کے بہم پہنچانے میں بہت کم مصروف هونگے *

علاوہ امور مذکورہ بالا کے یہہ بات بھي بھولني نچاهیئے کہ ایک حصہ اُن محصولونکا جو ایک ملک کي گورنمنٹ کو وصول هوتے هیں دوسرے ملک کے رهنے والوں کو اکثر دینا پڑتا هی چنانچہ انگریز اب ملک چین سے دس کڑور پونڈ چاے کے فی پونڈ اٹھہ آنہ کے حساب سے خرید کرتے هیں اور اُسپر مختلف طریقوں سے محصول لگنے سے سو روپیہ کي مالیت پر دو سو روپیہ بڑہ جاتي هیں اب اگر اس محصول کو موقوف کر دیا جاوے اور ملک چین میں قیمت کي تبدیل واقع نہو تو ظن غالب هی کہ انگریزوں میں چاے کا خرچ چوگنا هو جاوے مگر پھر یہہ بات بعید معلوم هوتي هی کہ انگریز بارہ کڑور پونڈ چاے کے بشرح مذکور یعني فی پونڈ اٹھہ آنہ کے حساب سے خرید کرسکیں کیونکہ اسصورت میں ملک چین میں چاے کي قیمت دوگني هو جاني ممکن هی اور ڈیڑہ گني هو جانے میں تو کچھہ شک شبہہ هي نہیں اور اس زیادتي کے باعث سے اراضي کا لگان اور محنت کي اُجرت چین کے اُن ضلعوں میں جہاں چاے پیدا هوتي هی ترقي پکڑیگي اِسلیئے یہہ امر تسلیم کرنا چاهیئے کہ اُن دونوں میں محصولوں کے قائم رهنے کي وجہہ سے زیادتي نہیں هوني اور چاے

کے اُس محصول کا ایک حصہ جو انگریزوں نے چاء پر لگا رکھا ہی چین کے ان اضلاع کے رہنے والے جہاں چاے کی زراعت ہوتی ہی حقیقت میں ادا کرتے ہیں بطر بوجوہات مذکورہ ثابت ہوتا ہی کہ انگریزوں نے جو محصول کلارٹ شراب پر لگا رکھا ہی اُسکا ایک حصہ فرانسیسی لوگ ادا کرتے ہیں اور ایک حصہ اُس محصول کا جو اور ملک والوں نے اُن جنسوں پر مقرر کر رکھا ہی جو انگلستان سے اُن ملکوں کو جاتی ہیں انگلستان والوں کو دینا پڑتا ہی اور جو کہ ایک حصہ اُن محصولوں کا جو کسی ملک کی گورنمنٹ وصول کرتی ہی حقیقت میں اُس دوسرے ملک کے رہنیوالوں کو دینا پڑتا ہی جسکے ساتھہ اُسکی تجارت ہوتی ہی اور گورنمنٹ کی بد انتظامی اور لڑائیاں محصولوں کے قائم ہونیکے قوی سبب ہیں تو یہہ ایک اور سبب اسباب کا ہی کہ ہر ملک اپنے ہمسایوں کے امن و آزادی سے غرض رکھتا ہی *

اُجرت پر جو منافع کا اثر ہوتا ہی اب آخر میں اُسپر ہمکو غور کرنا باقی رہا ہی یعنی اسباب پر غور کرنا باقی ہی کہ اُس محنت کا اُجرت پر کسقدر اثر ہوتا ہی جو اُجرتیں پیدا کرنے کے بدلے سرمایہ والوں کے استعمال کی جنسیں پیدا کرنے میں مصروف ہوتی ہے اچھی گورنمنٹ کے محکوم تربیت یافتہ لوگوں میں بھی بڑا مطلب ہوتا ہے جسپر وہ محنت جو محنتیوں کے فائدوں کے واسطے مصروف کیجاتی پھر کر لگائی جاتی ہے جو محنتی کہ قدرتی ذریعوں کے مالکوں کے کاموں میں مصروف اور سرگرم رہتے ہیں جیسا کہ اوپر دریافت ہوچکا اُنکا ایک ایسا علحدہ گروہ تصور ہوسکتا ہی جو محنتیوں کے عام گروہ میں سے نہیں لیا گیا بلکہ قدرتی ذریعوں کے موجود ہونے سے وہ گروہ اُس عام گروہ میں بڑھجاتا ہی اور جو لوگ بمقتضاے ضرورت کے گورنمنٹ کے واجب اور جائز مطلبوں کو سرانجام دیتے ہیں وہ خدمت میں محنتیوں کی منفعت کے کاموں کو سرانجام دیتے ہیں اور جس زر محصول سے وہ مطلب پورے ہوتے ہیں اُسکو اُجرت کی منہائی سمجھنا نہیں چاہیئے بلکہ وہ بھی ایک طور کا خرچ ہی مگر یہہ بات افسوس کے قابل ہی کہ بہت تھوڑی گورنمنٹوں نے جائز کاموں کی ذمہ داری سے قدم آگے نہ بڑھایا یا اُن جائز کاموں کے سرانجام میں بقدر ضرورت محنت خرچ کرائی اور اس میں شک نہیں کہ محنتیوں

کي پرورش کے ذخیرہ میں تمام اور موانع کے جمع ہونے سے جسقدر کمي
آتي هی اور بڑي رک جاتي هی اُس سے زیادہ گورنمنٹ کي بدانتظامي
سے کمي اتي اور ترقي رک جاتي هی چنانچہ اکثر ملکوں میں ایساهي
ہوا اور ہوتا هی مگر یہہ دونوں باتیں یعني گورنمنٹ کي بے انتظامي اور
حکام فرماں روا کي مداخلت رعایا کے اُن گروهوں میں جنکي نسبت
یہہ بیان کیا گیا کہ اُن سے لگان اور اجرت و منافع بمقدار مناسب تعلق
رکھتا هی علم انتظام مدن کے ضروري جزوں کے شمار میں نہیں آتیں بلکہ
منجملہ سبب سمجھے جاتے هیں اور اُن کے اثر پر جسقدر کہ هم اب اشارہ
کرچکے اس سے زیادہ گفتگو نہیں کرتے *

تیسرے منافع کي تاثیر اُجرت پر

جس حالت میں کہ لگان ایک شی خارجی اور محصول ایک
طرح کا خرچ سمجھا گیا تو اب جو کچھہ اجرت میں سے لینا چاهیئے وہ
منافع هی اگر محنت کي بارآوري معلوم هو جاوے تو محنتیوں کي
پرورش کے ذخیرہ کي کمي بیشي اُس مناسبت پر موقوف هوگي جو
سرمایہ والوں کے استعمال کي چیزیں پیدا کرنے والے محنتیوں اور خود
محنتیوں کے استعمال کي اشیا پیدا کرنے والے محنتیوں کی تعداد اور
شمار میں هوگي یا عام فہم لفظوں میں یوں بیان کیا جاوے کہ اُس
مناسبت پر منحصر هی جس مناسبت سے سرمایہ والوں اور محنتیوں
میں حاصل محنت منقسم هوتا هی *

اس سے پہلے لفظ احتساب کے یہہ معنے بیان هوچکے هیں کہ اس
لفظ سے اُس آدمي کي چال چلن مراد هی جو کسي چیز کے عذر بارآور
خرچ سے پرهیز کرتا هی یا حاصلات ایندہ کي توقع پر محنت خرچ کرتا
هی منحصر یہہ کہ کسي شی کا خرچ ملتوي رکھنا احتساب هی اور همنے
یہہ بھي بیان کیا کہ محنت کو جب احتساب کے نتیجہ یعني سرمایہ سے
مدد نملے وہ مؤثر نہیں هوسکتي اور احتساب بھي بذاتے خود کسي کام
میں مؤثر نہیں هوسکتا جب تک کہ محنت کي امداد نپاوے اور
محنت اور احتساب کرنا طبیعت کو ناگوار هی اسلیئے اُن کے کرنے کے لیئے
خاص خاص معاوضہ کي توقع کا هونا یعني احتساب کے لیئے منافع کي
توقع اور محنت کے واسطے اجرت کي امید ضرور هی هم یہہ بھي بیان

کرچکے ہیں کہ اگرچہ ایک ہی آدمی اکثر اوقات احتیاب اور محنت
دونوں کرتا ہی مگر ہمیں آسانی کی نظر سے سرمایہ والے اور محنتی کو
جدا جدا شخص سمجھنا مناسب حال کیا ہی درصورت تھوڑے لگان
یا ایسے محصول کے جو غیر ضروری ہو یا لوگوں پر محسوس رسدی نہ لگا
ہووے جو کچھہ کہ پیدا ہوتا ہی انہیں دو گروہوں میں منقسم ہوتا ہی
اب یہہ امر قابل غور کے ہے کہ اُن کے حصوں کی مناسبت کس بات سے
دریافت کی جاوے چنانچہ جن باتوں سے انفصال اس امر کا ہوتا ہے
کہ محنتی اور سرمایہ والے عام نتیجہ کو آپسمیں کس مناسبت سے تقسیم
کرتے ہیں وہ دو باتیں معلوم ہوتی ہیں اول عام وہ شرح منافع کی
جو ایک معین زمانہ کے لیئے سرمایہ کے پیشگی لگانے پر ایک ملک میں
ہوتی ہی دوسرے وہ زمانہ جو ہر ایک خاص صورت میں سرمایہ
کے پیشگی لگانے اور منافع کے وصول ہونے کے درمیان میں گذرتا ہی *

منافع کی عام شرح کا بیان

یہہ بیان ہوچکا کہ منافع احتیاب کا معاوضہ ہی اور احتیاب سرمایہ
کے خرچ کا ملتوی رکھنا ہی اور وہ جنس جسکا وجود یا تمام احتیاب کے
سبب سے ہی اُسکو سرمایہ اور اُسکے مالک کو سرمایہ والا کہتے ہیں اور
اس شخص کی نسبت یہہ بات کہی جاتی ہی کہ وہ وہ ذریعے پیشگی
لگاتا ہی جنکی بدولت سرمایہ موجود یا محفوظ رہتا ہی اور یہہ ذریعے
کسقدر تو اوزار اور مصالحہ ہیں اور کسقدر محنت ہی اور اوزاروں میں
صرف دستکاری کے آلات ہی داخل نہیں بلکہ کلیں اور جہاز سڑکیں اور
جہازوںکے مال و اسباب اُتارنے اور لادنے کے † پشتے اور نہریں بھی داخل ہیں
سرمایہ والا آلات اور مصالحے تو صراحتاً اور محنتیوں کو اجرت دینے سے
محنت کنایتاً کام میں لاتا ہی اور محنتی لوگ اُن آلات کی امداد و
اعانت سے اُن مصالحوں کی نئی اور عمدہ جنس قابل فروخت بنالیتے ہیں
اور اُسکو سرمایہ والے کا معاوضہ کہتی ہیں اور سرمایہ والوںکا منافع اُس
فرق و تفاوت پر منحصر ہے جو پیشگی لگے ہوئے سرمایہ کی مالیت اور

† یہہ پشتے وہ ہوتے ہیں جو سمندر کے کنارہ سے اُس مقام تک جہاں جہاز آکر
کھڑا ہوتا ہی پانی میں لکڑیوں مٹی وغیرہ سے بنا لیتے ہیں

معاوضہ کي مالیت میں پایا جاتا ہے معاوضہ کے پیدا کرنے میں اُجرت اور
مصالح صرف ہو جاتے ہیں اور جو کہ وہ سرمایہ والے کے قبضہ سے نکلتے رہتے
ہیں اسواسطے اُنکو دائر سرمایہ کہتے ہیں اور اوزار خرچ نہیں ہو جاتے تو
جسقدر رہیے ہیں اُسقدر وہ سرمایہ والونکي ملکیت باقي رہتے ہیں اسلئیے
اُنکو قایم سرمایہ کہتے ہیں منافعوں کے تخمینہ سے پہلے الات کے اُس حصہ کي
مالیت کو جو باقي رہتا ہے اُور معاوضونکي مالیت پر بھي اضافہ کرنا چاہیئے
چنانچہ مکان کي تعمیر کرنے والے کے سرمایہ کا بہت بڑا حصہ دایر سرمایہ
ہوتا ہی اور اُس سرمایہ کے خاص جز اینٹ چونہ شہتیر پتھر اور پتھر کے
چوکے جنسے مکان بنایا جاتا ہی اور وہ روپیہ بھي جو مزدوروں کو بوجھہ
اجرت دیا جاتا ہے اور قایم سرمایہ اُسکا اُسکے علم عمارت کے سوا صرف پاڑ کا
سامان اور رسے ہیں چنانچہ وہ شخص ان سب چیزوں کو پیشگي لگانے کے
ایک عرصہ کے بعد اُنکے معاوضہ میں ایک مکان اور پاڑ اور رسے جو کام میں
آنے سے کسقدر خراب و خستہ ہو جاتے ہیں موجود پاتا ہی روئي کاتنے کا
کارخانہ‌دار جو چیزیں پیشگي لگاتا ہی اُن میں سے روئي اور اجرت
اُسکا دائر سرمایہ ہوتا ہی اور مکان اور کلیں قایم سرمایہ ہوتي ہیں اور
معاوضے اُسکے کپڑا اور پرانے مکانات اور کلیں ہیں اور اسطرح جہاز والے
کو جو کچھہ پیشگي لگانا پڑتا ہی اُسمیں سے اُسکا قایم سرمایہ جہاز ہوتا
ہے اور ملاحوں کي اجرت اور جہاز کے ذخیرے اُسکے دائر سرمایہ ہیں اور
معاوضے اُسکے جہاز کا کرایہ اور خود جہاز جیسا کچھہ وہ سفر کے بعد رہے اور
باقیماندہ ذخیرہ ہیں غرض کہ ہر صورت میں جیسے کہ ابھي بیان کیا گیا
منافع پیشگي لگیے ہوئے سرمایوں اور معاوضوں کي مالیت کا حاصل تفریق
ہوتا ہی *

منافع کا تخمینہ کسطرح کرنا چاهیئے

جواب اس بات کا کہ منافع کا تخمینہ کس چیز سے ہوسکتا ہے یہہ ہی
کہ اُسکا تخمینہ کسي ایسي چیز سے کیا جاوے جو اپنے § عام مالیت میں
حتی‌الامکان تبدیلی کے صلاحیت رکھتي ہو اگر سرمایہ والوں کے پیشگي

§ کسي شي کي عام مالیت اُس شي کي وہ قابلیت ہوتي ہی جس کے باعث سے
وہ بہت سي بلکہ تمام چیزوں سے بدل سکے

لگے ہوئے سرمایوں اور معاوضوں کي مالیت کا تخمینہ غلہ یا درجنہ هاپس کے پہلوں سے جو سراب کے کام میں آتے ہیں کیا جاوے تو یہہ امر ممکن ہی کہ فصل کي افراط سے مول اُنکا گھٹ جاوے مگر ظاہر میں اسکو نفع معلوم ہووے اور وہ حقیقت میں اُسکا نقصان ہی چنانچہ معاوضہ اُسکا غلہ اور پہلوں میں پیشگي لگے ہوئے سرمایہ کي نسبت دس روپیہ فیصدي زیادہ ہوسکتا ہی مگر باوجود اسکے عام مالیت کے لحاظ سے اُسمیں نقصان واقع ہو سکتا ہی جس شی کي عام مالیت میں بہت کم تبدیلي اتي ہے وہ روپیہ ہی کسقدر تو وجہہ مذکور سے اور کسقدر اس وجہہ سے کہ عام اندازہ ہر شی کي مالیت کا اُسي کے ساتھہ معمول و مروج ہےوهي ایسا ذریعہ ہی کہ اکثر منافع کا حساب اُسي سے ہوتا ہی لیکن اگر دراز زمانوں کا لحاظ کیا جاوے تو روپیہ کي مالیت میں بھي بڑا تفاوت واقع ہوتا ہی اور اگر ایسي تبدیلي دفعتاً واقع ہووے جس سے روپیہ کا حاصل ہونا آساني سے ہوسکے جیسے کہ کھانوں میں زرخیزي وافر ہو اور محنت کي بارآوري ترقي پکڑے یا روپیہ حاصل ہونا مشکل ہو جیسے کاغذ زر اور بنک کے نوٹوں کا بیجا استعمال رائج ہووے اور اور ایسے ہي اسباب ظہور میں آویں تو عام مالیت روپیہ کي تھوڑے تھوڑے زمانوں کے اندر بھي بڑہ گھٹ سکتي ہی *

علمي مطلبوں کي نظر سے محنت پر قابض ہونا مالیت کا اندازہ کرنے کا بہت عمدہ پیمانہ معلوم ہوتا ہی اول تو روپیہ کے بعد مبادلہ کي نري شے محنت ہے دوسرے محنت تحصیل کا ایسا عمدہ اور اصلي ذریعہ ہونیکے سبب سے کہ جس شی کو جي چاہے اُسکے پیدا کرنے کے لیئے اُسکو مصروف کرسکتے ہیں اور اشیاء مبادلہ کي نسبت اپني مالیت میں بہت کم بدلتي ہے روپیہ اور ضروریات زندگي جو مالیت میں روپیہ کے قریب قریب ہیں اُنکي مالیت کے استقلال کا سبب کسیقدر یہہ ہوتا ہی کہ وہ ایسي قدرت رکھتي ہیں جسکے ذریعہ سے ہمیشہ محنت پر قبضہ ہو سکتا ہی اور وہ ایسي قدرت ہی کہ اور کسي شی کو حاصل نہیں البتہ ایک قسم کي چیزوں میں جنکي انسانوں کو نہایت حاجت اور رغبت ہی اور وہ چیزیں مقدور اور مطیع ہیں محنت پر قبضہ کرنے کي مالیت کسیطرح نہیں بدلتي مثلاً جو دو شخص اوقات اور معاملات متعلقہ میں ایک ہراو

اوسط مختشوں کے محنت پر قبضہ کر سکتے ہیں عیش و آرام اُنکی زندگی کے بہت مختلف ہوے ممکن ہیں مگر مقدور و عظمت کے اعتبار سے اپنے اپنے ملکوں میں قریب قریب مساوی کے ہونگے اور وہ ہر ایک ہزار میں کا ایک اور اپنے بھائی بندوں کی نسبت ہزار مرتبہ زیادہ دولتمند ہوگا اگر ہندوستان میں اُسقدر محنتیوں کی محنت پر ایک روپیہ سے قبضہ ہو سکے جسقدر محنتیوں کی محنت پر انگلستان میں دس روپیہ سے قبضہ ہو سکتا ہی تو ایک ہندوستانی جسکے تیس ہزار روپیہ سالانہ آمدنی ہووے اُسقدر بڑا آدمی ہندوستان میں ہوگا جسقدر کہ انگلستان میں دس لاکھہ روپیہ سالانہ کی آمدنی والا ہوتا ہی *

اسلیئے ہماری راے حکیمانہ یہہ ہی کہ سرمایہ والے کے پیشگی لگے ہوئی سرمایوں اور معاوضوں کی مالیت کا تخمینہ اُس محنت سے کرنا چاہیئے جسپر وہ سرمایہ والا قبضہ کرسکتا ہی اور عموماً مالیت کا تخمینہ روپیہ سے ہوتا ہی اور جو کہ روپیہ اور محنت کی مالیت اُس درمیانی زمانہ میں جو سرمایہ کے پیشگی لگانے سے معاوضہ کے حاصل ہوے تک گذرتا ہی نسبت بہت کم بدلتی ہی تو عام طریقہ تخمینہ کا بہت کم غلط ہوتا ہی اِسلئیے ہم دونوں کو بلا امتیاز استعمال میں لاوینگے *

امر مذکورہ بالا میں بڑی دشواری اِس وجہہ سے پیش آتی ہی کہ منافع کی شرح معاہدہ سے کچھہ علاقہ نہیں رکھتی بلکہ تجربہ سے متعلق ہی اور ایک شخص واحد بھی اپنے منافع کی بجز کاروبار گذشتہ کے منافع کے تحقیق نہیں کرسکتا چنانچہ ایک معاملہ کے جاری رہنے کی حالت میں سرمایہ والا یہہ اُمید کر سکتا ہی کہ اُسکے معاوضوں کی مالیت پیشگی لگایے ہوئے سرمایہ کی مالیت سے زیادہ ہو اور یہہ بھی وہ توقع کرسکتا ہے کہ وہ زیادتی بھی کثیر و وا ر ہو مگر اُسکو یقین نہیں ہوسکتا کہ زیادتی ہی ہو اور نقصان نہو یہہ بات تو کہہ سکتا ہی کہ فائدہ ہوگا مگر یہہ نہیں کہہ سکتا کہ کسقدر ہوگا بلکہ اکثر ہوتا ہی کہ وہ یہہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اُسکو کیا منافع ہوا اسلئیے کہ تجارت اور کارخانوں کے معاملے ایسے مسلسل اور پیچ در پیچ ہوئے ہیں کہ ظاہر میں برسوں تک منافع معلوم ہوتا رہی اور انجام کو دوالا نکل جائے *

لیکن اگر ہم یہہ دریافت کرسکیں کہ انگلستان میں پچھلے برس کے آخر روز تک تمام معاملوں کے معاوضہ کي مالیت کیا تھي اور پیشگي لگے ہوئے سرمایہ کي مالیت کیا تھي اور یہہ بھي دریافت کرسکیں کہ سرمایوں کے لگانے سے اُنکے معاوضوں کے حاصل ہونے تک جو زمانے گذرے اُنکا اوسط کیا تھا تو یہہ بات معلوم ہو جاویگي کہ پچھلے سال اس ملک میں منافع کي اوسط شرح کیا تھي فرض کرو کہ یہہ تمام امور دریافت ہوئے اور یہہ نتیجہ بھي حاصل ہوا کہ پچھلے سال اس ملک میں ایک سال کے لیئے سرمایہ پیشگي لگانے پر اوسط شرح منافع کي دس روپیہ فیصدي ہوئي پھر بھي یہہ استفسار باقي رہتا ہی کہ کس کس وجہہ سے منافع کي مقدار دس روپیہ فیصدي ہوئي اور پانچروپیہ فیصدي یا بیس روپیہ فیصدي نہوئي *

ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ شرح بہت کچھہ اُس ملک کے سرمایہ والوں اور محنتیوں کے پہلے یعنے سالہاے گذشتہ کے چال چلن اور نیز اُس سرمایہ کي مالیت پر جسکو سرمایہ والوں نے محنتیوں کے استعمال کي چیزوں کے پیدا کرنے میں پہلے لگایا ہو یا محنتیوں سان کیا جاوے کہ اُجرت کے پیدا کرنے میں لگایا ہو اور محنتیوں کي اُس تعداد پر بیشک موقوف و منحصر رہي ہوگي جو کل محنتي لوگوں کي پہلی چال چلن سے موجود اور باقي رہي ہو *

بیان اُن سببونکا جنکي رو سے منافع کي شرح قایم ہوتي ہی

یہہ بات تسلیم کیجاویگي کہ درصورت نہونے موانع رخنہ‌انداز کے منافع کي شرح سرمایہ لگانے کے تمام کاروبار میں برابر ہوتي ہی پس اگر یہہ بات دریافت کرسکیں کہ سرمایہ کے ایک بڑے سے بڑے کام میں منافع کي شرح قایم ہونیکے کیا کیا سبب ہیں تو ہم استنباط کرسکتے ہیں کہ درصورت نہونے کسي مانع خاص کے یا تو وہي اسباب یا اور اسباب جو اُنکي برابر قوت رکھتے ہوں سرمایہ لگانے کے اور سب کاموں میں بھي اُسیقدر شرح منافع

کي قايم کرينگے اسلئيے هم تحقيقات اُن سمتوں کي کرتے هيں جنسے سرمايه لگانے کے ايک بڑے کام ميں يعني اُن محنتيوں کي اجرت ميں سرمايه پيشگي لگانے کے کام ميں منافع کي شرح قايم هوتي هے جو اجرت کے پيدا کرنے ميں مصروف رهتے هيں يعني محنتيوں کے استعمال کي جنسيں پيدا کرتے هيں *

اس مقدمه کے سهل کرنے کے واسطے هم ايک ايسے ضلع کي چهوٹي سي نو آباد بستي عرض کرتے هيں جس ميں زرخيز اراضي کمال افراط سے هاتهه آتي هی اور وه بستي ايسي جگهه واقع هی اور اُسکی باشندوں کي خصلت ايسي هی که اُسکے باعث سے ملکي اور غير ملکي جبر و تعدي اور مکر و فريب سے محفوظ هی جسکا نتيجه يهه هی که وهاں لگان اور محصول کا وجود نهيں اور فرض کرو که اُس بستي ميں دس سرمايه والے اور باره سو محنتي کمين بستے هيں اور وهاں کے رهنے والے روپيه کے چلن سے محض ناواقف هيں اور اُن لوگوں کي هر ايک سي يعني تمام مکانات اور کپڑے اور اسباب خانه داري اور کهانے پينے کي چيزيں سال بهر ميں صرف هوجاتي هيں اور دوسرے سال پهر نئي پيدا کي جاتي هيں اور هر کمينه اپني سال بهر کي اجرت سال کے پهلے دن لے ليتا هی اور سال کے آخر دن تک اُسکے عوض کا کام پورا کرديتا هی عرض که سال کے پهلے دن سرمائے پيشگي لگائي جاتے هيں اور سال کے آخر دن پر اُنکے تمام معاوضے وصول هوتے هيں اور فرض کرو که جب اُس بستي کا حال دريافت هوا تو هر سرمايه والے کے قبضه ميں ايک سو بيس محنتي کمينوں کي اجرت سال بهر کے واسطے موجود تهي اور سرمايه هر ايک کا سو محنتي کمينوں کے پچهلے سال کي محنت کي پيداوار تها جسکو هم ايک هزار کوارٹر غله سمجهيں اور اُسکے استعمال کي جنسيں جنکو بيس پيپے شراب کے قرار ديں بيس کمينوں کے پچهلے سال کي محنت کي پيداوار کا وه ذخيره تها جسکو سرمايه والے نے اپنے صرف کے واسطے رکهه چهوڑا تها *

ايسے حالات معروضه ميں اگر هر سرمايه والا سو محنتي کمينوں کو اجرت کے پيدا کرنے ميں اور بيس کمينوں کو اپنے استعمال کي جنسوں کے پيدا کرنے کے واسطے لگاکر اپنا سرمايه صرف کرے اور محنتيوں

کی آبادی بجائے خود قائم رہی یعنی نہ گھٹے اور نہ بڑھے تو منافع کی شرح سالانہ ۱۰ فیصدی میں ہوگی اور ہر سال ایک ہزار کوارٹر غلہ پیشگی لگایا ہوا سرمایہ ہوگا اور یہہ غلہ سو کسوں کی محنت کی اجرت ہی جس سے ایکسو دس کسوں کی محنت پر قبضہ ہوسکتا ہی اور اس سرمایہ کا معاوضہ اجرت کا ایسا ذخیرہ ہوگا جس سے ایکسو دس کسوں کی محنت پر دوسرے برس قبضہ ہوسکے جو حقیقت میں ہزار کوارٹر کے پہلے سرمایہ اور سرمایہ والے کے استعمال کی جنسوں کا دوبارہ پیدا کرنا ہے اور یہہ جنسیں اُس محنت کے چھٹے حصہ کی پیداوار ہیں جو سرمایہ کے دوبارہ پیدا کرنے میں لگائی گئی اس لئے مالیت ان جنسوں کی کل سرمایہ کی مالیت کا چھٹا حصہ ہوگی اور ایک سال پیشگی لگے ہوئے سرمایہ کے معاوضوں کی مالیت اصل سرمایہ کی مالیت سے ایک چھٹا حصہ زیادہ ہوگی پس منافع کی شرح جیسا کہ ہمنے پہلے بیان کیا سالانہ ۱۰ فیصدی پس قایم رہیگی اور پانچ چھٹی حصے محنتیوں کے اپنی استعمالی جنسوں کے پیدا کرنے میں اور ایک چھٹا حصہ سرمایہ والوں کی استعمالی جنسوں کے پیدا کرنے میں مصروف رہیگا *

جو نسبت کہ سرمایہ کو محنت سے حاصل ہی اُسمیں تبدیل واقع ہونے سے جو اثر پیدا ہوں اُن پر غور کیجاتی ہی فرض کیا جاوے کہ قحط یکایک یا برے موسم کے باعث سے پچاس کسوں کی محنتی کسوں میں کمی پڑے اور ہر سرمایہ والا وہی سرمایہ یعنی سو محنتی کسوں کی سال بھر کی اجرت کی پیداوار جسکو ہمنے ہزار کوارٹر غلہ کے نام سے تعبیر کیا قائم رکھنا چاہیگا مگر اسلیئے کہ محنتیوں کی تعداد ایک چوبیسویں حصہ کی قدر گھٹ گئی تو بجائے اسکے کہ اُس سرمایہ سے ایک سو دس کسوں کی محنت پر قبضہ حاصل ہوسکی صرف ایک سو پندرہ کسوں کی محنت پر قبضہ ہوسکیگا پس ہزار کوارٹر غلہ کے ایکسو پندرہ کسوں پر بجائے ایکسو بیس کلیوں کے منقسم ہونگے اور سرمایہ والوں کو بجائے بیس پیہوں سوا کے صرف پندرہ پیہی اگلے برس میں ہاتھہ آوینگے اور اگر عکس اسکا فرض کیا جاوے یعنی قحط یکایک یا ترقی آبادی کی وجہہ سے محنتیوں کے پچاس کسوں کی بڑھوتری ہووے تو ہر ایک سرمایہ والا بجائے ایکسو بیس کسوں کی محنت کے ایکسو

پچیس کنبوں کے محنت پر قابض ہوسکیگا اور ہزار کوارٹر غلہ بجائے
ایکسو بیس کنبوں کے ایکسو پچیس کنبوں پر تقسیم ہوگا اور سرمایہ والا
بجائے بیس کنبوں کے پچیس کنبوں کو اپنے شراب کے پیدا کرنے میں
مصروف کرسکیگا غرضکہ ایک صورت میں منافع فیصدی بیس سے پچیس
اور دوسری صورت میں فیصدی بیس سے پندرہ ہوجاتا ہی اب یہہ فرض
کیا جاوے کہ محنتیوں کے بارہ سو کنبے بدستور قائم رہیں اور برخلاف
اسکے سرمایہ والا بجائے اسکے کہ ایکسو کنبوں سے اجرت پیدا کراوے اور
بیس کنبوں کو تحصیل منافع پر لگاوے ایکسو پانچ کنبوں کو اجرت کے
پیدا کرنے میں مصروف کرے تو ہر سرمایہ والیکا سرمایہ سال کے آخر
پر ایکہزار پچاس کوارٹر ہو جاویگا جو ایکسو پانچ کنبوں کی محنت
سے پیدا ہوا مگر اُس سے صرف ایکسو بیس کنبوں کی محنت پر
قبضہ کرسکتا ہی یا اگر ہر سرمایہ والا اجرت کے پیدا کرنے میں پچانوے
کنبوں کو مصروف کرے اور منافع کے پیدا کرنے میں پچیس کنبوں کو
مصروف کرے تو ہر سرمایہ والے کے پاس نو سو پچاس کوارٹر کا سرمایہ
ہوگا جو پچانوے کنبوں کی محنت سے حاصل ہوا مگر اُس سے ایک
سو بیس کنبوں کی محنت پر قبضہ ہوسکتا ہی غرضکہ پہلی صورت
میں منافع بیس فیصدی سے پندرہ فیصدی ہو جاویگا اور دوسری صورت
میں پچیس فیصدی سے زیادہ ہو جاویگا لیکن اگر اُن محنتیوں کی تعداد
کی ترقی کے ساتھہ جو اجرت کے پیدا کرنے میں مصروف ہیں اُسی نسبت
سے کل محنتیوں کی تعداد میں ترقی راہ پاوے یا اجرت کے پیدا کرنے
والے محنتیوں کی تعداد کے گھٹنے کے ساتھہ ساری محنتیوں کی تعداد اُسی
اندازہ سے گھٹ جاوے یا یہہ کہ سرمایہ کی مناسبت محنت کے ساتھہ
بدلی نہ جاوے تو منافع کی شرح بھی نہ بدلیگی اور اگر ہر ایک اُن میں
سے بلا مناسبت بڑھے یا گھٹے تو منافع بھی بحسب اُن تبدیلیوں کے بڑھیگا
یا گھٹیگا جو اجرت اور محنت کی مقدار حصول میں واقع ہوں *

حاصل کلام یہہ کہ آبادی کی نہایت سادی حالت میں یعنی جبکہ
لگان محصول وغیرہ اُسپر کچھہ نہوں تو حسب حالات مذکورہ بالا کے
منافع کی شرح سرمایہ والوں اور محنتیوں کے پچھلے برسوں کے چال چلن
پر منحصر ہوتی ہی *

اس لحاظ سے همیے یهه بات فرض کي که تمام سرمایه والے ایکسا کام کرتے هیں اور محنتیوں کي تعداد بدستور قایم رهنے کي صورتیں جو هر ایک مسلسل ترقي سرمایه کي هووے حالات معروضه بالا میں اُسکي مناسبت سے منافع کي شرح میں کمي هوگي تو تمام سرمایه والوں کي هرگز یهه غرض نهوگي که وه اپنے سرمایوں کو بڑهاویں بجز اسصورت کے که اُس سے محنتیوں کي تعداد کو ترقي هو بلکه اپنے سرمایه کي اُس مقدار سے زیاده قایم رکهنے سے بهي غرض نهیں هوسکتي جو محنتیوں کي تعداد قایم رکهنے کے لئیے ضرور هووے حاصل یهه که اگر ابادي بدستور قایم رهے یعني ترقي قبول نکرے تو ساري غرض اُنکي یهه هوگي که وه اجرت پیدا کرنے میں صرف اُسقدر محنت کو مصروف کریں جو اُس مستقل ابادي کي ضروریات زندگي کے پیدا کرنے کے لئیے کافي وافي هووے اور اگر آبادي کے ترقي کرنے سے محنتیوں کي تعداد میں ترقي هو جاوے تو سرمایه والے اُنسے ایسے پیش آوینگے جیسے که کاشتکار اپنے گهوڑے یا بیلوں سے اور اقا اپنے غلاموں سے پیش آتا هي *

جب یهه فرض کیا جاوے که سرمایه والے کو صرف اپنے مطلب سے کام هوتا هي تو ایسي صورتمیں منافع کي شرح کسیقدر محنت کي بارآوري پر اور کسقدر اُس عرصه پر موقوف هوگي جو سرمایه کے پیشگي لگانے سے معاوضه حاصل هونے تک گذرتا هي اور اگر وه زمانه دریافت هو جاوے تو منافع کي شرح کا معلوم هونا محنت کي بارآوري پر موقوف هوگا مثلاً اگر ایک محنتي ایک برس کي محنت سے اسقدر معاوضه پیدا کرسکے جسکو دس کوارٹر غله کے فرض کرسکیں اور اُسکے ذاتي خرچ کے لئیے پانچ کوارٹر کافي هوں تو منافع کي شرح فیصدي سالانه سو هوگي سرمایه والا پانچ کوارٹر پیشگي لگا کر دس کوارٹر وصول کر لیگا اور اگر محنتي پندره کوارٹر پیدا کر سکے تو منافع کي شرح فیصدي دو سو سالانه هوگي اورسرمایه والا پانچ کوارٹر کا سرمایه پیشگي لگانے سے پندره حاصل کرلیگا اگر محنتي صرف ساڑهے سات کوارٹر پیدا کرسکے تو منافع کي شرح پچاس فیصدي سالانه هوگي اور برخلاف اسکے جبکه محنت کي بارآوري معلوم هو جاوے تو منافع کي شرح اُس زمانه پر موقوف هوگي جس زمانه تک سرمایه پیشگي لگا رها جو محنتي که اجرت کے طریقه پر پانچ کوارٹر پاوے اور

ایک برس کی محنت سے دس کوارٹر پیدا کرسکے تو ایک سرمایہ والا
جو اپنے پاس دس کوارٹر کا سرمایہ رکھتا ہو دو محنتیوں کو لگا سکتا
هی اور ہر محنتی اُسکو دس دس کوارٹر ہر برس معاوضہ میں دیگا
لیکن اگر کوئی محنتی ایک برس کے اخیر میں دس کوارٹر دینے کے
بجاے بیس کوارٹر دو برس کے اخیر میں دیوے تو وہ سرمایہ والا جسکے
پاس کل دس کوارٹر سرمایہ ہووے دو محنتیوں کی جگہہ صرف ایک
محنتی لگا سکیگا اِسلیئے کہ اگر وہ دو محنتی لگاوے تو سرمایہ اُسکا
اس سے پہلے پورا ہو جاویگا کہ وہ دوبارہ پیدا ہووے پس سرمایہ والا اُسیقدر
سرمایہ سے نصف محنتی لگا سکیگا اور دس کوارٹر خالص آمدنی کے
ہرسال کے آخر میں حاصل کرنے کے بجائے ہر دوسرے سال کے اخیر
میں حاصل کریگا *

مگر خوش نصیبی سے ایک ملک کے سرمایہ والے ایکسا کام نہیں
کرتے بلکہ ہر شخص اپنی بہبودی کے لیئے بلالحاظ اس امر کے تدبیر
اپنی کرتا هی کہ اُسکے پڑوسی پر کیا تاثیر اُسکی ہوگی سرمایہ اور آبادی کو
سرمایہ والوں کی بچت اور حرص سے ترقی ہوتی هی واضح ہو کہ ہم
پھر مقدمہ معروضہ کی طرف رجوع کرتے ہیں فرض کرو کہ منجملہ
سرمایہ والوں کے ایک سرمایہ والا اوروںکی مانند اُن بیس محنتی کمیوں
کی جگہہ جو اُسی کے استعمال کے جنس پیدا کرتے ہیں اور اُن سو
محنتی کمیوں کی جگہہ جو اُجرت کے پیدا کرنے میں مصروف ہوتے ہیں
ایکسو دس محنتی کمیے اُجرت کے پیدا کرنے میں لگاوے تو اُسکے پاس
اخیر سال میں اُسکا سرمایہ گیارہ سو کوارٹر غلہ ہو جائیگا جو ایکسو دس
محنتی کمیوں کی محنت سے پیدا ہوا اور جس سے حال کی اُجرت
کی شرح کے موافق ایکسو تیس محنتی کمیوں کی محنت پر قبضہ
ہوسکتا هی باقی نو سرمایہ والوں میں سے ہر ایک کے پاس ایک ایکہزار
کوارٹر کا سرمایہ ہوگا جو سو محنتی کمیوں کی محنت سے پیدا ہوا
جس سے حال کی شرح اُجرت کے بموجب ایکسو بیس کمیوں کی
محنت پر قبضہ ہوسکتا هی پس ملک کے تمام پہلے سرمایہ یعنی
دس ہزار کوارٹر کی جگہہ جو بارہ سو کمیوں کی اُجرت تھا ایکسو دس
ہزار کوارٹر ہو جاویگا اور اُنہیں بارہ سو محنتی کمیوں کی اُجرت میں خرچ

ہوگا مگر جو کہ صرف بارہ سو کنبے اُسکے لینے والے ہیں تو کل منافع کی شرح فیصدی قریب ایک کے گھٹ جاویگی یا نیس فیصدی سے کچھہ کم اُنیس فیصدی سالانہ ہو جاویگی اور یہہ کمی منافع کی اُس سرمایہ والے کو اپنے زیادہ کئیے ہوئے سرمایہ کا فایدہ اُٹھانے سے باز رکھیگی جسکی وجہہ سے وہ کمی منافع کی واقع ہوئی اور یہہ شخص اپنے ایکہزار ایک سو کوارٹر کے سرمایہ کا قابض پاویگا جو ایسی اُجرت ہی کہ ایکسو دس محنتی کنبوں کی محنت سے پیدا ہوئی جس سے ایکسو بیس اور کچھہ زاید محنتی کنبوں کی محنت پر قبضہ ہو سکتا ہی مگر اور ہر ایک سرمایہ والا اپنے ایکہزار کوارٹر کے سرمایہ سے جو ایکسو محنتی کنبوں کے محنت سے پیدا ہوا ایکسو اُنیس سے کچھہ کم محنتی کنبوں کی محنت پر قبضہ کرسکیگا پہلا سرمایہ والا سرمایہ کی مالیت اور منافع کی مقدار کو بڑھا ہوا پاویگا اگرچہ پہلی شرح منافع کی فیصدی ایک کے قدر گھٹ گئی لیکن اور تمام باقی سرمایہ والے اپنے سرمایوں اور اپنے منافعوں کی مقدار کو گھٹتا ہوا پاوینگے *

اب یہہ امر واضح ہی کہ کوئی چیز ایسی نہیں جسکو سرمایہ والا ایسی ناراضی سے قبول کرتا ہی جیسی ناراضی سے کہ اپنے سرمایہ کی مالیت کی کمی کو قبول کرتا ہی بلکہ وہ اُسمیں ترقی نہونے سے بھی ناخوش ہوتا ہی واضح ہو کہ تھوڑا تھوڑا جمع کرنے سے سرمائے بہم پہنچتے ہیں اور رفتہ رفتہ یہہ جمع کرنا عادت میں داخل ہو جاتا ہی سرمایہ والا اپنے سرمایہ کے بڑھانے کو اپنی زندگی کا بڑا کام جلد سمجھنے لگتا ہی اور اپنے خرچ کے ذریعوں کی نسبت اپنے منافع کے جز کثیر کو سرمایہ کی ترقی کا بڑا ذریعہ جانتا ہی غرضکہ یہہ غالب ہی کہ اور سرمایہ والے بھی اپنے سرمایوں کی مالیت کے کم نہونے دینے پر سعی و کوشش کرینگے گو منافع کی عام شرح کسقدر کم ہو جاوے پس ہر ایک آگے پیچھے پہلے سرمایہ والے کی تقلید کر کے اپنے اپنے سرمایوں کے بڑھانے کے واسطے وہ حصہ محنت کا جو اُنکے خاص استعمال کی جنسوں کے پیدا ہونے میں لگتا تھا اُسمیں لگائینگے اور ہر سرمایہ والا ایک ہی زمانہ میں بجائے اُسکے کہ ایکسو محنتی کنبوں کو سرمایہ کے دو بارہ پیدا کرنے اور بیس کنبوں کو اپنے استعمال کی جنسوں کے مہیا کرنے میں مصروف کرے ایکسو دس محنتی کنبوں کو سرمایہ کے دوبارہ قائم کرنے اور صرف دس کو اپنے

استعمال کي جنسوں کے حاصل کرنے میں مصروف کریگا اور منافع کي شرح اس صورت میں نہیں فیصدي سے دس فیصدي ہوجاویگي اور منجملہ بارہ سو محنتي کسوں کے گیارہ سو کسی اُجرت کے پیدا کرنے میں اور صرف ایکسو کسے منافع کے بہم پہونچانے میں مصروف ہونگے اور ملک کي سالانہ پیداوار دس ہزار کوارٹر غلہ اور در سو پیپے شراب کي جگہہ دس ہزار ایکسو کوارٹر غلہ اور سو پیپے شراب کے ہو جاونگي اور محنتیوں کے پانچ چھٹے حصے اپني استعمالي چیزوں کے مہیا کرنے میں اور ایک چھٹا حصہ اُنکا سرمایہ والوں کي اشیاء استعمالي کي تحصیل میں سرگرم رہنے کے بجاے اب گیارہ بارھویں حصے محنتیوں کے اپني منفعت کے واسطے اور صرف ایک بارھواں حصہ سرمایہ والوں کے فائدے کے لیئے مصروف ہوگا *

لیکن منافع کي یہہ کمي صرف اُس حالت میں واقع ہو سکتي ہی کہ یہہ فرض کیا جاوے کہ محنتي کسوں کي تعداد میں کبھي تبدیلي نہ آویگي مگر یہہ امر خلاف قیاس ہے کہ اُنکي تعداد میں ترقي نہووے اُجرت کي ترقي سے محنتي جلد جلد شادیاں کرینگے اور کسی اُنکے کدورت سے نزہ جارینگے اگر محنت ہمیشہ برابر باراور رہے تو یہہ امر ممکن هی کہ سرمایہ کو جو محنتیوں سے پہلے مناسبت تھي وہ پھر بحال ہو جاوے اور جو کچھہ نتیجے اس سے پیدا ہونگے وہ سب معدوم ہونگے چنانچہ محنتیوں کي حالت اُس سے بدتر ہو جاویگي جسسکہ سرمایہ کي ترقي سے پہلے تھي اور سرمایہ والوں کي حالت بھي پھر بہتر ہوجاویگي یعنے اُنکے سرمایوں کي مالیت اور منافعوں کي مقدار بڑہ جاویگي اور منافع کي شرح پھر بیس فیصدي سالانہ ہو جاویگي *

ہمنے اس مقدمہ کي ابتدا ایسا ملک فرض کرنے سے کي ہی جسمیں زر خیز اراضي افراط سے موجود ہی ایسي حالت میں جبکہ باشندوں کي تعداد بڑھتي جاوے محنت کي بارآوري ایک مدت دراز تک جاري رہني چاهیئے بلکہ ترقي کرتي جاوے مگر یہہ اچھے آباد ملک میں بہت کم واقع ہوتا ہی کہ ترقي آبادي کي صورت میں محنت کي بارآوري برابر رہی کیونکہ محنت مصنوعي چیزوں میں لگنے کي مناسبت سے زیادہ باراور ہو جاتي ہی اور زراعت میں جب تک ترقي نافعہ محنت و ہنر

یا زمین کی ذاتی ترقیوں سے مدد نہ پہونچے تب تک محنت لاگت کی مناسبت سے کم باراور رہتی ہے اور محنتی کے برتاو میں جو اکثر خام پیداوار یا خفیف طیار شدہ جنسیں آتی ہیں تو مصنوعی چیزوں کے حاصل کرنے میں جو ترقی یافتہ انسانی ہوتی ہی اُس سے اوس بڑھی ہوئی مشکل کا تدارک نہیں ہوسکتا جو خام پیداوار کی تحصیل میں ہوتی ہے حاصل یہہ کہ ایک پرانے ملک میں جبکہ منافع کی شرح سرمایہ کے بڑھ جانے سے گھٹ جاتی ہی تو اُسوقت تک یہہ بات بہت کم واقع ہوتی ہے کہ سرمایہ کی مناسبت سے آبادی کے بڑھ جانے سے اصلی حالت پر بحال ہوجاوے جب تک کہ پہلے دنوں کی نسبت محنتی آدمی خام پیداوار کو کم نہ لیوے یا کم باراور زمینوں کی کاشت کی ضرورت سے انسی انسی مستقل ترقیوں کے ذریعہ سے جیسے دلدلی اور مرطوب زمینوں کو پاک صاف کرکے قابل کاشت وزرخیز کیا جاتا ہے جاتی رہی یا زیادہ محنت یا ہنر یا غیر ملکی امداد سے وہ ضرورت رفع نکیجاوے انسے ملکوں میں ترقی ہونے سے حقیقت میں سرمایہ کی ترقی ہوتی ہی اور سرمایہ کی ترقی سے منافع کی شرح میں کمی واقع ہوتی ہی اور روک تھام اس کمی کی آبادی کی ترقی کے سبب سے ہوتی ہے اور آبادی کی ترقی کی روک ٹوک خام پیداوار کی تحصیل میں زیادہ مشکل پیش آنے سے ہوتی ہی اور اُس مشکل کا دفعیہ تو شاذ و نادر ہوتا ہی مگر وہ مستقل ترقیات زراعت یا افزایش محنت و ہنر یا غیر ملکی امداد سے کم ہو جاتی ہے اور بطریق عام نتیجہ کے اُس مشکل کی کمی کا میلان سرمایہ اور آبادی کے بڑھانے اور منافع کی شرح کے گھٹانے کی جانب ہمیشہ رہتا ہی *

۔ مقدمہ معروضہ میں یہہ فرض کیا گیا کہ ملک کا تمام سرمایہ سال بھر میں خرچ ہو جاتا ہی اور سال ہی بھر میں پھر پیدا ہو جاتا ہی اور یہہ معلوم ہو چکا ہی کہ ایسی صورتوں میں محنتیوں کی تعداد بدستور رہی تو کوئی مستقل اضافہ سرمایہ میں بغیر اسباب کے نہیں ہوسکتا کہ منافع کی شرح میں اُس زیادتی کی مناسبت سے فی الفور کمی واقع ہو اسلیئے کہ اگر سرمایہ والا جیسے اپنے سرمایہ پر وہ اضافہ کیا پھر نقصان اُٹھاکر اُسکو مکرر پیدا نکرلوے تو وہ اضافہ سال بھر میں ناپید ہو جاوے لیکن ایسے طریق سے کیا جاوے جسکے دوبارہ پیدا کرنے میں

مکرر محنت درکار ہووے تو نتیجہ اُسکا مختلف ہوگا مثلاً فرض کرو کہ سرمایہ والا بجاے اسکے کہ وہ اُن سو کمیوں پر جو اجرت پیدا کرتے ہیں پانچ کمیں اضافہ کرکے اُن پانچ کو ایسی پائدار کل کے بنانے میں مصروف کرے جسکے ذریعہ سے ایک آدمی وہ کام کرنے لگے جسکو پہلے دو آدمی کرتے تھے اب پہلے برس کے آخر میں تو سرمایہ والا ایک سو بیس کمیوں کی اجرت پر جو سو کمیوں کی محنت سے پیدا ہوئی اور اپنے استعمال کی جنسوں کو جو پندرہ کمیوں کی محنت سے مہیا ہوئیں اور اُس کل پر جو پانچ کمیوں کی محنت سے طیار ہوئی قابض ہوگا لیکن بعد اُسکے پچھلے برسوں میں ایک سو بیس کمیوں کی اجرت بچانوے محنتی کمیوں اور ایک کل کے لگانے سے حاصل کرسکیگا اور اپنی استعمالی جنسوں کے پیدا کرنے میں اکیس کمیں لگا سکے گا دو نوں چیزوں یعنی مقدار اور شرح منافع میں ترقی ہو جاویگی اور باوجود اُسکے اجرت میں کمی واقع نہوگی اور یہہ کل ایک ایسا نیا محنتی ہی جو محنتیوں کی موجودہ تعداد پر اضافہ کیا گیا مگر اُسکی پرورش کا کچھہ خرچ نہیں پڑتا چنانچہ جس سرمایہ والے نے اُس کل کو بنایا اُسکے منافع کی مقدار اُس کل کے ذریعہ سے بدون اسکے زیادہ ہو جاتی ہی کہ اور سرمایہ والوں کے منافع میں وہ کمی واقع ہووے جو سرمایہ پر اضافہ ہونے سے ہونی چاہئیے جس اضافہ کے قایم رکھنے اور کام میں لانے کے لئیے زیادہ محنت درکار ہوتی ہی اور نیز بدون اسباب کے اُس منافع کی مقدار زیادہ ہو جاتی ہی کہ اور محنتیوں کی اجرت میں کمی آوے جیسا کہ ایسے محنتی کے زیادہ کرنے سے ہوتی ہی جسکی پرورش محنتیوں کی پرورش کے عام ذخیرہ میں سے ضرور ہوتی ہی حقیقت میں کل یا اور اوزار ایک ایسا ذریعہ ہوتا ہی جسکے ذریعہ سے محنت کی بارآوری ترقی پاتی ہے مثلاً لاکھوں روپیہ جو انگلستان میں پلوں اور سڑکوں اور بندرگاہوں میں صرف ہوئے اُنکا مثال منافع کی شرح یا اجرت کی مقدار کے گھٹانے پر نہیں ہوا بلکہ اُنکے ذریعہ سے محنت زیادہ بارآور ہوئی اور محنت کی بارآوری سے ذاتی سرمایہ اور ملک کی آبادی نے بمناسبت ترقی پائی *

اسلئیے یہہ ظاہر ہوتا ھے کہ سرمایہ کے بڑے کام یعنی محنتیوں کے استعمال کی جنسیں یا اجرت پیدا کرنے کے کام میں معاوضوں کی مالیت اور پیشگی

لگے ہوئے سرمایوں کي مالیت کا حاصل بعرتق بعني منافع محنت کي
اُس تعداد پر منحصر ہوتا ہے جو پہلے زمانہ میں اجرت پیدا کرنے کے لیئے
مناسبت اُس مقدار محنت کے صرف کي گئي جسپر اُس پیدا شدہ اجرت
سے قیمت حاصل ہوسکتا ہے اور چونکہ منافع کي شرح سرمایہ کے مختلف
کاموں میں برابر ہونے پر مائل رکھتي ہی تو ہم یہہ نتیجہ نکال سکتے
ہیں کہ تمام سرمایوں سے گو اُنکو کسي کام میں لگایا جاوے منافع قریباً اُسي
شرح سے حاصل ہوتا ہی جس شرح پر اُن سرمایوں سے وصول ہوتا ہی
جو اجرت پیدا کرنے کے کاموں میں لگائی جاتی ہیں *

سرمایہ کے پیشگي لگانے کا اوسط زمانہ

منجملہ اُن دو اصولوں کے جنکي روسے پیداوار کي تقسیم سرمایہ والوں
اور محنتیوں میں ہوتئ ہی پہلی اصل یعني سرمایہ کے پیشگي لگانے
کے منافع کي شرح تحقیق کرکے اب ہم اُن سببوں کي تحقیق کرتے ہیں
جنسے دوسري اصل یعني سرمایہ کے پیشگي لگانے کا اوسط زمانہ دریافت
ہوتا ہی *

یہہ بات یاد رہی کہ سرمایہ والے کے حصہ کا لفظ اگرچہ انتظام مدن
والوں کے برتاؤ میں کثرت سے رہتا ہی مگر معنوي صحیح و درست نہیں
جب کہ تمام پیداوار طیار ہو جاتي ہے تو وہ بالکل سرمایہ والے کي ملک
ہوتي ہی جو محنتیوں کو پیشگي اجرت دینے سے اُسکو خرید کرتا ہی
اسلیئے سرمایہ والے کے حصہ کے لفظ سے جو شي مراد ہوتي ہے وہ پیداوار
یا اُسکي قیمت کا وہ حصہ ہوتي ہی جسکو وہ سرمایہ والا اپنے کام میں
لانے کے لیئے رکھہ سکے اور اسطرح اپنے برتاؤ میں لاسکے جس سے اُسکي
سرمایہ کي مالیت میں نقصان نہ اوے اور محنتي کے حصہ سے جوشي
مراد ہوتي ہی وہ پیداوار یا اُسکي قیمت کا وہ حصہ ہوتي ہی جسکو
سرمایہ والا اگر اپنے سرمایہ کو برقرار رکھنا چاہی تو اپنے استعمال میں
نہیں لاسکتا بلکہ اُس محنت کي اجرت میں پیشگي دیتا ہیٔ جس سے
دوبارہ سرمایہ قایم ہوتا ہی ابھي ثابت ہوچکا ہی کہ سرمایہ کے پیشگي
لگے رہنے کا زمانہ معلوم ہوتا ہی تو سرمایہ والی اور محنتي کے حصوں
کي مناسبت منافع کي شرح کے ذریعہ سے دریافت ہو جاتي ہی اور

علی ھذالقیاس یہہ بات بھي صاف واضح ھی کہ جب منافع کي شرح دریافت ھوتي ھی تو سرمایہ کے پیشگي لگے رھنے کے زمانہ سے مناسبت اُن حصوں کي معلوم ھوجاتي ھی مثلاً اگر کسي سرمانہ والے کا معاوضہ بارہ کوارٹر غلہ ھو اور یہہ دریافت کرنا منظور ھو کہ اُسمیں کسقدر سرمانہ ھی اور کسقدر منافع ھی تو پہلے یہہ امر تحقیق کرنا چاھیئے کہ اُسکا سرمایہ کسقدر عرصہ کے واسطے معاوضہ حاصل ہونے تک لگا رھتا ھی دوسرے یہہ امر تحقیق کرنا لازم ھی کہ منافع کي رائج الوقت شرح کیا ھے اگر جواب ان دونوں سوالوں کا یہہ ھووے کہ زمانہ ایک سال اور منافع دس فیصدي سالانہ ھی تو یہہ بات صاف واضح ھی کہ اُجرت میں ھمیشہ دس کوارٹر لگانے سے دو کوارٹر منافع ملیگا اور اگر سرمایہ کے پیشگي لگانے کا زمانہ صرف چھہ مہینے ھوں اور منافع کي شرح دس فیصدي سالانہ قائم رھے تو سرمایہ میں † گیارہ کوارٹر سے کچھہ زیادہ لگانے ضرور ھونگے اور منافع ایک سے بھي کچھہ کم ھوگا اور اگر سرمانہ کے لگے رھنے کا زمانہ دو برس ٹہرایا جاوے اور منافع کي شرح بدستور سابق دس فیصدي سالانہ رھے تو آتھہ کوارٹر سے کم سرمایہ کے واسطے کافي اور چار کوارٹر سے زیادہ منافع حاصل ھوگا عرصکہ جسقدر کہ سرمایہ کے لگے رھنے کا زمانہ بڑھتا جاویگا اور منافع کي شرح بدستور فیصدي سالانہ قائم رھیگي تو اُسیقدر سرمانہ والے کا حصہ بڑھتا جاویگا اور جسقدر وہ زمانہ گھٹتا جاویگا اُسیقدر منافع بھي اُسکے مناسبت سے گھٹیگا علاوہ اسکے یہہ بات بھي ظاھر ھی کہ اگر سرمانہ کے پیشگي لگانے کا زمانہ معین ھو جاوے تو سرمایہ والے کا حصہ بحسب ترقي شرح منافع کے بڑھیگا اور جسقدر شرح منافع میں کمي واقع ھوگي اُسقدر حصہ اُسکا گھٹیگا *

اب کس بات پر اُس زمانہ کا حصر ھوتا ھی جسمیں پیشگي سرمایہ لگا رھتا ھی اس سوال کا کوئي عام جواب نہیں دیا جاسکتا واضح ھو کہ زمانہ کا فرق و تفاوت قسم اراضي اور آب و ھوا کے موافق مختلف ھوتا ھی

† اس مقام پر غلطي معلوم ھوتي ھی از روے حساب کے گیارہ سے کچھہ کم سرمایہ ھوگا اور ایک سے کچھہ زیادہ منافع ھوگا

اور مختلف کاموں میں بلکہ ایسے کاموں میں بھي جو اکثر باتوں میں بالکل مشابہہ ہوں زیادہتر مختلف ہوتا ہی *

یورپ میں فصل سالانہ اور ہندوستان میں ششماهي ہوتي ہی اسلیئے کاشتکاري کے کاموں میں جس زمانہ کے واسطے اُجرت پیشگي لگائي جاتي ہی اُسکا ارسط انگلستان میں ہندوستان کي نسبت دوچند ہونا چاہیئے گھوڑوں کے بچہ لینے اور اُنکي پرورش کرنے میں جو سرمایہ لگایا جاتا ہی اُسکا بڑا حصہ چار پانچ برس پیشگي لگا رہتا ضرور ہي اور درختوں کے لگانے میں چالیس پچاس برس اور نان‌بائي اور قصائي کے کام میں جو سرمایہ پیشگي لگتا ہی اُسکا تھوڑا حصہ ایک ہفتہ سے کچھہ تھوڑے زیادہ وقت کے واسطے پیشگي لگا رہتا ہی مچھلي والے کا سرمایہ ایکھي روز میں خراب ہو جاتا ہی اور شراب کے سوداگر کا سرمایہ اگر سو برس تک رکھا جاوے تو اُسمیں زیادہ خوبي آ جاتي ہی عموماً یہہ کہا جاتا ہی کہ اوسط زمانہ ایک ملک میں دوسرے ملک کي نسبت منافع کي عام شرح کي باهمي مناسبت سے کم یا زیادہ ہوتا ہی دنیا کي عام تجارت کے بازار میں جس ملک میں منافع کي شرح کم ہوتي ہی اُس میں نہ نسبت اُس ملک کے جسمیں وہ شرح زیادہ ہوتي ہی ایسا فائدہ ہوتا ہی جو اُسقدر سود در سود کے طور سے بڑھتا جاتا ہی جسقدر سرمایہ کے پیشگي لگانے کا زمانہ بڑھتا جاتا ہی منافع کي شرح ملک روس میں اِنگلستان کي نسبت دوگني سے زیادہ زیادہ بڑھي ہوئي سمجھي جاتي ہی چنانچہ ہم فرض کرتے ہیں کہ انگلستان کي شرح فیصدي پانچ سالانہ ہی اور روس کي فیصدي دس سالانہ ہي مثلاً روس میں جو چیز سو روپیہ بیس برس کے لیئے پیشگي لگانے سے طیار ہوگي وہ سات سو روپیہ کو فروخت ہوگي اور انگلستان میں اُسقدر زمانہ کے واسطے دو سو روپیہ پیشگي لگانے سے جو چیز طیار ہوگي وہ چھہ سو روپیہ سے کم کو فروخت ہوگي عرصکہ منافعوں کا حاصل بعریق اول سرمایہ سے دو چند زیادہ ہوگا خیال کیا جاتا ہی کہ ملک ہالنڈ اور انگلستان میں دنیا کے اور تمام ملکوں کي نسبت منافع کم ہی اور اسي وجہہ سے ہالنڈ والوں اور انگریزوں پر وہ تجارتیں جنکے معاوضہ مدتوں میں ملتے ہیں منحصر ہوگئي ہیں اجناس اُنکے نزدیک تحصیل کا ایک سستا

ذریعہ ھی اور وہ اُسکو بمرتبہ عایت کام میں لاتے ھیں اور ملکوں سے تجارت کرنے میں عموماً نقد روپیہ دیتے ھیں اور اپنا مال مدتوں کے وعدہ پر اودھار دیدیتے ھیں خام پیداوار خرید کرتے ھیں اور جنسیں طیار کرکے بیچتے ھیں اور بہت سی صورتوں میں وہ لوگ بیگانے ملک والونکو پیداوار کے ابتدائی خرچ کے واسطے سرمایہ پیشگي دیتے ھیں چنانچہ بنگالہ کے نیل اور راس‌گوڈھوپ کي شراب اور اسٹریلیا کي اُون اور میکسکو کي چاندي کا بہت سا حصہ انگلستان کے پیشگي سرمایہ سے پیدا ھوتا ھی اب اگر منافع کي شرح ان لوگوں میں بڑھي ھوئي ھوتي تو اُن پیشگي لگے ھوئے سرمایوں پر سود در سود اس قدر بڑھجاتا کہ معاوضوں پر اُسکي زیادتي سخت ناگوار ھوتي اور اسي باعث سے مختلف ملکوں میں جہاں سرمایہ والے اور محنتي کے آپسمیں پیداوار تقسیم ھوتي ھی وہ سب جگہہ ایک ھی سي ھونے کي طرف راجع ھوتي ھی چنانچہ جہاں منافع زیادہ ھوتا ھی وھاں سرمایہ والیکا حصہ اُس زمانہ کي کمي کي وجہہ سے جسکے واسطے سرمایہ پیشگي لگتا ھی دبا رھتا ھی اور جہاں منافع کم ھوتا ھی وھاں درازي زمانہ کي وجہہ سے تھما رھتا ھی اُس زمانہ کي کمي بیشي کي نسبت جسکے واسطے سرمایہ پیشگي لگایا جاتا ھی محنتي آدمي کو شرح منافع کي کمي بیشي سے زیادہ علاقہ ھوتا ھی محنت کي بارآوري اور سرمایہ کے پیشگي لگے رھنے کا زمانہ اگر معین ھو جاوے تو پیداوار میں محنتي کے حصہ کي مقدار جیسا کہ ھم ثابت کرچکے ھیں منافع کي شرح پر موقوف ھوگي اسلیئے محنتي کي غرض یہہ ھوتي ھی کہ اُسکے استعمال کي جنسوں کے پیدا کرنے میں جو سرمایہ لگایا جاتا ھی اُسکے منافع کي شرح درصورت اور چیزوں کے بدستور رھنے کے کم ھوني چاھیئے اور اگر یہہ امر ممکن ھو کہ منافع کي شرح سرمایہ کے اور کاموں میں زیادہ ھو سکے تو خاص اُس پیداوار سے سرمایہ منحرف ھوگا جس سے محنتي صریح تعلق رکھتا ھی یعني اُن جنسوں کي پیداوار سے جو محنتیوں کے استعمال میں آتي ھیں علیحدہ کرکے زیادہ منافع والے کاموں میں لگایا جاویگا جس سے محنتي کي پرورش کا عام ذخیرہ کم ھو جاویگا پس جب کہ اور تمام باتیں دستور رھیں تو محنتي کي اصلي غرض یہہ ھوتي ھی کہ منافع کي شرح عموماً گھٹتي رھے مگر اول یہہ یاد رکھنا چاھیئے کہ

وہ اوسط زمانہ جسکے واسطے سرمایہ خصوص اُن چیزوں کے پیدا کرنے میں پیشگی لگایا جاتا هی جو مزدوروں کے برتاو میں آتی هیں اسقدر کم هوتا هی کہ سرمایہ والیکا حصہ اُس حالت میں بھی تھوڑا هوتا هی کہ منافع کی شرح بڑھی هوئی هووے چنانچہ اگر چھہ مہینے کے واسطے سرمایہ پیشگی لگانا جاوے تو بحساب بیس فیصدی سالانہ بڑھی هوئی شرح کے سرمایہ والیکا حصہ ایک گیارھویں حصہ سے کم هوگا اور دوسرے یہہ یاد رکھنا چاهیئے کہ منافع کی بڑھی هوئی شرح عموماً محنت کی بڑی بارآوری کے ساتھہ هوتی هی غرضکہ جب منافع کی شرح بڑھی هوئی هوتی هی یعنی محنتی پیداوار کی مالیت میں سے تھوڑا حصہ پاتا هی تو اُسکو بہ نسبت اُس حالت کے کہ منافع کی شرح گھٹی هوئی هووے هی یعنی وہ پیداوار کی مالیت میں سے زیادہ حصہ پاتا هی عموماً زیادہ ملتا هی یا یوں کہیں کہ اُسکو جنسوں کی زیادہ مقدار ملتی هی محنتی کے حصہ کی بڑھوتری دس گیارھویں حصوں سے اکیس بائیسویں حصوں تک هونے سے جو منافع کو بقدر نصف کے گھٹتا هوا فرض کرنے سے هوگی اجرت کی مقدار میں بہت کم اضافہ هوگا *

محنتی کے استعمال کی جنسوںکے پیدا کرنے میں جو سرمایہ لگایا جاوے اُسکے پیشگی لگانے کے زمانہ کا کم هونا محنتی کے حق مفید هی هم فرض کرتے هیں کہ ایک محنتی بہت کم زرخیز اراضی پر زمین کے کھودنے اور خس و خاشاک کے صاف کرنے سے سال بھر محنت کرکے بائیس کوارٹر غلہ کی پیداوار زاید کے پیدا کرنے کے واسطے باجرت دو سو روپیہ سالانہ کے مقرر کیا جاوے اور منافع کی شرح فیصدی دس سالانہ اور اجرت کے پیشگی لگانے سے غلہ کے قابل استعمال هونے تک ایک برس گذرنے پر غلہ کی قیمت دو سو دس روپیہ هوگی اور محنتی بیس کوارٹر پاویگا یا دو سو روپیہ پاویگا جسکی عوض میں بیس کوارٹر آوینگے لیکن اگر وہ غلہ دس برس کے بعد استعمال کے قابل هو تو بجائے اُسکے کہ دو سو بیس روپیہ کو فروخت هووے پانسو روپیہ سے زیادہ کو فروخت هوگا اور محنتی دو سو روپیہ کی جگہہ سو روپیہ سے کم پاویگا یا یہہ کہ وہ اپنی اجرت سے بجائے بیس کوارٹر کے دس کوارٹرو سے کم کم خرید کرسکیگا غلہ کے پیدا کرنے میں اُسقدر محنت درکار هوگی جسقدر کہ پہلے درکار تھی مگر بحساب اُس سے دس درجہ

زیادہ کرنا پڑیگا *

سرمایہ کے پیشگی لگے رہنے کے زمانہ کی درازی کا یہہ ایک اور سبب ہوتا ہی کہ سرمایہ والا اُسی مقدار سرمایہ سے پہلے کی نسبت بہت تھوڑے محنتی لگا سکیگا مثلاً اگر دس کوارٹر ایک محنتی کسی کی پرورش کے واسطے سال بھر کے لیئے ضرور ہووں اور اجر سال پر وہ گیارہ کوارٹر استعمال کے قابل پیدا کرسکیں تو سرمایہ والا سو کوارٹر کے سرمایہ سے دس محنتی کسوں کو پہلے سال میں اور گیارہ کسوں کو ہرسال آیندہ میں لگا سکتا ہی لیکن اگر غلہ ایسا ہو کہ بدوں دس برس رکھے کے صرف و استعمال کے لائق نہو تو وہ سرمایہ والا جسپے سو کوارٹر کے سرمایہ سے کام شروع کیا ایک کسے سے زیادہ نہ لگاسکیگا کیونکہ اگر وہ زیادہ اُس سے لگاوے تو کل سرمایہ اُسکا اُس سے پہلے پہلے صرف ہو جاویگا کہ وہ دوبارہ پیدا ہووے سرمایہ پیشگی لگے رہنے کے زمانہ کی درازی وہی اثر پورا پورا دیکھلاویگی جو محنت کی کم بارآوری دکھلاتی ہی *

مگر اُس زمانہ کا ایسی جنسوں کی پیداوار میں دراز ہونا جو محنتی کے صرف میں نہیں آتیں محنتی کے لیئے بالکل مضر ہوگا فرض کرو کہ ایک مزدور ایک برس کی محنت سے گیارہ چھٹانک فیتہ طیار کرسکے اور اُجرت اُسکی دو سو روپیہ فی سال ہووے اور وہ ایک برس کے واسطے پیشگی لگائی گئی ہو اور شرح منافع کی فیصدی دس سالانہ ہو تو وہ محنتی دس گیارھویں حصہ فیتہ کی مالیت کے اپنی اجرت میں پاویگا یا یوں کہیں کہ اپنی اجرت سے دس چھٹانک فیتہ خرید کرسکیگا اگر فیتہ کا قابل فروخت ہونے کے لیئے دس برس تک رکھا رہنا ضرور ہووے تو وہ محنتی اپنی اجرت سے کامل فیتہ پانچ چھٹانک سے کم خرید کرسکیگا لیکن اُسکو فیتہ کی خریداری کی کبھی خواهش نہیں ہوتی اور فیتہ کے کام میں سرمایہ کے لگے رہنے کے زمانہ کی درازی سے اُس سرمایہ میں جو پیشگی لگا رہتا ہی اور عام محنت کی بارآوری یا منافع کی شرح یا کاموں میں سرمایہ کے پیشگی لگے رہنے کے زمانوں میں کوئی تبدیل نہیں ہوتی اسلیئے محنتی کو زیہار اُسکی پروا نہیں ہوتی البتہ صرف فیتہ کے خرچ کرنے والوں پر اُسکا اثر ہوتا ہی *

هم ثابت کرچکے هیں که حقیقت میں بڑھی هوئي اجرت اور بڑھا هوا منافع ساتھه ساتھه رهتے هیں بشرط بھي باقي اور سب چیزوں کے برابر رهیں میں مختصي کو نفع اسباب میں هی که منافع عموماً گھتا هوا رهی اور اسیطرح یهه بات بھي ظاهر هي که سرمایه والے کو نفع ایسیں هی که منافع عموماً بڑھا رهی جب کسي کام میں منافع کي شرح گھٹ جاتي هي تو مثال اُسکا یهه هوتا هی که سرمایه کو اور کاموں کي طرف پھیرے اُس سے یهه واقع هوتا هی که پہلے سرمایه والوں میں بخشش و حرص کم هو جاتي هی اور دوسرے سرمایه والوں میں بڑھ جاتي هی پہلے سرمایه والوں کو صرف اس وجهه سے نقصان گوارا هو جاتا هی که وه تمام گروه پر پھیل جاتا هی *

لیکن سرمایه کے پیشگي لگانے کے زمانه کي درازي کا اثر سرمایه والی پر صرف اُسقدر هوتا هی جسقدر وه اُن خاص چیزوں کو اپنے کام میں لاتا هی جنکی پیدا کرنے میں زمانه کو درازي هوئي جب که ایک معین زمانه کے واسطے سرمایه کے پیشگي لگانے پر منافع کي شرح معلوم هو جاوے تو جو وقت ایک پیپه پورٹ شراب کے بوتلوں میں بھرے اور قابل استعمال هونے تک گذرتا هی وه سوداگر پر صرف اسقدر اثر کرتا هی جسقدر که وه پورٹ شراب پیتا هے حاصل یهه که شراب پینے والا هونے کے اعتبار سے اُسکي غرض یهه هوتي هی که وه زمانه تھوڑا هووے اور سرمایه والا هونے کے اعتبار سے اُسکو پروا اُسکي نهیں هوتي *

واضح هو که اب هم اُن سببوں کا مختصر حال بیان کرچکے جو اجرت کي عام شرح پر موثر هوتے هیں اور اجرت کي عام شرح علم انتظام مدن میں اور مضمونوں کي نسبت نهایت اهم اور مشکل هی چنانچه مفصله ذیل امور تحقیق اور قایم هوچکے *

پہلے یهه که اجرت کي عام شرح کا حصه محنتیوںکي پرورش کے ذخیره کي اُس مقدار پر هوتا هی جو اُن محنتیوں کھي تعداد کي مناسبت سے هو جنکي پرورش اُس ذخیره سے هوني ضرور هی *

دوسرے یهه که مقدار اُس ذخیره کي کسقدر اُس محنت کي بارآوري پر جو محنتیوں کے استعمال کي جنسیں یا اجرتیں پیدا کرنے میں لگتي هی اور کسقدر اُن محنتیوں کي تعداد پر موقوف هوتي هی

جو تمام محنتیوں کي تعداد کي مناسبت سے اجرت کے پیدا کرنے میں مصروف ہوتے ہیں *

تیسرے یہہ کہ محنت کي بارآوري محنتي کي خصلت یا اُس مدد پر موقوف ہوتی ہی جو اُسکو قدرتي ذریعوں اور سرمایہ اور اُسکے کاموں میں کسي قسم کي مزاحمت نہونے سے حاصل ہوتي ہی *

چوتھے یہہ کہ جب لگان نہو اور نامناسب محصول نہ لگایا جاوے یا مناسب محصول بحساب رسدي بلگا ہو تو تمام محنتیوں کي تعداد سے اُن محنتیوں کي تعداد کي مناسبت جو اجرتیں پیدا کرنے میں مصروف ہوتے ہیں کسقدر منافع کي شرح اور کسقدر اُس زمانہ پر موقوف ہوتي ہی جسکے واسطے اجرتوں کے پیدا کرنے کے لئیے سرمایہ پیشگي لگا رہنا ضرور ہی *

پانچویں یہہ کہ کسي مفروض زمانہ میں منافع کي شرح سرمایہ والوں اور محنتیوں کے پہلے چلن پر موقوف ہوتي ہی *

چھٹے یہہ کہ وہ زمانہ جسکے واسطے سرمایہ پیشگي لگا رہنا ضرور ہوتا ہی کسي عام قاعدہ کا مطیع نہیں ہوتا بلکہ در صورت قلت منافع کے طویل ہونے پر مائل ہوتا ہی اور زیادتي منافع کي حالت میں کوتاہ ہونے پر باعث ہوتا ہی *

اُن سببوں کي تحقیقات سے جنسے اجرت قایم ہوتي ہی وہ سبب بھي بہت کچھہ تحقیق ہوگئے جنسے منافعے قرار پاتي ہیں اب صرف اسقدر بیان کرنا چاھئیے کہ تین طرح سے منافع دیکھا جاتا ہی اول منافع کي شرح سے دوسرے منافع کي مقدار سے تیسرے مطلوبہ چیزوں کي اُس مقدار سے جسپر ایک معین منافع سے قبضہ ہوسکے واضح ہی کہ وہ سبب جنکے ذریعہ سے منافع کي شرح کا تصفیہ ہوتا ہی مذکور ہوچکے اور یہہ امر ثابت ہوچکا ہي کہ وہ سبب اُس مناسبت پر موقوف ہوتے ہیں جو اجرت پیدا کرنے والے مویشیوں کي مقدار حصول کو محنت کي مقدار حصول سے ہوتي ہی اگر منافع کي شرح قرار پا جاوے تو سرمایہ والے کے منافع کي مقدار اُسکے سرمایہ کي مقدار پر موقوف ہوگي۔اس سے لازم آتا ہی کہ سرمایہ کي ایسي ترقي سے منافع کي شرح کم ہو جاوے جسکے ساتھہ اُسکي مناسبت سے محنتیوں کي تعداد نہ بڑھي تو کل سرمایہ

والوں کی حالت اُسوقت تک زوال پذیر نہوگی کہ منافع کی شرح کی کمی سرمایہ کی اُس زیادتی سے زیادہ نہو جاوے جو اب سرمایہ میں ہوئی مثلاً پانچ روپیہ فیصدی کی شرح سے بیس لاکھ روپیہ پر اتنا نفع ملسکتا ہے جتنا دس فیصدی کی شرح سے دس لاکھ روپیوں پر حاصل ہوسکتا ہے اور ساڑے سات فیصدی کی شرح سے بیس لاکھ روپیوں پر بہت زیادہ نفع حاصل ہوگا اور سرمایہ کی ترقی کا میلان آبادی کی ترقی کی طرف گو وہ ترقی اُسکے برابر نہیں ہوتی ایسا ہوتا ہی کہ تمام دنیا کی تاریخ میں کوئی مثال ایسی نہیں جس سے ظاہر ہووے کہ تمام سرمایوں کی ترقی سے تمام منافعوں میں کمی آئی ہو*

واضح ہو کہ مقدار اُن مطلوبہ چیزوں کی جسکو منافع کی ایک مقدار معین سے خرید کرسکتے ہیں مقدار منافع سے یک لخت یگانہ ہی ایک چینی سرمایہ والے اور ایک انگریز سرمایہ والے کو جنکے سالانہ منافع سے ایکسال کیواسطے دس دس محنتی کسوں کی محنت پر قبضہ ہوسکتا ہی عیش و آرام مختلف درجوں سے حاصل ہوسکیگا چنانچہ انگریز کو اونی کپڑے اور ناس اور چینی کو چاے اور ریشمیں کپڑے زیادہ حاصل ہوسکینگے غرضکہ تفاوت اُنکا چین و انگلستان کی اُس محنت کی مختلف بارآوری پر منحصور ہی جو اُن چیزوں کے پیدا کرنے میں صرف ہوتی ہی جنکو اُن دونوں ملکوں کے سرمایہ والے اپنے کام میں لاے ہیں مگر وہ دونوں شخص محنت پر قبضہ کرسکیے اور اُسکے سبب سے لوگوں میں ابرو رکھنے میں برابر ہوتے ہیں ہم یہہ ثابت کرچکے ہیں کہ جوں جوں آبادی بڑھتی ہے اُسیقدر محنت خام پیداوار کے حاصل کرنے میں کم بارآور ہونے پر اور مصنوعی چیزوں کے طیار کرنے میں زیادہ بارآور ہونے پر مبتلا کرتی جاتی ہی اسلیئے سرمایہ والا اُسقدر منافع سے کم آباد ملکوں میں موتی جھوٹی پیداوار کثرت سے حاصل کریگا اور کمال آباد ملکوں میں عمدہ عمدہ سامان بقدر اوسط حاصل کریگا ایک ایسا جنوبی امریکا والا جو اپنی سالانہ آمدنی سے سو محنتی کسوں کی محنت پر قبضہ کرسکے جنگل کے کنارے ایک لکڑیکے گھر میں رہیگا اور شاید سو گھوڑے باندہ سکیگا اور ایک انگریز اُسیقدر مقدور والا ایک اچھی اراستہ کوٹھی میں رہیگا اور دو گھوڑے اور ایک چرت رکھہ سکیگا غرض کہ ہر ایک کو الگ الگ لطف و لذت کے ایسے ذریعے حاصل ہونگے جو ایک دوسرے کی قدرت سے خارج ہونگے *

محنت اور سرمایہ کے مختلف کاموں میں مقدار اجرت اور منافع کی شرح کی کمی بیشی کا بیان

واضح ہو کہ پہلی بحثوں میں ہم ثابت کرچکے کہ اجرت اور منافع کی ایک اوسط شرح موجود ہوتی ہے اور اب ہم بعضے اُن خاص سببوں کے اثروں کی نسبت غور و تامل کرتے ہیں جو محنت و سرمایہ کے مختلف کاموں میں اجرت کی مقدار اور منافع کی شرح پر موثر ہوتے ہیں *

اُس مشہور باب میں جو آدم اسمتھ صاحب کی کتاب دولت اقوام میں مندرج ہی اس مضمون کو بالفاظ مفصلہ ذیل قلمبند کیا گیا ہے *

یعنی وہ فرماتے ہیں کہ ہم جسقدر دریافت کرسکے ہیں وہ صرف پانچ صورتیں ہیں جو بعض کاموں میں تھوڑے سرمایہ پر کم منافع کا باعث اور بعض کاموں میں بہت سے منافع کا سبب ہوتی ہیں اول خود کاموں کا پسندیدہ ہونا یا ناپسندیدہ ہونا دوسرے وہ آسانی اور ارزانی اور اشکال اور خرچ جو اُنکے سیکھنے میں پیش آتا ہی تیسرے اُن کاموںمیں مصروفیت کا استقلال یا عدم استقلال چوتھے تھوڑا یا بہت اعتبار جو اُنکے کرنے والوں کو لوگوں میں حاصل ہو پانچویں اُن کاموں میں کامیابی کا غالب ہونا یا نہونا انتہی *

چو کہ اب تقریر ہماری آدم اسمتھ صاحب کی رایوں کی توضیح و تشریح کے طور ہوگی تو حتی‌الامکان اُسی ترتیب کی پیروی عمل میں آویگی جسکو صاحب ممدوح نے قائم کیا *

اول کاموں کا پسندیدہ ہونا

محنت کے عمل سے آرام کا نقصان سمجھا جاتا ہی اور جبکہ محنت کی اجرت یا معاوضہ کا ہم ذکر کرتے ہیں تو اُس سے یہی نقصان مراد ہوتا ہے مگر جیسے کہ ہمنے بیان کیا کہ صرف سستی اور کاہلی جو سبب محنت اور مستقل کوشش سے باز رکھتی ہی ایسی شی نہیں کہ جسپر محنتی کو غالب آنا چاہیئے بلکہ اُسکے کام کا خطرناک یا مضر ہونے کے

سبب ناپسندیدہ یا داخل ہونا بھی ممکن ہے غرضکہ ان صورتوں میں اجرت
اُسکی صرف اُسکی مشقت کا ہی انعام نہیں بلکہ جوکھوں یا بے آرامی
یا بے عزتی یا خطرہ کی بھی جو اُسکو سہنا پڑتا ہی جزا ہوتی ہی مگر
آدم اسمتھ صاحب کی یہہ راے ہے کہ اُن خطروں کا اندیشہ جسپر جرأت
اور فطرت کے ذریعہ سے غالب آسکتے ہیں ناپسندیدہ نہیں اور اس وجہہ سے
اجرت کسی کام میں زیادہ نہیں ہوتی چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ کاروبار
کے مخاطرہ اور اُن میں زندگی کا بال بال بچنا انجام کار میں بجاے اسکے
کہ جوان آدمیوں کو کم ہمت و بیدل کرے اکثر اُس پیشہ کی رغبت کا
موجب ہو جاتا ہی مگر جن کاموں میں جرأت اور فطرت مفید نہیں
ہوتی حال اُنکا اور ہی چنانچہ جن پیشوں کی بدولت تندرستی میں
بڑا خلل آتا ہی اجرت اُن میں نہایت زیادہ ہوتی ہی انتہی *

البتہ جو کام صحت کو مضر ہوتے ہیں اُنکے شمول میں عموماً اور
باتیں بھی ناپسندیدہ ہوتی ہیں جیسے گرد اور خاک اور مسموم ہوا اور
بہت گرمی اور سردی سہنا اور بہت گرمی میں سے دفعتاً سردی میں
آجانا یا بہت سردی میں سے دفعتاً گرمی میں آجانا تندرستی کے لئیے
ایک کام کے مضر ہونے کے بڑے سبب ہوتے ہیں یہی اُسکی ناپسندیدگی کے
بھی باعث ہوتے ہیں جس کام میں محنت اور بیماری اور بے آرامی کی
برداشت کرنی پڑتی ہی اُس میں رغبت بھی بڑی ہونی چاہئیے مگر
سب کاموں میں یہہ سب اکھٹی نہیں ہوتیں چنانچہ عمارت کے نقاش کا
پیشہ معمولی کاموں میں نہایت پسندیدہ اور تندرستی کے لئیے نہایت
مضر و خراب ہی اور برخلاف اُسکے قصائی کا پیشہ کمال مکروہ اور نہایت
سنگدلوں کا کام ہی مگر تندرستی کے مقدمہ میں نہایت مشہور و معروف
ہی منجملہ اِن دونوں کے ہر ایک کی اجرت کو قریب قریب تصور کرتے
ہیں اور اِن دونوں پیشوں میں محنت کی حیثیت سے جو بہت
خفیف ہوتی ہے معاوضہ بہت زیادہ ہوتا ہی مگر تحقیر عوام اور جگ
ہنسائی کے اندیشے جو کم تربیت یافتہ لوگوں میں بہت قوی ہوتے ہیں
وہ کسی کام میں اجرت کی زیادہ ہونے کے نہایت مؤثر ذریعہ ہوتے ہیں
کیونکہ وہ اندیشے ہماری طبیعت کے نہایت قوی اثروں میں سے ہوتے ہیں
آدم اسمتھ صاحب نے جلاد کی مثال لکھی ہی ہم ٹھگوریئے کی مثال

اُس پر مستزاد کرتے هیں چنانچہ یہہ دونوں ایسے پیشے هیں کہ جب کام کا اعتبار اُن میں کیا جاتا هی تو اجرت کی مقدار اُنکو بلا اندازہ ملتی هی اور اس وجہہ سے زیادہ اجرت نہیں ملتی کہ وہ بہت زیادہ محنت کرتے هیں بلکہ اس وجہہ سے کہ لوگ اُنکو بہت برا جانتے هیں یہانتک کہ جہاں وہ جاتے هیں لوگ اُنکی کنکر پتھر مارتے اور گالی دیتے هیں اور شاید سب سے برا پیشہ تعزیری کا بھیک مانگنا هی مگر جب وہ پیشہ کے طور پر کیا جاتا هی تو یقین هوتا هی کہ وہ سب پیشوں سے زیادہ نافع هوتا هی *

مخاطرہ اور بے امروئی اور بے آرامی کا اُجرت پر ایسا اثر هوتا هی جو مذکور هوا اور یہہ بھی گمان کیا گیا کہ جو کام جسقدر زیادہ پسندیدہ هی اُسقدر ناپسندیدہ کام کی نسبت اُسمیں اُجرت کم ملتی ہے چنانچہ آدم اسمتھہ صاحب نے لکھا هی کہ تربیت یافتہ لوگوں میں شکاری اور مچھلی والے جو ایسے کام کو اپنا پیشہ ٹھہراتے هیں جسکو اور لوگ دل لگی کے واسطے کرتے هیں بغایت مفلس هوتے هیں چنانچہ قول اُنکا یہہ هی کہ تھیوکریٹس کے عہد سے تمام مچھلی پکڑنیوالے غریب محتاج چلے آتے هیں طبعی ذوق انسانوں کا جو اُن کاموں کیطرف هوتا هی اسلیئے نہ بسبب اُن لوگوں کے جو اُن کے ذریعہ سے پرورش پاسکتے هیں بہت زیادہ آدمی اُنکو کرنے لگتے هیں اور پیداوار اُنکی محنت کی بازار میں اپنے مقدار کی مناسبت سے بہت ارزاں بکتی ہے جس سے اُس کے محنتیوں کو بہت تھوڑا کھانے کو ملتا هی انتہی مگر یہہ بات مشکل سے کہہ سکتے هیں کہ اچھی تربیت یافتہ لوگوں میں شکار بھی پیشہ هوتا هی اور آدم اسمتھہ صاحب نے جو مچھلی پکڑنیوالے کی مثال بیان فرمائی اُسکی صداقت پر بھی همکو شک هی اگر اُنھوں نے اپنے خیال کو اُن چھوٹے گروھوں پر منحصر کیا هی جو دریاؤں اور تالابوں کے کنارہ پر مچھلیوں کا شکار کرتے هیں تب تو البتہ صحیح هی حقیقت میں یہہ لوگ اُس کام کو پیشہ کے طریقہ سے کرتے هیں جسکو اور لوگ تفریح طبع سمجھتے هیں مگر سمندر سے مچھلی پکڑنا ایک ایسا سخت اور دشوار کام هی کہ وہ بہت مرغوب نہیں اگر سوائے اسباب کے کہ جو لوگ اس کام کو کرتے هیں وہ خوب موٹے تازہ هوتے هیں اور اُنکے اور اُنکے تمام کنبوں کے پاس کھانے

پیدے کا ساماں افراط سے ہوتا ہی اس پیشے سے اچھی آمدنی ہونے کا کوئی اور ثبوت درکار ہو تو وہ یہہ ہی کہ جو سرمایہ اُس کام میں لگا ہوتا ہی وہ عموماً مچھلی پکڑنیوالوں کا ہوتا ہی اور وہ کچھہ بہوڑا نہیں ہوتا *

پس اب یہہ اندیشہ ہی کہ یہہ عام قاعدہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ وہ لوگ جو سرمایہ نہیں رکھتے اُنکے پیشہ میں ناپسندیدگی کے درجہ کا تفاوت ہوتا ہی وہ پیشے جو مثل چرواہے اور کساں کے پہلے پہل اختیار کیئے گئے بہت کم ناپسندیدہ ہیں اور اسی وجہہ سے ہمکو یقین ہی کہ کشتکاری کے مزدوروں کو سب سے تھوڑی اُجرت ملتی ہی اِسلیئے عموماً تصور کرنا چاہیئے کہ کاشتکاری کے عام محنتیوں کی معمولی اُجرت صرف جسمانی محنت کی وہ مالیت ہی جو کسی خاص وقت و مقام میں ادا کیجاوے اگر اُسی وقت و مقام میں دوسرے محنتی کی محنت کی اُجرت زیادہ ملتی ہی تو ہمکو یہہ سمجھنا چاہیئے کہ اُس محنتی کے پیشہ میں کوئی خاص دقت اور ناپسندیدگی ہی یا زر لگاں یا منافع بھی اُسکی اُجرت میں شامل ہی *

آدم اسمتھہ صاحب کا یہہ قول ہی کہ پسندیدگی اور ناپسندیدگی کی حیثیت سے سرمایہ کے اکثر کاموں میں کوئی اختلاف نہیں اور اگر ہی تو بہت تھوڑا ہی مگر محنت کے کاموں میں بہت بڑا فرق ہی چنانچہ جیسے ہمنے ثابت کیا وہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اوسط اجرتوں کی نسبت اوسط منافعے زیادہ قریب قریب برابر کے ہوتے ہیں اور منافع کا وہ حصہ جو صرف اجتناب کا معاوضہ ہوتا ہی انکھی وقت اور ایکھی مقام میں یکساں ہوتا ہی اسواسطے کہ اجتناب ایک معنی مفہوم ہونے سے مدارج کو قبول نہیں کرتا مگر اُس سرمایہ کی مقدار میں مدارج ہیں جسکے استعمال غیرباراور سے سرمایہ والا اجتناب کرتا ہی اور ایسی ہی زمانہ کی درازی میں مدارج ہیں جسکے واسطے اجتناب کیا جاتا ہی *

مگر ہم یہہ تسلیم نہیں کرسکتے کہ سرمایہ کے اکثر کاموں کی پسندیدگی یا ناپسندگی یکساں ہوتی ہی اور آدم اسمتھہ صاحب بھی اگر منافع کے معنی زیادہ محدود اور اجرت کے معنی زیادہ وسیع اُن معنوں کی نسبت جو اس رسالہ میں مندرج ہیں نہ لیتے تو اُسکو اس طرح قایم نکرتے واضح ہو کہ ہمنے لفظ اجرت کا استعمال صرف محنت جسمانی کی

برداشت کے معاوضہ میں کیا اور جسمانی محنت اور بے آرامی ہمیشہ ناپسندیدہ ہوتی ہی لیکن سرمایہ کا لگانا روحانی محنت ہی اور اکثر جی کو بھاتی ہی چنانچہ اکثر ہم اُن لوگوں کا حال سنتے ہیں جو اپنے کام و پیشہ میں دلسے مصروف ہیں گو وہ کام اُنکی عموماً مرغوب و پسندیدہ نہیں بلکہ خود ایک جراح نے ہمسے یہہ بات کہی کہ آمدنی مدنی کچھہ ہی ہو مگر کمال خوشی اسمیں ہی کہ میں کسی طرح کی استمال کا سپرنتنڈنٹ ہوں انسان کی آدھی مصیبتیں منتظموں کی حکمرانی کی خوشی اور حوصلوں کی لڑائی کے شوق ذوق سے پیدا ہوتی ہیں علاوہ اسکے صرف محنتی آدمی صرف معد اجرت یا اُسکی مالیت کے برابر جو اک نا پوشاک یا مکان پاتا ہے مگر سرمایہ والا اکثر اوقات اقتدار اور ناموری اور کہی کبھی ایسا بڑا صلہ حاصل کرتا ہے جو انسان کو حاصل ہوسکتا ہے یعنی اُسکو اس امر سے آگاہی ہوتی ہے کہ دور دراز ملکوں میں ہمیشہ کے لئے اُسکے کاموں کا فائدہ پہونچتا ہے برخلاف اُسکے سرمایہ کے ایسے ایسے کام بھی ہیں جیسے غلاموں کی تجارت جس سے سختی اور خطرہ اور لوگوں کی لعنت ملامت اوٹھانی پڑتی ہی اگر کوئی غلاموں کا سوداگر ایسا تصور کیا جاوے کہ وہ اپنے پیشہ میں غور و تامل کرتا ہی تو اِسمیں کچھہ شک نہیں کہ وہ اپکو ملامت کریگا یہہ کچھہ ضرور نہیں کہ ہم مضبوط نتیجہ نکالکر یہہ بات ثابت کریں کہ وہ تمام چیزیں جیسے زندگی پسندیدہ یا گوارا ہوتی ہے منافع کے لالچ سے جوکہوں میں ڈالی جاویں تو منافع بہت زیادہ ملنا چاہیئے یا باہمی بحث و حرص سے بہت سے اُن پیشوں کا صلہ بہت گہتنا چاہیئے جنکا صلہ اُنکے ساتھہ لازم ملزوم ہوتا ہی *

ممکن ہی کہ یہہ امر صریح ظاہر نہو کہ کسی نا پسندیدہ کام کے منافع زاید کو اُس کام میں لگی ہوئے سرمایہ سے کوئی مناسبت رکھنے کی کیا وجہہ ہی مگر یہہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ معین سرمایہ رکھنے والوں کی تعداد جو سرمایہ کی مفروضہ مقدار کے بڑھنے جانے سے گہتتی جاتی ہی تو ایک معین سرمایہ کے قابضوں کو ایک طرح ایسا انحصار تجارت حاصل ہوجاتا ہی جو اُس سرمایہ کے بڑھنے سے زیادہ سخت اور چست ہوتا جاتا ہی اور دوسرے یہہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہی کہ جسقدر

ایک آدمي کا سرمایہ زیادہ ہوتا ہے اور اُسکے سبب سے اُسکي آمدني زیادہ ہوتي ہے تو اُسقدر اُسکو اسباب پر زیادہ نوعمت درکار ہوتی ہی کہ وہ اپنے سرمایہ کے بڑھانے کي امید پر اخلاقي یاجسماني برائیاں گوارا کرے علاوہ اُسکے تکلیف اور مرتبہ کي کمي جو ہرایک پیشہ میں ہوتي ہی وہ سرمایہ سے اُلٹي مناسبت رکھتي ہی البتہ جہاں کسي پیشہ پر اعتراض اُسکي برائي کي وجہہ سے وارد ہوتا ہو جیسے قمار خانہ کا مال کھینچنے والا ہونے یا اُس سے بدنام مشہور ہونے کي صورت میں ہوتا ہی تو اُس پیشہ کي وسعت سے صرف بدنامي شہرت پاویگی مگر جب یہہ اعتراض اُسپر عاید نہوتا ہو تو جو پیشہ احتصار و کوتاہی کي صورت میں دلیل معلوم ہوتا ہی وہي وسعت پانے سے معزز ہوجاتا ہی اگرچہ تکلیف سے بالکل نجات حاصل نہیں ہوسکتي مگر جب کہ سرمایہ اتنا فراواں ہوجاتا ہی کہ اُس سے منشي اور بڑي عقل اور دیانت دار مشیر نوکر رکھے جاویں تو وہ تکلیف اسقدر گھٹ جاتي ہی کہ سرمایہ والے کا تھوڑا وقت اُسمیں روزانہ صرف ہوا کرتا ہی چنانچہ آج کل بہت سے ایسے آدمي جو اکثر علموں میں خصوصاً علم ادب اور علم حکومت میں دلسے مصروف اور معزز و ممتاز ہیں وہي بڑے بڑے بنکوں اور عمدہ عمدہ شراب کے کارخانوں اور علی‌ھذالقیاس اور سوداگري کے دھندوں کي انصرامي کرتے ہیں یہہ امر غالباً معلوم نہیں ہوتا کہ انکو کام میں مصروف ہونے سے اُنکا بہتسا سا وقت صرف ہوتا ہو *

جو نتیجہ کہ ان مختلف صورتوں میں تصور کیا جاوے وہ یہہ ہی کہ منافع کا جو حصہ علاوہ احسان کے تکلیف اور جانکاہیوں کا معاوضہ ہوتا ہی اگرچہ حقیقت میں مقدار میں زیادہ ہوتا جاتا ہی مگر پھر بھي لگے ہوئے سرمایہ سے جسقدر کہوہ زیادہ ہوتا جاتا ہے بنسبت اُسکي کم ہوتي جاتي ہی ہمارے نزدیک یہہ تصور تجربوں سے تصدیق ہوتا ہی گمان غالب ہی کہ انگلستان میں کوئي چند آدمي ہونگے جو دس لاکھہ روپیہ کا سرمایہ لگاکر دس روپیہ فیصدي سالانہ سے کچھہ کم پر راضي ہوں ایک مشہور کارخانہ دار نے جسکا سرمایہ چارلاکھہ روپیہ کا تھا منافع کي کمي کي ہمسے شکایت کي اوراپنے منافع کي مقدار تخمیناً ساڑے بارہ روپیہ فیصدي سالانہ بیان کي اس سے یقین ہوتا ہی کہ جو لوگ ایک

اور دو لاکھہ کے اندر سرمایہ رکھتے ہیں وہ پندرہ روپیہ فیصدی سالانہ
سے زیادہ کے متوقع نہیں ہوتے کوئی تجارت تھوک داری کے طریقہ پر ایک
لاکھہ روپیہ سے کم میں ہزار دقت سے ہوتی ہی اسلیئے کم مالیت کے سرمایے
کسانوں اور دوکانداروں اور چھوٹے چھوٹے کارخانہ داروں سے علاقہ رکھتے ہیں
اور جب کہ اُنکے سرمایوں کی مقدار کل پچاس یا ساٹھہ ہزار روپیہ تک
ہوتی ہی تو وہ بیس روپیہ فیصدی سالانہ منافع کی توقع رکھتے ہیں اور
جب اُنکا سرمایہ اس سے بھی کم ہوتا ہی تو اور زیادہ منافع کی امید
کرتے ہیں ہمنے یہہ بات اپنے کانوں سنی ہے کہ وہ میوہ فروش جو خوانچوں
میں میوہ لگا کر بیچتے ہیں وہ بحساب فی روپیہ دو آنہ آٹھہ پائی منافع
لیتے ہیں جو دس فیصدی روزانہ اور سات ہزار روپیوں سے زیادہ فیصدی
سالانہ ہوتا ہی مگر یہہ بھی بہت کم معلوم ہوتا ہی کیونکہ کسی خاص
وقت میں جو سرمایہ لگا ہوتا ہی وہ مالیت میں دو روپیہ آٹھہ آنہ سے
زیادہ نہیں ہوتا اور دس فیصدی کے حساب سے آٹھہ آنہ روزانہ اُسپر منافع
ہوگا اور یہہ رقم ایسی ہی کہ اُس سے صرف محنت کی اجرت بھی وصول
نہیں ہوسکتی مگر یہہ امر ممکن ہی کہ ایک دن میں کئی مرتبہ سرمایہ
کی لوٹ پھیر ہو اور یہہ سرمایہ والے اگر ہم اُنکو سرمایہ والا کہہ سکیں تو
بوڑھے اور ضعیف آدمی ہوتے ہیں جنکی محنت بہت تھوڑی مالیت
رکھتی ہی غرضکہ یہہ حساب غالب ہی کہ صحیح اور درست ہووے
چنانچہ ہمنے اس مثال کو منافع کی ایسی بڑی سے بڑی شرح کے طور پر
بیان کیا جسکا خیال ہم جانتے ہیں *

دوسرے کام کے سیکھنے کی آسانی

آدم اسمتھہ صاحب فرماتے ہیں کہ محنت کی اجرتوں میں کام کے
سیکھنے کی آسانی اور ارزانی یا مشکل اور خرچ کے اعتبار سے فرق و تفاوت
ہوتا ہی جب کوئی کل قیمتی قایم کیجاتی ہی تو یہہ توقع کیجاتی ہی
کہ اُسکے گھس جانے سے پہلے پہلے جو اُس سے بڑا کام نکلیگا اُس سے اُسکی
لاگت کا سرمایہ اور اُسکا معمولی منافع حاصل ہو جاویگا ایک ایسا آدمی
جسکی تعلیم و تربیت بہت سی محنت اور بہت سا وقت خرچ ہونے
سے ہوتی ہی اُس قیمتی کل کے مشابہ ہی یہہ توقع ہوتی ہی کہ جو کام
وہ شخص سیکھتا ہی اُس سے عام محنت کی معمولی اجرت کے علاوہ

تمام خرچ تعلیم و تربیت کا معہ معمولی منافع کے جو اُسیقدر مالیتی سرمایہ پر ملتا ھی اُسکو ملجاویگا اور یہہ امر ایک مناسب مدت میں پورا ہوتا ھی اسلیئے اُسمیں آدمي کي عمر کے غیر محقق زمانہ کا لحاظ اسطرح رکھنا چاھیئے جسطرح کل کے قائم رھنے کے کسیقدر محقق زمانہ کا لحاظ کیا جاتا ھی اور فرق و تفاوت جو بہت زیادہ لوگوں کي محنت اور عام محنت کي اجرت میں واقع ہوتا ھی اسي قاعدہ پر مبني ہوتا ھی انتہی *

واضح ہو کہ اس تمام عمدہ تقریر سے مجز اسمات کے ھمکو اتفاق ھی کہ ھماري دانست میں اسي تقریر سے یہہ مناسب معلوم ہوتا ھی کہ ہنرمند منصب کا معاوضہ جو عام محنت کي نسبت زیادہ ہوتا ھی اُسکو بجاے اجرت کے منافع کہنا چاھیئے کیونکہ وہ زاید معاوضہ ایک ایسا فائدہ ھی جو ہنرمند مخصّي کو کسیقدر اُسکي ذاتي پہلے چال چلن اور کسیقدر اُسکے مربیوں اور دوستوں کي چال چلن اور اُس خرچ و محنت سے جو خود اُسنے یا اُسکے ماں باپ یا اُسکے دوستوں نے اُسکي تعلیم و تربیت میں کي ہو حاصل ہوتا ھی غرضکہ یہہ منافع ایک ایسے سرمایہ کا ھی جسکا قابض جب تک دوگني محنت نکرے تب تک اُس سے کچھہ فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا *

آدم اسمتھہ صاحب فرماتے ھیں کہ اعلی پیشوں میں اس خرچ اور محنت کا معاوضہ کافي نہیں ملتا اور کمي معاوضہ کي وجوہ یہہ بیان کرتے ھیں کہ منجملہ اُنکے پہلے نام آوري کي خواھش جو اُن پیشوں میں فرق لیاقت حاصل کرنے سے ہوتي ھی دوسرے وہ تھوڑا بہت طبیعي اعتماد جو ہر شخص کو صرف اپني لیاقتوں ھي پر نہیں بلکہ اپني خوش قسمتي پر بھي ہوتا ھی تیسرے علمي اور مذھبي کاموں میں اُس کمي کي وجہہ تعداد اُن شخصوں کي ھی جو اُن کاموں کے واسطے سرکاري مصارف سے تربیت پاتے ھیں *

پہلے دونوں سبب قوي اثر رکھتے ھیں باقي تیسرے سبب کا اثر ھماري دانست میں مبالغہ کي رو سے لکھا گیا یا شاید ایسا ہو کہ اُس زمانہ کي نسبت جب مصنف موصوف نے حال اُسکا تحریر کیا تاثیر اُسکي اب بہت گھٹ گئي اسلیئے کہ اول تو انگریزوں کي آبادي اگرچہ

اس عرصہ میں دوچند کے قریب قریب ہوگئي مگر اُن دخیروں کي تعداد جنکے ذریعہ سے اعلی یونیورسٹی مفت حاصل ہوتي ہی کچھہ زیادہ نہ بڑھي دوسرے اُس تبدیلي کي وجہہ سے جو تعلیم کے مقاموں میں اوقات بسری کے طریقہ میں واقع ہوئي اور بہت سي صورتوں میں دخیروں کي مالیت کي ایسي حالت میں برائے نام بدستور رہنے سے جنکہ روپیہ کي مالیت پہلے کي نسبت آدھي سے کم رہگئي ہی اُن لوگوں کو اصلي مدد بہت کم پہنچتي ہی جو اُنکو حاصل کرتے ہیں معلوم ہوتا ہی، کہ ادم اسمتھہ صاحب نے یہہ گماں کیا کہ اکثر پادري سرکاري خرچ سے تعلیم پاتے ہیں چنانچہ وہ صاف لکھتے ہیں کہ بہت کم پادري ایسے ہیں کہ اُنہوں نے اپنے ذاتي صرف سے تربیت پائي مگر بالفعل انگریزوں کے دو § یونیورسٹیوں میں کوئي طالبعلم ایسا ہوگا کہ اُسکي پرورش مال وقف سے ہوتي ہوگي اور گماں غالب یہي ہی کہ وہاں بیس طالبعلم بھی ایسے نہیں کہ نصف مصارف کي قدر اُس چشمہ سے بیصیاب ہوتے ہوں اور بہت سے ایسے ہیں کہ تربیت کي سستي ارزاني کے علاوہ روپیہ پیسے کي کچھہ امداد نہیں پاتے اور سستي ارزاني اس لئے کہتے ہیں کہ اکسفرڈ یا کیمبرج کے یونیورسٹیوں میں جسقدر روپیہ دیا جاتا ہی وہ اُس سے کچھہ کم نہیں ہوتا جو اور ملکوں کے بہت سے یونیورسٹیوں میں دیا جاتا ہی مگر یہاں اور ملکوں کے یونیورسٹیوں کي نسبت اُستاد کي توجہہ ہرطالب علم پر زیادہ ہوتي ہي اور ملکوں میں جو † لکچر دیا جاتا ہی وہ ‡ پرافیسر کے تقریر ہوتي ہی مگر انگلستان کے یونیورسٹیوں میں کالج کے لکچر جو تعلیم کے بڑے ذریعہ ہیں گویا وہ طالب علموںکا امتحان ہی ظاہر ہي کہ ان دونوں طریقوں میں اُستاد کو جو محنت کرني پڑتي ہی مطابقت اُسکي بہت دشوار ہی مگر جس طریقہ میں زیادہ

† یونیورسٹي مدرسہ اعظم کو کہتے ہیں جس سے ادنی درجہ کا مدرسہ جو اُسیکي ایک شاخ سمجھا جاتا ہی کالج کہلاتا ہی اور اُس سے بھي ادنی درجہ کے مدرسہ کو اسکول کہتے ہیں

† لکچر کے معنے تدریس ہیں یعني ایک جماعت کے روبرو اُنکے سمجھنے کے واسطے کوئي مضمون مشرح بیاں کرنے کو کہتے ہیں

‡ یونیورسیٹي میں جو معلم ہر ایک علم کے ہوتي ہیں اُنکو پرافسر کہتے ہیں

مقصد ہوتي ہی اُسمیں یہہ ضرور ہی کہ اوستاد بہوڑے طالبعلموں کو تعلیم کیا کرے اب اگر اوستادوں کو وقف کے دخیروں سے کچھہ نہ ملے تو دو حال سے خالي نہوگا یا تو طالبعلم سے زیادہ تنخواہ چاہینگے یا اور ملکوں کي تعلیم کا طریقہ اختیار کرینگے یعني بڑي بڑي جماعتوں کو تدریس سنایا کرینگے *

وہ بڑا سبب جسکي بدولت بعضے اعلیٰ پیشوںکے واسطے بہت کثرت سے امیدوار ہوتے ہیں اور اس کثرت سے اُنکے معاوضے گہٹ جاتے ہیں آدم اسمتہہ صاحب کے بیان سے رہ گیا *

بہارت ارزاں طریقے کي رُوسے اوسط خرچ ایک لڑکے کي اُسوقت تک پرورش کرنے کا جب کہ وہ خود اپني معمولي مقصد سے اپني پرورش کے لایق ہووے چار سو روپیہ تک ہوسکتا ہی اور یہہ رقم اُس رقم کي دوچند ہی جو کسي ولدالزنا کے باپ سے اُسکي پرورش کے واسطے اُس گرجے والے لیتے ہیں جس گرجے کے علاقہ میں وہ شخص رہتا ہی مگر وجہہ اِسکي یہہ ہی کہ گرجے والے یہہ سوچتے ہیں کہ یہہ بچہہ شاید مرجاوے اور کسي شریف کے لڑکے کو ایسي فرصت دیکہاوے کہ وہ اپنے باپ کے مرتبہ کو پہنچے تو اوسط صرف اُسکا بیس ہزار چار سو روپیہ سے کم نہوگا مگر وہ مقصد جو خود لڑکے کو اور وہ خرچ جو اُسکے باپ کو متصل علم میں اوٹہانا پڑتا ہی اُس سے یہہ عوض نہیں ہوتي کہ آیندہ کو منافع حاصل ہوگا بلکہ لڑکا صرف اُسوقت کي سزا کے خوف اور تعریف کي توقع سے مقصد اوٹہاتا ہی اور باپ بھي اُسکا کبھي یہہ خیال نہیں کرتا کہ یہہ طریقہ ارزاں ہی کہ پہلے پہل اپنے لڑکے کو آٹہہ برس تک دیہات میں پرورش کراوے جہاں فی ہفتہ ایک روپیہ خرچ ہوتا ہی اور پہر اُسکو روئي کے کارخانہ یا کسي اور کارخانہ میں بھیجے اور نہ یہہ خیال کرتا ہی کہ زیادہ خرچ سے تعلیم کرنا ایک ایسي تجارت کرنا ہی جس سے آیندہ کچھہ نفع نہو اپنے لڑکوں کي ترقي زور اوروں کے دیکھنے سے تمام بھلے آدمیوں کو بلکہ تمام انسانوں کو باستثناء دوچار نامعقول آدمیوں کے بہارت خوشي اُسوقت حاصل ہوتي ہی اور جو صرف اُس بابت کیا جاتا ہی وہ اُس خوشي کے حاصل ہونے سے اُسیطرح وصول ہوجاتا ہی جسطرح کہ وہ خرچ وصول ہوجاتا ہی جو لحظہ بلحظہ کي

خوشیوں کیواسطے اوٹھانا جاتا ہی یہہ بات راست ہی کہ اُس سے ایک آیندہ مقصود بھي حاصل ہونا ممکن ہی مگر جس غرض سے کہ وہ بالفعل خرچ کیا جاتا ہی اُسکا حاصل ہونا بھی ایک بہت بڑي بات ھے *

مگر بعض بعض صورتوں میں وھي خرچ و محنت زاید جو اسطرح عاید ہوئي ہی اعلی عہدوں کے حصول کے لائق ہونے کے واسطے کافي وافي ہوتي ہی اور باقي صورتوں میں وہ خرچ اور محنت اعلی عہدوں کے حصول کے لایق ہونے کي خرچ و محنت کا بڑا حصہ ہوتي ہی چنانچہ پادري ہونے کے واسطے وہ خرچ اور محنت ہرطرح کافي ہوتي ہی کیونکہ اکسفرڈ یا کیمبرج کے یونیورسٹي کے ایک طالبعلم کو درجہ حاصل کرنے سے پہلے کچھہ تھوڑا سا اور پڑھنا تو پڑتا ہی مگر خرچ کچھہ نہیں کرنا پڑتا پس جو کچھہ اُسکو پادري ہوجانے کے بعد حاصل ہوتا ہی اُسمیں سے اُسکي محنت کي اجرت وضع ہونے کے بعد جو باقي رہتا ہی وہ مخصص منافع اُسکا ہی اور جب کہ اسباب پر ہم غور کرتے ہیں کہ علاوہ اُن مقصدوں کے جو بعدي سے علاقہ رکھتے ہیں اور بہت سے مطلب بھي ہیں کہ اُنکے واسطے محنت اونہاني پڑتي ہی تو ہمکو تعجب ہوتا ہی کہ بعدیکے انعامات اسقدر بڑے کیوں ہیں واضح ہو کہ ان بڑے انعاموں کے قایم رہنے کے تین سبب ہیں جنمیں سے دو سبب وہ ہیں کہ اُنسے امیدواروں کي تعداد گھٹتي رہتي ہی اور تیسرا وہ جو امیدواروں کے استعمال کے ذخیرہ کو بڑھاتا ہی پہلے دونوں سببوں کي کیفیت یہہ ہی کہ پادریانہ خصلت پر دھبہ لگنے پاوے اور پادري لوگ دنیا کے کاموں سے خصوصاً ایسے کاموں سے جنسے بہت سا مال دولت حاصل ہووے الگ تھلگ رہیں بہت لوگ گرجے میں داخل ہو جاتے اگر اُنکو پادري ہونے کے ساتھہ اور پیشوں کے کرنے کي بھي اجازت ہوتي یا یہہ بات حاصل ہوتي کہ جب وہ چاہتے اُسکو چھوڑ بیٹھتے مگر وہ ایسي راہ میں جانے سے انکار کرتے ہیں جسمیں اُنکو یہہ اجازت نہیں کہ اُس سے واپس چلے آویں یا کہ کسي اور طرف کو بھي متوجہ ہوں غالب یہہ ہی کہ ان ہي سببوں سے انگلستان میں پادریوں کي تعداد محدود رہتي ہی جو لوگ اس فرقہ میں داخل ہیں اُنکي آمدني اُس ذخیرہ کي بدولت قایم ہی جو قانون کي روسے اُنکے لیئے علاحدہ کیا گیا اور وہ ذخیرہ کسیقدر قانون کے

مکرر سکرر اُس حمایت سے برابر رہتا ھی جو قانون نے اصل پادریوں کے نائبیوں کے معاوضے بڑھی ہوئی رہنے بر کی ھی جس سے وہ کم سے کم مقدار معاوضہ کی جو آپس کے مباحثہ سے قایم ہوسکتی ھی نہ اصل پادری دیسکتا ھی نہ اُسکا نایب لی سکتا ھی فوج میں داخل ہونے کے قابل ہونے کا خرچ قریب قریب اُسی خرچ کے ہوتا ھی جو گرجا میں داخل ہونے کے واسطے ہوتا ھی صرف چھہ ہزار روپیہ اول سند حاصل کرنے اور اور سامان درست کرنے میں زیادہ خرچ ہوتے ھیں مگر چونکہ اس پیشہ میں آغاز عمر سے آدمی بہرتی ہوسکتا ھے تو یہہ نقصان پورا ہوجاتا ھی جہاز کے نوکروں میں داخل ہونے کا بہت کم صرف ھی اور یہہ دو بوں ایسے پیشے ھیں کہ بدوں زیادہ علم تحصیل کئیے آدمی اُن میں داخل ہوسکتا ھی بحری اور بری فوجوں کی تنخواہ اور تمام مواجب جو قانون سے معین ھیں گو ظاہر میں متوسط معلوم ہوتے ھیں مگر حقیقت میں اُس مقدار سے بہت زیادہ ھیں جو لئق امیدواروں کی مقدار حصول کے قایم رکھنے کے واسطے ضروری ہوتی اور اُن دو نوں پیشوں میں داخل ہونے میں جو مشکلیں پیش آتی ھیں وہ اسقدر مشہور ھیں کہ بہت کم آدمی ایسے ہوں گی جو بدوں سخت ضرورت کے اُن پیشوں میں داخل ہونا چاھیے ہوں مگر باوجود اسباب کے جسکے بدولت تعداد امیدواروں کی گھٹتی رہتی ھی بحری فوج کے سردار اعظم کے دفتر اور تحشیے خانوں میں جتنی نوکریاں خالی ہوتی ھیں اُن سے دس گیے امیدوار پہلے سندیں حاصل کرنے کے واسطے گھیرے رہتے ھیں *

یہی بات اور سب سرکاری عہدوں کی نسبت بھی کہی جاسکتی ھے اگرچہ آمدنی اُن عہدوں کی تعلیم کے خرچ کے اعتبار سے بہت تھوڑی ہوتی ھی مگر اُن پر بھی بہت سی حرص و طمع کبھاتی ھی *

اگر ثبوت اسبات کا زیادہ درکار ہو کہ اعلی پیشہ کے امیدواروں کی تعداد آیندہ منافع کی نسبت زیادہ تر اس خیال سے مستقل رہتی ھی کہ تمام مربی اپنے بچوں کو کم سے کم اپنے مرتبہ کے لائق تعلیم کرانے میں کوشش کرتے ھیں تو وہ صرف اُستانیوں کی کثرت تعداد سے حاصل ھی ایک لڑکی کی ایسی تعلیم و تربیت کا خرچ کہ وہ اُستانی ہونے کے قابل ہو اگرچہ اسقدر نہیں ہوتا جسقدر ایک لڑکے کی ایسی تعلیم میں ہوتا

هی جس سے وہ کچھہ لئق هو جاوے مگر پھربھي بجاے خود بہت بڑا
هوتا هی اور اس خرچ کے کسي جزو کا سرانجام سرکاري خزانہ سے نہیں
هوتا مگر پھربھي امیدوار اس پیشہ کے اسقدر هیں کہ اُس عہدہ کي تنخواہ
مشکل سے خدمتگار کي تنخواہ کے برابر پڑتي هی *

ایک باقاعدہ تعلیم کے معمولي خرچ کے سوا دس هزار روپیہ کے قریب
زیادہ خرچ کرنے سے ایک جوان آدمي طبابت کے قابل هوجاتا هے اور پندرہ
هزار زیادہ خرچ کرنے سے وکالت کرنے کے لائق هو جاتا هی' باقي قانون اور
طبابت کي اور ادني شاخوں کے پیشوں میں اُ سقدر خرچ هوتا هے جسقدر
کہ فوج یا گرجے میں داخل هونے پر پڑتا هی مگر طبابت یا وکالت کي
کوئي ساخ ایسي نہیں کہ کوئي شخص اُس میں بعمر بیس برس سے پانچ
برس تک شاگردي کیئے کام کرنے کا مختار هووے یا بدوں تیں چار برسکي
محنت سے تحصیل کرنے کے کامیاب هوسکے اور اِن هي سببوں کے اثر سے
پیشہ طبابت یا وکالت کے امیدواروں کي تعداد اسقدر گھٹتي رهتي هی کہ
همکو اسباب میں بہت شبہہ هوتا هے کہ بي زمانہ‌ؤں طبابت اور وکالت کا
معاوضہ اُسقدر تھوڑا هی جیسا کہ آدم اسمتھہ صاحب نے اپنے وقت میں
بیان فرمایا هی اگرچہ طبابت کي نسبت همکو زیادہ شبہہ هی مگر
برسوں کے تجربہ سے هم کہہ سکتے هیں کہ یہہ بیان آدم اسمتھہ صاحب کا
کہ اگر تم اپنے لڑکے کو قانون سکھنے کے واسطے بھیجو تو اُس فن میں اُسکا
اتني لیاقت بہم پہنچانا جسکے ذریعہ سے اوقات اپني بسر کرے ایک نسبت
ممکن هی اور اُنیس نسبت ممکن نہیں زمانہ حال کے حالات سے کچھہ
مطابقت نہیں رکھتا همنے قانون کے طالب علم شاید قریب سو کے دیکھے
جنمیں سے قانون کي تحصیل میں جسنے اچھي محنت اور مشقت
اُٹھائي وہ همیشہ کامیاب هوا اور ناکامي مستثني اور نادر رهي اگرچہ بہت
لوگوں نے مناسب محنت نکي مگر همنے دیکھا کہ محنتیوں کي ناکامي
کي نسبت کاهلوں کي کامیابي زیادہ هوئي غرض کہ بجاے اسکے کہ
هم قانوني طالب علم کے بیس نسبت میں سے ایک نسبت کامیابي ماس
اسات پر مثال رکھیے هیں کہ وہ بیس میں سے دس نسبت کامیاب
هوگا *

تیسرے مصروفیت کا استقلال

واضح ہو کہ مختلف کاموں میں اجرت اور منافعوں کے مختلف
ہونے کا تیسرا سبب مصروفیت کا استقلال یا عدم استقلال ہی مگر اس
سبب سے جو اختلافات واقع ہوتے ہیں وہ حقیقی نہیں ہوتے بلکہ ظاہری
ہوتے ہیں مثلاً کوئی لندن کا پلہ دار ایک گھنٹہ کے واسطے مصروف کیا
جاوے اور آٹھ آنہ سے کم کم اسکو دیا جاوے تو وہ شخص آپ کو گھاٹے
میں سمجھے گا بازار کے گلی کوچوں وغیرہ میں اینٹ پتھر وغیرہ بچھانے
والا یا گارہ ڈھونے والا مزدور جسکی محنت پلہ دار سے زیادہ شاق اور
سخت ہی دو آنہ فی گھنٹہ سے زیادہ بہت کم پاتا ہی مگر فرش بنانے
والیکو کام ہمیشہ ملتا ہی اور وہ بحساب فی گھنٹہ دوآنہ کے اوسط ایک
روپیہ آٹھ آنہ روزانہ اور چار سو ساٹھ روپیہ کے قریب سالانہ پیدا کرسکتا ہی
اور پلہ دار بعض اوقات معطل بیٹھا رہتا ہی اگر پلہ اٹھانے والے کو فرش
بنانے والے کی نسبت تین چہارم کی قدر کم کام ملے تو سالانہ آمدنی برابر
کرنے کے واسطے اسکی فی گھنٹہ سہ چند اجرت زیادہ ہونی چاہئیے اور آدم
اسمتھ صاحب تصور کرتے ہیں کہ پلہ دار جو اپنے کام کے غیر مستقل ہونے
کے باعث سے فکر و تردد میں رہتا ہی تو اسکی پریشانی کے معاوضہ کے
واسطے سالانہ اجرت اسکی اوسط سے زیادہ زیادہ ہونی چاہئیے لیکن اس
برائی کا عوض اس محنت کی کمی سے جو اسکو کرنی پڑتی ہی زیادہ
ہو جاتا ہی اور اکثر لوگوں کے نزدیک بقدر مناسب سے زیادہ ہو جاتا ہے
کیونکہ ہم یہہ یقین کرتے ہیں کہ انسان کو کوئی چیز ایسی ناپسندیدہ
نہیں جیسے کہ مستقل یا متصل محنت ناپسندیدہ ہی جس پیشہ میں
متواتر محنت کے نہونے سے جو فرصت ملتی ہی وہ فرصت بیکاری کے
فکر تردد کا اسقدر زیادہ عوض ہوتی ہی کہ اسکی سبب سے اس پیشہ
میں سالانہ اجرت عام اجرت کے اوسط سے گھٹ جاتی ہی *

مگر یہہ بات یاد رہی کہ سرمایہ کے استعمال میں یہہ معاوضہ حاصل
نہیں ہوتا کیونکہ عموماً کہا جاسکتا ہی کہ سرمایہ جو کبھی کبھی غیر بارآور
رہ جاتا ہی تو سرمایہ والے کو اس سے کچھہ فائدہ نہیں ہوتا اسلیئے یہہ
امر ضروری ہی کہ جب سرمایہ اسقدر بارآور ہووے جس سے فاصل منافع

حاصل ہووے تو کم سے کم غیر بارآوری کے زمانہ کا نقصان پورا ہوسکیگا
چنانچہ مکان بنانے والے کا سرمایہ اکثر اوقات غیر بارآور پڑا رہتا ہی کیونکہ
بعض مقام ایسے ہیں کہ وہاں اُسکے بہت سے گھر سال بھر میں تو مہینے تک
خالي پڑے رہتے ہیں تو ضرور ہی کہ مکان والیکا منافع آبادي کے وقت کا
اُس منافع کي نسبت جب کہ وہ برابر آباد رہیں چوگنا ہونا چاہئیے جس
سے نقصان اُسکا پورا ہوجاوے مصروفیت کے غیر مسلسل ہونے کا اجرت اور
منافع پر ایک اثر یہہ بھي ہوتا ہے کہ اکثر خدمتیں اور جنسیں جنکہ اُنکي
مانگ زیادہ ہوتي ہے ارزاں ہوجاتي ہیں مثلاً ایک ایسا شخص کہ اُسکو روز
روز کام ملتا ہووے اور چار گھنتہ دن نوم اپني محنت کے قرار دے اور اُسکے
مقابلہ پر اور لوگ بھي اُسي کار کے موجود ہو جاویں تو جسقدر وہ دو گھنتہ
کي اجرت اُن لوگوں کے نہونیکي صورت میں طلب کرتا کام ناکام اُنکے
ہونیکي تقدیر پر اسیقدر اجرت چار گھنتہ کي محنت پر قبول کریگا *

چوتھے اعتبار

آدم اسمتھ صاحب نے جو اجرت کے مختلف ہونے کا چوتھا سبب
کارنگر کے تھوڑے بہت اعتبار کو قایم کیا ہی یہہ سبب بہت کچھہ دوسرے
سبب یعني تعلیم کے خرچ میں داخل معلوم ہوتا ہی مگر ہم دیکھتے
ہیں کہ کبھي کبھي لوگ اُن شخصونکا اعتبار کرتے ہیں اور وہ لوگ اُس
اعتبار کے مستحق ہوتے ہیں جنکي تربیت بہت بري حالتوں میں ہوتي ہے
اور تدبیں ایسے شخصونکا نیک مزاجي کي خصوصیت سے جو قدرت سے اُنکو
عطا ہوئي ظہور پذیر ہوتا ہی اور انعام اُسکا ایسے حالات میں ایک قسم
کا لگان تصور ہونا چاہئیے مگر چونکہ یہہ قاعدہ عام ہی کہ تربیت اخلاق
کا نتیجہ دیانتداري ہے اور اس صورت میں دیانتداري بھي انسان کے
غیر مادي سرمایہ کا ایسا ہي ایک جزو ہوتي ہی جیسے اُسکے علم اور
ہوشیاري متصور ہوني چاہئیے *

پانچویں کامیابي کا غالب ہونا

آدم اسمتھ صاحب نے اخیر سبب جو مختلف کاموں کے مختلف
معاوضے ملنے کا قایم کیا ہی کامیابي کا غالب ہونا یا نہونا ہی واضح ہو کہ
بعض صورتوں میں کامیابي کا میسر نہونا مصروفیت کي غیر استقلالي سے
مسابہ ہی مگر چند مثالوں سے مختلف ہونا اُنکا ثابت ہوجاویگا مثلاً

قانون و طبابت کے پیشے بہت غیر مستقل تصور کیئے گئے مگر ظاہر ہی
کہ کامیابی طبیب یا وکیل ہمیشہ سخت مصروف رہتا ہی اور علاوہ اُسکے
ایک آدمی کو اسباب کا یقین ہو سکتا ہی کہ اُسکو ایک معین پیشہ میں
ایک ایک روز کا کام پورا چالیس یا پچاس برس روز میں ملیگا
اور امدنی اُسکی پرورش سالانہ کے لیئے کافی ہوگی پس ایسے پیشہ میں
باوجود غیر مستقل ہونے کی کامیابی محقق و ثابت ہی *

غیر محقق ہونا کامیابی کا عام محنت کی اجرت پر موثر نہیں ہوتا
اس لیئے کہ کوئی آدمی جب تک اپ کو کسی ایسے کام میں جسکی کامیابی
محقق و ثابت نہو مصروف نہیں کرسکتا کہ وہ کسیقدر سرمایہ والا نہو
یا سرمایہ لگانے سے اُسکا معاوضہ حاصل ہونے تک جو زمانہ گذریگا اُسکے
واسطے کافی وافی ذخیرہ رکھتا ہو مگر اُسکا اثر ظاہری اور اصلی بھی
منافع پر بہت بڑا ہوتا ہی *

البتہ علم کامل سے امور اتفاقیہ کا تصور باقی نہیں رہتا لیکن اگر تمام
آدمی اتنی معلومات کافی رکھیں کہ کامیابی کے اتفاقوں کا حساب اچھی طرح
سے کر سکیں اور کوئی عجلت یا مناسبت اُسمیں ظہور میں نہ آوے اور بزدلی
کا دخل نہو تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ تب بھی کسی کام کی مصروفیت
کے اوسط منافعے اُسکے کامیابی کے غیر محقق ہونے سے بڑھ جاوینگے *

مثلاً جبکہ رقمیں برابر ہوویں تو ظاہر ہی، کہ جیتنا جسقدر بھلائی
ہوتا ہی ہارنا اُس سے بہت زیادہ برائی ہوتا ہی اگر دو آدمی بیس بیس
ہزار روپیہ سرمایہ رکھتے ہوں اور ایک روپیہ اوچھالکر دس دس ہزار کی
شرط لگاویں تو جیتنے والیکے سرمایہ میں صرف ایک ثلث کا اضافہ ہوگا
اور ہارنے والیکا آدھا رہ جاویگا لاپلاس صاحب چھبیس فیصدی کا نقصان
شمار کرتے ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ برابر کے جوئے میں منفعت کی
نسبت مضرت زیادہ عائد ہوتی ہی مثلاً فرض کیا جاوے کہ ایک کھلاری
سو روپیہ کا سرمایہ رکھتا ہو اور اُسمیں پچاس شرط پر † ہیڈ اور ٹیلر کی

† انگریزی میں ہیڈ سر کو اور ٹیل دم کو کہتے ہیں اب انگریزی میں یہہ نام
چت پٹ کے کھیل کا ہی اور وجہہ اُسکی یہہ ہی کہ انگریز روپیہ کو اوچھالا کرتے ہیں
اور روپیہ کے ایک طرف جو بادشاہ کے سر کی تصویر ہوتی ہے اسلیئے اُس جانب کو ہیڈ
کہتے ہیں اور دوسری طرف گلکاری اور سنہ وغیرہ ہوتا ہی اُسکو ٹیلر کہتے ہیں کھیلنے والوں
میں سے ایک شخص ہیڈ کی جانب لیتا ہے اور دوسرا شخص ٹیلر کی جانب اپنے فرض کرتا ہے

لگاوے تو بعد اُسکے کہ وہ زر شرط کو جمع کرے کل سرمایہ اُسکا سماسي باقي رهيگا يعني وہ سماسي جو جوکھوں سے پاک صاف هيں اُسيقدر سود اُسکو بخشينگے جسقدر کہ پچاس بے جوکھوں اور پچاس مشروط جنکے جاتے رهنے يا دوچند هو جانے کا امکان هی اُسکو جوسي بخشتے هيں همنے تسليم کيا کہ يہہ حساب صحيح هی اور جسقدر آگاهي اور هوشياري همنے فرض کي هی لوگوں ميں موجود هی تب بهي کوئي شخص جسکے پاس ايک لاکهہ روپيہ کا سرمايہ هووے پچاس هزار روپيہ هارنے کے امکان سے اُسوقت تک نہيں لگائيگا جب تک کہ اُسکو جيتنے اور اپنے پچاس هزار سرمايہ پر مناسب منافع حاصل کرنے کي توقع نہو بلکہ علاوہ اسکے بيرہ هزار روپيہ منافع کي جوکھوں سہنے کے معاوضہ ميں اور نہ سمجهہ ليوے *

ذکر اسباب کا کچهہ ضرور نہيں کہ يہہ امر بعيد از عقل هی کہ انسان ايسا واقف اور عاقل هووے مگر يہہ معلوم هوتا هی کہ کاميابي کے غير محقق هوسکنے دو قسميں هيں چنانچہ بعض صورتوں ميں خود کام کے ساتهہ اُسميں جوکهوں لگي رهتي هی اور اُس کام کي کار روائي پر بدرجہ مساوي عود کرتي هی چنانچہ بارب کا بنانا اور محصولي مال کو بلا محصول جمع لانا يا ليجانا اُسکي مثالين هيں اگرچہ تجربہ اور هوشياري کسيقدر جوکهونکو کم کرديتي هی مگر نہايت سے نہايت چالاک محصولي مال کا مخفي ليجانے والا اور غايت سے غايت هوشيار بارود بنانے والا ايک اوسط درجہ کا نقصان اوٹهاتا هی مگر هاں اور کام ايسے هيں کہ جنميں ايک مرتبہ کاميابي نصيب هوگئي تو وہ مستقل رهتي هی چنانچہ يہہ امر اکثر کهان کهودنيوالوں کو پيش آتا هی جن جن ملکوں ميں کهانيں کهودي جاتي هيں وهاں عموما يہہ بات مشہور هی کہ کهان کهودنا گويا اپکو برباد کرنا هی مگر کهان کهودنيوالے ايسے بهي هيں کہ اُنکو کبهي نقصان نہيں هوا اور ايسے هي اعلي درجہ کے پيشوں کي نسبت بهي کہاجاتا هی مگر ادم اسمتهہ صاحب کے فرمانے کے بموجب اُنکو نا محقق تسليم کرکے يہہ صاف واضح هوتا هے کہ وہ خرابي جو اُنکے نامحقق هونے سے پيدا هوتي هے وہ اُن لوگوں کو پيش اتي هے جو خطا کرتے هيں باقي جو لوگ اُن پيشوں ميں کامياب هوئے هيں اُنکو مستقل اور بے جوکهوں امدني هاتهہ آتي هي غرض کہ نامحقق هونا اُنکا ذاتي هی اور وہ اُس

غلطي سے پيدا هوتا هی جو هر انسان سے اُسوقت سرزد هوتي هی جب وہ اپني لياقتوں ميں حريف کا مقابلہ کرتا هے اگر امتحان هونے کے بعد وہ کمتر نکلے تو اُسکي ناکامي کا کوئي چارہ نهيں اور اگر خلاف اُسکے ظاهر هو تو کاميابي اُسکي مستقبل هی جس کام ميں بالضرور هميشه جوکهوں هوتي هی اُس ميں مصروف هونے والے ايک شخص کي کاميابي يا ناکاميابي سے اوروں کي کاميابي يا ناکاميابي کا اندازہ هو جاتا هی اگر کوئي پرانا کسان اپنے ذاتي تجربوں سے همکو آگاہ کرے تو گمان غالب هی کہ کاشتکاري کي جوکهوں کا بمقدار صحيح قياس اُسپر کرسکيے هيں ليکن اگر کاميابي کا اندازہ اُن اتفاقي اَمروں سے جو باب طبابت اور وکالت ميں حادث هوتے هيں دس يا بيس چيدي چيدي مثالوں سے کيا جاوے تو بڑي غلطي ميں پڑنے کا قوي احتمال هی اور اس صورت ميں پهلي قسم کي غير مقسمي دوسري قسم کي بنسبت زيادہ تر صحت کے قريب قريب اندازہ کيجاسکتي هے *

آدم اسمتهہ صاحب نے اِن دو قسموں کي نسبت يهہ بات فرمائي کہ اُنکا پورا پورا اندازہ نهيں کيا جاتا اور اسي وجهہ سے جوکهوں والے کاموں کا اوسط منافع نے جوکهوں والے معاملوں کي نسبت تهوڑا هوتا هی اور اس رائے کو ايسے زور شور سے لکها هی کہ هم طول طويل استخراج اُسکا مناسب سمجهتے هيں *

وہ فرماتے هيں کہ بڑا حصہ انسانوں کا جو اپني لياقتوں پر حد سے زيادہ قياس کرتا هی يهہ ايک ايسي قديم خرابي هی کہ اُسپر هر زمانہ کے حکيموں اور اخلاق والوں نے توجهہ کي هی مگر لوگوں کے اُس بيهودہ گمان کي جو وہ اپني خوش نصيبي پر کرتے هيں بهت کم خبر لي هی مگر يهہ گمان بهت زيادہ پهيلا هوا هے چنانچہ کوئي شخص ايسا نهيں کہ وہ صحت کامل اور عزم صحيح رکهتا هو اور اُس بيهودگي سے بالکل پاک هو واضح هو کہ منافع کے امکان کو هر آدمي کچهہ نکچهہ زيادہ اندازہ کرتا هی باقي نقصان کے امکان کو بهت سے آدمي هلکا سمجهتے هيں اور شاذ و نادر کوئي شخص ايسا هوگا جو صحت کامل اور عزم صحيح رکهتا هو وہ نقصان کے امکان کي قدر اُسکي حيثيت سے زيادہ قرار دے *

منافع کے امکان کا زیادہ اندازہ کرنا † لاتری میں کامیاب ہونے کی عام
وعدت سے دریافت ہو سکتا ہی نہ کبھی ایسا ہوا اور نہ آگے کو ہو گا کہ لاتری
میں دخل وصل بھو یا اُس میں جو منافع ہوتا ہے وہ اس طرح سے ہو کہ
اُس سے ہر ایک کا نقصان بھي پورا ہو جاوے کیونکہ ایسي لاتري سے کسیکو
کچھہ فائدہ نہوتا وہ لاتري جو گورنمنت کیطرف سے ہوتي ہی اُس میں
حصہ دار ہونے کے لئیے جو تکت ملتے ہیں وہ حقیقت میں اُس قیمت کے
نہیں ہوتے جو قیمت حصہ لینے والیکو تکت کي دیني پڑتي ہی مگر
پھر بھي وہ تکت پندرہ لگے ہوئے روپیہ پوریس یا بیس اور کبھي چالیس
فیصدي کے حساب سے بازار میں فروخت ہوتے ہیں تکتوں کي اس
مانگ کا اصلي باعث ایک بڑي رقم حاصل کرنیکي امید موہوم ہوتي
ہی چنانچہ معمول اور سمجھدار لوگ بھي لاکھہ دو لاکھہ روپیہ کي بڑي
رقم حاصل کرنیکے لئیے تھوڑي رقم کا دینا مشکل سے ناداني جانتے ہیں
باوجودیکہ وہ لوگ اسبات سے بخوبي واقف ہیں کہ وہ تھوڑي رقم بیس
یا بیس فیصدي اُس موہوم رقم کي مالیت سے زیادہ مالیت رکھتي ہی
اگرچہ اُس لاتري میں جس میں دو سو روپیہ سے زیادہ رقم موہوم نہیں
ہوتي اور صورتوں کے اعتبار سے گورنمنت کي لاتري کي نسبت بہت کم
دخل وصل ہوتا ہی مگر اُسکے تکتوں کے اسقدر خریدار نہیں ہوتے بعض
بعض لوگ اسبات کے خیال سے کہ کسي بڑي رقم کے حاصل کرنیکا بہتر
موقع ہاتھہ آوے کبھي کبھي بہت سے تکت خرید کرتے ہیں اور بعضی
چھوتے چھوتے حصوں کے اور بھي زیادہ تکت خرید کرلیتے ہیں مگر اس
سے زیادہ کوئي مسئلہ حساب کا صحیح نہیں کہ جسقدر زیادہ خریدو گے
اُسیقدر زیادہ غالب ہی کہ نقصان اُتھاؤ گے اور اگر کل خریدو گے تو کوئي
فائدہ نہیں اور جسقدر تمہارے تکتوں کي تعداد زیادہ ہوگي اُسقدر اُس
مسئلہ کي صحت زیادہ ہو جاویگي *

یہہ بات کہ نقصان کا امکان اکثر ہلکا سمجھا جاتا ہی اور اُسکا اندازہ
اُسکي حیثیت سے زیادہ نہیں کیا جاتا بیمہ والوں کے متوسط منافع سے

† لاتري فواید عظیم کے ایسے تقسیم کرنے کو کہتے ہیں جو اتفاق اور تقدیر سے
حاصل ہوسکیں چتھیاں ڈالنا اس قسم کا خاص کام ہے جسمیں ایک بڑے فائدہ کو
بہت سے حصوں میں تقسیم کردیتی ہیں مگر قسمت اور اتفاق سے وہ ایک حصہ دار
کو حاصل ہو جاتا ہی *

طاہر ہوتي ھی بیمہ کرنے کے واسطے عام اس سے کہ وہ انس زندگي کي بابت ہو یا غرق سمندر کي خشنت سے ہووے بیمہ کي عام شرح اُسقدر ہوني چاھیئے جو عام نقصانوں کے معاوضہ اور مصارف انتظام اور اُسقدر منافع کے واسطے کافي ہو جسقدر کہ بیمہ کرنے والوں کے سرمایہ کے برابر سرمایہ سے جو کسي عام پیسے میں لگایا جاتا ھی حاصل ہوسکتا ھی اور جو شخص اسي شرح سے کچھہ زیادہ ادا نہیں کرتا تو یہہ ظاہر ھی کہ وہ جوکھوں کي اصلي مالیت سے کچھہ زیادہ یا کم سے کم اسي قسمت سے زیادہ ادا نہیں کرتا جس سے معمولي طریقہ سے بیمہ کرنے کي توقع کرسکے اگرچہ بہت لوگوں نے تھوڑا تھوڑا روپیہ بیمہ کے ذریعہ سے پیدا کیا مگر ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں کہ اُنکو اُسکے ذریعہ سے بہت روپیہ ہاتھہ آیا ہو اور اسي لحاظ سے یہہ بات ظاہر معلوم ہوتي ھی کہ نفع نقصان کي جانچ تول اس پیشہ میں اور عام پیشوں کي نسبت جنکي بدولت بہت لوگ بہت سا روپیہ پیدا کرتے ہیں زیادہ اچھي نہیں ہوتي اور باوجود اسکے کہ بیمہ کي شرح بہت کم ہوتي ھی تسپر بھي لوگ اُس سے رو گرداني کرتے ہیں اگر تمام سلطنت کا اوسط لیا جاوے تو منجملہ بیس گھروں کے اونیس بلکہ سومیں ننانوے گھر آتش زدگي کا بیمہ نہیں رکھتے اور اسلیئے کہ سمندر کي جوکھوں اکثر لوگوں کے نزدیک زیادہ خطرناک ھی تو بیمہ شدہ جہازوں کي تعداد غیر بیمہ شدہ جہازوں کي نسبت بہت زیادہ ہوتي ھی مگر باوصف اسکے بھي بہت سے جہاز ہر موسم میں بلکہ لڑائي کے وقتوں میں بلا بیمہ چلتے ہیں اور یہہ کام اُنکا بعض اوقات حماقت نہیں جب کسي بڑي کمپني بلکہ بڑے تاجر کے بیس تیس جہاز سمندر میں چلتے ہوں تو وہ گویا ایک دوسرے کا بیمہ کرسکتے ہیں یعني حفاظت کرسکتے ہیں اُن سب کا بیمہ نہونے سے جو رقم بچے گي وہ تمام نقصانات ممکن الوقوع کا معاوضہ کرسکتي ھی بلکہ کسقدر بچ بھي رہی گي مگر بہت سي صورتوں میں گھروں کي طرح جہازوں کے بیمہ کرانے سے غفلت کرنا اس عمدہ خیال کا نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ اندھا دھندي اور جوکھوں کے بیہودہ سمجھنے کا نتیجہ ہوتي ھی منافع کي معمولي شرح ہمیشہ جوکھونکے ساتھہ زیادہ ہوتي ھی مگر یہہ امر واضح نہیں ہوتا کہ وہ اُسکي مناسبت سے زیادہ ہوتي ھی یا اسقدر کہ نقصان کا پورا معاوضہ کرسکے پیشوں میں

جسقدر جوکہوں کي زيادتي هوتي هی اُسقدر لوگوں کے دوالے نکلتے هیں تمام پیشوں میں نہایت جوکہوں کا پیشۂ مال محصولي کا بلا اداے محصول کے لیجانا تصور کیا گیا اگرچہ کامیابي کي صورت میں نفع بھي غایت درجه کا هی مگر اُسمیں دوالا نکلنا بھي یقیني هی جواہ مخواہ کامیابي کي توقع اس پیشہ میں بھي ویسي هي هوتي هی جسیکہ اور موقعوں میں بھي لوگ اندھا دھندي سے کرلیتے هیں اور یهي امید اسقدر لوگوں کو دھوکہ دیکر ایسے جوکہوں کے پیشوںمیں پھنساتي هی که باهمي بحث و حرص سے منافع اُنکا اُس مقدار سے گھٹ جاتا هی جو جوکہوں کے معاوضه کیواسطے کافي هو نقصان کے پورے معاوضه کے لیئے یهه امر ضروري هی که سرمایوں کے معمولي منافعوں سے معمولي اضافی اُنکے بہت زیادہ هوں اور ایسے نہوں که صرف اُن نقصانوں کا هی تدارک کرسکیں جو کبھي کبھي واقع هوتے هیں بلکہ پیشہ کرنیوالوں کو اتنا بالائي منافع بچے جسقدر بیمہ کرنیوالوں کو بچتا هی لیکن اگر ان سب باتوں کے لیئے سرمایہ کے عام معاوضے کفایت کریں تو اکثروں کے دوالے ان پیشوں میں بھي اکثر نہ نکلینگے جسیے که اور پیشوں میں اکثر نہیں نکلتے انتہی *

اس سے کچھہ بحث نہیں که ادم اسمتھہ صاحب کے نتیجے نکالے ہوئے صحیح هیں یا غلط مگر اتني بات محقق هی که جو صورتیں اُنہوں نے قائم کی هیں وہ نتیجے اُنسے پیدا نہیں هوتے کیونکہ بڑے منافع کے پیشوں میں بھي اکثر دوالے نکل سکتے هیں چنانچہ هم فرض کرتے هیں که دس سوداگر ایک ایک لاکھہ روپیہ کا سرمایہ ایک برس کے واسطے ایک ایسے پیشہ میں لگاویں جو نہایت بے جوکہوں مشہور و معروف هووے اور اور دس سوداگر اُسقدر سرمایہ اُسقدر مدت کے واسطے ایک جوکہوں والے پیشہ میں صرف کریں اور هم ایسي دقت رکھنے والے پیشوں میں اوسط شرح منافع کي دس روپیہ فیصدي ٹہراویں تو وہ دس لاکہہ روپیہ کا سرمایہ جو بے جوکہوں پیشہ میں لگایا گیا آخر سال پر گیارہ لاکھہ روپیہ هوجاوے گا مگر اُسي مناسبت سے وہ کام میں لگا رهیگا جسیے که پہلے تھا اور وہ سرمایہ جو جوکہوں والے پیشہ میں لگایا گیا اگر وہ بھي سال کے آخر میں گیارہ لاکھہ روپیہ هوجاوے تو یہہ صاف ظاهر هی که هر پیشہ میں نفع برابر هوتا هی اگرچہ سرمایہ کے مختلف طور سے

لگنے میں بعضے اُنمیں سے برباد ہوجاتے اور بعضے بحال ہوجاتے اس لئے
کہ یہہ امر ممکن ہی کہ دو کا بالکل مال متاع برباد ہوجانا اور دوسرے
دو کا دوچند ہوجانا اب اگر جوکھوں والے پیشہ کا سرمایہ آخر سال پر
دس لاکھہ سے بارہ لاکھہ ہوجاوے تو یہہ امر صاف واضح ہی کہ جوکھوں
والا پیشہ بے جوکھوں والے کی نسبت دوگنے نفع کا سبب ہوا اگرچہ وہ کل
منافع دسوں میں سے دو یا تین یا ایک ہی شخص کو نصیب ہو اور
باقی شریکونکا دوالا نکل جائے *

بیمہ کی مثال اس سے بھی زیادہ بڈھنگی تقریر ہی کیونکہ اُسکے
تمام مراتب سے ایسے نتیجے پیدا ہوتے ہیں جو آدم اسمتھہ صاحب کے
نتیجے سے بالکل مخالف ہیں ہم کہہ چکے ہیں کہ بیمہ ایک نہایت بے
جوکھوں پیشوں میں سے ہی اگر اُسمیں منافع متوسط ہی تو اُسکے متوسط
ہونے کی وجہہ صرف وہ آپس کی زیادہ بحث و حرص لوگوں کی ہی جو
اُسکے کرنے میں اُسکے بے جوکھوں ہونیکے باعث سے ہوتی ہے جس سے
بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ جوکھوں والے پیشوںمیں بڑے منافع حاصل ہوئے
ہیں اور نہ یہہ کہنا درست ہی کہ اکثر آدمی جوکھوں کو حقیر و خفیف
سمجھہ کر ایک متوسط شرح بیمہ کی بے جوکھوں ہوجانے پر ادا کرنے سے
احتراز کرتے ہیں بلکہ وہ لوگ جوکھونکا اسقدر اندیشہ کرتے ہیں کہ اُس
سے بچنے کے لئے بہت ناواجب شرح دینے پر بھی راضی ہوتے ہیں آدم
اسمتھہ صاحب کے قول کے موافق بیمہ والوں کو اتنا لینا چاہئیے کہ
جوکھوں کی مالیت کے علاوہ مصارف اہتمام اور منافع معمولی کو کافی
وافی ہووے چنانچہ انگلستان میں زندگی کے بیمہ عام میں † ایک شلنگ چھہ پنس
فیصدی پونڈ لیا جاتا ہی منجملہ اُسکے چھہ پنس مصارف اور منافع
میں منحسوب ہوتے ہیں تو ایک شلنگ جوکھوں کی مالیت سمجھا
جاتا ہی مگر بیمہ کرانے والیکو تین شلنگ فیصدی پونڈ سرکار میں
داخل کرنے پڑتے ہیں اور اس صورت میں بیمہ کا کل خرچ جو
چار شلنگ چھہ پنس فیصدی پونڈ پڑھوتا ہی وہ جوکھوں کی
مالیت سے چوگنا ہوتا ہی باوجود اس بڑی شرح کے ہمکو یقین ہے

---

† ایک پونڈ برابر دس روپیہ کے اور ایک شلنگ برابر اٹھہ آنہ کے اور چھہ
پنس برابر چار آنہ کے ہوتے ہیں *

کہ اچھے گھوروں میں سے متحملہ سو گھوروں کے ایک گھر بھی ایسا ہوگا کہ
اُسکا نمبر ہو اس سے صاف ظاہر ہی کہ لوگ جوکھوں سے اسقدر ڈرتے
ھیں کہ اپنے حفظ و حراست کے واسطے جوکھوں کي پنچگني قیمت دیني
گوارا کرتے ھیں *

ھمکو اسباب پر بھي شک ھوتا ھی کہ بڑے فائدوں کي توقع یا بڑے
نقصانوں کے اندیشہ کا اثر طبیعت پر زیادہ ھوتا ھی جس سے یہہ لازم آتا
ھی کہ لوگ بڑے فائدوں کے امکان یا بڑے نقصانوں سے محفوظ رہنے کے
نقس کو اصلي مالیت سے زیادہ تر روپیہ صرف کرکے خرید نے کو طیار ھوتے
ھیں اور یہہ بات اُن باتوں کے ملاحظہ سے جو ٹمٹہ اور لاٹري کي نسبت بیان
کي گئیں بخوبي ثابت ھوتي ھی تھوڑے ھي دن ھوئے کہ انگریزي سلطنت
کي طرف سے جو لاٹري ھوئي اُس سے بڑا ثبوت اس امر کا حاصل ھی
کہ لوگ امکان حصول فواید عظیم کا اندازہ اُن دنوں کي لاٹري کي
نسبت جسکو آدم اسمتھہ صاحب نے مشاھدہ کیا تھا بہت زیادہ کرتے ھیں
اور ھمیشہ ٹکٹوں کي اصلي مالیت بحساب في ٹکٹ دس پونڈ کے معین
رھي اور ھر ٹکٹ دس پونڈ کا ھمیشہ ایک ایسي رقم تھا جو تمام حاصل
ھونے والي رقموں کے مجموعہ کے برابر تھا اور ھر ٹکٹ کي اوسط قیمت
اکیس پونڈ سے چوبیس پونڈ تک بھي اس صورت میں بیس یا تیس
فیصدي کي جگہہ اپني توقع کي مالیت کي نسبت سو فیصدي سے زیادہ
زیادہ ادا کیئے جسطرح کہ وہ ٹمٹہ کے معاملوں میں پانسو فیصدي کے
قریب قریب اپني جوکھوں کي مالیت سے زیادہ ادا کرتے ھیں معلوم ھوتا
ھی کہ ٹکٹ کے خریداروں نے چوبیس پونڈ اور بیس ھزار پونڈ کي نسبت
کو دیکھا اور چوبیس پونڈ اور بیس ھزار پونڈ کے حصول کے دو ھزارویں
امکان کے درمیان میں کوئي نسبت ندیکھي یعني یہہ نہیں سوچا کہ
چوبیس پونڈ دینے سے دو ھزار ٹکٹ داروں میں ھمکو حاصل ھونے کا امکان
دو ھزارواں ھوگا جیسے کہ وہ لوگ اپنے گھوروں کا ٹمٹہ کرنے میں دو پونڈ اور
پانچ شلنگ کا مقابلہ ایک ھزار پونڈ کے کھونے کے امکان کے دو ھزارویں
حصہ سے کرنے کے بجاے ایک ھزار پونڈ سے کرتے ھیں آدم اسمتھہ صاحب
نے یہہ بات ٹھیک لکھي ھی کہ اگر ادا کي ھوئي رقم اور حاصل
ھونے والي رقم کے درمیان میں تبدیلي آجاوے تو اگرچہ سودا زیادہ مفید

هو جاویگا مگر خریداروں کي کثرت بہت گھٹ جاویگي کوئي شخص آدھی ٹکٹوں کو في ٹکٹ بارہ پونڈ کي قیمت سے بھي خرید نہیں کریگا کیونکہ وہ دریافت کرلیگا کہ امکان حصول دو لاکھہ پونڈ کے لیئے ایک لاکھہ بارہ ہزار پونڈوں کا ادا کرنا کسقدر لغو و بیہودہ هی لیکن اگر گورنمنٹ کي طرف سے لاٹري ہو تو ہزاروں آدمیوں سے اس قسم کي حماقت دوگني تگني ظہور میں آویگي علیٰ‌ہذالقیاس اگر في سال دو ہزار میں سے ایک گھر کے جلنے کے بجائے جسکو ہم زمانہ حال کا اوسط سمجھتے هیں دس گھروں میں سے ایک گھر جلنے لگی اور بیمہ کا خرچ جو سالانہ ادا کیا جاتا هی بائیس پونڈ اور دس شلنگ فیصدي هو جاوے تو بلاشبہہ بیمہ گھٹ جاویگا اگرچہ بیمہ کي شرح حال کي نسبت دو چند مفید هوگي *

جن کاموں میں تھوڑے هي خرچ سے بڑے معاوضہ کا امکان ہووے وہ لاٹري کي سي خاصیت رکھتے هیں اور گمان کیا جاسکتا هی کہ اُن کاموں میں لوگوں کي باهمي بحث و حرص اسقدر امکان کي اصلي مالیت کي مناسبت سے نہیں هوتي جسقدر اُس ممکن معاوضہ کي زیادتي سے هوتي هے جو اُس خرچ کو منہا کرنے کے بعد باقي رهتي هے اگر یہہ زیادتي بہت بڑي ہووے تو گمان کیا جاسکتا هی کہ مقابلہ کرنے والوں کي تعداد کثیر جو فائدہ عظیم کي تعداد کی مناسبت سے هو هر شخص کے امکان حصول کو اسقدر گھٹائے گي کہ اُن کاموں میں انجام کار منافع باقي نرهیگا واضح هو کہ انگلستان میں گرجے میں داخل ہونا اور فوج میں بھرتي ہونا اور وکالت اسي قسم کے کام هیں کہ اُن میں ایسے عظیم فائدے هوتے هیں کہ انسان کي هر خواهش کو بدرجہ غایت پورا کرسکتے هیں اور جیسا کہ بیان هو چکا هی اُن کے حاصل کرنے کے لیئے اُن لوگوں کو جو کیسي شریف شخص سے تعلیم پاچکے ہوں کچھہ تھوڑا هي سا اور خرچ کرنا ضرور هوتا هی چنانچہ گرجے میں داخل ہونے اور سپاہ میں بھرتي ہونے کے لیئے تو کچھہ بھي اور درکار نہو لیکن وکالت کے پیشہ میں پندرہ سو پونڈ کے قریب قریب شاید اور مطلوب ہوں ایسي صورتوں میں اگر وکیلوں کي تعداد برسوں کي تحصیل علم کي ضرورت سے نہي بڑھي اور گرجے اور بحري بري فوجوں کے مواجب اُن عہدوں سے برقرار رہنے جو

اُنکے استعمال کے واسطے مقرر و مخصوص ہیں تو ہمکو کچھہ شک شبہہ نہیں کہ اِن پیشوں میں آپس کی بحث و حرص اُنکے اوسط منافع کو اسقدر سے بھی زیادہ گھٹادیتی جسقدر کہ وہ آج کل ہی اکثر ہم ایسی تجویزیں سنتے ہیں کہ پادریوں کے تمام مواجب جو برابر نہیں ہیں اُنکو برابر کرنا بلکہ کم کرنا قرین مصلحت ہی اگرچہ ظاہر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بیس ہزار پونڈ ایک ارک بشپ کو ایسے کام کے لئیے سالانہ دینا جو ایک گرجے کے آباد علاقہ کے پادری کے کام سے جو سو پونڈ سالانہ پاتا ہی مقدار میں کم ہی روپیہ کا مفت ضایع کرنا ہے لیکن مقصود اپنا اگر یہہ بات ہو کہ ایک ایسا پادری نہایت سستے داموں ہاتھہ آوے جسکی تعلیم و تربیت میں بہت سا روپیہ صرف ہوا ہو تو وہ مقصود بڑے بڑے مواجب کے گھٹانے سے حاصل نہوگا بلکہ بڑھانے سے ہاتھہ آویگا اگر انگلستان کے بشپوں کے علاقونکی آمدنی اکھٹی کیجاوے تو ایک لاکھہ پچاس ہزار پونڈ سالانہ سے کچھہ کم ہوتی ہی اور اس رقم کو اگر دس ہزار پادریوں پر تقسیم کیا جاوے تو ہر پادریکا مواجب پندرہ پونڈ کے قدر بڑہ جاویگا کوئی آدمی یہہ یقین کرسکتا ہی کہ اُس تبدیل سے پادریوں کی دنیوی خواہشیں نہیں گھٹینگی کوئی چیز اِسی گراں نہیں بکتی جتنی کہ وہ شی جسکو نہایت عمدہ سوچی ہوئی لاٹری کی ترتیب سے سچا جاتا ہی اگر ہم یہہ چاہیں کہ تنخواہیں گران قیمت کو فروخت ہوں یعنی بڑی کارگذاری اور بڑی لیاقت جہانتک کہ ممکن الوقوع ہی ہمکو تھوڑی تنخواہ میں حاصل ہو تو عمدہ ذریعہ اُسکا یہہ ہی کہ بیش قرار مواجبونکی تقرر سے لوگوں کے شوق کو بھڑکاویں اور ایک یا دو شخصوں کو بقرر واجب سے بہت زیادہ عنایت فرماویں تاکہ ہزاروں شخص اپنی اپنی خدمتونکو ہمارے ہاتھہ آدھی قیمت پر فروخت کریں *

یہہ سنا ہی کہ ایکمرتبہ روم میں یہہ بات تجویز ہوئی کہ بڑے گنبد کی تعمیر کا نہایت سہل طریقہ یہہ ہی کہ ایک قالب مٹی کا اُس گنبد مطلوب کی صورت کا درست کیا جاوے اور اُسپر تعمیر شروع کیجاوے مگر گنبد میں سے مٹی کے نکالنے کا خرچ بہت بڑا معلوم ہوا تو اُسی قاعدہ پر چرھمے بیان کیا یہہ بات تجویز ہوئی کہ اُس مٹی میں قالب بناتے وقت ادھر اودھر روپیہ پیسے اشرفی بقدر اُس مالیت کے جو اُن مزدوروں

كي نصف اجرت كے واسطے كافي وافي هو جو مزدوري لیکر اُسکو نکالنے ملائے جاویں اور بعد اُسکے لوگونکو ۵۰ ادا ے اجرت اُسکے اُتھ لیجانیکي اجازت دیجاوے چنانچہ تجویز مذکور سے گمان کیا گیا تھا کہ بہت سے لوگ اُس متي کے نکالنے کے لئیے جمع هونگے اگرچہ حقیقت میں محنت اُنکي آدھي اجرت پر حاصل هوگي *

هم راے ابهي ظاهر کرچکے هیں کہ وکالت کے پیشہ میں گرجے کي نسبت آمدني زیادہ هی اور اس تفاوت کا سبب هم یہہ قائم کرتے هیں کہ وکالت میں گرجے کي نسبت لاٹري کي خاصیت کم هے اور پہلے بهي هم بیان کرچکے هیں کہ خرچ اُسمیں زیادہ اور فواید عظیم اُسمیں تهوڑے هوتے هیں اور جس پیشہ میں فواید عظیم نہایت تهوڑے هوتے هیں اور لاٹري اُس میں بکملہ جاتي رهتي هے تو خرچ اُسکا نہایت بڑا هو جاتا هی اُس پیشہ میں آمدني بہت اچهي هوتي هے جیسے مدرسي کا پیشہ هے غالباً چند سرمایہ ایسے هونگے جنکے کل مجموع سے ایسے محقق اور بڑے منافع کي رقم ملتي هوگي *

تجارت کے بعض بعض معاملہ ایسے هیں کہ وہ لاٹري کي خاصیت رکهتے هیں چنانچہ تجارت کي کمپنیوں کے وہ حصے اسي قسم کے تهے جسے تجارت میں حماقت کا بازار سنہ ۱۷۲۰ اور سنہ ۱۷۲۵ع میں گرم هوا منجملہ ان هزاروں آدمیوں کے جو ملک پیرو اور چلي اور رایوپلاٹا اور کولمبیا اور مکسیکوکي کمپنیوں کے حصے خریدنے پر جهک پڑے کیئے آدمي ایسے تهے کہ اُنهوں نے تحقیق اور تفتیش تو در کنار تحقیق کا ارادہ بلکہ خیال بهي کیا هو کہ جس کمپني کے هم لوگ شریک هوتے هیں اُسکي کامیابي بهي غالب هي یا نہیں هاں جو کچهہ وہ علم رکهتے تهے وہ صرف اسقدر تها کہ ریل‌ڈیل‌مونٹ کي کمپني کے حصے جو سو ستر پونڈ کو خریدے گئي وہ اب بارہ بارہ سو پونڈوں کو فروخت هوتے هیں تو اُنهوں نے اور کمپنیوں کے کئي کئي حصے اسي نظر سے خرید لیئے کہ اگر کامیابي هوئي تو اُن کو هزار فیصدیکا منافع حاصل هونا ممکن هی اور اگر ناکامیابي هوئي تو صرف سو دو سو پونڈ کا نقصان هوگا *

مگر عموماً یہہ کہا جاتا هی کہ تجارت کے ایسے معاملے جنمیں بہت جلد بڑے فائدے حاصل هوتے هیں لاٹري کي خاصیت رکهنے کي نسبت زیادہ تر معمولي حرفے میں داخل کئے جاتے هیں نقصان ممکن‌الوقوع اکثر

ممکن الوقوع آمدني کي برابر يا اُس سے زياده هوتا هے اور عموماً زيادتي کي مناسبت هم بيان کرچکے هيں که جو ناواجب امديں يا ناواجب انديشے بڑي آمدني يا بڑے نقصان کے امکان سے پيدا هوتے هيں اب اُنکو ايسا سمجھنا چاهيئے که وه دونوں باهم مل رهے هيں اور ادم اسمتهه صاحب کے اس مسئلہ کے ظهور کا سامان کرتے هيں که لوگ اپني خوش نصيبي پر بيهوده گمان رکھتے هيں اگر آدم اسمتهه صاحب کي راے صحيح و درست هووے يعني هر شخص اپني تندرستي اور عزم درست ميں اسقدر مائل هو که غلطي سے امکانوں اور اتفاقوں کا حساب اپنے حسب مدعا کرے تو يهه لازم هوگا که اُن تجارتوں ميں جنميں بڑي جوکھوں کے انديشه سے بڑے فائده کي توقع هوتي هی لوگ اسقدر بحث و حرص کرنے لگتے هيں که اگر اُن ميں منافع بالکل معدوم نهيں هو جاتا تو اور معمولي معاملوں کي نسبت بهت کم ره جاتا هے اور همکو بهي يهي يقين هے مثلاً کھاں کا کھودنا اور سرکاري هنڈوں يعني نوتوں کے خريد فروخت کرنے کا معامله کرنا سرمايه کے ايسے کام هيں جنميں بالکل بربادي کي جوکھوں کے ساتهه عظيم الشان کاميابي کي توقع هوتي هی پهلا معامله يعني کھاں کھودنا مشهور هی که معمولي اوسط منافع سے کم هي اُسميں حاصل نهيں هوتا بلکه کل مجموعه منافع کا ايسا بهي نهيں هوتا که نقصان کے مجموعه کا کچهه بهي علاج کرسکے علم اور محنت اور سرمايه اور کاميابي کے اور تمام لوازم معدن کاروبار کے ايک ضلع ميں جو نهايت زرخيز معدني ضلع هی لگائے جاتے هيں اور پهر بهي يهه گمان کيا جاتا هی که اُس تانبے اور ٹن کي مجموعي قيمت جو هر سال وهاں سے نکلتا هی اُن مصارف کی برابر نهيں هوتي جو اُنکے نکالنے ميں صرف هوتے هيں مگر چند سرمايه والوں کو بهت سي دولت حاصل هوجاتي هی اور اُنکي دولتمندي اور کاميابي اوروںکے نقصان بلکه بربادي کا باعث هوتي هی *

سرکاري هنڈوںکي تجارت ميں اگر کچهه خرچ بهي نکرنا پڑے تب بهي حساب کي روسے ثابت هی که کل مجموعه تجارت ميں کوئي فائده نهيں هوسکتا اسليئے که جو کچهه ايک ذريعه سے حاصل هوتا هی وه دوسرے ذريعه سے ضايع هوجاتا هی لیکن يهه تجارت بهت بڑے خرچ کے ساتهه جاري ساري هی هر سوپونڈ کے هنڈے کے ارسال پر دو شلنگ

چھہ پنس کمیشن دیہاتي هی اور جو آدمي خرید و فروخت آٹھہ لاکھہ پونڈ کے مدوں کي سالانہ کرتا هی اور یہہ رقم اُن لوگوں کے نزدیک کچھہ بڑي نہیں جو رات دن ان مدوں کي تجارت کرتے هیں تو اُسکو هرسال ایک هزار پونڈ سالانہ کمیشن کے بتخمیناً دینے پڑتے هیں اور فرض کرو کہ وہ شخص اوسط کامیابي سے تجارت کرتا هی مگر یہہ هزار پونڈ سالانہ نقصان اُسکا ظاهر هی *

بہر حال اگر هم کچھہ بھي انسانوں کے اُس بھروسہ کے ساتھہ منسوب کریں جو اُنکو اپني پر ترجوش نصیبي پر حاصل هی تو بہت کچھہ اُس بھروسے سے نسبت کرتے هیں جو اُنکو اپني بہتر قابلیت پر هوتا هی اور یہہ اعتماد ایسا هی کہ اگر عام هوتا تو اُس سے بھی ایسے هی اتفاقوں اور امکانوں کي حسب مدعا اپنے غلط شماري هوتي جیسے پہلے سے هوتي هی مگر بحسب ظاهر یہہ اعتماد جو هرخاص کام میں نامعقول نہیں هوتا تو پہلے کي نسبت زیادہ قوي اور عام هی*

منجملہ سرمایہ کے اُن کاموں کے جنکي کامیابي محقق نہیں هوتي تیسرے اور آخر قسم کے وہ کام هیں جو لاٹري کے بالکل خلاف هیں یعني وہ کہ اُنمیں همیشہ فائدا تھوڑا هوتا هی مگر قریب یقین کے هوتا هی اور نقصان بڑا هوتا هی مگر وقوع اُسکا بعید هوتا هی *

اگر همارا قیاس صحیح هو تو اس بڑے نقصان کے بعید امکان کو عموماً عظیم‌الشان سمجھنا ضرور هوتا هي اور جو سرمایہ والا اُسکو گوارا کرتا هی تو یہہ لازم هی کہ اُس منافع کے علاوہ جس سے وہ اپنے کاروبار کے بے جوکھوں هونے کي حالت میں راضي هوتا هے پہلے تو بدرجہ اوسط اُسکو ایک ایسا زاید منافع ملنا چاهیئے جو اُسکي جوکھوں کي برابر هووے اور دوسرے ایک اور منافع جو اُسکے اندیشہ اور تردد کا عوض هو یعني برائي کي اُس زیادتي کا عوض هو جو نقصان کي حالت میں کامیابي کي حالت کے فائدہ پر غلبہ رکھتي هی اور تیسرے علاوہ اُس کے ایک اور منافع ملنا اُسکو واجب هی جو اُس بڑے اندیشہ اور خوف کا عوض هو جو وہ اپنے نا کامیابي کي دور اندیشي سے کرتا هی *

اب واضح هو کہ اسي قسم میں وہ سب کام سرمایہ کے داخل هیں جنکو بڑے نقصان والے کاموں سے تمیز کرنے کے لیئے عموماً بے جوکھوں کام

کھتے هیں جو سوداگر یا کارخانہ دار اپني ذات کو محفوظ رکھنا چاهے تو یہہ بات اُسکو لازم هی کہ بڑے فائدہ کي توقع کسي ایک کام سے نکرے مگر سرمایہ کا کوئي بارآور کام بالکل بے جوکھوں نہیں هوسکتا البتہ ممکن هی کہ ایک سرمایہ والا کسي ایسے شخص کو جو کسي کام میں سرمایہ لگانا چاهے سرمایہ اپنا قرض دے اور بحسب قانون اُس سے ضمانت لیوے اور وہ ضمانت قرضہ سے اتني زیادہ هووے کہ وہ قرضہ بے جوکھوں سمجھا جاوے مگر یہہ بات ضرور هی کہ اگر وہ سرمایہ کسي تجارت میں لگایا جاوے تو وہ بلاشبہہ جوکھوں میں رهیگا کیونکہ وہ قرض میں لگا رهیگا اور گماشتوں پر بھروسا کیا جاویگا اور هر طرحکي احتیاط اور دور اندیشي عمل میں آنے کے بعد ممکن هے کہ ایک بڑے بارآوري کے موسم یا مقدار حصول کے کسي غیر متوقع ذریعہ کے پیدا هونے یا غیر ملکي اور ملکي انتظاموں میں دفعتا تبدیلي آني یا تجارت کے کاموں میں کھلبلي پڑنے سے نہایت عمدہ تدبیروں کے کاموںمیں بربادي پیش آوے کسي بیوپاري کو اسبات کا یقین نہیں هوسکتا کہ دس برس گذرنے پر اُسکا دیوالا نہ نکلیگا اگر همارا قول راست هی تو اس نقصان عظیم کي جوکھوں کا معاوضہ جبکہ اُسکے مقابلہ میں بڑے فائدے کي توقع نہو تو اُس نقصان کي مالیت سے کسیقدر زیادہ مالیت کا منافع هونا ضرور هی جسطرح کہ بڑے فائدہ کے امکان کو جبکہ اُسکے مقابلہ میں بڑے نقصان کا خوف نہیں هوتا اُس منفعت کي مالیت سے زیادہ مالیت پر خرید لیتے هیں اور جو کہ نہ نسبت اُس معاوضہ کے جو بالکل بے جوکھوں والے کام میں بشرطیکہ کوئي ایسا کام هووے هونا پچھلي قسم کے کاموں میں جسطرح سے تھوڑا معاوضہ هونا هی اُسي طرح سے پہلے قسم کے کاموں میں زیادہ اوسط معاوضہ هونا هے *

اجرتوں اور منافعوں کے اختلافوں کا بیان جو سرمایہ اور محنت کے ایک کام سے دوسرے کام میں منتقل کرنے کي مشکل سے واقع هوتي هیں

واضح هو کہ اجرتوں کا برابر نہونا اور منافعوں کا اختلاف جسپر اب تک گفتگو کي گئي ایسے سببوں سے واقع هونا هی جو خود اُن کاموں

کي ذات میں هوتي هیں جن کي بحث هوچکي اور عموماً هم یهه بات
کهیے هیں که وه اختلاف اُس حالت میں بهي موجود رهیں اگر ایک
کام کو دوسرے کام سے جب جي چاهتا بدل لیتے مگر ایسے بڑے بڑے اختلاف
موجود هیں جنکا جواب اُن صورتوں میں سے کسي صورت سے نهیں
هوسکتا جنکي روسے لوگ ایک کام کو دوسرے کام پر ترجیح دیتے هیں اور
اسي واسطے وه صرف اُن مشکلوں کي وجهه سے جو محنتي اور سرمایه
والوں کو اُنکے کاموں کے بدلے میں پیش آتي هیں جاري رهتي هیں *

جس مشکل سے ایک پیشه سے دوسرے پیشه میں محنت منتقل
کیجاتي هی ایک بڑے درجهٔ کي تربیت یافته حالت کے لیئے بڑي برائي
هے اور وجود اُس مشکل کا تقسیم محنت کي مناسبت سے هوتا هی
هرشخص ایک وحشي حالت میں هر کام کے کرنے کي برابر لیاقت رکهتا
هی اور هر ایک کام کرلیتا هی مگر تربیت کي ترقي میں دنیاوں سے
وه میدان روز بروز تنگ هوتا جاتا هی جسمیں کوئي خاص شخص اپني
اپکو صنعت کے ساتهه مصروف کر سکتا هی اول یهه که جن کاموں
میں وه مصروف هوتا هی وه دمبدم تهوڑے هوتے جاتے هیں چنانچه
آدم اسمتهه صاحب بیان کرتے هیں که گهنڈي‌دار سوئي کے کارخانه میں
ایک آدمي تو تارکشي کرتا هی اور دوسرا اُسکو سیدها کرتا هی اور
تیسرا اُسکو کاٹتا هی اور چوتها نوک نکالتا هی اور پانچواں اُسپر گهنڈي
چڑهانے کے واسطے اُسکے سرے کو رگڑتا هے اور گهنڈي بنانے میں دو یا تین
کام جدے جدے کرنے کےبعد اُسکو سوئي پر قائم کرنا ایک علحده کام هی
اور جلا دینا سوئي کا ایک اور کام هی اور بعد اُسکے اُنکو کاغذ میں لگانا
بهي بجائے خود خاص کام هے غرضکه ایک سوئي کے بنانے میں قریب
اتهاره جدے جدے کاموں کے کرنے پڑتے هیں اسهي پس بڑے کارخانوں میں
جو آدمي ایک کام کرتا هی اور کاموں میں وه ناتجربه کار هوتا هی *

دوسرے یهه که جدے جدے کام کے کاریگروں کو اپنے اپنے خاص کام
میں بسبب مشقت کے باعث سے جو کمال حاصل هوتا هی وه اسبات کا
مانع هی که وه دوسرا کام جسکو اُنهوں نے نهیں سیکها وه اُسیے هوسکے اگرچه
وه درجه غایت کے هوشیار اور چالاک دست هوویں جس کاریگر کي خاص
محنت کي مانگ موقوف هوگئي هو وه پرانے پرانے کارخانوں کو ایسے

کاریگروں سے معمور پاویگا کہ اُنھوں نے اوقات اپنی اُسکام میں اُسوقت سے صرف کی ھی کہ اُنکے اعضا اور طبیعت میں قوت آجدہ اچھی تھی *

ایورت صاحب سے جو اُن ھوشیار گواھوں میں سے ھیں جنکا اظہار اُس کمیتی نے لیا جو کاریگروں اور کلوں کی تحقیقات کے لئے مقرر ھوئی تھی یہہ سوال ھوا کہ کوئی واقعہ آپ ایسا بیان کرسکتے ھیں کہ جس سے یہہ بات ثابت ھو کہ عمدہ عمدہ کاریگروں کو بھی جبکہ اُنکو اُنکے روزمرہ کے کام سے علیحدہ کرکے گو اُسی پیشہ کے دوسرے کام میں مصروف کیا جاوے وہ نکمے ھو جاتے ھیں جواب دیا کہ ھاں میں بیان کرسکتا ھوں چنانچہ میں لیبک شایر کے گھنٹہ اور گھڑی کے اوزار اور اُسکی حرکت کے آلات بنانے والوں کا حال نقل کرتا ھوں واضح ھو کہ یہہ لوگ بڑے کاریگر تصور کئے جاتے ھیں اور وہ اُسی قسم کے آلات کام میں لاتے ھیں جو روئی کی کلوں کے بنانے والے کام میں لاتے ھیں مگر اُنھوں نے گھڑی گھنٹوں کے اوزار اور اُنکے حرکات کے آلات بنانے کے سوا اور کسی کام کی تربیت نہیں پائی پس جب کہ اُن لوگوں سے روئی کی کلیں بنانے کا کام لیا جاتا ھی تو یہہ ظاھر ھوتا ھی کہ اُنکو دھات کے کاموں میں ابھی اسقدر سیکھنا چاھئیے کہ گویا اُنھوں نے ابتک کچھہ بھی نہیں سیکھا ھمنے اُنکو دیکھا کہ وہ روز مرہ کے معمولی کام مثل سوھن سے رندے اور خراد پر اوتارنے کے بھی بالکل نہیں جانتے *

گارنیئر صاحب اپنے دلچسپ حاشیوں میں جنکو آدم اسمتھہ صاحب کے ترجموں پر چسپاں کیا فرانس کے ادنی درجہ کے لوگوں کی آسایش کو انگلستان کے مفلسوں کی حالت سے مقابلہ کرتے ھیں اور جو فرق اُسمیں قایم کرتے ھیں اُسکا سبب یہہ بتاتے ھیں کہ انگلستان میں محنت کے دور پر وہ قیدیں قائم کی گئیں جو فرانس میں پائی نہیں جاتیں وہ بیان کرتے ھیں کہ اسی گورنمنٹ میں جو محنت میں مداخلت نکرے یہہ امر مسکن نہیں کہ کوئی تندرست اور قوی آدمی بیکار رھے اگر اُسکی بری عادتوں نے محنت کرنا اُسکو ناگوار نہو محنتی آدمی کو جب یہہ اجازت ھوگی کہ وہ اپنی محنت کے واسطے اپنی مرضی کے موافق کوئی کام انتخاب کرے تو بلاشبہ ایک نہ ایک کام پاویگا اور جسقدر کہ ملک کی دولت زیادہ ھوگی اُسقدر کام ملنا اُسکو یقینی ھوگا کام نہ ملنے کی فریاد ایک حیلہ اُن کاھل وجودوں کا ھی جو جراب کے ٹکڑوں کو محنت کی اجرت پر

ترجیح دیتے ہیں اگر وہ محنت کی تلاش کریں تو مثل اپنے ہمسروں کے
پاویں اگرچہ فرانس میں انگلستان کی نسبت آبادی ایک تہائی زیادہ
اور محنتیوں کی پرورش کا ذخیرہ بہت کم ہی مگر محنتی لوگ احتیاج
بلکہ بے آرامی سے پاک و صاف ہیں انتہی *

اسمیں کچھہ شک شبہہ نہیں کہ انگریزوں کے قواعد و عادات میں بہت
سی باتیں ایسی ہیں جیسے انگلستان کے محنتیوں کی محنت پاربجبر اور
گمراہ ہو جاتی ہی اور ان ہی سببوں سے انگلستان کے بہت سے محنتی اکثر
مدت تک بیکار رہتے ہیں اور یہہ بھی یقین ہی کہ فرانس ایسے بہت سے
سببوں سے انگلستان کی نسبت آزاد ہی وہ انحصار تجارت جو شہروں
اور کاریگروں کے بند اندہ گروہوں کو حاصل تھا اور ظالمانہ قانون اور محصول
اُس انقلاب کی بدولت جو فرانس میں ہوا یکقلم معدوم ہوگئے مگر
بااینہمہ پھر بھی وہاں بہت سی اَیسی باتیں باقی ہیں کہ اس قسم کی
خرابیاں اُسیے پیدا ہوتی ہیں بہت دن نہیں گذرے کہ پولس کے قانون
سے قصابونکی تعداد شہر پیرس میں چار سو پر محدود کی گئی اور سب
سے بڑے درجہ کے کاموں میں سے نہایت عمدہ جو تعلیم کا کام ہی سو اُسکو
گورنمنٹ نے اپنی مرضی اور اختیار پر منحصر کر رکھا ہی اور سوداگریکے
قانون ملک فرانس کے انگلستان کے قانونوں سے بھی زیادہ خراب ہیں اور
اس صورت میں اگر فرانسیسی محنتی بیکاری کی وجہہ سے کبھی تکلیف
نہیں اُٹھاتے تو وہ اس وجہہ سے نہیں کہ اُنکو سرکاری مداخلت سے پوری
پوری یا ایک بڑے درجہ کی آزادی حاصل ہی اگر مصروفیت اُنکی
انگلستان کے محنتی لوگوں کی نسبت جمعیت میں زیادہ مستقل ہووے
تو ہمکو یقین کامل ہی کہ یہہ استقلال خاصکر اُنکے کارخانوں کی کمتر
وسعت پر اور تقسیم محنت کی کمی پر مبنی ہی اور تقسیم محنت کی
کمی اُن کارخانوں کی وسعت کے کمتر ہونے کے باعث سے ہی ایک ثلث سے
کم انگلستان کی اور دو ثلث سے زیادہ فرانس کی آبادی کاشتکاری میں
مصروف ہی مگر باوجود اس کے ہم اسباب کے خیال کرنے پر مائل ہیں
کہ انگریزی محنتیونکی پرورش فرانسیسی محنتیوں کی نسبت بہتر
ہوتی ہے مگر اُنکی پوشاک اور اور مصنوعی چیزوں میں جو وہ الگ الگ
استعمال میں لاتے ہیں کوئی مقابلہ نہیں انگلستان میں بڑا حصہ موتی

چھوٹی چیزوںکا فرانس کی نسبت سستا اور اچھا ملتا ھی اور کاسنکاری اور کارخانوں کے محنتیوں کی اجرت ملک فرانس میں انگلستان کی نسبت نصف اجرت کے قریب‌قریب ھے مستر سے صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ھیں کہ ایک گنوار گٹھیا کی بیماری میں مبتلا تھا حسب اتفاق اسنے مجھہ سے علاج اپنا پوچھا چنانچہ مینے کہا کہ ایک فلالین کی کمری اور کپڑوں کے نیچے پھنی چاھئیے مگر وہ یہہ نسمجھا کہ فلالین کیا چیز ھی تو مینے اُس سے دو بارہ کہا کہ اپنے قمیص کے نیچے ایک کپڑے کی کمری پہنو مگر اسپر اُسکا اوپر رھی اُسنے جواب دیا کہ مجھکو ایسا مقدور کہاں کہ قمیص کے نیچے کوئی کپڑا پہنوں جبکہ اوپر پہنے کا بھی کبھی مقدور نہیں ھوا باوجودیکہ یہہ شخص اپنے ھمسایوں میں کچھہ بری حالت میں نہ تھا انتہی *

فرانسیسی محنتی انگریزی محنتی کی نسبت زیادہ کاموں میں مصروف رھنے سے زیادہ پیشے موجود رکھتا ھی جنمیں وہ مصروف ھوسکے اسی وجہہ سے ھر کام میں اسکی محنت کم بارآور ھوتی ھی اور ظن غالب یہہ ھی کہ روسی مجھنتی فرانسیسی محنتی کی نسبت بہت کم بیکار رھتا ھی اور تاتاری محنتی اُن دونوں کی نسبت بہت زیادہ کم معطل بیٹھتا ھی مگر بہت کم اصول ایسے ھیں جو اس اصول سے زیادہ صاف قایم ھیں اور سب باتوں کے یکساں رھنے میں محنت کی بارآوری دمستم محنت کی مناسبت سے ھوتی ھے اور تقسیم محنت کی مناسبت سے کبھی کبھی بیکاری کی تکلیف اُٹھانی ضرور ھوتی ھی ایک وحشی آدمی کا حال اُسیکے ھتیاروں پر قیاس ھو سکتا ھی یعنی اُسکے سوتے اور اُسکی کھاری سے کہ بھدی اور ناکارہ ھوتی ھی مگر وہ بجاے خود اپنی ذات میں کامل ھوتی ھی اور ایک تربیت یافتہ کاریگر پہیہ یا پیلن کی مانند ھوتا ھی یعنی جبکہ وہ ھزار پرزوں کے ساتھہ کسی پیچیدہ کل میں لگایا جاتا ھی تو ایسے کاموں میں مدد دیتا ھی کہ ادمی کی عقل اور طاقت سے خارج ھیں مگر نہا لیا جاوے تو محض بیکار اور نکما ھے *

ایک کام سے دوسرے کام میں مادی سرمایہ کے منتقل کرنے کی مشکل اُس درجہ پر موقوف ھی جس درجہ پر اُسکی صورت مصنوعی چیزوں میں بدلگئی ھو اور بعد اُسکے اُس تبدیلی پر موقوف ھوتی ھی جو

اُسکے اجزاء کے موجب کرنے میں کہ جاوے باطنار مصالحے ایک ایسے کام میں لگانے کے بجائے جسکے لیئے وہ تجویز کیئے گئے ہوں دوسرے کام میں تھوڑی سي دشواري سے عموماً کام آسکتے ہیں مثلاً جو پتھر کسي پل کي تعمیر کے واسطے اکھٹے کیئے گئے ہوں وہ ایک مکان کي تعمیر میں بآساني کام آسکتے ہیں لیکن اگر پل یا مکان میں وہ لگادیئے گئے ہوں تو دوسرے کام میں لگانے کے لیئے اُنکے نکالنے کا خرچ اُن کي مالیت سے زیادہ ہوگا وہ قیمتي آلات جو مستقل سرمایہ کے رکن اعظم ہوتے ہیں علاوہ اُس مطلب کے جسکے واسطے وہ بنائے گئے کسي مطلب کے نہیں ہوتے یہاں تک کہ اُن کي لاگت کا اوسط منافع بھي اُن سے وصول ہونا موقوف ہو جاتا ہے تو اسپر بھي اُسي کام میں مدت تک اسلیئے لائی جاتے ہیں کہ اگر اُنکو دوسرے کام میں لاویں تو اور بھی زیادہ نقصان اُٹھانا پڑے مثلاً ایک ایسي دخاني کل کا بیس ہزار پونڈ کے صرف سے بنانا خسارہ کا کام ہی جس سے صرف سو پونڈ سالانہ منافع حاصل ہو مگر اس میں اور بھي زیادہ نقصان ہی کہ اُسکو پرانے لوہے میں پانسو پونڈ کو فروخت کر ڈالیں *

واضح ہو کہ عقلي یعني غیر مادي سرمایوں اور بیجان یعني مادي سرمایوں میں لحاظ مذکورہ بالا کي حیثیت سے بڑي مشابہت ہے چنانچہ دیانت اور محنت اور رائے اور علم اصول اور اور عادتیں اور تعلیم جو اخلاق اور ادراک سے متعلق ہے ہم ان سب کے مجموعہ کو عمدہ تربیت کے نام سے پکارتے ہیں یہہ ایک طرح کے عقلي باطنار مصالحہ ہیں جنکو اپني مرضي کے موافق ایک تجویز کیئے ہوئے کام سے پھیر کر دوسرے کام میں لگاسکتے ہیں ایک معین پیشہ کے خاص علم اور خاص عادتیں ایک دخاني کل یا پن چکي کي مانند اپنے خاص کاموں کے سوا اور کاموں میں بہت کم قدروقیمت رکھتے ہیں ۔ مگر عموماً یہہ بات ہے کہ سرمایہ کي دو نوں قسموں میں سے عقلي سرمایہ زیادہ استعمال کے قابل ہی اور جسقدر کہ وہ زیادہ خالص عقلي سرمایہ ہوگا اُسیقدر زیادہ انتقال کے قابل ہوگا جولاہی کي چابکدستی اور علم اُسکا کسي دوسرے پیشہ میں اُسکے لیئے بہت کم سودمند ہوگا لیکن اگر کوئي طبیب یا وکیل کسي وجہہ سے اپنے پیشہ کے جاري رکھنے سے باز آئے تو وہ واقفیت اور عقلي عادتیں جو اُسنے اپنے پہلی پیشہ میں حاصل کي تھیں دوسرے پیشہ میں بہت کام اوینگي جسمانی

محنت کے سبب سے خصوصاً جبکہ محنتی چند معین حرکتیں کرتا
رہی یعنی اُسکے بعض اعصاب بہت سی محنت میں رہیں اور باقی
بہت کم محنت اُٹھاویں تو کسب عضوی اکثر بیڈھنگی اور کمزور ہو
جاتی ہی چنانچہ ساصاحب ایک جراح کامل نے جو اُکھڑے عضوونکو
ٹھیک ٹھاک کرنے میں بہت مشہور تھے ہمسے یہہ بیان کیا کہ ہر آدمی
کے جسم کے بیڈھنگے پن کو دیکھہ کر میں اُسکے پیشہ کو بتا سکتا ہوں
مگر عملی محنت باستثناء اُن چند صورتوں کے جو کثرتِ فکر و غور سے
دماغ میں خلل پیدا کرتی ہیں اُسکی قوتوں کو ضعف نہیں کرتی مگر
احتمال ہی کہ کبھی کبھی اُسکو خراب کرتے یعنی بعض اوقات ایک
یا دو قوتوں کو اور قوتوں پر نا واجبی غلبہ دیوے مگر ایسا غلبہ شاذو نادر
ہوتا ہی کہ انسان کی آیندہ کوششوں کی بارآوری کو گھٹاوے اور یہہ بات
عموماً پائی جاویگی کہ آدمی جسقدر عملی کام زیادہ کرے اُسیقدر وہ اور
زیادہ اور بہتر کرنے کے لایق ہوگا *

ایک ملک سے دوسرے ملک میں محنت و سرمایہ کے انتقال کی دشواری کا بیان

جو موانع محنت اور سرمایہ کے ایک کام سے دوسری کام میں منتقل
ہونے میں مزاحمت کرتے ہیں وہ مختلف ملکوں بلکہ ایک ہی ہمسایہ
اور ایک ہی ملک میں اُسوقت زیادہ ہوجاتے ہیں جبکہ صرف کام کا
ہی بدلنا نہیں بلکہ مقام کا بھی بدلنا پڑتا ہی ادم اسمتھہ صاحب بیان
کرتے ہیں کہ جن دنوں میں کتاب اپنی لکھتا تھا خود لندن اور اُسکے اطراف
و جوانب میں عام قیمت محنت کی ایک شلنگ اور چھہ پنس روزانہ
تھی اور پولنڈ اور اسکاٹ لنڈ میں معمولی قیمت صرف آٹھہ پنس تھی
اور یہہ بھی لکھتے ہیں کہ قیمتوں کا یہہ تفاوت ایک شخص کی ایک
محلہ سے دوسرے محلہ میں اوٹھہ جانے کے خرچ کے لیئے ہمیشہ کافی
معلوم نہیں ہوتا اور یہی تفاوت نہایت بھاری جنسوں کے ایک محلہ
سے دوسرے محلہ کو بلکہ ایک بادشاہت کے ایک سرے سے بلکہ دنیا کے

ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس کثرت سے مستعمل ہونے کا باعث ہوتا ہی کہ وہ تفاوت پھر باقی نہیں رہتا یعنی جنسوں کی قیمتیں ہرجگہہ قریب برابر کے ہوجاتی ہیں انسان کی طبیعت کے اوچھے پن اور اُسکی غیر مستقل ہونے کے لحاظ سے جسکا ہم ذکر کرچکے ہیں اور تجربہ سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ منجملہ اسباب بار برداری کے انسان ایسی قسم ہی کہ انتقال اُسکا نہایت دشوار ہی *

جب کہ مختلف ملکوں کی محنت کی اجرت کا مبادلہ کیا جاتا ہی تو ہم ہمیشہ اندازہ اُسکا نقدی پر کرتے ہیں اور اسطرح اندازہ کرنے میں دو وجہہ سے ہم مجبور ہیں ایک یہہ کہ قیمتی دھاتیں ہی ایسی عمدہ جنسیں ہیں جو ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں اور دوسرے یہہ کہ صرف یہی جنسیں ایسی ہیں جنکی قیمت ہرجگہہ برابر یا قریب برابر کے رہتی ہی بنسبت مقابلہ اُن سیموں کی تعداد کے جو جرنیرہ جاوہ یا انگلستان میں روزانہ محنت کے اعتبار سے حاصل ہوویں بہت کم واقفیت حاصل ہوگی اور اس سے بھی کم اگاہی اُس حالت میں ہوتی ہی جبکہ † پلکو کے اُس مقدار کا جو کوئی میکسیکو کا رہنے والا حاصل کرے وسکی شراب کی اُس مقدار سے جسکو ایر لینڈ کا باشندہ پیدا کرے مقابلہ کیا جاوے لیکن اگرچہ نقدی کی اجرت سے تمام دنیا کی بازار میں قوموں کی محنت کی مالیت کا اندازہ بہت صحیح اور درست ہوتا ہی مگر اُس اجرت سے اُس عیش و ارام کی مقدار کا بہت ناقص امتحان ہوسکتا ہی جو مختلف ملکوں کے محنتیوں کو حاصل ہوتا ہی اور آدمی اس تفاوت کے سبب سے اپنی سکونت کے مقام کو تبدیل کرتا ہی زر نقد کی اجرت کے تفاوت سے نہیں کرتا اور ان تفاوتوں کو ہم مختلف ملکوں کی نقد اجرت کا اُن جنسوں کے ساتھہ مبادلہ کرنے سے جو محنتیوں کی استعمال میں آتی ہیں قریب تحقیق کے دریافت کرسکتے ہیں شمالی امریکا میں نقد اجرت قدر ایک ثلث کے انگلستان کی نسبت زیادہ ھے مگر جو کہ مصنوعی چیزوں کی قیمت وہاں بڑھی ہوئی ہی تو اس سے کسیقدر کمی اجرت کا معاوضہ انگلستان والوں کو ہوجاتا ہی مگر جو کہ انگلستان کی نسبت وہاں خوراک بہت ارزاں ہی جو ہر جگہہ محنتی

† پلکو ایک پینے کی چیز مثل تاڑی کے میکسیکو میں ہوتی ھے

کے خرچ کا بڑا حصہ ہوتي ہی اسلیئے امریکا والے محنتیوں کو جو تفوق
انگریزی محنتیوں پر حاصل ہی وہ اُس سے زیادہ ہی جو اجرت کے
تفاوت سے معلوم ہوتا ہی کراوفرڈ صاحب کي تحریر سے جو اُنہوں نے
اپنے رسالت کے حال میں جب وہ انگلستان سے ساہ ہند کے پاس بہیجي
گئے تہے لکھي ہی دریافت ہوا کہ ملک بنگالہ میں روز مرہ کا مزدور
تمام سال میں ہزار دشواري سے تین پونڈ پیدا کرتا ہی مگر باوصف اس
قلت اجرت کے بہت سي مصنوعي چیزیں انگلستان کي نسبت وہاں
بہت گراں بکتي ہیں البتہ خوراک زیادہ ارزاں ہی اگر وہ اُسي مول پر
بکتي جس نسبتي سے نسبتي قیمت پر انگلستان میں بکتي ہی تو وہاں
ایک کنبہ کي پرورش ایک شلنگ سے ہفتہ بہر ہوسکتي اور یہہ بات
واضح ہی کہ ہر ملک میں محنت کي اوسط اجرت ایک اوسط خاندان
کي پرورش کے لیئے کافي وا ي ہوني ضرور ہی اور بمناسبت اراضي اور
محنت مطلوبہ کي مقدار کے سادہ چاول کي جنس ایسي ہی جو زمیں
سے باافراط تمام پیدا ہوتي ہی اسلیئے بنگالي محنتي کي خوراک چاول
ہیں اور جب یہہ فرض کیا جاوے کہ اُسکي تمام اجرت خوراک میں
صرف ہوتي ہی تو دس من کے قریب قریب چاول اُس سے حاصل
ہونگے مگر وہي مقدار چاول کي انگلستان میں دس پونڈ یعني سو روپیہ
کو خرید ہوسکے گي حاصل یہہ کہ اگر زر نقد کي روسے اندازہ کیا جاوے تو
انگلستان کي اجرت جو دس پونڈ سالانہ ہی بنگالہ کي اجرت سے
دہ چند زیادہ ہی اور اگر مصنوعي چیزوں کے اعتبار سے حساب کیا جاوے
تو دہ چند سے زیادہ ہی اور چاولوں میں سہ چند کے قریب قریب
زیادہ ہی *

دو ملکوں کے منافع کي شرح کے مقابلہ میں یہہ دشواري نہیں
ہوتي کیونکہ پیشگي لگے ہوئے سرمایہ اور اُسکے معاوضہ کا اندازہ زر نقد
میں ہوجانے کے بعد ہر دو ملکوں سے منافع کي شرح کا اصل تفاوت
علانیہ معلوم ہوجاتا ہے *

واضح ہو کہ آب و ہوا کا اختلاف اور مقاموں کا فاصلہ اور زبانوں کا
اختلاف محنت کے پہیلنے کی بڑے موانع ہیں چنانچہ منجملہ اُنکے
پہلا مانع ایسا قوي اور ایسا بڑا ہے کہ محنتي کا نقل مکان ایسي آب وہوا میں

جو مزاج کے موافق نہو رضامند و رغبت سے بہت کم ہوتا ہی باقي زبانوں کا
اختلاف بھي بہت مقاموںکے بڑے فاصلہ کي نسبت زیادہ بڑا مانع ہی
مثلاً انگریزي دستکار کو ملک فرانس میں جو اجنبیت اسکي حاصل ہوتي
ہی وہ اُسکي نسبت زیادہ ہی جو اُسکو امریکا میں جانے سے ملسکتي ہے
مگر ایک شخص اگر فرانس کو جاوے تو دس † امریکا کو جاتے ہیں
عادتوں اور گورمنٹوں اور مذہبوںکے اختلاف بجز اُن صورتوں کے کہ نا اتفاقي
اور نزاع کے باعث سے عداوتیں قایم ہوجاویں جس سے نقل مکان کرنا
خطرناک ہوجاوے بڑے قوي مانع نہیں عادات اور مذہب کے اعتبار سے
دو چار ہي ملک ایسے مختلف ہونگے جیسے کہ انگلستان اور ایرلینڈ
مختلف ہیں یا گورمنٹ کي حیثیت سے ایرلینڈ اور‡ یونائیٹڈسٹیٹز کي
نسبت زیادہ اختلاف ہی مگر باوجود اسکے ہم جانتے ہیں کہ نقل مکان
ایرلینڈ سے ان دونوں ملکوںمیں بہت ہوتے ہیں مگر عموماً § طبعي اور
اخلاقي موانع تنہا محنتي یا محنتیوں کے گروہوں کي نقل مکان کے واسطے
جب تک کہ اُنکي پرورش اور کام کے واسطے بہت سے سرمایہ کا سہارا
نہووے ایسے ہوتے ہیں کہ بجز چند خاص حالتوں کے وہ نقل مکان بہت
کم کرتے ہیں مثلاً ایرلینڈ اور انگلستان یا ایرلینڈ اور امریکہ والوں کے نقل
مکان کرنے کي حالتوں میں کیونکہ وہاں ترغیب بڑي ہی اور طبعي مانع
صرف ایک راستہ ہی جو ایک صورت میں چند ہفتوں میں طے ہوتا ہے
اور ایک صورت میں چند گھنٹے لگتے ہیں باقي زبان یکساں ہي *

مگر سرمایہ والوں اور محنتیوں کا برضا و رغبت شریک ہوکر نقل
مکان کرنا اور سرمایہ والوں کے یہہ ارادے کہ محنتیوں سے جبراً نقل مکان
کراویں اُن بڑے سببوں میں سے ہیں جو انسانوں کي حالت کو ترقي
دینے والے اور روکنے والے ہیں پہلي قسم میں وہ مخالفانہ نقل مکان
داخل ہیں جنمیں ایک قوم کي قوم نے تحصیل معاش کے واسطے زیادہ

---

† وجہہ اِسکي ظاہر ہی کہ فرانس میں انگریزي زبان نہیں بولي جاتي اور
امریکہ میں انگریزي بولي بولتے ہیں جو بعد انگلستان کے انگریزي کا خاص مقام ہے

‡ یعني اضلاع متفقہ یہہ وہ چند ضلع امریکہ کے ہیں جنھوں نے متفق ہوکر
سلطنت جمہوري قایم کي ہی

§ طبعي موانعوں سے مثل پہاڑ اور دریا اور جنگل اور سمندر وغیرہ کے مراد ہیں

آب و ھوا اور اراضي حاصل کرنے کي توقع سے اپنے پاس پڑوس کے ملکونکا ارادہ کیا چنانچہ مصر کي یورش سے لیکر جو چرواھي بادشاھوں سے ظہور میں آئي یونان کي یورش تک جو ترکوں نے کي دنیا کے مشرقي نصف کرہ کے باشندے ایسے ھي نقل مکانوں کے سبب سے ھمیشہ انقلاب اور آفتوں میں مبتلا رھے بہت سے ملک اور اُن میں انگلستان بھي اسقدر پے درپے قبضہ کرنے والوں کے قبضہ میں آئي کہ آباد ھونے والوں کا کچھہ پتہ نہیں لگتا اور بعضی ملکوں میں اصلي باشندوں کا پتہ اُنکے خراب و خستہ باقي ماندوں سے جیسیکہ یونان کے ضلع لیکونیا میں ھلاٹ اور مصر میں فلاح اور ھندوستان میں بھیل ھیں لگتاھی مگر اب کل یورپ اِن حملوں سے ترساں نہیں اسلئیے کہ کوئي تربیت یافتہ قوم اب ایسي حرکتیں نہیں کرتي اور لڑائي کے فن کي اس حالت میں جو اب موجود ھی وہ حملے کسي قوم پر کامیاب بھي نہیں ھوسکتے لیکن جب تک کہ فن سپہگري کو ترقي سے اور لڑائي کي عمدہ کلوں کا استعمال بہت وسیع ھونے سے علم اور دولت کو وہ فخر و عظمت حاصل نہیں ھوئي تھے جو اب حاصل ھی تب تک دولت و علم قوت و توانائي ھونے کے بجاے کمزور اور ناتواني کے باعث تھے چنانچہ نہایت کم تربیت یافتہ لوگوں کو ھر حالت میں غلبہ اور فائدہ رھتا تھا مثلاً سسرو صاحب تسلیم کرتے ھیں کہ گال والے یعنی فرانسیسي سپہ گري اور بہادري میں رومیوں پر غالب تھے اور جس وقت تک کہ گال والے پہلے کي نسبت کسیقدر تربیت یافتہ نہیں ھوئے تھے اُنکي سپاھیانہ شہرت بطور گذشتہ واقعات کے مذکور نہیں ھوتي تھي اور اسیطرح امن آماں کي چند صدیوں کے گذرنے پر † برٹنو سیکسنز کا آسانی سے شکار ھوگئي اور سیکسنز پر ڈینز غالب ھوگئي ایسي صورتوں میں انسانوں کي مستقل ترقي سے ایک مایوسي سي معلوم ھوتي تھي اگر باروت کا استعمال عین اُسوقت میں رواج نپاتا جبکہ نصف وحشیوں کي سپہگري کي خوبیاں زوال پذیر ھونے لگیں تو غالب معلوم ھوتا ھی کہ وحشیوں کي کسي اور یورش سے ایک اور ‡ متوسط زمانہ ظہور میں آتا

† برٹنز یعني قدیم انگریز اور سیکسنز یعني جرمني کے شمالي حصہ کے قدیم باشندے اور ڈینز یعني قدیم ڈنمارک والے

‡ واضح ھو کہ تاریخ تین زمانوں پر منقسم ھی ایک قدیم دوسرا متوسط تیسرا حال کا زمانہ تاریخ داں اسبات کو بخوبي جانتے ھیں زیادہ تشریح کي حاجت نہیں *

جس میں یورپ کا وہ سب مال و دولت جو اُسنے بارھویں اور پندرھویں صدی میں پیدا کیا تھا یکقلم برباد جاتا *

اِن متتالعہ حملوں کے مشابہ لیکن حقیقت میں اِسسے بہت مختلف وہ چھوٹے چھوٹے نقل مکان ہیں جنکو ہم نوآباد بستیاں بسانے کے نام سے پکارتے ہیں اور حقیقت اُنکی یہہ ہی کہ تربیت یافتہ قوم کا ایک حصہ اپنے علم و دولت اور مادی اور غیر مادی سرمایوں سمیت ایک ویراں یا کم آباد زمین پر جاکر بستا ہی یہہ ایک مشہور اور نامبارک بات ہی کہ باوجود بڑی ترقی علم اصول گورنمنٹ کے نئی بستیاں بسانے کے صحیح اصول جوں جوں تربیت کی ترقی ہوتی جاتی ہے بہت کم سمجھے جاتے ہیں اور اگر کچھہ سمجھے بھی جاتے ہیں تو اُن پر عمل درآمد بہت کم ہوتا جاتا ہے جن نہایت ابتدائی نوآباد بستیوں سے جنکو فنیشیا والوں اور یونان والوں نے آباد کیا ہم واقف ہیں معلوم ہوتا ہی کہ وہ بستیاں اُن کے بسنے والوں کے فائدہ کے واسطے قائم ہوئی تہیں چنانچہ وہ لوگ اسبات کے مختار تھے کہ وہ آپ اپنا حاکم مقرر کریں اور جس طرح چاہیں اپنی محنت صرف کریں اور آپ اپنے کاموں کا انتظام کریں اور اپنی محافظت کا بھروسا اپنے ذمہ پر رکھیں جن ملکوں سے وہ بستیاں گئی تھیں نئی بستیوں والے اُن ملکوں کے باشندوں کی اولاد تھے مگر آزاد اولاد تھی اور ترقی اُن کی بعدر اُنکی آزادی کے ہوئی فنیشیا والوں نے جو بستیاں افریقہ اور شام میں اور یونانیوں نے اٹلی اور تھریس اور سسلی میں بسائیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ بستیاں اُن ملکوں کی بہت جلد برابر ہوگئیں بلکہ اُسسے سبقت لیگئیں جنسے وہ نکلی تہیں یعنی وہ تمام دولت اور قدرت اُنہوں نے حاصل کی جو اُنکے ضلع کی وسعت اور اُس زمانہ کے علم اور مذہب سے حاصل ہونی ممکن تھی اور جو بستیاں کہ رومیوں نے آباد کیں وہ ہرگز نو آباد بستیوں کے نام کی مستحق نہیں بلکہ عموماً وجود اُنکا اسطرح ہوتا تھا کہ ایسی مفتوحہ قوموں کی اراضیات اور سرمایہ اور اُنکی ذات جو تربیت یافتگی میں قریب قریب اپنے فتح کرنے والوں کے برابر ہوتی تہیں فوج والوں کو بطور صلہ یا عام باشندوں کو بطور انعامات اُن خدمتوں کی دیجاتی تھی جو بیگانہ ملکوں کی لڑائیوں یا اپنے ملک کی لڑائیوں یا مفسدوں کی دفع کرنے میں وہ بجالاتے تھے یہہ سوال ہوسکتا ہی کہ رومیوں کی اں

بستیوں نے دنیا کی ترقی میں مدد کی یا اُسکی مانع ہوئیں *

زمانه حال میں جو یورپ سے باہر جاکر بستیاں بسیں وہ کسیقدر خود بسنے والونکی منفعت کے واسطے نہیں اور خیال کیا گیا تھا کہ کسیقدر اُس ملک کے فائدہ کے واسطے تھیں جس ملک سے وہ بھیجی گئی تھیں وہ ملک اُن بستیونکے سامانوں کے خرچ کے ایک حصه اور غیر ملکی حملوں سے اُنکی حفاظت کے کل مصارف کی مدد کرتا رہا ھی اور اپنی تجارت کے بازار میں اُن بستیوں کو انحصار تجارت سمجھاھی اور برخلاف اسکے اُن بستیوں سے عموماً یہہ بات چاھی کہ وہ اپنے ضلع کی پیداوار کی تجارت کو اُسی کے ساتھہ منحصر رکھیں یعنی جو جنسیں کہ اُن بستیوں کو درکار ہوں وہ صرف اُسی ملک کی پیداواروں سے حاصل کریں اور اپنے ضلع کی پیداواروں کو صرف اُسی ملک میں بھیجیں اور اُس ملک سے اُن بستیوں کے انتظام کے واسطے بڑے بڑے عہدہدار مقرر ہوتے رہے ھیں اور اور انتظام میں اُسکی طرف سے مداخلت ہوتی رہی ھی اور صرف اسباب کا امتناع اپنے بستی والوں کے لئیے نہیں کیا کہ جو چیزیں اُنکے اصلی ملک میں پیدا ہوتی ہیں وہ کسی بیگانہ ملک سے خرید نکریں بلکہ اسباب کا بھی امتناع کیا کہ وہ اُن چیزوں کو آپ بھی پیدا نکریں اور بستیوں کو جیلخانہ کے قیدیوں سے آباد کیا اور تمام ناکارہ آدمی اُنپر حکومت کرنے کے واسطے امیر اور ارکان دولت مقرر کیئے چنانچہ دربار سپین نے حکم دیا کہ جسقدر انگور کے باغچہ میکسیکو میں موجود ھیں وہ یکقلم بیخ و بنیاد سے کھود ڈالے جاویں اور پارلیمنٹ انگریزی نے جزیرہ جمیکا میں غلاموںکی تجارت کی ممانعت کی اور شمالی امریکا کی بستیوں میں لوھے اور اُون اور ٹوپیوں کے کارخانہ مقرر ہونے کی اجازت نہ دی اور اب بھی † ویسٹ انڈیا والوں کو اپنی شکر صاف کرنیکا امتناع کرتی ھی اور اُن ملکوں نے جنھوں نے بستیاں باہر بھیجیں ھیں ھمیشہ اُن بستی والوں کو اپنی تمام لڑائیوں میں گھسیٹا ھی اور اس وجہہ سے کہ اُن بستیوں کی حالت بخوبی محفوظ نہ تھی اپنی نسبت اُنکی تجارت کو زیادہ مصرت اور اُنکی جان و مال

† ویسٹ انڈیا اُن جزیروں کو کہتے ھیں جو شمالی اور جنوبی امریکہ کے درمیان واقع ھیں اور ایسٹ انڈیا ھندوستان کو کہتے ھیں اسلیئے کہ یہہ مشرق میں ھی وہ مغرب میں ھی

کو زیادہ خطرہ میں ڈالا ہی اور جبکہ بستی والوں کی قوت اسمی بڑھی کہ بہہ ظلم اور زیادتیاں اُنکو ناگوار معلوم ہوئیں تو اُن کے اصلی ملکوں کو تب بھی یہہ بدگ سمجھہ نہ ائی کہ اُسنے امن و امان کے ساتھہ دست کش ہوجاتے اور اگر دست کش ہونے کے سبب رفع بہی ہوسکتے تب بھی اُنکو دستبردار ہونا بہتر تھا اور حقیقت یہہ ہی کہ وہ دستبرداری خواہ مناسب تھی خواہ نہ تھی مگر تلیے والی نہ تھی اخرکار واقع ہونا اُسکا لابدی تھا انگلستان اور فرانس اور پورتگال اور سپین والوں نے اُس دولت کی بسبت جو اُن بستیوں کے اباد کرنے میں خرچ ہوئی تھی دہ چند زیادہ اس بیہودہ قصد میں ضایع کی کہ وہ بستیاں اُنکے مطیع و تابع رہیں *

اگرچہ انتظام اُن بستیونکا برے طور سے ہوتا رہا ہی مگر اسمیں کچھہ شک شبہہ نہیں کہ اُنکو اُن بڑے ذریعوں میں شمار کرنا چاہیئے جسسے دنیا میں تربیت کا شروع ہوا * ۔

سرمایہ والوں نے جو بلا تعلق ایک دوسرے کے محنتیوں کے ایسی نقل مکان کرنے میں علحدہ علحدہ کوششیں کیں جو پورا و رغبت ہونا ہی وہ تھوڑے تھوڑے لوگوں کے نقل مکان کرنے پر ہوئیں اور اُنکو اسلیئے کچھہ حاصل نہوا کہ محنتیوں سے جو نادار و مُدار ہو جاتی ہیں اُسنے اُنکے پورا کرانے اور اجرت کی اسی شرح پر اُسنے سخت محنت لینے میں بڑی مشکل پیش آتی ہی جو بستی کی شرح مروج سے اسقدر کم ہووے کہ اُسکے سبب سے سرمایہ والے کو خرچ اور جوکھونکا معاوضہ وصول ہو جاوے سرولیم ہارٹن صاحب نے جو تدبیریں بڑے بڑے اور ایسے نقل مکان کرنے کی جنکو ایک قوم کی قوم اپنا کام ٹہراوے سوچیں اُنپر اُسقدر توجہہ نہیں کی گئی ہی جسقدر کہ اُن تدبیروں کے بڑے فائدوں اور اُنکے اندیشہ کرنے والنکی سخت محنت اور خیرخواہی خلایق کے سبب سے اُنپر ہونی چاہیئے تھی اور استریلیا میں بستی آباد کرنکی وہ تدبیر صائب جو اس تجویز پر مشتمل تھی کہ تمام اراضی کی پہلی قیمت محنتیوں کے وہاں لیجانے میں صرف کیجاوے تجربہ کی کسوٹی پر اب تک آزمائی نہیں گئی *

بلا رضامندی محنتیوں کے جبر و اکراہ سرمایہ والوں کا نقل مکان کرانا بالکل برائی کا باعث ہونا ہی یعنی اُنہوں نے وہ نامعقول تجارت شروع

کی

کی جسمدں آدمی جس کی جگہہ قائم کیا گیا اور اُس تجارت کو بجاے
خود جاری رکھا اور یہہ اسی قسم کی تجارت ہی کہ اُسنے کسقدر اپنے
صریح اثروں اور کسقدر لڑائیوں اور عام خطرہ کے سبب سے جو بضرورت
اُسکے ساتھہ ہوتے ہیں ملک یورپ کی تربیت کو پہلے پہلے اسقدر روکا کہ
اور کسی سبب نے ایسا نہیں روکا اور تمام افریقہ اور ایشیا کے بڑے حصہ
کو اُس وحشت کی حالت میں جس سے نکلنے کی ہر گز توقع نہیں ہے
اسی تجارت نے مبتلا رکھا ہی اور اسی تجارت نے امریکا کے نہایت زرخیز
حصونکے باشندونکو اور تھوڑا عرصہ ہوا کہ اُسکے تمام جزیروں کے باشندوں
کو بھی دو گروہوں یعنی ظالم و مظلوم پر منقسم کر رکھا تھا *

واضح ہو کہ سرمایہ کے ایک ملک سے دوسرے ملک میں منتقل
کرنے میں بہت کم مشکل ہوتی ہی چنانچہ جب کسی اور ملکوں میں
برابر کی شرح سے مبادلہ ہووے تو سرمایہ نقدی کی صورت میں بدون
کسی خرچ کے لیجانا ممکن ہی اور کبھی کبھی جو نقصان اس سبب
سے عاید ہوتا ہی کہ اُس ملک کا مبادلہ جہاں سرمایہ کا لیجانا منظور
ہی اس ملک کے حق میں اچھا نہیں تو معاوضہ اُسکا اُس اتفاقی
فائدہ سے ہوجاتا ہی جو اُسوقت نصیب ہوتا ہی جب کہ مبادلہ اس
ملک کے حق میں اچھا ہووے اسلیئے یہہ بات نے کھٹکے کہی جاسکتی
ہی کہ نقد سرمایہ ایک ملک سے دوسرے ملک کو بلا خرچ منتقل ہوتا
ہی مگر سرمایہ کے ارسال میں جو بڑی مشکل پیش آتی ہی وہ یہہ
ہی کہ سرمایہ والے اسباب پر راضی نہیں ہوتے ہیں کہ وہ اہتمام اپنے سرمایہ
کا اوروں کے بھروسے پر چھوڑیں یا سرمایہ کے ساتھہ جانے سے گورنمنٹ اور عادات
اور آب وہوا اور زبان کا تبدل گوارا کریں مگر تربیت یافتہ لوگوں کے نزدیک
اختلاف زبانوں کا بہت احتراز کے قابل نہیں اور علی‌هذالقیاس اختلاف
گورنمنٹوں کا بھی اُن لوگوں کے نزدیک قدر و منزلت نہیں رکھتا جو
چند روز کے لیئے سکونت کیا چاہتے ہیں بلکہ اس اختلاف کو اکثر فائدہ
سمجھتے ہیں مثلاً سنہ ۱۸۱۵ ع کی لڑائی میں ایسے غیر ملک کے سرمایہ
والوں سے شہر لندن معمور تھا جنکی نقل مکان کرنے سے بڑی غرض یہہ
تھی کہ پولس کے ظلم و ستم سے نجات پاویں ہاں عادتوں اور آب و ہوا
کا اختلاف علی‌الخصوص اختلاف آب و ہوا کا زیادہ قدر و منزلت رکھتا

• ہی مگر وہ بھی بڑے منافع کے بڑی ترغیب کو نہیں روک سکتا چنانچہ
برسٹ یامنہ دنیا میں کوئی بندرگاہ ایسا نہ نکلیگا جس میں گریٹ برٹن
کے تجارت پیشوں کا بڑا حصہ نہووے اور اسصورت میں تمام برسٹ یامنہ
دنیا میں منافع کی شرح کا اختلاف اجرت کی شرح کے اختلاف سے بہت کم
ہی اور جو کہ روز روز زیادہ ہوتا ترقی تربیت کا اُن • مختلف ملکوں کے فائدوں
کی دمبدم برابر کرنے پر مائل ہے جو گورنمنٹ اور عادات اور آب و ہوا
کی خوبی پر مبنی ہیں تو منافعوں کے موجودہ اختلاف بھی غالباً کم
ہوجاوینگے *

تمت تمام شد

تتمه متعلقه صفحه ۴

خلاصه قانون پرورش غربا جو طامس تاملنز صاحب کی قانونی ڈکشنری میں سے ترجمه کیا گیا

انگلستان میں پہلی پہل جبری خیرات کا رواج بادشاه هنری هشتم کے عهد دولت میں هوا اور جس قانون کی روسے اس طرح خیرات هونے کا قاعده مقرر هوا اُسکا منشاء یهه تها که ناتوانوں یعنی محتاجوں کی پرورش کیجاوے اور قوی اور تندرست غریبوں کو ایسے کام ملیں جنسے اجرت حاصل هو غرض که اصل محتاجوں اور مفلسوں کا تفاوت ظاهر هوجاوے چنانچه محتاج سے ایسے لوگ مراد هیں جو محنت کرنے کے قابل نهیں هوتے یا اُنسے صرف اس قدر محنت هوسکتی هی جس سے وجهه معاش کافی بهم نهیں پهونچ سکتی اور مفلس ایسے لوگوں کو کهتے هیں که اُنکو معاش پیدا کرنے کے واسطے محنت کرنی لابدی هوتی هی پهر جو کچهه قانون غریبوں کی پرورش کے واسطے جاری هوئے ظاهرا اُنکی بنیاد ان هی دو قسم کے غریبوں کی پرورش پر تهی سب سے پهلا قاعده جو اب تک منسوخ نهیں هوا وه ایکٹ ۴۳ ملکه ایلزبت کی دفعه ۲ هی اور وهی ایکٹ حقیقت میں اس موجوده قانون کا ماخذ هی اُس ایکٹ کی روسے هر † پیرش میں غریبوں کی پرورش کے مهتمم مقرر هوتے تهے جنکا بڑا کام یهه هوتا تها که پهلی قسم کے غریبوں کی پرورش کے واسطے کافی امدادیں جمع کریں اور دوسری قسم کے غریبوں کے واسطے کام کا انتظام کریں اور ایک منصف کو یهه اختیار دیا جاتا تها که اگر کوئی شخص مفلسوں میں سے اُسکام کو نکرے جسمیں اُسکو مصروف کیا جائے تو اُسکو تادیب خانه میں بهیجدے *

---

† جسطرح بستیاں یعنی شهر اور قصبے اور دیهات کی تقسیم ضلعوں اور پرگنوں پر باعتبار کلکٹری یا تحصیل کے هوتی هی اور خود آبادی کی تقسیم محلوں پر هوتی هی اسیطرح انگلستان میں آبادیوں کی تقسیم باعتبار گرجوں کے بهی علاوه تقسیم معمولی کے هوتی هی یعنی ایک ایک گرجے سے ایک ایک محله یا کئی کئی محلے یا بستی یا بستیاں متعلق هوتی هیں پس ایک گرجے سے جسقدر آبادی متعلق هوتی هی اُسکو پیرش کهتے هیں *

بہت سے ایسے سببوں سے جنکا یہاں ذکر کرنا کچھہ ضرور نہیں انتظام کے اصول مذکور سے کنارہ کیا گیا اور معطل۔ قانون جاری ہوئے جسسے بہت سی خرابیاں پیدا ہوئیں جنکا دفع کرنا اس پچھلے قانون یعنی ایکٹ نمبر ۴ و ۵ کے دفعہ ۷۶ کا مقصود ہی جنمیں سے سب سے بڑی خرابی یہہ معلوم ہوئی کہ توانا اور تندرست لوگوں کو اول قسم کے محتاجوں کیطرح امداد ملتی تھی جو کہ اس ترمیم شدہ حال کے قانون سے غربا کی پرورش میں بہت سا اختلاف واقع ہوگیا ہی اسلیئے ہم اس قانون کی چھان بین کرینگے اور اُن قانونوں کا حوالہ دینگے جو بالکل یا کسقدر منسوخ نہیں ہوئی جس سے سمجھنے میں کچھہ دقت نہو اور وہ قانون یہہ ہی *

ایکٹ واسطے ترمیم اور بہتری اُن قانونوں کے جو انگلستان اور ویلز کے غربا سے متعلق ہیں مجریہ اگست سنہ ۱۸۳۴ع

اس قانون کی روسے کمشنروں کا مجمع غربا کی پرورش کے کارو بار کی احتیاط اور حفاظت کے واسطے تمام پیرشوں کے مرکز میں مقرر ہی اور اُنکے نایب بھی اسی قانون کے بموجب کار روائی کرنے کو مقرر ہیں اور ان کمشنروں کی مرقوفی بحالی کا اختیار گورنمنٹ کو حاصل ہے اور یہہ کمشنر اپنے دستخطی حکمنامہ سے ہر شخص کو جسکا طلب کرنا پرورش غربا کے کسی کام کے انصرام کے لیئے مناسب ہو طلب کرسکتے ہیں اور ہر ایک معاملہ کی تحقیقات کرسکتی ہیں اور ہر ایک شخص کا جواب لے سکتے ہیں اور ہر قسم کا ثبوت تحریری اور تقریری بحلف لیکر اُسکے بیان پر مظہر کے العند کراسکتی ہیں لیکن اپنے گردنواح کے باشندوں کو دس میل سے زاید فاصلہ سے طلب کرنے کا اختیار نہیں رکھتے *

لیکن یہہ کمشنر پیرش یا یونین کی جائداد غیر منقولہ کی دستاویز کے سوا اور کسی اراضی کی دستاویز کو عدالت دیوانی کی طرح طلب کرنے کا اختیار نہیں رکھتے *

اور ہمیشہ یہہ کمشنر اپنی کار روائی کی روئداد سال تمام میں ایک بار اگو اُن سے طلب کی جاوے لکھہ کر گورنمنٹ کے کسی سکرتر اعظم کے حضور میں پیش کیا کرتے ہیں اور پارلیمنٹ کا اجلاس شروع ہونے سے دو ہفتہ کے اندر اُنکو عام رپورٹ مرتب کرکے پارلیمنٹ کے دو نوں فریقوں کے حضور میں گذرانیے پڑتی ہی اور اُنکی کارروائی کی نسبت سکرتر جو کچھہ استفسار اُن سے کرے وہ اُسکا جواب دیتے ہیں *

اسسٹنٹ کمشنروں کو چیف کمشنروں کی ہدایت اور تحریر کے بموجب کاربند ہونے کے لیئے مناسب مقاموں پر مقرر کیا جاتا ہی جنکی تعداد نو سے زیادہ نہیں ہوتی ان دو نوں قسم کے عہدہ داروں یعنی چیف کمشنروں اور اسسٹنٹ کمشنروں کو پارلیمنٹ میں بیٹھنے کی اجازت نہیں ہوتی *

کمشنروں کو سکرتری اور اسسٹنٹ سکرتری اور محرر چپراسی اور اور عہدہ داروں کے نوکر رکھنے اور برخاست کرنے کا اختیار ہوتا ہی مگر تنخواہ ان سب عہدوں کی

گورنمنت کي تجويز پر منحصر هوتي هی اور کمشنر اپنے اختيارات اسسٹنٹ کمشنروں کے سپرد کرنے کے مختار هوتے هيں *

کمشنر اور اور هر ايک شخص جو اس قانون کي رو سے مقرر کيا جاتا هی پانچ برس سے زيادہ اپنے عهدہ پر نهيں رہ سکتا *

جهوٹي گواهي ديني يا جهوٹے بيان پر دستخط کرنے سے مطهر اس قانون کي رو سے بهي دروغ حلفي ميں ماخوذ هوتا هے اور کمشنر کے حکمنامہ سے تجاهل کرنا يا سچي گواهي کو چهپانا بد چلني ميں شمار کيا جاتا هی اور گواهوں کے اخراجات اس قانون کي روسے امداد غربا ميں سے بطور اخراجات اتفاقي کے محسوب هوتے هيں *

قوانين پرورش غربا کي برائيوں وغيرہ کي رپورٹ کرنے کے واسطے جو کمشنر مقرر هوئے تهے اُنهوں نے اپني رپورٹ ميں تحريک کي تهي کہ انگلستان کے مرکز ميں ايک بورڈ يعني مجمع کمشنروں کا معہ چند ضروري اسسٹنٹ کمشنوں کے مقرر کيا جاوے تاکہ پرورش غربا کے تمام کاروبار کي نگراني کريں اور اُنکو اختيار ديا جاوے کہ کارخانوں کے انتظام کے واسطے قاعدے قايم کريں اور اسکے بهي قواعد معين کريں کہ کسقدر اور کسطرح غريبوں کي پرورش کيجاوے اور کتني محنت اُن سے کارخانوں ميں ليجاوے اور تمام ملک ميں يهہ سب قاعدے يکساں رهيں *

اسليئے چودهويں اگست سنہ ۱۸۳۴ ع سے يهہ بات قرار پائي کہ بندوبست پرورش غربا کا موجودہ قوانين کے بموجب کمشنروں کے اختيار ميں رهے اور اس قانون سے جو کچهہ اختيار کمشنروں کو ديئے گئے اُنکي انجام دہي کے لئيے وہ کمشنر حسب دفعہ ۳۹ ايکٹ ۷ جارج سويم کے غريبوں کے انتظام اور اُن کے بچوں کي تربيت اور کارخانوں پر حکومت کے قاعدے تجويز کرنے کے مختار هيں اور جن مکانوں ميں وہ بچے پرورش پاويں اُنکے اهتمام اور اُن بچوں کے شاگرد کرانے اور کارخانوں کے سب سربراہ کاروں کے کاروبار کے ملاحظہ کرنے اور محافظوں اور بيرش کے اور عهدہداروں کي هدايت اور حساب کتاب رکهنے اور معاهدہ کرنے کے واسطے قواعد بنانے غرضکہ تمام قانون پرورش غربا کي تعميل کرانے کے وهي کمشنر مختار هيں مگر اُن کے ان سب قواعد کا اجرا سکرٹري گورنمنت کي منظوري پر منحصر هوتا هی جو اُنکو پارليمنٹ ميں پيش کرتا هی اور اسسٹنٹ کمشنروں کے احکام بلا مهر کمشنروں کے موثر نهيں هوتے اور محافظوں اور ملازموں کي نسبت اُن کے احکام بغير اسباب کے کہ جودہ دن پيشتر اُنکو اُنسے بذريعہ نقل کے اطلاع هوئي هو جاري نهيں هوسکتے *

مختاج خانوں کا بيان

ملکہ ايليزبت کے ايکٹ ۴۳ کي روسے يهہ بات مقرر کي گئي هی کہ گرجی کا افسر اور سربراہکار کو چاهيئے کہ کسي اوپر افتادہ زمين کے قطعہ پر حسب اجازت لارڈ منير کے

اُسي پيرش کے عام خرچ يا ضلع کے خرچ سے جو بطور چندہ وصول کرليا جاونگا باڑواں غريبوں کي آسايس ارر آرام کے واسطے مکانات بنوادے اور ايک ايک مکان ميں کئي کئي کنبے بساوے *

بذريعہ ايکٹ ۹ جارج اول کي دفعہ ۷ کے کئي پيرشوں کے گرجوں کے افسر يا سربراہ‌کار جو متفق ہوگئے ہوں غريبوں کے واسطے مکانات بطور کرايہ يا بطريق بيع کے حاصل کرسکتے ہيں اور کسي دوسرے پيرش کے گرجے کے افسر يا سربراہ‌کار سے غريبوں کي سکونت يا پرورش يا کام ميں مصروف رکھنے کے واسطے معاہدہ کرسکتے ہيں *

اں قوانين کي رو سے يہہ ضرور نہيں کہ محتاج خانوں کے واسطے علحدہ ہي مکانات تعمير کئے جاويں بلکہ پيرش کے لوگوں کو اختيار ہي کہ وہ اپنے مکانات ميں بھي اُنکو جگہہ ديں *

اکثر گرجے کے افسر اور سربراہ کار غريبوں کي پرورش کا ٹھيکہ لوگوں کو ديسکتے ہيں *

اور غريبوں کے محافظوں کو بھي چندہ جمع کرنے کے اور سب اختيار ويسے ہي حاصل ہوتے ہيں جيسے کہ سربراہ‌کاروں کو حاصل ہوتے ہيں کيونکہ ايکٹ ۲۲ جارج سويم کے دفعہ ۸۳ کي رو سے يہہ محافظ مقرر کئے گئے تھے اُس ايکٹ ميں يہہ حکم تھا کہ چندہ سربراہ‌کار جمع کيا کريں اور محافظوں کو بقدر ضرورت سپرد کيا کريں ليکن اب محافظوں کا تقرر ايکٹ ھذا کي رو سے ہوتا ہي جيسا کہ آگے بياں ہوگا *

ايکٹ ۳۰ جارج سويم کي دفعہ ۴۹ کی رو سے منصفوں کو اختيار ديا گيا تھا کہ محتاج خانوں کا ملاحظہ کيا کريں اور ہر سہ ماہي پر محتاجوں کے حال کي رپورٹ پارليمنٹ کے اجلاسوں ميں پيش کيا کريں *

اور ايک اور قانون کي رو سے گرجے کے افسر اور سربراہ‌کاروں کو اختيار تھا کہ کسي غريب کے پيرش ميں محتاج خانوں کو بناويں يا بڑھاويں يا فروخت کريں يا خريد کرليں *

کسي محتاج‌خانہ ميں پيدا ہونے يا مقيم ہونے سے پرورش پانے کا حق نہيں قايم ہوتا *

محتاج‌خانوں کے انتظام کے قواعد ايکٹ ۲۲ جارج سويم کي دفعہ ۸۳ کے نقشہ ميں مندرج ہيں *

اور محتاج خانوں ميں بد چلني کرنے کي سزا ايکٹ ۵۵ جارج سويم کي دفعہ ۱۳۷ ميں درج ہي *

ايکٹ ۵۰ جارج سويم کي دفعہ ۵۰ کي رو سے منصفوں کو اختيار حاصل تھا کہ ايکٹ ۲۲ کے دفعہ ۸۳ ميں جو قواعد مندرج ہيں اُنکي تعميل ايسے محتاج‌خانوں

میں جنمیں کوئی اُستاد یا اُستانی نہو کراویں اور جب مناسب سمجھیں اُن قواعد کی ترمیم کریں لیکن اب اُن قواعد کا اختیار بالکل کمشنروں کے سپرد کردیا گیا ہی اور کوئی حاکم اُنمیں کسیطرح کی تبدیلی بلا منظوری کمشنروں کے نہیں کرسکتا *

اور محتاجخانوں کا بنانا اور بڑھانا کرایہ پر لینا یا بدلنا جو لوگوں کے اختیار میں قانوناً دیا گیا ہی اُنکے کاروبار کا اجرا کمشنروں کی منظوری پر منحصر رکھا گیا ہی اور کمشنروں اور اسسٹنٹ کمشنروں کو ہر پیرش کے مجمعوں میں شریک ہونے کا اختیار ہی مگر منظوری کرنے کا اختیار نہیں ہی *

اور ایسے پیرشوں اور یونینٹس میں جنمیں محتاجخانہ نہوں محتاجخانہ کے واسطے اگر کمشنر مکانات خرید کرنا چاہیں تو محافظوں یا چندہ دینے والوں کی کثرت رائے کی منظوری ضروری ہی لیکن کسی نئے بنے ہوئے محتاجخانہ کے بڑھانے یا کچھہ ترمیم کرنے کے لئے ایسی منظوری کی کچھہ ضرورت نہیں *

پیرشوں کا یونینٹس یعنی مجموعہ

کمشنر پیرشوں کا مجموعہ بنانے کا اختیار رکھتے ہیں چنانچہ پرورش غربا کے لئے اگر وہ مناسب سمجھیں تو کئی پیرشوں کو جمع کرسکتے ہیں جنکا مجموعہ قانون کی رو سے یونینٹس پکارا جاتا ہی جسکے بعد اُن پیرشوں کے محتاجخانے عام استعمال کے لایق ہوجاتے ہیں اور جبکہ یہہ مجموعہ بنایا جاتا ہی تو کمشنر ہرایک پیرش کے اوسط خرچ کا حساب کرلیتے ہیں اور اُن سب پیرشوں کا چندہ ایک جگہہ جمع کیا جاتا ہی اور کمشنروں کو یہہ بھی اختیار ہی کہ ان مجموعوں کو جب وہ مناسب سمجھیں توڑ دیں یا اور پیرشوں کو اُنمیں شامل کردیں اور اُسقدر مضمون ایکٹ ۲۲ جارج سویم کے دفعہ ۸۳ کا جس سے اسبات کی ممانعت ہی کہ کوئی پیرش دس میل سے زیادہ فاصلہ کے محتاجخانہ کی امداد نکرے یا فلاں فلاں قسم کے لوگوں کی امداد کرے اور ایکٹ ٥٦ جارج سویم کے دفعہ ۱۳۹ کا اُسقدر مضمون جسقدر کہ اُن قواعد اور قوانین کی منسوخی یا ترمیم سے متعلق ہی جنکی رو سے یہہ بات معین تھی کہ پیرش دس میل سے زیادہ فاصلہ کے محتاجخانہ کی بھی امداد کرے منسوخ ہوگیا اور کوئی مجموعہ پیرشوں کا جنکے قایم کرنے کا ایکٹ ۲۲ جارج سویم میں ذکر ہی اب بلا منظوری کمشنروں کے معین نہیں ہوسکتا *

محتاجوں کے محافظوں کا بیان

پہلے پہل محافظوں کا تقرر بموجب دفعہ ۸۳ ایکٹ ۲۲ جارج سویم کے ہوتا تھا جسمیں پیرشوں کو اختیار تھا کہ ایسے محافظ مقرر کریں جو تنخواہدار ہوں اور اُنکو سوائے چندہ جمع کرنے کے اور سب طرح اختیار دئے جاویں جو اوورسیئر کاروں کو حاصل

تھے اور اور قانون میں اُنکے مقرر کے خاص خاص طریقے مندرج تھے لیکن ایک ھدا کے موجب اُنکا مقرر اسطرح عمل میں آتا ھی *

یعني جو مقام مدرسوں کے مجموعہ کا صدر سمجھا جاویگا اُس میں ایک مجمع محافظوں کا اُس یونین یعنی مجموعہ کے محتاجوں کي پرورش کے اھتمام و انتظام کے واسطے منتخب کیا جاویگا اور کمشنر اُن محافظوں کي تعداد اور اُنکے واسطے کام مقرر کرینگے اور ھر شخص کے محافظوں میں منتخب ھونے کے لیئے ایک صفت خاص تحریر کرینگے جسکے بدون کوئی محافظ منتخب نہو اور وہ خاص صفت یہہ ھی کہ وہ یونین کے کسي پرش میں چندہ دیتے ھوں اور اُنکے لگان کي آمدني چار سو روپیہ سے کم نہو اسیطرح ایک پرش کے محتاجخانہ کے لیئے بھي محافظ مقرر ھوسکتے ھیں *

محافظوں کا تقرر ھرسال کي پچیسویں مارچ کو یا اُسکے قریب ھوگا اور پرش میں کے رھنے والے منصف جو گورنمنٹ کیطرف سے اپنے عہدہ پر مامور ھوں بلا لحاظ اُس عہدہ کے محافظوں میں منتخب ھونگے *

محافظوں کو پرش یا یونین کے جائداد رکھنے والے اور اور چندہ دینے والے منتخب کرکے مقرر کرینگے اور دو ھزار روپیہ سے کم چندہ دینے والوں کو ایک ووٹ یعني منظوري دینے کا اختیار ھوگا اور دوھزار روپیہ یا دوھزار سے زیادہ چندہ دینے والوں کو دو ووٹ دینے کا اختیار ھوگا اور چار ھزار روپیہ یا چار ھزار سے زیادہ چندہ دینے والوں کو تین ووٹ دینے کي اجازت ھی اور جائداد رکھنے والے اُس قاعدہ کے موجب ووٹ دینے کا اختیار رکھتے ھیں جو ایکٹ ۵۸ جارج سوم کے دفعہ ۶۹ میں مندرج ھی یعني ڈیڑھ سو روپیہ چندہ کے دینے پر ایک ووٹ اور ھر ڈھائي سو روپیہ کے زیادہ ھونے پر ایک اور ووٹ دینے کا اختیار ملتا ھی مگر چھہ ووٹ سے زیادہ نہیں دیئے جاسکینگے گو کتنا ھی زیادہ روپیہ اُسسے لیا جاوے اور ھر ایسا جائداد رکھنے والا جو کسي دوسرے شخص کي جائداد پر بھی بطور کارندہ یا مختار کے قابض ھو وہ مالک ھونے کے اعتبار سے بھي ووٹ دیسکتا ھی اور مختاراً بھي دے سکتا ھی یعني دو ووٹ دینے کا حق رکھتا ھی اور ملکیت کي مالیت کا اندازہ جمع سرکاري سے کیا جاویگا اور جو کہ ووٹ تحریر میں لیئے جائینگے اور کمشنروں کي ھدایت کے بموجب جمع کیئے جاوینگے تو † وسٹري میں ووٹ لینے کي کچھہ ضرورت نہیں *

محتاجوں کے محافظوں کو سوائے اسباب کے اور کوئی جوائدھي بہت کم ھوتي ھی کہ کمشنروں نے جو محتاجوں کي پرورش کے قواعد مقرر کردیئے اُنکے موجب

---

† وسٹری گرجے میں ایک کمرہ ھوتا ھی جسمیں گرجے کے کام کا متبرک اسباب رکھا رھتا ھی اُس کمرہ میں پرش والوں کا جلسہ نیک کاموں کے واسطے ھوا کرتا ھی *

کار بند رھیں اور جو عہدے مقرر کریں ضرور ھوں وہ کمشنروں کی منظوری سے مقرر کریں اور ایک ایسے پیرش میں جہاں محتاج خانہ بہو محتاج خانہ بنانے کے لیئے اور یونین میں سے کسی پیرش کو علحدہ کرنے یا اُسمیں اور زیادہ کرنے یا بالکل توڑ دینے کے لیئے کمشنروں اور محافظوں کا اتفاق رائے ضرور ھی *

ایسے پیرش جنمیں پرورش کا جن اور چندے کے طریقے یکساں ھوں ایک ھی سمجھی جاسکتے ھیں اور محافظوں کو اس وجہہ سے کئی پیرشوں کی جائدادوں کی جمع بندی کرنی د ے گی *

اور محافظوں کے لیئے بھی وھی سزائیں مقرر ھیں جو سربراہ کاروں کے واسطے معین ھیں اور اگر وہ مردنا کی پرورش کا ٹھیکہ لیویں تو ایک ہزار روپیہ جرمانہ اُنپر ھوگا *

محتاج خانوں کے انتظام

ایکٹ ۲۲ جارج سویم کی دفعہ ۳ کے نقشہ میں مفصلہ ذیل قواعد اور احکام جو مندرج ھیں اُنکو کمشنر بیکار اور ترمیم اور تبدیل کرسکتے ھیں اور بجائے اُنکے نئے قاعدہ بھی قائم کرسکتے ھیں اور خاص تاکیدی حکم یہہ ھی کہ کمشنروں کے ایجاد کئی نوئی قاعدوں کو ایسا سمجھنا چاھیئی کہ وہ گویا قانوں کا اصلی . جز ھیں *

کوئی دیوانہ جس سے ضرر کا اندیشہ ھو یا بدحواس یا شدت سے اجمق محتاج خانہ میں چودہ دن سے زیادہ نہیں رکھا جاسکتا *

منصفوں کو ویساھی اختیار محتاج خانوں کے ملاحظہ کرنے کا ھوگا جیسا کہ ایکٹ ۳۰ جارج سوم کی روسے حاصل تھا اور جو شخص اُن قواعد سے انحراف کریگا اُسکی تحقیقات دو منصفوں کے اجلاس میں ھوگی اور اُسکو وہ سزا دیجاوے گی جو کمشنروں کے قواعد کی دانستہ تعمیل نکرنے والوں کو ھونی چاھیئے اور اگر کسی معاملہ میں کوئی قاعدہ کمشنروں نے بنایا ھو تو طبیب یا جراح یا دوا ساز یا پیرش کے گرجے کے پادری کا بابت تحقیقات کرکے اُسکی اطلاع کرنے کا ویساھی اختیار رکھتا ھی جیسا کہ قانون مذکورہ بالا کی روسے رکھتا تھا *

جن قواعد کے لکھنے کی طرف ھم ابھی اشارہ کرچکے ھیں

وہ یہہ ھیں

اول جو شخص کسی محتاج خانہ میں بھیجا جاوے اور وہ کام کرنے کے لائق ھوگا اُسکو گورنر کسی ایسے کام میں لگاویگا جو اُسکی طاقت اور استعداد کے مناسب ھو *

دوسرے گورنر خاص اس بات کا لحاظ رکھیگا کہ محتاج خانہ کے مکان اور اُسکے رہنے والے میلی کچیلی نہوں پاک صاف رہیں اور محتاجوں میں سے جن لوگوں کو اُن کاموں کے انجام دینے کے لائق اور قابل سمجھے اُنسے مدد لیوے اور محتاجوں کا کھانا پکانے میں بھی اُنسے استعانت چاہے اور جو شخص محتاجوں میں سے اُس کام سے غفلت یا انکار کرے جو اُسکو گورنر نے بتایا ہو تو اُسکو حوالات میں رکھنی یا غذا کی تبدیلی کرنے سے جیسا کہ گورنر مناسب سمجھے سزا دلاویگی اور اگر کوئی شخص اسی قسم کے جرم کا دوبارہ مرتکب ہو تو اُسکی شکایت اُس منصف کے رُوبرو کیجاوے گی جسکے علاقہ میں وہ محتاج خانہ ہو اور منصف بعد ثبوت جرم کے اُسکو تادیب خانہ میں اُس میعاد کے واسطے بھیجیگا جو ایک مہینے سے کم اور دو مہینے سے زیادہ نہو *

تیسرے محتاج خانوں کے مکانات کے کمرے جنمیں محتاج رکھے جاویں وہ اُنکی حالت کے مناسب اور اُنکی آسایش کے لائق ہوں اور نہایت عمدہ کمروں میں گورنر ایسے محتاجوں کو جو شریف اور معزز خاندانوں کے ہوں اور بدبختی سے مصیبت کے مارے مفلس ہوگئے ہوں اُن محتاجوں پر ترجیح دیکر جو بد چلنی اور آوارہ مزاجی سے مفلس ہوئے ہوں رکھے اور علیل یا بیمار محتاجوں کے واسطے علیحدہ کمرے ہونگے اور طبیب اور دوا دار اُنکے علاج کے واسطے اُس پیرش یا علاقہ کے خرچ سے جسمیں وہ محتاج خانہ ہو ضرورت کے وقت بھیجا جاویگا *

چوتھے جو مفلس کام کرنے کے لایق ہونگے اُنکو کام پر گھنٹہ بجاکر بلایا جاویگا اور ۲۵ مئی سے ۲۹ ستمبر تک وہ صبح کے چھہ بجے سے بارہ پر چار بجے تک کام کرینگے اور ۳۰ ستمبر سے ۲۴ مئی تک دن کے آٹھہ بجے سے چھہ بجے تک کام کرینگے مگر اُن ہی گھنٹوں میں کھانے پینے طبیعت بہلانے سستانے کے گھنٹے بھی شامل ہیں پانچویں گورنر تمام استعمالی اسبابوں مثل کمبل اور میز چوکی اور باسن وغیرہ اور اُن کچے مصالحوں کا جنکی مصنوعی چیزیں بنائی جاویں اور تمام طیار شدہ چیزوں کا حساب درست رکھیگا اور اُسکو مجسٹریٹوں کے ششماہی اجلاس میں پیش کیا کریگا اور جسوقت وزیٹر محتاج خانہ میں آوے اُسکو ملاحظہ کرایا کریگا *

چھٹے گورنر تمام ہر محتاج کو دن میں ایک بار دیکھنے جایا کریگا اور اسبات کی احتیاط کریگا کہ ایندھن اور بتیاں اور خوردنے اشیاء کو لوگ ضایع تو نہیں کرتے اور سونے کے وقت ایندھن اور بتیاں بجھادی گئیں یا نہیں اور سونے کا وقت ۲۹ ستمبر سے ۲۵ مئی تک آٹھہ بجے شام کا ہی اور ۲۵ مئی سے ۲۹ ستمبر تک نو بجے شام کا ہی *

ساتویں جب کوئي محتاج کسي کمرہ میں مرجاوے تو گورنر فوراً اُس مردہ کو دوسرے علیحدہ مکان میں رکھے اور اچھي طرح جسقدر جلد شایستگي سے ممکن ہو اُسکي تجہیز و تکفین کرادے اور اُسکے کپڑوں اور اسباب کي حفاظت کر کے اور محتاجوں کے صرف کے واسطے اُسي پیرش یا مقام کے محتاجوں کے محافظ کے حوالہ کرے جس سے وہ مردہ علاقہ رکھتا ہو اور اُسکي تجہیز و تکفین کا خرچ اُسي محافظ سے اُسکو ملیگا *

آٹھویں کسي شخص کو بجز اُن لوگوں کے جو وہاں پرورش پاتے ہیں یا کام کرتے ہیں محتاج خانہ میں آنے جانے کي بلا حکم گورنر کے اجازت نہیں ہوگي اور تیز شرابوں کا استعمال بالکل ممنوع ہی اور اور کم نشہ کرنیوالي شرابیں بھي بلا اجازت گورنر کے محتاج خانہ میں نجانے پاوینگي *

نویں گورنر تمام قواعد اور قانوں کو کم سے کم ایک مہینے کے بعد تمام محتاجوں کو سنایا کریگا *

دسویں ہر اتوار کو جو محتاج گرجے تک جانے کے قابل ہونگے وہ خدا کي عبادت کرنے کو جایا کرینگے مگر اب موجودہ قانون کي رو سے بوجہہ اُن قواعد یا اور اُن قاعدوں کے سبب سے جو کمشنر بناویں کوئي مفلس اپنے مذہب کے اصول کے خلاف عبادت کرنے پر مجبور نہو سکیگا اور نہ کسي بچہ کي تعلیم اُسکے ماں باپ کے عقاید کے خلاف کیجاویگي *

گیارھویں گورنر ہر ایسے شخص کو جسکا محتاج خانہ میں زیادہ رہنا محافظوں کي رائے میں مناسب نہو حسب الحکم محافظوں کے محتاج خانہ سے خارج کریگا *

قانون پرورش غربا کے کمشنروں کي پہلي رپورٹ میں جو محتاجوں کے کارخانوں کے انتظام میں دي گئي قواعد مفصلہ ذیل تجویز کیئے گئے تھے *

اول مردوں کو عورتوں سے علحدہ رکھنا چاھیئے *

دوسرے کسي کو کارخانہ سے باہر جانے یا دوستوں سے ملاقات کرنے کي اجازت نہوني چاھیئے *

تیسرے حقہ کشي کي ممانعت ہوني چاھیئے *

چوتھے بیر شراب موقوف کردیني چاھیئے *

پانچویں ہر وقت کام میں مصروف رکھنا چاھیئے *

چھٹے مناسب مہرباني اور توجہہ سے اُنکے ساتھہ پیش آنا چاھیئے *

عہدہدار پیرش کے

محافظوں اور سر براہ‌کاروں سے کم درجہ کے عہدہداروں کا بندوبست کمشنروں کے اختیار میں ہوگا چنانچہ کمشنر محافظوں اور سر براہ کاروں کو ہدایت کرسکینگے کہ فلاں عہدہ پر ایسے ایسے شخصوں کو مقرر کریں جو پرورش غربا کے کاروبار کے لائق ہوں اور پیرش یا یونین کے حساب کتاب کو جانچ کر جائز خواہ ناجائز کرسکیں اور اُن عہدہداروں کے کام اور اُنکی تعدادی کی حدیں اور طریق اُنکے تقرر اور برخاستگی کا اور عہدہ پر بحال رہنیکا اور قسم ضمانت کی جو اُنسے لیجاوے کمشنروں کی ہدایت اور اختیار پر موقوف ہی *

سربراہوں یا خزانچیوں غرض کہ ہر ایسے شخصوں کو جنکو اُس روپیہ کے جمع خرچ کا کام سپرد ہو جو غربا کی پرورش کے واسطے بطور جمع بندی کے وصول کیا جاتا ہی حکم ہی کہ اپنا حساب ہر ششماہی پر علاوہ سالانہ کے محافظوں یا محاسبوں کو سمجھائیں اور اگر کوئی محافظ یا محاسب نہو تو منصفوں کے جمیع اجلاس میں پیش کریں اور اگر اُنسے چاہا جاوے تو اُس حساب کو حلف سے تصدیق کریں *

اور کسی محافظ وغیرہ سے جسکی تحویل میں کچھہ باقی رہ گئی ہو وہ اُسی طرح وصول ہوسکتی ہی جسطرح کہ اس قانون کی روسے جرمانہ وغیرہ وصول کیئے جاتی ہیں *

کارخانوں کے گورنروں اور سربراہ‌کاروں کے مددگاروں یا اور تنخواہ دار عہدہداروں کو کمشنر بتحریر خود یا محافظوں خواہ سربراہوں کی شکایت اور تحریر سے موقوف کرسکتی ہیں *

اور شخص برخاست شدہ بلا استرضاے کمشنرں کے کسی تنخواہ‌دار عہدہ پر بحال نہیں ہوسکتا *

جو لوگ سنگین جرموں یا فریب یا حلف دروغی کی سزا پا چکے ہوں وہ پیرش کے کسی عہدہ پر مقرر ہونے یا غربا کی پرورش کے انتظام میں دخل ہونے کے قابل نہیں سمجھے جاوینگی *

پرورش کرنیکا طریق اور کون لائق پرورش کے ہی

ایکٹ ۴۳ ملکہ ایلیزبت میں حکم ہی کہ ہر پیرش کہ گرجے کے افسر اور دو چار رئیس اُس پیرش کے جنکی تعداد کی کمی بیشی اُس پیرش کی وسعت پر منحصر ہوگی ہر برس ایک مہینے کے اندر اندر ملکہ اول ہی ہفتہ میں دو یا دو سے زیادہ منصفوں کی مہر دستخط سے جن میں سے ایک منصف اُسی پیرش میں رہتا ہو غربا کی سربراہ‌کاری کی سند حاصل کرینگے وہ سب سربراہ‌کار یا اکثر اُن میں سے اُس پیرش کے ایسے بچوں کو کام پر لگایا کرینگے جنکے ماں باپوں کو اُن کی تربیت کا

مقدور نهو اور ايسي لوگوں کو بهي جو اپني پرورش کا کوئي وسيله نهيں رکهتے اور
کوئی معمولی پيشه يا بيوپار نهيں کرتے خواه وه معذور هوں خواه اهل و اعمال
رکهتے هوں کام پر لگاوينگے اور هفتهوار يا ماهواري کا ناصاں اراضي اور مکانات اور
دهک لينے والوں اور پادري اور لکري کے جنگل کے دانصوں اور کوئلة کي کهان والوں
پر حساب رسدي چندة معين وصول کرکے تندرست مفلسوں کے کام ميں مصروف رکهنے
کے ليئے سن اور سني اور اون اور سوت اور لوهے لکری وغيرة کا بهت سا ذخيرة جمع
کيا کريں اور نيز کافي روپيه اندهے لنگڑے لولی اپاهج ضعيف اور نادواں محتاجوں کي
پرورش کے واسطے جو محنت کرنے کے قابل نهوں جمع کيا کريں اور مفلسوں کے بال
بچوں کے شاگرد کرانے کے واسطے بهي اُسي پيرش سے جس ميں وه محتاج خانه هو
روپيه بهم پهونچايا کريں اور بهي سربراه‌کار تمام کام و دار خريد فروخت مذکورة بالا
ذخيروں کي اشياء کا کيا کرينگے *

اور قانون ميں يهه حکم هي که جن لنگڑے لولوں اندهوں ضعيف و نادانوں کے
ماں باپ يا دادا دادي يا بيٹے پوتے کافي مقدور رکهتے هوں وه اُنکي پرورش
اپنے روپيه سے اُس حساب سے کرينگے جو اُس پيرش کے منصف جس ميں وه رهتي
هوں اپنے سه ماهي کے اجلاس ميں اُنکے ذمه مقرر کريں اور جو کوئي منصفوں کي
تجويز کي هوئي شرح کے بموجب نکريگا اور اُنکي عدول حکمي کريگا تو اُسکی دس
روپيه ماهواري کي قرقي هوا کريگي *

بموجب ايکٹ ۹ جارج اول کے جو لوگ محتاج خانه ميں جانے سے انکار کرينگے
اُنکي پرورش نهيں کيجاويگي مگر ايکٹ ۳۶ جارج سوم کی رو سے اُس صورت ميں
اُنکي پرورش محتاج خانه سے عليحدة گهر بيٹهے هوسکيگی که اُنکو کوئي چندروزة ضعف
بيماري يا مصيبت لاحق هوگئي هو يا محتاج خانه کی آب و هوا مضر هوگئي هو *

انهيں قوانين کي رو سے سربراه‌کاروں پر لازم هي که پيرش کے تمام محتاجوں کي
جو اپني ضروريات بهم پهونچانے ميں قاصر هوں خواه وه مستقل باشندة اُس پيرش
کے هوں خواه عارضي يعني ايسے که اتفاق سے بوجهه کسی ضرورت کے اُس پيرش ميں
آئے هوں مگر کسي اتفاقي مصيبت يا بيماري وغيرة سے وهاں سے جانا اُنکا مصلحت
نهو يا اُس پيرش کے گرد نواح کے رهنے والے هوں اور بسبب کسي عارضة يا مصيبت کے
بلا مکر و فريب اُس پيرش ميں امداد حاصل کرنے کو آئے هوں حوايج معمولی اور
غير معمولي يعني بيماري وغيرة ميں دوا اور طبيب جراح وغيرة بهم پهونچايا کريں اور
يهه بهي اُنپر فرض هي که ولدالزنا بچوں کي بهي پرورش کيا کريں اور اُنکے باپ جو
دستاويز اُس روپيه کي هوگي جس کے ادا کرنے پر راضی اپنے بچه کي پرورش سے بری الذمه
هو جاتا هی در صورت نه وصول هونے روپيه کے اُس دستاويز کے ذريعه سے ضامنوں
پر نالش کرسکينگے *

یہہ بات ظاہر ہوچکی ہی کہ جس شخص کی اسقدر کثرت سے اولاد ہوگئی کہ وہ
سب کی پرورش نکرسکے یا کوئی کا ے مزدوری کا کام اُسکو نہ ملے تو اُسکو بھی ناتوانوں
کی طرح امداد ملنکی اگرچہ یہہ بیان ہو چکا ہی کہ ناتوان سے ایسا شخص مراد
ہوتا ہی جو جسمیں محنت کرنے کے قابل نہو اور اُس شخص کا حال ایسا نہیں
ہی تو حسب منشاء اس قانون کے اُسکو خیرات سے امداد ملنی چاہیئے *

اس قانون کی رو سے پرورش غربا کا تمام کام کمشنروں کے اختیار میں ہی کیونکہ
اس قانون میں اس بات کے بیان ہونے کے بعد کہ ایسے شخصوں کے کنبوں یا شخصوں
کو امداد ملنے کا بموجب ایکٹ ۴۳ ملکہ الیزبتھ کے طریقہ جاری ہوگیا تھا جو امداد
حاصل کرنے کی حالت میں کسینڈر یا مالک لوگوں کے نوکر ہوتے تھے اور بعد منسوخ کرنے
ایسے قوانین کے جنکی رو سے منصفوں کو اُنہیں لوگوں کو گھر بیٹھے مدد کرنے کی اجازت
تھی کمشنروں کو حکم ہی کہ کمشنر ایسے قواعد کے ذریعہ سے جو اُنکے نزدیک مناسب ہوں
یہہ بات قرار دینگے کہ کسی خاص پرورش کے تندرستوں یا اُنکے کنبوں کو کسقدر اور کس
مدت تک اور کس کس طرح محتاجخانہ سے باہر مدد دی جاوے اور سواء اُنکی تجویز
کے اور کوئی امداد جایز نہیں اور جو کچھہ ہوگی وہ موقوف کردیجائیگی باستثناء
ایسی خاص حالتوں کے جس میں دس روز کے اندر سربراہکار یا محافظ اُنکی اطلاع کمشنروں کو
کرینگے اور کمشنر کسی سکرتر اعظم گورنمنٹ کو کرینگے *

پس اس قانون کی رو سے جو قواعد کمشنروں نے جاری کیئے ہیں وہ بہت سادے
ہیں چنانچہ تندرست مفلسوں کو بجز چند حالتوں یعنی بیماری حادثہ وغیرہ کے
جنمیں محافظوں اور سربراہکاروں کو امداد دینے کا اختیار ہی کچھہ بھی مدد نملیگی
جب تک کہ وہ معہ کنبہ محتاجخانہ میں داخل نہوں *

پرورش کسکے ذریعہ سے ہونی چاہئیے

کسی پرورش کے دو منصف یہہ حکم دینیکا اختیار رکھتے ہیں کہ فلاں شخص ضعیف
بوڑھے یا کمزور بچہ کے محتاجخانہ سے باہر پرورش کیجاوے اور اُنمیں سے ایک
سارٹیفکٹ اس مضمون کا لکھدے کہ مجھکو اچھی طرح علم اسبات کا ہی کہ یہہ
شخص محنت کرنے کے قابل نہیں لیکن عموماً تمام محتاجوں کی پرورش کا اختیار
محافظوں یا پرورش کے منتخب لوگوں کو اُن قوانین کے بموجب ہوتا ہی جنکی رو سے
وہ مقرر کیئے جاتے ہیں *

کوئی سربراہکار اُس سے زیادہ امداد نکرسکیگا جسقدر کہ محافظ یا منتخب لوگ
اسکو حکم دیویں بجز چند روزہ نہایت ہی سخت ضرورت کے پیش آنے کے اور اُس
میں بھی سواے ضروریات کے رونہ نستہ کی امداد نکریگا خواہ مدد پانے والا
محتاجخانہ میں رہتا ہو یا نرہتا ہو *

اور اگر کوئي سرِراہ‌کار اسي چند روزہ سخت ضرورت میں مدد کرنے سے چشم‌پوشي کرے تو منصف اُسکو حکم دے سکتا ھی کہ اسے چند روزہ مدد ضروري چیزوں کي سواے روپیہ کے دیوے اور اگر سرِراہ کار تعمیل اس حکم کي نکرے اور اُس سے سرتابي کرے تو دو اور منصفوں کے روبرو تحقیقات اُسکي کرکے بشرط ثبوت جرم پچاس روپیہ تک جرمانہ کیا جاوے اور اسیطرح کوئي منصف علاج سے مدد کرنیکا حکم دے سکتا ھی اگر کہیں دفعتاً خطرناک بیماری لاحق ھو اور اس حکم کی سرکشی کرنے کي بھي وھي سزا ھی جو مذکور ھوئي لیکن کوئي منصف علاوہ اُس مدد کے جسکا اس قانون میں حکم ھي اور کسي امداد کا حکم نہیں دے سکتا *

اس قانون کے بموجب بھی یہہ ھدایت ھي کہ محتاج خانہ کے اندر جواہ باھر جو کچھہ مدد کیجاوے اُسکو محتاج خانہ کا گورنر یا اور کوئي ایساھي عہدہ‌دار یا سرِراہ کار کتاب میں درج کیا کرے *

قانون کا منشاء یہہ ھی کہ جو کچھہ مدد کسي عورت کو دي جاتي ھی اُسمیں اُسکا شوھر بھی شریک ھوتا ھي اور جو مدد کسيؔ نابردہ سالہ یا اس سے کم عمر کے لڑکے کو دیجاتي ھی اُسمیں اُسکا باپ بھي شریک سمجھا جاتا ھی اسیطرح بیوہ عورت اپنے بچہ کي امداد میں شامل گني جاتي‌ھی یعني جو کچھہ پرورش کسی عورت یا لڑکے کي کیجاتي ھی حقیقت میں وہ شوھر اور باپ اور بیوہ کی بھی ھوتي ھی *

یہہ قانون اسبات کو بھي اور استحکام دیتا ھی کہ ماں باپ اپني اولاد کي پرورش کے ذمہ‌دار ھیں اور اولاد اپنے ماں باپ کي پرورش کي جیسا کہ پہلے بیان ھوچکا *

پہلے قانون کي روسے پیرش کے عہدہ‌دار ایسے شخصوں کی جو اپنے کنبے کي پرورش کا مقدور تو رکھتے ھوں مگر بسبب اپنی فضول خرچی وغیرہ کے نکر سکیں ھفتہ وار یا ماھواري قرض کے طور پر مدد کرسکتے تھے اب اس قانون کی روسے بھي کمشنروں کو ایسے لوگوں کو روپیہ پیشگي دینے کي اجازت ھی اور اگر اکیس برس کي عمر کے آدمي کو یا اُسکي زوجہ کو یا سولہ برس کي عمر سے کم کے آدمي کے کسي عورت کو کچھہ دیا جاویگا تو گو اُسکے وصول کے واسطے کوئي دستاویز لکھي گئي ھو یا نہو وہ قرض سمجھا جاویگا اُس مدد لینے والے کي اجرت یا اُس شخص کي جسکو سمجھا گیا ھو کہ اُسکو مدد پہونچي ھی اُس شخص کي معرفت بموجب دفعہ ۵۹ اسي قانون کے قرض میں وصول کرلیجاوے جو اُس سے کوئي اُجرت کا کام لیویگا *

اور ایکٹ ۴۳ جارج اول کا اُسقدر مضمون جس سے یہہ اجازت تھي کہ ایسے سپاھي کے کسی کي بھي پرورش کسي شرح سے کیجاوے جو اپني نوکري میں مستعد اور سرگرم ھو منسوخ ھوگیا اور اُس مضمون کا یہہ نتیجہ بھي نہ پیرش کے عہدہ‌داروں

اور سنہ ۳۰ کی روں میں تبھی درج رہا تھا چونکہ پرورش کی امداد کی درخواست
دینے میں لوگ بہت دم سرم کرتے تھے منسوخ ہو گیا *

شاگردی کا بیان

پہلے پہل کے ایکٹ ۴۳ ملکہ الیزبتھ کی رو سے گرجے کے افسر اور دو منصفوں کی
دی مرضی کے موافق لڑکوں کو چوبیس برس کی عمر تک اور لڑکیوں کو اکیس برس
کی عمر تک یا شادی کے دن تک شاگرد کرانے کا اختیار رکھتے تھے اور اُسکے بعد کے اور
قانونوں میں اُن جا رانہ معاہدوں کی نسبت متعلق احکام مندرج ہوئے اس قانون
کی رو سے یہہ بات قرار پائی ہی کہ جو منصف اُن معاہدوں کا اُسی طرح ہونا
مناسب سمجھیں تو وہ اس مضمون کا سارٹیفکٹ لکھدیں کہ یہہ معاهدے کمشنروں
کے تجویز کئے ہوئے قاعدوں کے خلاف نہیں ہیں ورنہ وہ ہرگز جائز نہونگے اور یہہ
سارٹیفکٹ ہر معاهدہ کے ذیل میں لکھا جاویگا *

نقل مکان کا بیان

اور دفعہ ۶۲ اور ۶۳ کے مطلب سے ایسے مفلسوں کی نقل مکان کی دشواری کو
آسان کیا گیا ہی جو کسی پرش میں سیٹل منٹ یعنی مستقل سکونت رکھتے ہوں *

سیٹل منٹ کا بیان

سیٹل منٹ یعنی مستقل سکونت اُس حق کو کہتے ہیں جو محتاج لوگ کسی
ایسے پیرش سے جو اُنکی پرورش کرتا ہو امداد چاہنے کا حق رکھتے ہیں
اور اُس پرش میں لوگوں کو پرورش پانے کے لئے منصفوں کے حکم سے لیجاتے ہیں
لیکن ایسے مقام میں جہاں سربراہکار نہوں وہاں سیٹل منٹ نہیں حاصل ہو سکتا
اور وہاں نہ کہیں اور سے محتاجوں کو پرورش پانے کے لیئے بھیجا جاسکتا ہی نہ وہاں سے
کسی اور مقام کو جہاں پرورش ہوتی ہو بھیجا جا سکتا ہی اسلئیے ہر شخص جو
انگلستان اور ویلز میں پیدا ہوا ہو وہ بذریعہ اپنی پیدایش یا مربیوں کے سیٹل منٹ
حاصل کرسکتا ہی *

جن طریقوں سے کہ اب سیٹل منٹ حاصل ہو سکتا ہی وہ یہہ ہیں اول پیدایش
دوسری مربیوں کا وسیلہ تیسرے شادی چوتھے شاگردی پانچویں ایک جائداد کو کرایہ
پر لینا اور سال بھر کی اُسکی شرح ادا کرنا چھٹے صاحب جائداد ہونا ساتویں چندہ ادا
کرنا موجودہ قانون کے جاری ہونے سے پہلے دو طریق سیٹل منٹ حاصل کرنے کے اور
بھی تھے ایک تو کرایہ پر دینا اور نوکری دوسری منصب والا اور عہدہدار ہونا اول
پیدایش پیدایش کے ذریعہ سے اولاد جائز کی سیٹل منٹ باپ کے سیٹل منٹ سے ہوتی ہی
اگر معلوم ہو اور جو معلوم نہو تو ماں کی سیٹل منٹ سے ہوتی ہی اور جو دونوں
کی معلوم نہو تو بچہ کے مقام ولادت سے معلوم ہوتی ہی اگر اُسکا مقام ولادت بھی

دراست بهو سکے تو اُسکي پرورش بطور عارضي مقام کے اُسي مقام میں کیجاویے جہاں وہ مقیم ہو *

ولدالزنا کا مقام سکونت وهي قرار پاتا هی جو اُسکي ماں کا ہو تاوقتیکہ سولہہ برس کا ہو یا بذریعہ شادي وغیرہ کے سیٹل منٹ حاصل نکرے *

موجودہ قانون کي روسے یہہ حکم هی کہ جو شخص ایسي عورت سے شادي کرے جسکے بال بچے بهي ہوں خواہ وہ زنا سے پیدا ہوں یا نکاح سے تو اُس شخص پر فرض هی کہ وہ اُنکو اپنے کنبہ کا جزو سمجہہ کر سولہ برس کي عمر تک یا اُنکي ماں کے وفات تک اُنکي پرورش کرے *

دوسرے مربیوں کا وسیلہ هم دریافت کرچکے کہ جو کوئي لڑکا اپنے باپ کے ذریعہ سے سیٹل منٹ حاصل کرے اور لڑکي اپني ماں کے ذریعہ سے سیٹل منٹ حاصل کرے وہ اُس سیٹل منٹ سے بدل جاتي جو وہ اپنے کسي خاص حق سے حاصل کرے غرضکہ وہ سیٹل منٹ اُسوقت جاتي رهتي هی جبکہ بچہ کي عمر اکیس برس کي ہو جاوے یا وہ شادي کرلے یا کوئي اور ایسا رشتہ اختیار کرلے جسکے سبب سے اُسکے مربیونکا اُسپر کوئي اختیار نرهے اسلیئے بالغ کو آزاد اُسوقت تک نہیں کہہ سکتے جب تک کہ وہ شادي نکرلے یا اپنے حق سے سیٹل منٹ حاصل نکرلے *

تیسرے شادی اگر کوئي عورت کسي ایسے شخص سے شادي کرے جو ایک معلوم سیٹل منٹ رکہتا ہو تو وہ سیٹل منٹ اُس عورت کي بهي سیٹل منٹ ہو جاتي هی گو اُس سے پہلے وہ سیٹل منٹ رکہتي ہو یا نرکہتي ہو اور اسیطرح اور ہر ایک سیٹل منٹ جو اُسکا شوہر اپني وفات تک حاصل کرتا جاویگا اُسکي ہوتي جاویگي خواہ وہ عورت اپنے شوہر کے سیٹل منٹ میں کبهي رهي ہو یا نرهي ہو شادي کے بعد وہ سوائے اپنے شوہر کے سیٹل منٹ کے کوئي خاص اپني سیٹل منٹ حاصل نہیں کرسکتي اور اگر اُسکے شوہر کی کوئي سیٹل منٹ نہو تو اُسکي خاص سیٹل منٹ اگر کوئي ہووے تو وہ بهي معطل رهتي هی البتہ بعدوفات اُسکے شوہر کے وہ کام دیتی هی اور کوئي اور نئي سیٹل منٹ حاصل کرنے تک وہ قایم رهتي هی *

چوتهے شاگردی اگر کوئي شخص شاگردي کرے اور کسي شہر یا پیرش میں آباد ہو تو اِس آباد ہونے یا شاگردي کرنے سے ایک عمدہ سیٹل منٹ حاصل کریگا اور سیٹل منٹ اُسکي اُس پیرش میں قرار پائیگي جس پیرش میں وہ اپني شاگردي کے آخیر چالیس دن میں رہا ہو باستثناے ایسي صورت کے کہ اُسکي پاس ایک سارٹیفکٹ ہو یعني کسي پیرش کا ایسا سارٹیفکٹ ہو جس میں اُس پیرش والوں کا یہہ اقرار ہو کہ یہہ شخص اگرچہ یہاں سے اور جگہہ کو جاتا هی مگر یہہ اور اسکا کنبہ قانونا ہمارے پیرش کا مستقل باشندہ هی جس اقرار سے وہ پیرش جہاں

یہہ سارٹیفکٹ رکھنے والا جاوے اُس بوجھہ اور حرج سے بری‌الذمہ ہو جاتا ہی جو اُس شخص کے وہاں جانے سے اُس پر عاید ہوتا *

پانچویں ایک جائداد وغیرہ کو کرایہ پر لینا جائداد جو مکان اراضی وغیرہ ہو وہ اور شخصوں کی ملکیت ہوتی ضرور ہی اور وہ بجائے خود علحدہ ہو کسی مکان وغیرہ کا جز نہو اور اُسکی قبضہ کرنے میں کوئی اور دوسرا شخص شریک نہو لیکن اگر کسی جائداد کے متعدد قطعہ ہوں اور مختلف لوگوں سے اُنکو مختلف وقتوں میں کرایہ پر لیا جاوے جسکے کل کرایہ کا مجموعہ سو روپیہ ہو اور وہ سب قطعے ایک ہی پیرش میں ہوں تو کوئی مضایقہ نہیں *

یہہ ضرور ہی کہ ایک سال کے واسطے سو روپیہ کرایہ پر کرایہ دار لیوے اور کرایہ اُسکا بھی ادا کرے اور اپنا ہی قبضہ رکھے کسی اور کو کرایہ پر ندیوے اور برس میں چالیس روز رہنا اُسکا ضرور ہی یہہ ضرور نہیں کہ خاص اسی جائداد پر رہی *

علاوہ ان باتوں کے اِس قانون کی دفعہ ۶۰ میں حکم ہی کہ آیندہ سے کوئی سٹلمنٹ جائداد پر صرف قابض ہونے سے مکمل نہوگی جب تک کہ قابض پر مفلسوں کے چندہ کی جمع بندی بھی نہو جاوے اور سال بھر تک اُس جائداد پر چندہ نہ وصول کرلیا جاوے *

چھٹے صاحب جائداد ہونا اپنی ہی جائداد پر خود قابض ہو یا بذریعہ ٹھیکہ‌داری کے قبضہ ہووے عرض کہ کسی قسم کے ایسے دستہ کے ذریعہ سے جو قانوناً جایز ہو قبضہ ہو اور صاحب جائداد کو سوائے خریدنے کے اُسکی جائداد بذریعہ ہبہ یا ورثہ یا شادی غرض کسی جایز طریق سے حاصل ہوئی ہو اور جائداد خواہ مکان ہو یا زمین ہو سیٹلمنٹ حاصل ہوتی لیکن ایک جائداد پر کسی معین میعاد تک بلا دخل و تصرف کچھہ سالانہ حق مالکانہ ملنے سے اور جائداد مشترکہ کے ایسے حق سے جس سے کبھی کچھہ غرض نرکھی ہو سٹلمنٹ حاصل نہیں ہوتی *

بذریعہ جائداد کے سیٹلمنٹ حاصل کرنے کے لیئے یہی بات کافی نہیں کہ ایک پیرش میں جائداد ہو بلکہ اُس پیرش میں چالیس دن تک سکونت کرنی ضرور ہی جس میں وہ جائداد واقع ہو اور سکونت کرنے میں بھی شرط یہہ ہی کہ صاحب جائداد بذات خود رہے بی‌بی اور بال بچوں کی سکونت معتبر نہیں اور یہہ رہنا لگاتار چالیس دن تک ہو خواہ کئی بار رہ کر چالیس دن پورے کیئے ہوں اور یہہ ضروری نہیں کہ جائداد پر خود صاحب جائداد ہی قابض ہو اُسکی طرف سے ٹھیکہ‌دار کرایہ‌دار کاقابض ہونا کافی ہی مگر اس صورت میں یہہ لازم ہی کہ صاحب جائداد اُس پیرش میں سکونت رکھتا ہو جہاں اُسکی جائداد واقع ہو *

اِس قانون کي دفعه ٦٨ میں جو کسي گذشته طریقوں پر سیٹل منٹ کے کچھه اثر نهیں کرتی یهه حکم هی که جو شخص بذریعه جائداد کے سیٹل منٹ حاصل کرے اُسکي سیٹل منٹ جب تک قایم رهتي هی که وه اُس پیرش سے دس میل کے فاصله کے اندر اندر رهی جس پیرش میں اُس کي جائداد هو اگر کوئي شخص اس فاصله مذکور کے اندر نرهي اور اتفاقاً کسي اور پیرش کے ذمه اُسکے پرورش کا بار پڑے تو وه اُسي پیرش میں بهیجدیا جاوے گا جهاں نئي سکونت کرنے سے پهلے آباد تها اور اگر اُسنے کسي اور پیرش میں قانوناً کوئي سیٹل منٹ حاصل کرلیا هوگا تو وهاں بهیجا جاریگا *

ایک جائداد کا جو کوئي قانوناً وارث هو وه اُسوقت تک سیٹل منٹ حاصل نهیں کرسکتا جب تک که وه اُس جائداد پر قابض نهوجاوے *

ساتویں ادا کرنا چندہ کا ایک شخص پر سیٹل منٹ حاصل هونے کے لیئے چندہ مقرر هونا اور اُس سے اُسکا وصول هونا ضرور هی اگر ایک زمیندار پر چندہ مقرر هوتا هی اور اُسکا کاشتکار ادا کرتا هی تو کاشتکار مستحق سیٹل منٹ کا نهیں هوتا بذریعه کاشتکار کے چندہ وصول هونا کافي هی یهه کچهه ضرور نهیں که خود زمیندار هي اُسکو ادا کرے چندہ سے قانون کي بموجب پرورش غربا کا چندہ اور گرجا کا چندہ اور زمین کا محصول اور اور هر ایک محصول مراد هی جو پیرش کي حدود میں وصول کیا جاتا هی اور قانون کي روسے صفائي شهر کا چندہ اور چندہ سڑک اور کهڑکي کا محصول اور مکان کا محصول یا اور کسي جمع بندي کے محصول ادا کرنے سے سیٹل منٹ حاصل نهیں هوتا *

پرورش زنا سے پیدا هوئي بچوں کي

ابهي هم بیاں کرچکے هیں که ولدالزنا کي سیٹل منٹ سوله برس کي عمر هونے تک یا اپنے کسي اور استحقاق سے سیٹل منٹ حاصل کرنے تک اُسکي ماں کي سیٹل منٹ هوتي هی اور اُسکي ماں جب تک نے شوهر کئي یا بیوه رهی تو سوله برس کي عمر تک اور اگر لڑکي هو تو اُسکي شادي کرنے تک اُسکي پرورش اُسیکي ذمه هوتي هی *

اس قانون میں بعد منسوخ هونے اُن قوانین کے جنکي روسے کسي ولدالزنا کا باپ اُس بچه کي پرورش کا خرچ نديئے کي وجهه سے مقید هوتا یا ماں سزا کے قابل هوتي یهه حکم هی که اگر کسي ایسے بچه کي ماں اُسکي پرورش کي قابلیت نرکهتي هو اور وه بچه محتاج خانه میں پرورش کے واسطے سپرد کیا جاوے تو اُسکے داخل هونے کے بعد جو سه ماهي کا اجلاس هو اُس اجلاس کے روبرو سربراه کار یا محافظ یهه درخواست کرینگے که اجلاس سے ایک حکم اُس شخص کے نام جسکو وه اُس

بچه کا باپ ٹھہراویں جاری ہو کہ جو کچھ اُس بچه کی پرورش کا خرچ پرورش کے ذمہ پورا ادا کرے *

اور عدالت اُس شخص کو اطلاع کرنے سے چودہ دن کے بعد جواب اور اظہار فریقین کے لیگي اگر بعد تحقیقات کے یہہ ثابت ہوگا کہ یہی شخص جسکو سربراہ کاروں نے اُس بچه کا باپ قرار دیا تھا حقیقت میں اُسکا باپ ہی تو عدالت جیسا کچھ مناسب سمجھے گي اُسکي بابت حکم دیگي *

لیکن یہہ حکم جب تک قابل بحال نہوگا کہ حسب اطمینان عدالت کے اُس بچه‌کي ماں کے بیان میں سے کسي بڑي بیي بات کي تصدیق اور گواہوں کی گواہي سے ہوئي ہو اور یہہ حکم صرف اُسیقدر خرچ لینے جانے کي بابت جاری ہوگا جسقدر اُس بچه کي پرورش کے لئیے اصل میں درکار ہوگا اور اُس بچه کي ساتھہ برس کي عمر ہونے تک جاری رہیگا اور جو کچھہ روپیہ اُسکے باپ سے لیا جاویگا اُسمیں سے اُسکي ماں کو کچھہ دیا جاویگا نہ اُس کي ماں کي پرورش میں کسیطرح خرچ کیا جاویگا *

سربراہ کاروں کي درخواست گذرنے پر اگر عدالت مناسب سمجھے گي تو اُس بچه کي پرورش کا خرچ اُسکے روز ولادت سے شمار کریگي بشرطیکہ اُس درخواست گذرنے سے چھہ مہینے پیشتر اُسکي ولادت ہو اور اگر اُسکی ولادت چھہ مہینہ پیشتر سے زیادہ کي ہووے تو اُسکي پرورش کا خرچ دوسري شش ماہي کے شروع سے لگایا جاویگا *

اور اُس مقدمه کي جوابدہي میں اُس شخص کا جس سے اُس بچه کي پرورش کا خرچ وصول کرنے کا ارادہ کیا گیا ہی جو کچھہ خرچ ہوگا اگر اُسکی بابت عدالت کچھہ حکم ندیوے تو وہ سربراہ کاروں کي ذمہ پڑیگا *

عدالت سربراہ کاروں اور محافظوں کے دعوے کي درصورت عدم حاضري مدعاعلیه یا مدعاعلیه کے وکیل کي بھي تحقیقات کریگي سوائے اسکے کے نہ سربراہ کار یا محافظ مدعاعلیه کا دستخطي اقبال دعوے پیش کریں اور اس صورت میں بھي عدالت مختار ہی کہ تحقیقات مزید کے لئی اظہار گواہوں کے لیوے *

ایک ہي منصف کسي ولدالزنا کے باپ کو اپنے دستخطي حکمنامہ سے طلب کرسکتا ہی اور اگر اُسکو یقین اسبات کا ہوجاوے کہ وہ روپوش ہوجاویگا تو منصف اُس سے ضمانت کافي طلب کرسکتا ہی اور اگر وہ ضمانت دینی میں تساہل کرے تو ضمانت داخل کرنے یا مقدمه فیصل ہونے تک تادیب خانہ میں رکھہ سکتا ہی *

کسي ایسے بچه کي پرورش کے خرچ کا ایک مہینے کا بقیہ صرف ایک ہی منصف اسطرح سے وصول کرسکتا ہی کہ اُس شخص کو دو منصفوں کے روبرو حاضر کرے اور وہ دونوں منصف اُسکے انکار یا غفلت پر اُسکو سزا دیکر یا اُسکے اسباب کو نیلام کرکے

یا اُسکی منصب کی اجرت اجرت دینے والے کی معرفت ضبط کرکے وہ نفقہ اور خرچہ وصول کریں *

مفلس کا ایک پیرش سے نکالکر کسی دوسرے پیرش میں بھیجدینا

پہلے قانون کے بموجب یہہ حکم تھا کہ جب مفلس لوگ پیرش میں ایسے مکانات میں آکر آباد ہوں جنکی سالانہ آمدنی دس پونڈ سے کم ہو تو یہہ بات معلوم ہوتی ہی کہ اُنکا خرچ پیرش کے ذمہ پڑتا ہی وہ نکال کر اُس پیرش کو بھیجدیئے جاوینگے جہاں کی سیٹل منٹ اخیر میں اُنہوں نے قانونا حاصل کی ہوگی حقیقت میں نہ پہلے کوئی شخص نکالا جاتا تھا نہ اب نکالا جاسکتا ہی جب تک کہ یہہ تحقیق نہو کہ اُسکا خرچ پیرش کے ذمہ پڑتا ہی بدمعاش اور بدرویہ اور قید بھگتے ہوئے لوگ ایسے ہی سمجھے جاتے ہیں کہ اُنکے خرچ کا بار پیرش کے ذمہ ہی اور یہی لوگ ہمیشہ نکالے جانے کے قابل ہیں *

یہہ اخراج اُسوقت جایز ہوگا کہ وہ شخص پیرش کے کسی عہدہ دار سے امداد حاصل کریگا صرف مدد مانگنے پر درست نہیں لیکن جو لوگ کہ اپنی مملوکہ جائداد پر رہتے ہوں گو کیسی ہی تھوڑی اور کم ہو وہ نہیں خارج ہوسکتے اور بعض تعلقات اور رشتے بھی ایسے ہیں کہ وہ اخراج کے مانع ہیں مثلاً ایک کتخدا عورت اپنے شوہر سے بلا رضامندی آپسکے جدا نہیں ہوسکتی گو وہ عورت کسی غیر ملک کی رہنے والی ہونے کی وجہہ سے سیٹل منٹ نرکھتی ہو سواے اسبات کے کہ وہ اپنے شوہر سے جدا رہتی ہو اور ایک بچہ شیر خوری کے زمانہ میں اپنی ماں سے علحدہ نہیں ہوسکتا اور یہہ معلوم ہوتا ہی کہ بہت سی حالتوں میں نوکر اور شاگرد اپنے آقا اور اُستاد سے بلا رضامندی باہمی کے جدا نہیں ہوسکتے اور جو لوگ ایسے مقاموں کے رہنے والے ہوں جو کسی پیرش کی حدود میں واقع نہوں یا کوئی مقام سکونت نہیں رکھتے وہ بھی خارج نہیں ہوسکتے اور طریق خارج کرنیکا یہہ ہی کہ جب کسی ایسے مفلس کا خرچ پیرس کے ذمہ عاید ہوتا ہی تو پیرش کے عہدہ دار منصف سے اُس شخص کے نکال دینے کی درخواست کرتے ہیں لیکن حکم صادر ہونے سے پہلے مفلس یا ایسے لوگوں کا جو واقف حال ہوتے ہیں اُسکی سیٹل منٹ کی نسبت اظہار لیا جاتا ہی اور اگر منصفوں کو گواہوں کی گواہی سے اسبات کا اطمینان ہوجاوے کہ اس مفلس کا خرچ حقیقت میں پیرش کے ذمہ پڑتا ہی حالانکہ اُسکی سیٹل منٹ قانوناً دوسرے مقام کی ہی تو اُسکے اُس مقام کے بھیجے جانے کا حکم دینگے *

اگر کسی مفلس کے اخراج کا حکم اُس کا خرچ پیرش کے ذمہ بطور مذکورہ بالا پڑنے کے سبب سے دیا جاویگا تو وہ اُسدن سے اکیس روز کے بعد جاری ہوگا جس دن کہ ایک تحریری اطلاع اُس بات کی کہ اُسکا خرچ اس پیرش کے ذمہ آتا ہی معہ

نقل حکم اخراج اور نقل اظہار جسکي بنا پر وہ خارج کیا گیا اُس پیرش کے سربراہ کاروں جواہ متعاملوں کے پاس ارسال ہوگي جہاں وہ بھیجا جاویگا اور جن متعاملوں یا سربراہ کاروں کے پاس وہ حکم بھیجا گیا ہو اگر وہ اُسکو قبول و منظور کریں تو باوجود نہ گذرنے اکیس روز کے بھي وہ خارج کرکے بھیجدیا جاویگا اور اگر اُس مفلس کے اخراج کے حکم کی اپیل کي اطلاع اُس پیرش میں جہاں سے وہ خارج ہونے کو ہی اکیس دن کے اندر آجاوے تو وہ جب تک خارج نہوگا کہ میعاد اپیل کي نگذرے یا اپیل میں یہہ معاملہ طے ہوجاوے *

اس حکم اخراج کا اپیل ہر سہ ماہي کے اجلاس میں ہوسکتا ہی جواہ مفلس کرے یا پیرش کے عہدہدار کریں یا کوئي ایسا شخص جو سمجھے کہ مجھے کچھہ نقصان ہوتا ہی لیکن اکثر پیرش کے عہدہدار ہي کیا کرتے ہیں یہہ ضرور ہی کہ موجبات اپیل مفصل چودہ دن پیشتر موجبات مفصل پیش کرنے سے پیش کیجاوے جسپر اکثر گرجے والوں یا سربراہ کاروں کے دستخط ہوں اور کم سے کم تین متعاملوں کے ہونے چاہیئیں اور سہ ماہي کے اجلاس میں جب کہ اپیل کي تحقیقات کیجاوے گي تو اپیلانٹ سے بجز اُس ثبوت کے جو اُنھوں نے درخواست اپیل میں تحریر کیا ہو اور کچھہ ثبوت نلیا جاویگا *

اخراج کے حکم کی اپیل صرف سہ ماہي کے اجلاس ہي میں طی نہیں ہوجاتے بلکہ سہ ماہي کے اجلاس کي عدالت کو اگر اپنے فیصلوں کے جواز پر شک ہو تو ہارے ہوئے فریق کے وکیل کی درخواست کرنے پر مقدمہ عدالت شاہي میں بھیجدینے کا اختیار ہی اور اگر اجلاس مقدمہ کو عدالت شاہي کے سپرد نکرے تو منصفوں کے ابتدائي حکم اور اجلاس کے اپیل کا حکم اخیر تحقیقات مزید کے واسطے عدالت شاہي میں جا سکتا ہی اور وہ عدالت اُن حکموں کو بسبب اُنکے ناقص ہونے کے منسوخ کر سکتي ہی مگر یہہ بات ضرور ہی کہ اس عدالت کا حکم صادر ہونے سے چھہ روز پیشتر اُن منصفوں کو اُنکے حکم کے قابل منسوخ ہونے کي اطلاع دیجاتي ہی تاکہ وہ اپنے حکم کے بحال رہنے کي جو کچھہ وجوہات رکھتے ہوں پیش کریں اور کسي حکم کي منسوخي کي درخواست اُس تاریخ سے چھہ مہینے کے اندر اندر ہو سکتي ہی جس تاریخ وہ حکم صادر ہوا ہو *

بعد صادر ہونے قطعي فیصلہ اخیر کے وہ پیرش جہاں کي سیٹلمنٹ مفلس رکھتا تھا اُس پیرش کو جہاں اُس مفلس نے دوران مقدمہ میں پرورش پائي تمام اخراجات اُسکي مدد وغیرہ کے ادا کرنے پر مجبور ہوتا ہی اور اپیل کا خرچہ منصفوں کي رائے پر منحصر ہی اور اپیلانٹ کي غیرحاضري میں بھي اپیل کا تصفیہ کرسکتے ہیں اور خرچہ اپیل کا رسپانڈنٹ کو دلا سکتے ہیں *

سزا

موجودہ قانون کے روسي تیز شرابوں کے محتاج خانہ میں لانے کي ممانعت ھی خواہ غیر شخص لاے خواہ گورنر محتاج خانہ کا لاوے غیر شخص پر سو روپیہ سے کم جرمانہ ھوگا اور گورنر پر دو سو روپیہ سے کم جرمانہ ھوگا اور گورنر کو کسي بالغ کی جسماني سزا دینے یا کسي معاش کے چوبیس گھنٹہ سے زیادہ حوالات میں رکھنے یا اس قدر وقت سے زیادہ حوالات میں رکھنے پر جسقدر کسي منصف کے حضور میں حاضر کرنے میں لگی یھي سزا ھوگي اور اگر وہ یہہ جرمانہ نہ ادا کرے تو چھہ مھینے کي قید کا سزاوار ھوگا اور اس قانون میں یہہ بھي تاکید ھی کہ اُن سب دفعات کو جو سزا کے بیان میں ھیں چھپواکر یا خوش خط لکھواکر محتاج خانہ کے کسي عام مقام میں آویزاں کرادي جاویں اور در صورت نہ آویزاں کرانے کے سو روپیہ جرمانہ ھوگا *

محتاج خانہ کے سربراہ‌کاروں اور گورنروں اور عہدہ‌داروں کو قواعد کي پابندي نکرنے اور اسباب وغیرہ چورانے پر بھي سزائیں دیجاتي ھیں اور ایسے لوگوں کو بھي جو کمشنروں کے قواعد سے دانستہ غفلت یا سرتابي کریں یا کمشنروں کي حقارت کریں سزا دیجاتي ھی یعني پہلے جرم کے ارتکاب میں پچاس روپیہ سے زیادہ جرمانہ نہوگا اور دوسرے جرم میں سو روپیہ سے زیادہ نہیں اور تیسرے جرم کي سزا جو بدچلني سمجھا جاتا ھی دو سو روپیہ جرمانہ معہ کسیقدر قید کے یا صرف جرمانہ ھوتا ھی *

تمام رقمیں جو ماں باپ یا اولاد پر بموجب ایکٹ ۴۳ ملکہ ایلیزبث کے واجب ھوتي ھیں اور اور تمام رقمیں تاوان اور جرمانہ کي طرح وصول کیجاتي ھیں یعني دو منصف وصول کرتے تھیں اول کوئي کمشنر یا اسسٹنٹ کمشنر یا کوئي منصف اُس شخص کو جس سے کوئي رقم وصول کرني ھی طلب کرتا ھی اور وہ دو منصف اُس معاملہ کے طے کرنے اور شخص مذکور سے بذریعہ سزا دینے کے اور اُسکي جائداد منقولہ اور غیرمنقولہ نیلام کرنے کے وہ رقم اور سب خرچہ وغیرہ وصول کرنے کا اختیار رکھتے ھیں اور بعد صادر ھونے حکم کے اگر روپیہ وصول نہو تو منصف اُس شخص کو تاوقتیکہ وہ ضمانت دے یا روپیہ ادا کرے ماخوذ رکھہ سکتے ھیں اور اگر کافي جائداد اُسکو نہو تو جیلخانہ یا تادیب خانہ میں تین مھینے کے واسطے قید کرسکتے ھیں پچاس روپیہ تک کے جرمانہ یا کسي ولدالزنا کے معاملہ کا کوئي حکم ھو اُسکا اپیل سہ‌ماھي کے اجلاس میں دائر ھوسکتا ھی *

گرجے کے افسر اور سربراہ‌کار دو منصفوں کي اتفاق راے سے چندہ کي شرح تجویز کرینگے اور آیندہ اتوار کے دن اُسکو مشتہر کردینگے *

اور یہہ بات ثابت کرنے کے لیئے کہ کسی کی رو رعایت کچھہ نہیں کی ھی گرجے کے افسر اور سربراہ‌کار ہر شخص کو جو دیکھنا چاھی وقتاً فوقتاً اپنے دستخطی چندہ کی کتاب کو آٹھہ آنہ فیس کے لیکر دکھائینگے اور جوشخص ناموں کی نقل چار آنہ فیس لیکر دینگے اور اگر وہ نہ دکھائیں یا نقل نہ دیں تو دو سو روپیہ جرمانہ اُنپر کیا جاویگا *

جس مقام پر گرجے کے افسر موجود نہوں تو صرف سربراہ‌کار ھی تمام کاروبار کوجو پرورش غربا اور تجویز چندہ سے متعلق ھوں انجام دینگے *

گرجے کے افسر یا سربراہ‌کار چندہ کی شرح ہر شخص کی ایسی منقولہ اور غیر منقولہ ملکیت پر قایم کرنے کے مختار ھیں جو ظاھر اور اُسی پرش میں ھو عام قاعدہ یہہ ھی کہ ھر قسم کی ملکیت جو پرش میں واقع ھو اور اُس سے سالانہ منافع حاصل ھوتا ھو چندہ لگانے کے قابل ھوتی ھی *

ایک خاص قانون کے ذریعہ سے ایسے مکانوں کے مالکوں سے بھی چندہ لیا جاتا ھی جو ایک سال کے اندر ساٹھہ روپیہ سے دو سو روپیہ تک کرایہ پر تین مہینے سے کم کے لیئے دیئے جاتے ھوں اور وہ چندہ کرایہ دار کے اسباب تک سے وصول ھوسکتا ھی اور وہ مالک کے کرایہ میں سے مجرا لیگا *

اور چندہ کی شرح سب پر ایک ھی مناسبت سے قایم ھوتی ھی اور اس مناسبت کے لحاظ رکھنے کے واسطے سربراہ‌کاروں پر لازم ھوتا ھی کہ گذشتہ جمع بندیوں یعنی چندہ کی کتابوں کے ذریعہ سے شرح تجویز کریں اور اگر کوئی بے اعتدالی سرزد ھوگی تو منصف اُسکو خفیف اجلاس میں یہانتک کہ سہ ماھی کے اجلاس میں صحیح اور درست کریں مکانوں کی سالانہ آمدنی کی نصف اور اراضی کی سالانہ آمدنی کی تین چوتھائی پر شرح چندہ کی قایم کرنی غیر مناسب نہیں *

بموجب دفعہ ۹۶ ایکٹ ۶ و ۷ ولیم چہارم کے چندہ کی شرح مناسب اور یکساں مقرر کرنے کا یہہ طریقہ قایم کیا گیا کہ ھر ایک جائداد کی اُس آمدنی میں سے جو قیاساً سال بسال اُس سے وصول ھوسکے مرمت اور بیمہ وغیرہ کے خرچ اور نیز اور ضروری ایسے خرچ کی منہائی کے بعد جس سے وہ جائداد کرایہ وصول ھونے کے قابل رھی جو کچھہ باقی رھے اُسپر چندہ لگایا جاوے مگر چندہ لگانے کے جو اصول پہلے سے چلی آتی ھیں اُن میں تبدیلی نہیں ھوئی *

قانون کے مطالب کی عمل درآمد کے سرانجام کرانے کے لیئے جائدادوں اور اراضیات کی پیمایش اور تخمینہ کرانے کا وقت قایم کرنا کمشنروں کے اختیار میں ھی *

جن لوگوں پر چندہ لگایا جاوے وہ اپنے چندہ کی نقل مفت حاصل کرسکتے ھیں *
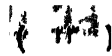
پرورش کے چندہ کی جمعبندی کا اپیل جو لوگ اپنے ذمہ چندہ غیر مناسب سمجھیں منصفوں کے اُس اجلاس میں دائر کرسکینگے جو ہر قسمت یا ضلع کے لیئے وہ خاص اجلاس کرینگے اور اطلاع اُسکی اٹھائیس روز پیشتر کرینگے اور منصفوں کے فیصلہ کا اپیل سہ ماہی کے اجلاس میں ہوسکتا ہی بشرطیکہ اپیلانت بعد فیصلہ کے چودہ دن کے اندر درخواست مشتمل اپیل کی گذرانی اور اقرار نامہ اور ضمانت اسباب کی داخل کرے کہ تحقیقات اپیل کی کراونگا اور جو کچھہ حکم ہوگا اُس سے سرتابی نکروں گا اور اُس کالکٹر یا سربراہکار کو جسنے چندہ تجویز کیا ہو اجلاس سے ایک ہفتہ پیشتر اطلاع اپنے اپیل کرنے کی کرے *

ایسے پیرشوں کی امداد کے لیئے اور پیرشوں پر چندہ لگایا جاسکتا ہے جنمیں غربا کی پرورش کے لئے کافی چندہ جمع نہوسکے *

ازروے قانون کے چندہ لگانے کا نقشہ ذیل میں درج کیا جاتا ہی *

نقشہ جمع بندی چندہ جو واسطے پرورش غربا مرتب متعلقہ ضلع سری کے پیرش کے ۳۰ مارچ سنہ ۱۸۳۷ع میں

بحساب فیصدی دو روپیہ آٹھ آنہ کے مرتب کیا گیا

نمبر	نقیہ واجب یا جسمیں عذر ہو	نام قابض جائداد	نام مالک جائداد	قسم جائداد یا ملکیت جسپر چندہ لگایا گیا	نام اور موقع	تخمینی وسعت	لگان یا کرایہ تخمینی	آمدنی قابل چندہ	شرح چندہ فیصدی دو روپیہ آٹھ آنہ
۱	*	جیمس اسمتھہ	، جان گرین	اراضی اور مکانات	وائیٹ ایکرکھیت	چالیس ایکڑ	چھہ سو روپیہ	پانسو پچاس روپیہ	تیرہ روپیہ بارہ آنہ
۲	*	ایضا	ایضا	مکان اور باغ	ویسٹ سیٹریٹ یعنی مغربی بازار	ایک روڈ	تین سو روپیہ	دوسو پچاس روپیہ	چھہ روپیہ چار آنہ
۳	پانچ آنہ جس میں عذر ہی	جان پرآر	ایضا	مکان	برک لین	*	پندرہ روپیہ	بارہ روپیہ آٹھہ آنہ	پانچ آنہ
وغیرہ	وغیرہ	وغیرہ	وغیرہ	وغیرہ	وغیرہ	وغیرہ	وغیرہ	وغیرہ	وغیرہ